شاہجہان مسجد ووکنگ انگلستان

زیر ادارت

خواجہ کمال الدین

بانیِ مسلم مشن ووکنگ

قیمت تین روپے آٹھ آنے (عہ) سالانہ — قیمت پانچ روپے (۵) ممالک غیر کیلئے

درخواستہائے خریداری بنام مینیجر رسالہ اشاعت اسلام - عزیز منزل - برانڈرتھ روڈ - لاہور - پنجاب انڈیا

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

دی ووکنگ مسلم مشن اینڈ لٹریری ٹرسٹ رجسٹرڈ

(الف) ووکنگ مسلم مشن کا جملہ تبلیغی کاروبار ایک باضابطہ رجسٹری شدہ ٹرسٹ کے ماتحت ہے۔ اس ٹرسٹ میں (۱) ووکنگ مسلم مشن (۲) رسالہ اسلامک ریویو انگریزی (۳) رسالہ اشاعت اسلام (۴) کتب خانہ اشاعت اسلام (۵) مسلم لائبریری (۶) مسلم لٹریری ٹرسٹ (۷) ریزرو فنڈ یعنی سرمایہ محفوظ مشن ووکنگ شامل ہیں

اغراض و مقاصد

(ب) (۱) ووکنگ مسلم مشن اور اس کی متعلقہ تحریکات کو انگلستان میں بغیر فرقہ وارانہ اصول پر زندہ و قائم رکھنا +

(۲) رسالہ اسلامک ریویو انگریزی و دیگر اسلامی ادبیات کو شائع کرنا اور مفت تقسیم کرنا +

۳۔ انگلستان اور دیگر ممالک میں اسلام کی اشاعت کرنا +

۴۔ سستا سے سستا قرآن کریم چھپا کر مفت تقسیم کرنا اور فروخت کرنا +

۵۔ اس کے لئے تمام وہ امور انگلستان اور دیگر ممالک میں سرانجام دینے جن کی اشاعت اسلام کے لئے ضرورت ہو

بورڈ آف ٹرسٹیز

(ج) ۱۔ جناب دی رائٹ آنریبل سر رولینڈ جارج النسب الحاج لارڈ ہیڈلے بالقابہ الفاروق بی اے کنٹیب۔ ایم۔ آئی سی۔ آئی۔ ای ٹی آف انجینئرز ہاوس۔ کیلارنے۔ آئرلینڈ (چیئرمین)

۲۔ جناب سر عباس علی بیگ صاحب کے سی۔ آئی۔ ای سی۔ ایس آئی ایل ایل ڈی بی۔ اے۔ ایف۔ یو۔ بی۔ آف بمبئی اینڈ گلفٹن

۳۔ جناب میاں سر محمد شفیع صاحب کے سی ایس آئی سی آئی۔ ای ڈاکٹر آف لٹریچر بیرسٹرایٹ لاء لاہور

۴۔ جناب میاں احسان الحق صاحب بیرسٹرایٹ لاء منشن اینڈ ڈسٹرکٹ جج لائل پور

۵۔ جناب حکیم محمد جمیل خانصاحب رئیس اعظم فرزند جناب حکیم اجمل خانصاحب رئیس اعظم دہلی

۶۔ کنور نشری بدرالدین صاحب فرزند عالیجناب ہز ہائینس شیخ جہانگیر میاں صاحب والیٔ ریاست منگرول دکاٹھیاوار

۷۔ جناب شیخ عبدالحمید صاحب مالک انگلش ویر ہوس۔ دی مال۔ لاہور

۸۔ جناب شیخ محمد اسمٰعیل صاحب مالک کالونی فلور ملز۔ لائل پور

۹۔ جناب خان بہادر غلام صمدانی صاحب پولیٹیکل اسسٹنٹ پشاور (سرحد)

۱۰۔ خان بہادر مولوی غلام حسن صاحب آنریری مجسٹریٹ اینڈ وائس پریذیڈنٹ میونسپلٹی۔ (سرحد) پشاور

۱۱۔ جناب ملک شیر محمد خانصاحب بی اے اسپیشل اسسٹنٹ ٹو منسٹر مال ریاست جموں کشمیر

۱۲۔ جناب خواجہ نذیر احمد صاحب بیرسٹرایٹ لاء ایڈوکیٹ ہائیکورٹ لاہور

۱۳۔ جناب مولوی عبدالمجید صاحب ایم اے بی ٹی (قائمقام امام مسجد ووکنگ انگلستان)

۱۴۔ جناب خواجہ کمال الدین صاحب بی اے ایل ایل بی وکیل بانی ووکنگ مسلم مشن (وائس پریذیڈنٹ)

۱۵۔ جناب ڈاکٹر غلام محمد صاحب ایم بی ایس سابق سول سرجن سرحد (آنریری فنانشل سکرٹری)

۱۶۔ جناب شیخ محمد دین جان صاحب بی اے ایل ایل بی ایڈوکیٹ ہائی کورٹ لاہور

۱۷۔ مولوی مصطفٰے خانصاحب بی۔ اے لاہور۔ مسلم مشنری

۱۸۔ جناب خواجہ عبدالغنی صاحب (سکرٹری)

ٹرسٹ کی منتظمہ کمیٹی

(د) ۱۔ جناب سر میاں محمد شفیع صاحب کے۔ سی۔ ایس۔ آئی سی۔ آئی۔ ای ڈاکٹر آف لٹریچر بیرسٹرایٹ لاء لاہور

۲۔ جناب خانصاحب سعادت علی خانصاحب رئیس اعظم سکرٹری انجمن اسلامیہ پنجاب لاہور

۳۔ جناب محمد دین جان صاحب بی اے ایل ایل بی ایڈوکیٹ۔ لاہور

۴۔ جناب ملک شیر محمد خاں صاحب بی۔ اے سپیشل اسسٹنٹ ٹو منسٹر مال صاحب بہادر ریاست جموں و کشمیر

۵۔ جناب کنور نشری بدرالدین صاحب بی اے خلف الصدق عالیجناب ہز ہائنس نواب صاحب بہادر۔ ریاست منگرول رکاٹھیاوار

۶۔ جناب خان بہادر شیخ محمد اسمٰعیل صاحب مالک دوکان احمد بن برادرز۔ راولپنڈی

۷۔ جناب خان بہادر مولوی غلام حسن صاحب آنریری مجسٹریٹ و وائس پریذیڈنٹ میونسپلٹی۔ پشاور (سرحد)

۸۔ جناب میجر شمس الدین صاحب بی۔ اے فنانشل سکرٹری (ریاست بہاولپور)

۹۔ خانصاحب جناب محمد اسلم خانصاحب برہ خان خیل آنریری مجسٹریٹ رئیس اعظم۔ مردان (سرحد)

۱۰۔ جناب احمد ملاداؤد صاحب مدنی سوداگر رنگون برہما

۱۱۔ جناب شیخ محمد اسمٰعیل صاحب مالک کالونی فلور ملز۔ لائل پور

۱۲۔ جناب خواجہ نذیر احمد صاحب بیرسٹرایٹ لا، لاہور

۱۳۔ جناب خواجہ کمال الدین صاحب بی اے ایل ایل بی وکیل بانئے ووکنگ مسلم مشن انگلستان (وائس پریذیڈنٹ)

۱۴۔ جناب ڈاکٹر غلام محمد صاحب ایم بی ایس۔ سابق سول سرجن سرحد۔ لاہور۔ (آنریری فنانشل سکرٹری)

۱۵۔ جناب خواجہ عبدالغنی صاحب (سکرٹری ٹرسٹ)

ضروری ہدایات

(ی) (۱) ٹرسٹ کے متعلق جملہ خط و کتابت بنام سکرٹری ووکنگ مسلم مشن اینڈ لٹریری ٹرسٹ عزیز منزل برانڈرتھ روڈ لاہور (پنجاب) ہونی چاہئے

۲۔ جملہ ترسیل زر بنام فنانشل سکرٹری دی ووکنگ مسلم مشن اینڈ لٹریری ٹرسٹ عزیز منزل برانڈرتھ روڈ لاہور (پنجاب) ہو۔

۳۔ ہیڈ آفس عزیز منزل برانڈرتھ روڈ لاہور (پنجاب)

۴۔ دفتر انگلستان دی ماسک ووکنگ سرے انگلینڈ
The Mosque Woking, Surrey, England.

۵۔ بنکرس۔ لائیڈز بنک لمیٹڈ لاہور (پنجاب)

۶۔ تار کا پتہ۔ "اسلام" لاہور (پنجاب)

۷۔ رسالہ اسلامک ریویو انگریزی کا سالانہ چندہ معہ محصول ڈاک

رسالہ اسلامک ریویو انگریزی کا سالانہ چندہ لائبریریوں، طلبا و مفت تقسیم کرنے کے لئے ۵ر معہ محصول ڈاک

تمام خط و کتابت بنام سکرٹری دی ووکنگ مسلم مشن اینڈ لٹریری ٹرسٹ عزیز منزل برانڈرتھ روڈ لاہور پنجاب

In one of his letters which he sent along with his " Declaration Form " Mr. Allan wrote to say:—

" It must not be taken that I am ' renegading ' from any creed, for, as a child, I received no particular religious instruction at school; the scriptures and the Gospel were just used as a daily reading lesson, and not taught otherwise. I mention this, as I know converts often are looked upon with suspicion and contempt, particularly by the Osmanlis.

" I will also send you a photo of myself when I can get one taken. *I have not been photographed since a boy as I had an idea that it was rather against the law* (*Shariat*). From what you tell me of the ' Hanafi ' School, I should surmise it rather more liberal than others. It is no doubt good, *provided it be not carried too far.*

" Sir, in my case, as I have mentioned, I never followed any particular creed. I think, when a child, I used to be occasionally sent to church for respectability's sake, but had a furious and instinctive dislike for its rituals, not being able to understand anything that I used to hear there."

" Born in New Zealand some weeks after my father's death—brought to England soon after educated at private schools. Being the only child, I was left much to my own devices; became an omnivorous reader as a schoolboy, acquired Sale's Koran and was much struck with it at that early age I could see through and was thoroughly disgusted with the hypocrisy of those *professing* Christianity and their leaders. Of recent years have studied the Koran a great deal therein is 'a plain direction' for everyone, it is logic and no mysticism —the best commentary on the Koran is It requires none (read it with an unbiased mind all ye who wish for instruction)."

Ahmad A. Allan."

[*See overleaf.*

فہرست مضامین

رسالہ

اشاعت اسلام

جلد (۱۸) | بابت ماہ جنوری ۱۹۳۲ء مطابق ماہ رمضان المبارک ۱۳۵۰ھ | نمبر (۱)

بسم اللہ الرحمن الرحیم نحمدہٗ و نصلّی علیٰ رسولہ الکریم

اشاعت اسلام

جلد (۱۸) بابت ماہ جنوری سنہ ۱۹۳۲ء نمبر (۱)

شذرات

جناب اے۔ ایلین احمد کا اعلان اسلام

جناب والد صاحب مرحوم کی وفات کے چند ہفتہ بعد میں نیوزیلینڈ میں پیدا ہُوا۔ اس کے بعد مجھے انگلستان لایا گیا۔ اور ایک پرائیویٹ سکول میں مجھے تعلیم دی گئی کیونکہ اپنے گھرانہ میں میں ایک ہی اکلوتا بچہ تھا۔ اس واسطے میرے معاملات میں کوئی بھی شخص مزاحم نہ ہوتا تھا۔ طالبعلمی کی زندگی میں ہی مجھے مطالعہ کا ازحد شوق ہو گیا۔ میں نے سیل کا ترجمۃ القرآن حاصل کیا۔ اسے مطالعہ کر کے میں حیران ہُوا۔ اوائل عمر ہی میں عیسائیوں اور انکے اکابرین کی منافقت سے ازحد بیزار ہو گیا۔ جُوں جُوں عمر میں ترقّی ہوتی گئی۔ تُوں تُوں قرآن کریم کے مطالعہ کی طرف بھی زیادہ توجّہ دیتا رہا۔ مجھے اس کے صفحات کے اندر ہر ایک شخص کیلئے رشد و ہدایت نظر آئی۔ یہ کتاب عظیم ایک منطق ہے جو حکمت و دانش پر مبنی ہے۔ محض تصوّف کی کتاب نہیں۔ قرآن کریم کو کسی سے سمجھنے کی چنداں ضرورت نہیں۔ اس کی بہترین تفسیر و شرح یہی ہے کہ جو بھی متنفّس اس سے روشنی و ہدایت کا متمنّی ہے۔ وہ اِسے غیر متعصّب دل و خالی الذّہن ہو کر مطالعہ کرے +

ہمارے نومسلم بھائی جناب مسٹر ایلین صاحب نے اپنے اعلانِ اسلام کے ساتھ جو مکتوب ارسال کیا ہے۔ اس کا اردو ترجمہ بھی ذیل میں پیش کیا جاتا ہے:۔

"یہ نہ سمجھنا چاہیئے کہ میں کسی مذہب سے مُرتد ہو رہا ہوں کیونکہ بچپن سے ہی سکول میں مجھے کسی مخصوص مذہب کی تلقین نہیں کی گئی۔ انجیل ہمارے لئے دیگر درسی کُتب کی طرح ایک معمولی روزانہ درسی کتاب کی حیثیت رکھتی تھی۔ اسلئے

علاوہ اس کی کوئی خاص تعلیم نہ دی جاتی تھی۔ میں ان امور کا اس لئے اظہار کر رہا ہوں۔ کیونکہ نو مسلمین ہمیشہ شکوک و حقارت کی نگاہ سے دیکھے جاتے ہیں“ +

”میں عنقریب آپ کی خدمت میں اپنی فوٹو بھی ارسال کرونگا۔ بچپن سے آج تک میں نے تصویر نہیں کھنچوائی۔ کیونکہ مجھے یہی خیال رہا۔ کہ تصویر اُتروانی خلافِ شریعت ہے۔ جو کچھ آپنے مجھے حنفی جماعت کے مُتعلق تحریر فرمایا ہے۔ میرے نزدیک یہ جماعت دوسروں سے زیادہ آزاد خیال ہے“ +

جناب عالی! جیسا کہ میں نے عرض کیا۔ میں کسی خاص اعتقادات کا مُعتقد نہیں رہا ہوں۔ جبکہ میں بچہ تھا۔ مُجھے گرجا میں محض تقدس کلیسیا کی خاطر گرجے بھیجا جایا کرتا تھا۔ لیکن اُسکی رسمیات سے مجھے جبلی تنفر تھا۔ جنہیں دیکھ کر میں آگ بگولا ہو جایا کرتا تھا۔ اور جو کچھ بھی میں گرجا میں سُنا کرتا تھا۔ اسکی ذرا بھر بھی مجھے سمجھ نہ آتی تھی +

خادم۔ احمد۔ اے۔ ایلن

تمدّن اسلام حصّہ اول

تبصرہ از قلم جناب ایڈیٹر صاحب رسالہ اردو اورنگ آباد دکن

یہ دلچسپ کتاب علالت کے باوجود خواجہ صاحب موصوف نے تکمیل کو پہنچائی۔ اور یہ حصّہ بلا تاخیر شائع کرنا ضروری تصوّر کیا۔ خواجہ صاحب کی انگلستان میں تبلیغی مساعی اور انگریزی اُردو تصانیف نے ملک میں انھیں کافی رُوشناس کر دیا ہے۔ اور ہمارا خیال ہے۔ کہ یہ آخری کتاب اُن کی علمی شہرت میں اور اضافہ کریگی۔ کتاب میں کہیں کہیں مناظرہ کا رنگ، اور مضامین میں قدرے بے ربطی پائی جاتی ہے۔ بعض الفاظ اور فقرے مذاق سلیم کے معیار پر غالباً پورے نہیں اُترتے۔ لیکن ان اسقام کے باوجود کتاب کے اکثر مباحث نہایت مفید اور پڑھنے کے قابل ہیں۔ آیات قرآنی کی تفسیر میں لائق مصنف نے اجتہاد کی شان دکھائی ہے۔ اور بڑی خوبی سے مبرہن کیا ہے۔ کہ اس کتاب حکیم کی تعلیم ترقی تمدن کی کس قدر محرک و ممد ہے۔ اور اُسنے اخلاق عالیہ کی کیسی مضبوط بنیادوں پر قائم کرنا چاہتی ہے۔ کہ اس حیرت انگیز جامعیت کے ساتھ دُنیا کے کسی اور مذہب یا حکمت معلومہ نے یہ سبق نوع انسان کو نہیں دیا تھا۔ خواجہ صاحب نے بعض تعلیمیافتہ مسلمانوں کے اس قول کی کہ ”ہم پہلے ہندوستانی ہیں“ پھر مسلمان وغیرہ۔ بجا سخت مذمت کی ہے۔ دوسرے مذاہب کی وہ تمدنی خامیاں بتائی ہیں جن کی بدولت عہد جدید کے اہل علم و تحقیق سرے سے الہامی مذہب ہی سے منکر و منحرف ہو گئے۔ پھر خواجہ صاحب نے عقلی دلائل اور محکم شواہد سے ثابت کیا ہے۔ کہ اسلام جہاں ایک طرف کامل مساوات انسانی اور جمہوریت کی تعلیم دیتا ہے وہیں دوسری طرف خالص توحید، اخلاق الٰہی سے متصف ہونا اور خلافت فی الارض، اسکے مشہور و مسلم عقاید میں داخل ہے! اور یہ آخری عقیدہ ہی اس بات کی صریح دلیل ہے۔ کہ اسلام، عقلی علوم و فنون، تحقیق و انکشاف، اور تمدنی جد و جہد میں حائل نہیں، بلکہ اُن کا عین مؤید و داعی ہے۔ کتاب میں ہر جگہ فاضل مصنّف کی وسیع معلومات اور غور و تحقیق کا جلوہ نظر آتا ہے۔ اور جزئی اختلافات سے قطع نظر، مجموعی طور پر ہم تمدن اسلام کو اپنی زبان کی نہایت قابل قدر تصانیف میں شمار کئے جانے کے لائق سمجھتے ہیں! اور جدید تعلیم یافتہ مسلمانوں سے، جو مذہب سے قاطبتاً بدظن و برگشتہ نہیں ہو گئے ہیں، اسے پڑھنے کی پُرزور سفارش کرتے ہیں +

ا؎ اشاعت حاضرہ کو آپکے فوٹو سے مزین کیا جاتا ہے ۱۲ ؎۲ حضرت خواجہ صاحب بسا اوقات شدت مرض کی حالت میں نہ تو خود اپنے قلم سے کچھ لکھ سکتے ہیں نہ ہی مسودہ کی نظر ثانی فرما سکتے ہیں۔ اسلئے ایسے اسقام تصنیف میں رہ جاتے ہیں۔ تصنیف مذکورہ کو ایسے نازک ترین مراحل علالت میں [illegible] + سکرٹری

للہ الحمد ہر آں چیز کہ خاطر میخواست
آخر آمد ز پسِ پردۂ تقدیر پدید

تفسیر القرآن

سالِ نو کی مبارکباد ناظرین رسالہ کیلئے اس سے بڑھ کر اور کیا ہو سکتی ہے ۔ کہ ان کو یہ مژدہ جانفزا سنایا جائے کہ جس جدید تفسیر القرآن کی اشاعت کیلئے وہ مدت سے چشم براہ تھے ! اشاعت حاضرہ میں اسکی پہلی قسط پیش کی جاتی ہے +

اس ذو المنن کا شکر و احسان ہے ۔ کہ صحبت حاضرہ میں ہم جدید تفسیر القرآن مصنفہ حضرت خواجہ کمال الدین صاحب کے پہلے باب کا اُردو ترجمہ ناظرین کرام کی خدمت میں پیش کر رہے ہیں ۔ اصل مضمون انگریزی میں ہے ۔ جو ہر ماہ رسالہ اسلامک ریویو انگریزی میں بالالتزام شائع ہوتا رہیگا لیکن اس کا اُردو ترجمہ رسالہ ہذا کے صفحات کو انشاء اللہ مزین کرتا رہیگا ۔ وما توفیقی الا باللہ +

تراجم اور تفاسیر تو آج تک بہت شائع ہو چکے ! اور بڑے بڑے قابل ترین ہاتھوں سے ہو کر نکلے ہیں ۔ جن کا تبحر علم مسلمہ ہے لیکن ہمارے سامنے زیادہ تر مغرب کے مطالبات ہیں ! اور در اصل یہ وہی مطالبات ہیں ۔ جو مشرق میں غیر مسلم چھوڑ کر خود مسلم نئی پود پیش کر رہی ہے +

اس جدید تفسیر القرآن کی اشاعت کے دو وجوہات ہیں ! ایک تو مغربی دنیا کے رجحانات یعنی یہ کہ ان کے مذہبی نقطۂ خیال کو سامنے رکھکر اُن کے مطالبات کا جواب قرآن کریم سے دکھایا جائے ! اور دوسری طرف اپنے مسلم بھائیوں کی بڑھتی ہوئی مصائب کا علاج کیا جائے ۔ ان دونوں امور کا حل قرآن کریم ہے ۔ قرآن کریم ہی مغربی مطالبات کو اور ایسا ہی ایسے دیگر تقاضوں کو پورا کر سکتا ہے ! اور دوسری طرف اس کتاب مبین کی تعلیمات کو چھوڑ کر ہماری یہ حالت ہو گئی ہے ۔ اسلئے ہماری تکلیفات کا حل بھی قرآن کریم میں ہی ہے +

اشاعت اسلام کے معاملہ میں مغرب میں اللہ تعالےٰ نے ہمیں شاندار و فوق العادت کامیابی عطا فرمائی ہے عیسائی فرقۂ جدیدیت کے ایک رکن اعظم نے حال ہی میں اعلان کیا ہے ۔ کہ وہ مروجہ عقاید عیسائیت کو چھوڑ کر کسی نئے عقیدہ کے بنانے کی فکر میں ہیں یعنی کلیساء نے جن عقاید کا نام بطور کریڈ (اصول مذہب) اعلان کیا ہوا ہے وہ صحیح نہیں

اس زبردست عیسائی جماعت کا نام **موڈرنسٹ** ہے۔ جو یورپ کی ⅔ آبادی پر مشتمل ہے ....
ان میں کثرت سے لشپ موجود ہیں جنکے علاوہ عیسائیت کے بڑے بڑے اہل فضل و قلم بھی اس گروہ میں شامل ہو چکے ہیں۔ جو بڑی شد و مد کے ساتھ اپنی تحقیق کی اشاعت کر رہے ہیں +

آج جن امور کی پیروی لفظاً لفظاً موڈرنسٹ کر رہے ہیں وہ وہی ہیں۔ جو قرآن کریم نے سکھلائے۔ اب جو وہ نئے عقائد بنانا چاہتے ہیں۔ تو وہ کیوں قرآن کریم کی مزید تعلیم سے اس امر کیلئے مستفید نہوں +

لیکن سوال یہ ہے۔ کہ ان کو اس تعلیم سے آگاہ کرنا کن کا فرض ہے۔ خدا تعالےٰ نے یورپ میں میدان تبلیغ میں ہمارے لئے تنہا راہ کھول دیئے اسلئے یہ کام اب ہمارا ہے اور کل مسلم دنیا کا ہے۔ کہ اس فرقہ جدیدیت کی روحانی تشنگی کی تسکین کے سامان پیدا کریں +
کس قدر خدا کا احسان ہے کہ اس نے چند سالوں میں انہدام عیسائیت۔ خود عیسائیوں کے ہاتھ سے ہی کرایا۔ اب ہمارا فرض ہے کہ موڈرنسٹوں کے جدید عقیدہ بنانے میں انکی امداد کریں۔ اور اس طرح انھیں اسلام کی طرف لائیں۔ زمانہ کی نئی پیدا کردہ ضروریات اور آرا کو سامنے رکھ کر قرآن کریم کو پیش کریں۔ یہ تو صریح بات ہے۔ کہ موڈرنسٹ کوئی بہتر سے بہتر امر اپنے عقیدہ کے لئے تجویز نہیں کر سکتے۔ جو قرآن کریم نے تعلیم فرمایا ہو۔ اور ان پندرہ سالوں میں بھی انہوں نے قرآن کریم کی ہی پیروی کی ہے +

یورپ کی آبادی کے اس کثیر طبقہ کے مذہبی مقتضیات و مطالبات کو سامنے رکھ کر رسالہ اسلامک ریویو انگریزی کے جنوری ۱۹۳۲ء نمبر سے ہم نے تفسیر القرآن کی اشاعت کو شروع کر دیا ہے تاکہ یہ موڈرنسٹ فرقہ اپنے نئے عقیدہ بنانے کے نیک کام میں اُسے اپنے سامنے رکھ سکے۔ گو وہ آگے بھی ہمارے اسلامی لٹریچر سے ناآشنا نہیں لیکن اب کے ہم نے خاص طور سے اہتمام کیا ہے کہ رسالہ اسلامک ریویو انگریزی کی ایک کثیر تعداد کی مفت اشاعت ان میں پیہم ہوتی رہے +

ایک طرف تو مغربی دنیا کے رجحانات و مطالبات ہمارے سامنے ہیں اور دوسری طرف خود مسلم بھائیوں کی بڑھتی ہوئی مصائب۔ ان دونوں امور کا بہترین علاج ہم نے یہی سوچا ہے۔ کہ قرآنی لٹریچر کی کثرت سے اشاعت کی جائے۔ سب سے اول تو خود مسلم اس سے آگاہ ہوں اور ان پر عمل پیرا ہو کر مصائب سے مخلصی حاصل کریں۔ دوسرے غیر مسلم دنیا اس لٹریچر سے حقیقی نجات پا کر اسلام قبول کرے +

مشکل تو یہ ہے کہ غیر مسلموں کی تبلیغ کیلئے ہم نے جب کبھی محاسنِ اسلام پیش کئے۔ تو مسلمان بھائی اس پر پھولے نہ سمائے۔ انہوں نے سمجھ لیا کہ یہ خوبیاں ہم میں ہیں حالانکہ انہی خوبیوں کے فقدان کی وجہ سے ہم پر موجودہ نکبت و ادبار منڈلا رہی ہے۔ اور دن بدن ہم ذلت و مسکنت کے اتھاہ گڑھے کی طرف جا رہے ہیں۔ اور ہماری موجودہ بربادی و تباہی کی وجہ بھی دراصل یہی ہے +

دوسری طرف اب اگر مسلمانوں کا رونا رویا جائے تو غیر مسلم یہ سمجھتے ہیں کہ خود مسلمانوں کا جب یہ حال ہے تو ہمیں انکے مذہب میں جانے کی ضرورت ہی کیا ہے۔ اور اگر قرآنی خوبیوں کو بلا اس رونے کے پیش کیا جائے۔ تو مسلم بھائی سمجھ لیتے ہیں کہ ان خوبیوں کے تو ہم ہی اجارہ دار ہیں +

اب ہم حیران ہیں کہ ان حالات میں کیا صورت اختیار کی جائے۔ ان دونوں راہوں میں سے ہمارے نزدیک بہترین و انسب راہ یہی ہے کہ ہم قرآنی تعلیم کو پیش کریں۔ اور ان امور کا ذکر کریں جن کے پیدا ہونے سے حسب الارشاد قرآن کریم تہذیب و تمدن کمال کو پہنچ جاتے ہیں +

تفسیر القرآن کے پہلے باب کو پڑھ کر ہم کہ سکتے ہیں کہ مجوزہ تفسیر ایک آزاد منش کو خواہ اس کا مذہب کچھ بھی ہو اسلام کی طرف محبت و عزت کے ساتھ مائل کر دیگی۔ حضرت خواجہ صاحب نے جو بھی بات اس میں لکھی ہے۔ اسکی شہادت میں صحیفۂ قدرت کو پیش کیا ہے لیکن صحیفۂ قدرت کی یہ شہادتیں کسی نیچری اصول پر نہیں۔ بلکہ یہ شہادتیں ہیں۔ جن کا ذکر قرآن کریم نے صاف صاف الفاظ میں کیا ہے۔ ہمارے علم میں یہ ایک پہلی کوشش ہے جو خدا کے قول اور فعل میں ناقابلِ جرح تطبیق دکھاتی ہے +

تفسیر القرآن کا تعارفی نوٹ نامکمل رہ جاتا ہے۔ اگر ہم اس نافع للناس وجود کی صحت و درازی عمر کیلئے دعا نہ کریں جس نے اس شاندار تفسیر القرآن کی تصنیف کا بارگراں اٹھایا ہے +

حضرت خواجہ صاحب موصوف کی موجودہ صحت اس امر کی مقتضی نہیں۔ کہ وہ اس دماغی شغل کو جاری رکھ سکیں لیکن جو شوق جنون کی حد تک پہنچ جائے۔ وہ لاعلاج ہو جاتا ہے۔ حضرت خواجہ صاحب ممدوح نے اس دماغی کاوش کا خمیازہ کئی بار اٹھایا ہے۔ چنانچہ آغاز دسمبر ۱۹۳۱ء میں چوتھی بار مرض نے خطرناک صورت اختیار کر لی لیکن اللہ تعالیٰ کا فضل و احسان ہے کہ اب آپ خطرہ سے نکل چکے ہیں۔ اس وقت کمزوری نقاہت وغیرہ کی ہے۔ احباب کرام انکی صحت کاملہ کیلئے دعا فرمائیں تاکہ جس تفسیر جدید کا بارگراں انہوں نے اٹھایا ہے۔ اسے خود ہی پایۂ تکمیل تک پہنچائیں۔ آمین!

ماہِ صیام

مسلمانوں کے ہاں قمری مہینوں میں ماہ رمضان روزوں کا مہینہ سمجھا جاتا ہے۔ دُنیا بھر کے مسلمان اس مہینہ کو مُقدس خیال کرتے ہیں۔ سمیں روزے رکھتے ہیں۔ خیرات وحسنات کرتے ہیں۔ یہ ماہ مُبارک مسلم کیلئے مجاہدانہ زندگی کی ایک مشق ہے۔ ماہ صیام کا آغاز گویا تمام دُنیا بھر کے مسلمانوں کی روزانہ زندگی میں ایک نمایاں انقلاب پیدا کر دیتا ہے +

اسلام کی تعلیم معقول ہے۔ یہ اپنی مُدلل تعلیم کی رُو سے انسان کو نہ صرف ان اشیاء سے مجتنب رہنے کی تلقین کرتا ہے جو اُس کیلئے ممنوع وحرام ہیں۔ بلکہ بسا اوقات تو حلال چیزوں کے استعمال سے بھی منع کرتا ہے +

ہر متنفس کا یہ حق ہے کہ اپنی حیثیت کے موافق وہ پیٹ بھر کر خورد و نوش کرے لیکن ایک مُسلم محض اللہ تعالیٰ کی خوشنودی کی خاطر ایک معین وقت تک کھاتے پینے سے بھی احتراز کرتا ہے۔ پس ایسے شخص کیلئے ہر وقت خورد و نوش کے معاملہ میں حد اعتدال سے تجاوز کرنا ناممکن ہو جاتا ہے +

اسی طرح مباشرت جو ہر ایک شخص کا طبعی حق ہے۔ ایک مسلم ماہ رمضان میں ارادۃً اُس حق سے مجتنب رہتا ہے۔ تو اس مشق سے گویا اُس نے غیر محرموں کو نگاہ شہوت آلودہ سے گویا نہ دیکھنے کی اپنے اندر طاقت پیدا کر لی +

یہ مجاہدہ نفس اور یہ نہی سبق اسلام نے مُسلمانوں کو روزہ کی شکل میں تلقین کیئے ہیں۔ پس نماز و روزہ اس زینہ کے پہلے درجے ہیں۔ جن پر چڑھ کر ایک مُسلم اللہ تعالیٰ کی طرف صعُود کرتا ہے +

بدی اور گناہ سے بچانے کا بہترین علاج قرآن مجید نے یہ تجویز کیا ہے۔ کہ انسان ماہ رمضان میں ان چیزوں کو بھی ترک کرنے کی مشق کرے جن کا استعمال دیگر اوقات میں مُباح ہے۔ اور یہ سب کچھ اللہ تعالیٰ کے خوف کو سامنے رکھ کر کیا جاتا ہے۔ پس اس طریق سے انسان کیلئے بدی سے رُکنا آسان ہو جاتا ہے۔ کیونکہ وہ جائز اور حلال چیزوں سے رُکنے پر قادر ہو چکا ہے۔ روزہ کے ایام میں جیسا میں نے اُوپر عرض کیا انسان کو ان تعلقات سے بھی کنارہ کشی کرنی ہوتی ہے۔ جو زناشوئی کے نام سے موسُوم ہوتے ہیں۔ اور شہوت کے ہر قسم کے اظہار سے مجتنب رہنا پڑتا ہے۔ پس اسلامی روزہ جس طرح پیٹ کو ایک مُعین وقت تک خالی رکھنے کا نام ہے۔ اسی طرح چشم گوش و دیگر جوارح کو بھی ایک باقاعدگی اور نظام کے ماتحت روکے رکھنے کا نام بھی ہے +

غرضیکہ ہر قسم کی جسمانی خواہش کا مغلوب ہو کر عقل انسانی کے ماتحت ہو جانا روزہ کی عبادت کی اصل غرض و غایت ہے +

دُنیا کے نوّے فیصدی جرائم پر غور کرنے سے معلوم ہوگا۔ کہ ان سب کا علاج حضرت نبی کریم صلعم کے ان الفاظ میں بخُوبی مل جائیگا۔ "کہ اگر لوگ صرف ان چیزوں کے صحیح استعمال کی ذمہ واری لے لیویں۔ جو ان کے دونوں ہونٹوں اور پاؤں کے درمیان ہیں۔ تو میں اُن کے جنت میں داخل ہونے کا ذمہ وار ہوں" +

سُنّتِ نبوی کے مطابق ایک مسلم نہ صرف اپنے جوارح عمل و تخیل کو ناجائز امُور سے مجتنب رکھتا ہے۔ بلکہ انھیں قابل تحسین امُور کے حصول میں...... مامُور کرتا ہے۔ وہ شخص جو اپنے کو روزہ دار کہتا ہے۔ مگر اپنی آنکھوں کو شہوانی نظاروں سے نہیں بچاتا۔ وہ ارکان روزہ کی ہرگز ہرگز پابندی نہیں کرتا۔ ایسا ہی جو آدمی خرافات بکتا ہے۔ اور اس کے اعضاء و جوارح افعال شنیعہ کے مُرتکب ہوتے ہیں۔ وہ غلط کار ہے۔ اور تقدس روزہ کو پامال کرتا ہے +

روزہ سے مراد صرف جسمانی صعوبتوں کو برداشت کرنا نہیں۔ بلکہ روزہ تمام ناجائز خواہشات سے کنارہ کشی سکھلاتا ہے۔ اور اس کی اہمیت کو جتلا دینے کے لئے معین وقت تک ہمیں اپنی جائز خواہشات کی پیروی سے بھی روک دیتا ہے +

روزوں کا حکم اسلام ہی سے مختص نہیں۔ بلکہ دنیا کے ہر مذہب نے کسی نہ کسی رنگ میں اپنے متبعین سے اس کی مشق کرائی ہے۔ یہاں تک کہ ہمارے اپنے زمانہ میں ایسے لوگ بھی موجود ہیں جو کسی مذہب سے کوئی تعلق نہیں رکھتے۔ مگر روزوں کے فلسفہ اور دانش کے قائل ہیں۔ اسلام اور دوسرے مذاہب میں فرق صرف یہ ہے۔ کہ جہاں اسلام دوسرے مذاہب کے ساتھ بہت سی باتوں میں شریک ہے وہاں وہ کچھ خاص احکام جاری کرتا ہے۔ جو اس کے روزہ کو دیگر مذاہب عالم کے روزوں سے متمیز کر دیتے ہیں۔ اور روزوں کے مفہوم کو بھوکا مرنے تک محدود نہیں رکھتے۔ بلکہ انہیں ایسے عجائبات بھر دیئے ہیں جو مقام انسانی کیلئے ایک بڑی طاقت ہیں +

بعض مذاہب خاص خاص اجناس کو ترک کرنا روزہ سمجھتے ہیں۔ مثلاً پھل وغیرہ اور ان کے رس کو جائز سمجھا جاتا ہے۔ مگر اسلامی روزہ کھانے پینے سے مطلق پرہیز کا نام ہے۔ علاوہ ازیں اسلام چند اور احکام نافذ کرتا ہے۔ جس سے روزہ کے معنی صرف بھوکا رہنا ہی نہیں رہ جاتا۔ شارع اسلام علیہ الصلوٰۃ نے بارہا ارشاد فرمایا ہے۔ کہ روزہ صرف کھانے پینے کو ترک کر دینے کا نام نہیں ہے اسی طرح قرآن کریم کی واضح آیات روزہ کے مفہوم کی تشریح کرتی ہوئی صاف بتلاتی ہیں۔ کہ روزہ کی اصل غرض۔ انسانی اخلاق اور روح کی تربیت ہے +

رمضان میں تمام صفات حسنہ کو معرض عمل میں لانے کی تاکید خصوصیت کے ساتھ کی گئی ہے۔ وہ مہینہ جو جود و سخا اور اعمال صالحہ میں بسر ہو۔ یہ کبھی نہیں ہو سکتا۔ کہ وہ تمام سال کیلئے عمدہ نتائج پیدا نہ کرے۔ یہی بات انسان کی ہر دوسری قوت کے متعلق صادق آتی ہے۔ علاوہ ازیں اگر نیکی کرنے کا شوق انسان میں مکارم اخلاق پیدا کر سکتا ہے۔ تو روزہ جیسے نظام و باقاعدگی پر عملدرآمد لازماً محکم اخلاق پیدا کرے گا +

روزہ ہمارے اخلاق کی اصلاح کا ایک اہم ذریعہ ہے۔ اور انسان کیلئے ایک ارفع اخلاقی نصب العین۔ کیا ہم سب اس امر سے واقف نہیں ہیں۔ کہ روزہ ہمیں صبر و استقلال جیسے وقت پر کام آنیوالے اسلحہ سے مسلح کرتا ہے بمصداق حدیث نبوی الصوم نصف الصبر یعنی روزہ نصف صبر ہے +

روزہ کی تعریف کو اگر صرف کھانے پینے سے اجتناب تک ہی محدود رکھا جائے تو بھی کوئی شخص اس مفید و قیمتی عبادت کی اہمیت سے انکار نہیں کر سکتا۔ تمام دنیا جانتی ہے۔ کہ جو لوگ اکل و شرب کی مختلف نسلوں کی خاطر اپنا متاع زیست بیچ چکے ہیں۔ کس قدر وہ حکما و اطباء کے منت گزار رہتے۔ اور کس کس جسمانی عوارض میں مبتلا ہوتے ہیں۔ اب ایسے

لوگوں کے لئے روزہ اکسیر کا حکم رکھتا ہے۔ علاوہ ازیں بیشتر انسانوں میں خطرناک طور پر سفلی جذبات مشتعل ہوتے ہیں۔ اور انھیں مختلف قسم کی برائیوں کی طرف مائل کرتے رہتے ہیں جن سے ایک پاکیزہ خصال انسان بالکل ناآشنا ہوتا ہے۔ اگر یہ بات صحیح ہے۔ اور یقیناً صحیح ہے۔ تو کیا پیغمبر محمد صلعم کے یہ الفاظ صداقت اور راستی کا آئینہ نہیں ہیں؟ کہ

"ماہ رمضان میں تمام شیطان مقیّد ہو جاتے ہیں"

رمضان میں خیرات و حسنات

حضرت رسول اکرم صلعم اپنی فطرتی طبع کریم کے باوجود ماہ رمضان میں نہایت درجہ کے حلیم الطبع و کریم النفس ہو جایا کرتے تھے۔ رمضان میں آپ سب سے بڑھ کر فیاضانہ سخاوت کیا کرتے تھے +

ہم مسلم بھائیوں سے درخواست کرتے ہیں۔ جب آنحضرت صلعم کی اتباع میں آپ خیرات و حسنات کریں۔ تو اس میں **اشاعتِ اسلام** کے اس کارِ عظیم کا ضرور حصہ رکھ لیں جو آپ کی اتباع میں **مسلم مشن ووکنگ** کے ذریعہ یورپ میں ہو رہا ہے۔ اگر ماہ رمضان کی خیرات صدقہ و خطرانہ سے مسلم بھائی ہمیں اس قابل کر دیں۔ کہ ہم انگریزی رسالہ اسلامک ریویو کی پانچہزار کاپیاں یورپ میں انکی طرف سے سال ۳۲ء۱۹ میں مفت تقسیم کر سکیں تو اس سے بڑی بھاری خدمت اسلامی سرانجام ہو سکتی ہے۔ عید الفطر کے موقعہ پر چار پانچ صد نو مسلمین و مسلمین کا نماز عید کے وقت مسجد ووکنگ میں ہر سال اجتماع ہوتا ہے۔ ان کی دعوت پر مشن ووکنگ کا ایکصد پونڈ کے لگ بھگ ہر سال صرف ہو جاتا ہے۔ اُمید ہے کہ مسلم بھائی اس دعوت کے اخراجات میں حصہ لیکر اسلامی مہمان نوازی کا عملی ثبوت دینگے۔ اگر تین صد مسلم بھائی ۵ (پانچ روپے) فی کس کے حساب سے دعوت عید الفطر فنڈ کے لئے ماہ رمضان کے اندر رقم ارسال فرمائیں۔ تو ہماری مالی مشکلات کا بہت حد تک حل ہو سکتا ہے +

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ
نَحْمَدُہٗ وَنُصَلِّی عَلٰی رَسُوْلِہِ الْکَرِیْمِ

تفسیر القرآن

باب اوّل

الہام ایک ضرورتِ حقّہ ہے

از قلم حضرت خواجہ کمال الدین صاحب مبلغ اسلام

مشیت ایزدی ہماری جملہ ضروریات کے مُہیّا کرنے پر آمادہ ہے۔ کیونکہ احتیاج اور مہیا کرنے کا قانون اس کائنات کے ہر شعبہ میں جاری ہے۔ ورنہ مقصد تخلیق فوت ہو جائیگا۔ ہماری خواہشات کے علاوہ فطرت نے ہمارے جملہ میلانات اور عواطف کا اچھّی طرح مطالعہ کیا ہے۔ اگر آنکھ کا تقاضائے طبعی یہ ہے کہ حسین و جمیل اشیاء نظر کے سامنے ہوں۔ اور کان کا تقاضا یہ ہے کہ خوشگوار آوازیں سُنائی دیں تو، دیکھ لیجئے تمام کائنات خوبصورت چیزوں اور خوش آیند نغموں سے معمور ہے۔ اگر مشیت نے ہماری جملہ ضروریات کو اس خوبی کے ساتھ مہیّا کر دیا ہے۔ تو پھر ہم کس طرح یہ خیال کر سکتے ہیں۔ کہ وہ ہماری مخصوص خواہشات سے غافل ہے؟ اگر وقوف حیوانات میں نمودار ہے۔ تو انسان میں مرتبہ کمال کو پہنچ جاتا ہے۔ وقوف کیلئے "علم" نہایت ضروری چیز ہے۔ اور ہم بالیقین کہہ سکتے ہیں۔ کہ ہماری دیگر ضروریات کی طرح یہ بھی اُوپر سے ضرور عنایت ہُوا ہو گا۔ کیونکہ وقوف کی تمامتر نشو و نما اور قوت اسی علم پر منحصر ہے۔ اشیاء کے متعلق معلومات حاصل کرنا۔ یہ ہماری فطرت میں داخل ہے۔ اور جو شئے جسقدر پوشیدہ ہوتی ہے۔ اسیقدر ہمارے اندر اس کے معلوم کرنے کا اشتیاق ہوتا ہے اور خدا تعالیٰ سب سے زیادہ غیب میں ہے۔ [1]

[1] سورت ۶ آیت ۱۰۴

ہم خُدا تعالیٰ کو جانے بغیر کس طرح باز رہ سکتے ہیں؟ اس میں تو خود اُس کی مشیئت کی توہین ہوتی ہے۔ یہی وجہ ہے۔ کہ اگر اُس نے ہمارے اندر تحقیق و تلاش کا مادہ رکھ دیا ہے۔ تو اُس کے ساتھ ہی علم بھی عطا کیا ہے جسے عُرفِ عام میں وحی و الہام کہتے ہیں۔ حقیقت یہ ہے۔ کہ الہام انسان کے لئے ایک لازمی چیز ہے اور اس لئے اس کا عطا کیا جانا اشد ضروری ہے +

بد قسمتی سے ہم ایسے زمانہ میں رہتے ہیں جبکہ اکثر الہامی کتابیں اس حالت میں ہیں۔ کہ وہ تہذیب و تمدّن کے دوش بدوش نہیں چل سکتیں۔ اسی لئے موجودہ تہذیب نے وحی و الہام دونوں سے انکار کر دیا ہے۔ لہٰذا ضروری ہے کہ جو کتاب منجانب اللہ ہونے کی مدّعی ہو۔ وہ اپنے نزول کے معقول دلائل بھی دے۔ مجھے شک ہے کہ بائبل یا دوسری کتابیں جن کو الہامی تسلیم کیا جاتا ہے۔ اس قسم کے دلائل دے سکتی ہیں؟ لیکن خدا کی آخری کتاب بہرحال ان دلائل سے لبریز ہے۔ چنانچہ قرآن پاک نے سب سے پہلے وہی دلیل بیان فرمائی ہے جو میں نے اُوپر بیان کی ہے یعنی اللہ تعالیٰ تمام کائنات کا خالق اور رازق ہے۔ اور وہ ہر شئے کی ربوبیت کرتا ہے انسان اپنے ارتقائی منازل کے طے کرنے میں مختلف طبعی دُنیاؤں سے ہو کر گزرا ہے۔ اس کے بعد کہیں جا کر وہ عالمِ شعور میں داخل ہُوا ہے۔ اور اس عالم میں اُسے انسانی صورت عطا ہوئی ہے۔ اس عالم میں اُسے الکائنات کی طرف سے کسی نہ کسی خوراک کی لازمی طور پر ضرورت ہے جس کے سبب سے اس کے شعوری علم میں اضافہ ہو جائے اب اگر خُدا تعالیٰ نے انسان کی جملہ ضروریاتِ جسمانی مہیا فرما دی ہیں۔ تو یقینی طور پر اُسے ہمیں علم بھی عطا کرنا چاہئے۔ اور یہ علم ہم کو قرآن شریف کی صورت میں عطا ہُوا ہے +

علاوہ بریں الکتٰب میں قانون تقدیر کا بیان کیا گیا ہے۔ اور یہ قانون کائنات میں بڑی حد تک جاری و ساری ہے۔ اس قانون کے نفاذ سے پہلے کائنات بالکل غیر منتظم حالت میں تھی لیکن جب اس قانون کا دور شروع ہُوا تو بدنظمی نظم و نسق میں مُتبدّل ہو گئی۔ اور اب تمام دُنیا مقدر اور منظم ہے +

نقاط اثیری تخصیص کی مختلف حالتوں میں سے گزر کر یعنی مختلف اندازوں میں اور مقادیر میں امتزاج پانے کے بعد عالمِ عناصر میں داخل ہوتے ہیں۔ یہاں وہ اجتماعی حیثیت اختیار کر کے جسمِ انسانی میں ظہور پذیر ہوتے ہیں۔ جب مادہ انسانی جسم میں ظاہر ہوتا ہے۔ تو گویا وہ مرتبۂ کمال کو پہنچ جاتا ہے۔ حالانکہ جسمِ انسانی بھی انہی اجزاء سے مرکّب ہے۔ جن سے دوسرے حیوانات کے اجسام صورت پذیر ہوتے ہیں مثلاً پروٹین۔ نشاستہ۔ چربی۔ مائیات۔ شکر۔ فاسفورس اور نمک وغیرہ۔ فی الجملہ

لہ سورت ۵۵ آیت ۷ ۔ ۲ہ ۲۱-۳۰ ۔ ۳ہ ۸-۱۳ ۔ ۴ہ ۹۵-۹۸ ۔ ۵ہ ۲۳ - ۱۹-۲۱ +

ایک ہی قسم کی چیزوں کی مختلف صورتیں اور شکلیں اختیار کرنے کی وجہ محض یہ ہے۔ کہ وہ مختلف اندازوں
اور مقداروں میں ترکیب پاتی ہیں۔ قرآن پاک اس نعمت کے تذکرہ کے ضمن میں انسان کی قوتِ نطق[۱۵]
کو پیش کرتا ہے۔ اور یہ نطق دراصل نتیجہ ہے اُن مختلف اندازوں کا جن میں آوازیں انسان کے منہ سے نکلتی ہیں جبکہ
وہ اپنے حلقی، لسانی، سنّی اور شفتی اعضاء کو استعمال کرتا ہے۔ حروف صحیح جبکہ انھیں مع حروفِ علّت
مختلف اندازوں میں مرتب کیا جاتا ہے۔ تو وہ قابل تلفظ اور بامعنی ہو جاتے ہیں مثلاً لفظ عامل اور ناعمل
یہ تین لفظ ہیں جن میں **عامل** اور **ما** بنیادی حروف ہیں لیکن "ما" اور ... کی مدد سے ان حروف کو
مختلف اندازوں میں مرتب کر لیا جاتا ہے۔ تو یہ حروف مختلف الفاظ بن جاتے ہیں موسیقی قوافی اور ہم آہنگی
سب کچھ آوازوں ہی کے مختلف اندازوں کا نام ہے۔ ہماری قوتِ گویائی کا ذکر کرنے کے بعد الکتاب آسمانوں اور
اجرام فلکی کا ذکر کرتی ہے[۱۶]۔ اور عالم نباتات کا بھی۔ یہ سب بعض مخصوص[۱۷] اندازوں کے ماتحت اپنا کام کرتے ہیں
اور اپنے مقررہ فرائض بجا لاتے ہیں۔ اگر قانون تقدیر کے ماتحت اشیائے[۱۸] کائنات اس قدر حیرت انگیز نتائج
پیدا کر سکتی ہیں تو پھر اس بات کو ثابت کرنے کیلئے کسی دلیل کی ضرورت نہیں کہ اخلاقی اور روحانی عالم میں ہمارے
لئے اس قانون کے متعلق واقفیت حاصل کرنا اشد ضروری ہے کیونکہ ہم جانتے ہیں۔ کہ نیکی اور بدی ایک ہی شے
کے مختلف اندازوں کا نام ہے +

انسانی اخلاق اپنی ابتدائی حالت میں محض حیوانی جذبات ہوتے ہیں لیکن جب قانونِ تقدیر کی پابندی
کی جاتی ہے۔ تو وہ اپنی بہیمیت کو ترک کر کے اخلاقِ فاضلہ کی شکل اختیار کر لیتے ہیں ہمیں کم از کم اُن کے استعمال میں
تو احتیاط برتنی لازمی ہے۔ اور اس کا علم بھی حاصل کرنا ضروری ہے بس یہ علم ہمیں بذریعہ قرآن پاک حاصل ہوا
چنانچہ سورت ۵۵ کی آٹھویں اور نویں آیات کا مطلب یہ ہے کہ "تم اپنی زندگی میں اندازہ اور تقدیر الٰہی کے
متعلق غلط طریق اختیار نہ کرو اور میزان کو صحیح رکھو اور پیمانہ میں کمی مت کرو" +

تیسرے یہ کہ قرآن شریف فرماتا ہے کہ انسان میں نہایت اعلیٰ درجہ کی استعدادیں[۱۹] مخفی ہیں۔ اور موجودہ سائنٹزم[۲۰]
کا بھی یہی اعتقاد ہے لیکن قرآن شریف اس سے بھی آگے چلتا ہے۔ وہ بتاتا ہے۔ کہ اگر ایک طرف ہم بلند ترین مقام تک
پرواز کر سکتے ہیں تو دوسری طرف اسفل السافلین[۲۱] میں بھی گر سکتے ہیں۔ پس ہمیں علم کی ضرورت ہے۔ تاکہ ہم
صحیح راستہ پر چل سکیں۔ اور بھٹک کر کسی گڑھے میں نہ جا پڑیں۔ ظاہر ہے کہ ایسا علم صرف خالق کائنات کی طرف
سے آ سکتا ہے کیونکہ وہ اُن اندازوں سے واقف ہے۔ جن کے ماتحت اشیائے کائنات نیک[۲۲] و بدبختی ہیں۔ بلکہ

۱۵ سورت ۵۵ آیت ۳ ؎ ۵۵۔۵۔۶ ؎ ۵۵۔۹ ؎ ۹۵۔۴ ؎ پروفیسر لیٹی ملاحظہ سورہ ۹۵ آیت ۵
؎ ۱۰۳۔۱۲

میں تو یہ کہتا ہوں۔ کہ خدا پر ایک طرح[51] سے یہ بات لازمی ہے۔ کہ وہ ہمیں ایسا علم عطا فرمائے +

چوتھی بات یہ ہے۔ کہ اگر ہمیں قانون شکنی پر سزا ملنی متعین ہے۔ تو ہمیں تو امین مقررہ سے آگاہی عطا کرنی ضروری ہے[52]۔ اور ہم خوب جانتے ہیں۔ کہ "قدرت" سزا دینے میں کسی کے ساتھ رعایت نہیں کرتی۔ قرآن شریف اس اصول کو تسلیم کرتا ہے۔ اور اسی لئے اللہ تعالیٰ نے ہمیں یہ مطلوبہ علم عطا فرمایا ہے۔ الکتاب میں دوسری سورت کی آخری آیات میں بیان کیا گیا ہے۔ کہ کل کائنات پر خدا کی حکومت ہے۔ اور ہم اپنے ہر فعل کیلئے اس کے حضور میں جوابدہ ہونگے۔ اور اپنی بداعمالیوں[53] کی سزا بھگتینگے۔ الکتاب فرماتی ہے۔ کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے قوانین کیلئے جملہ اقوام عالم کو عنایت فرمائے ہیں، لیکن اس کے قوانین کسی قوم کیلئے بارگراں[54] نہیں تھے۔ ہاں اگر سینٹ پال انھیں انسانوں کیلئے لعنت قرار دیتا ہے۔ تو یہ اس کا ذاتی فعل ہے۔ ہماری نظر میں تو قانون (شریعت) ایک برکت ہے کیونکہ وہ ہمیں دائرۂ[55] اعتدال میں رہنے کی تلقین کرتا ہے۔ تاکہ ہم فارغ البالی و خوشحالی کی زندگی بسر کریں +

پانچویں یہ کہ ہم اکثر اوقات حالتِ تذبذب میں ہوتے ہیں۔ اور دشواری سے نجات پانے کی کوئی صورت نظر نہیں آتی، یقیناً ہمیں کسی نہ کسی روشنی کی ضرورت ہے۔ تاکہ جب ہم[56] تاریکی میں ہوں۔ تو اسکی مدد سے باہر نکل سکیں ؛

تمدّن فی القرآن

فی الجملہ الکتاب ضرورت الہام پر اور بھی کئی معقول دلائل پیش کرتی ہے۔ اور ہم حسب موقع ان کا تذکرہ بھی کرینگے۔ لیکن اس جگہ میں ایک ایسی بات کا تذکرہ کرتا ہوں جو مجھے بہت اچھی معلوم ہوئی ہے۔ تہذیب اور قرآن مجید دونوں ہی نے ہمیں یہ بات بتائی ہے۔ کہ ہم اشرف المخلوقات اور مخدوم فطرت ہیں لیکن اس میں بھی شک نہیں کہ ہم نے ہزارہا سال تک فطرت کا غلام بنے رہنے پر قناعت کی ہمیں اتنی بھی جرأت نہیں تھی۔ کہ اپنے حقیقی مرتبہ کے حصول کا مطالبہ کرتے بلکہ ہمیں تو اس کا خیال تک نہ آتا تھا۔ یہانتک کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے الہام[57] کی معرفت ہمیں یہ بھولا ہوا سبق یاد دلایا۔ کہ ہم تو اشرف المخلوقات ہیں! اگرچہ یہ جاننا ہمارا فرض اولین تھا۔ لیکن فطرت کا سارا خزانہ ہمارے لئے ایک سربند لفافہ تھا۔ حتّٰے کہ قرآن شریف نازل ہوا۔ حالانکہ قوائے فطرت ہماری خادم ہیں لیکن ہم خود ہی اُن کے خادم بن گئے تھے جب قرآن شریف نازل ہوا تو حالات نے پلٹا کھایا۔ اور یہ بالکل سچ ہے۔ کہ اگر ہم فطرت کو اپنا خادم نہ بناتے تو ہمارے لئے ترقی کرنا بھی ایک امر دشوار ہوتا۔ میں چاہتا ہوں۔ کہ تمدّن جدید کے شیدائی ان امور پر غور کریں :۔ اوّلاً تمام تہذیب و تمدّن کا دارومدار اسبات پر ہے۔ کہ ہم فطرت پر پورے طور سے حکمران ہوں۔ ثانیاً اسلام سے پہلے کوئی انسانی قوت یا کوشش

[51] سورت ۱۶ - آیت ۹ [52] سورت ۱۷ - ۱۵ [53] ۲ - ۲۸۴ [54] ۲ - ۲۸۶ [55] ۲ - ۱۸۷ [56] ۱ - ۱۴۵ [57] ۱۴ - ۳۲ - ۳۴ ؛

اس اصول سے ہمیں آگاہی نہیں دے سکتی تھی۔ پس اگر قرآن کریم نے ہمیں اس نکتہ سے آگاہی بخشی تو پھر ہمیں کیا شک ہے کہ الہام الٰہی بنی نوع آدم کیلئے ایک ضروری چیز ہے +

ویدوں کے زمانہ میں تہذیب

تاریخ عالم میں ایسا زمانہ بھی گزرا ہے جبکہ لوگ فطرت کو معبود تصوّر کرتے تھے۔ اور اس کے مختلف مظاہر کو خدا سمجھتے تھے۔ ظاہر ہے۔ کہ ایسے زمانہ میں تمدّن کی ترقی ناممکن تھی۔ کیونکہ معبودوں سے خدمت لینا یا اس بات کا تصوّر کرنا بھی بڑے بھاری پاپ کی بات تھی۔ اگر شمالی نصف کرہ کے لوگ خصوصاً وہ جو کہ طبقہ معتدلہ کے شمال میں آباد تھے سورج کے سامنے جھکتے تھے اور اسکی پرستش کرتے تھے اور زرتشتی تثلیث میں سورج کو "بیٹے" کا مرتبہ دیا گیا تھا۔ اور اہل ایران سورج کو خدا کا قائم مقام سمجھ کر پوجتے تھے تو ہندوستان کے رشی اور منی بھی اسی ترنگ میں رنگین نظر آتے ہیں۔ "رگوید" کا پہلا منتر ہی اس امر پر دلیل ہے کہ یہ لوگ "آگ" کو خدا کا مرتبہ دیتے تھے۔ اور "رگوید" جیسا کہ سب کو معلوم ہے ہنود کی مقدس مذہبی کتاب ہے۔ اور ساری کتاب ہی مختلف عناصر مثلاً آب و باد و خاک وغیرہ کو معبود قرار دیا گیا ہے ہنود میں ایک نیا فرقہ پیدا ہو گیا ہے۔ جو اسلامی توحید کو اختیار کرنے پر مائل ہے۔ اس کا خیال یہ ہے کہ اگنی وایو اور جل جسے اردو میں آگ ہوا اور پانی کہہ سکتے ہیں۔ دراصل خدا کے نام ہیں۔ اور یہ نام ان چیزوں کی نمایندگی کرتے ہیں۔ جو بنی نوع آدم کیلئے بہت ہی مفید ہیں +

بہرکیف ہم ان جدید علمائے وید سے کوئی تعرض کرنا نہیں چاہتے۔ کیونکہ وہ اس حقیقت سے تو کسی طرح انکار نہیں کر سکتے کہ ایک زمانہ ایسا بھی گزرا ہے جب ہندوستان بکسر بُت پرستی اور شرک میں غرق تھا۔ اور مذکورہ بالا عناصر کو خدا سمجھ کر ان کی پرستش کرتا تھا۔ زیادہ سے زیادہ اس مسئلہ پر یہ کہا جا سکتا ہے۔ کہ وید کے مقدس الفاظ ان لوگوں کی سمجھ میں نہیں آئے لیکن آج بھی ہنود کی اکثریت ان کے وہی معنی کرتی ہے جو وہ لوگ کرتے تھے۔ پس اندریں حالات سوال یہ ہے کہ ایسے زمانہ میں تہذیب کی ترقی کس طرح ہو سکتی تھی؟ پس ہندوستان عرصہ تک اپنی حالت پر قانع رہا۔ اگرچہ قدیم ہنود تہذیب و تمدّن کا صور آج بہت بلند آہنگی کے ساتھ پھونکا جا رہا ہے۔ لیکن افسوس کہ تاریخی شواہد سے اس دعویٰ کی تائید نہیں ہو سکتی۔ کیونکہ قدیم ہنود تاریخ کے فن سے ناآشنا تھے ماہرین آثار قدیمہ نے جو کتبے دریافت کئے ہیں لے دے کے وہی تمام تر ہمارا سرمایہ تاریخ ہیں۔ بیشک ان سے یہ تو ظاہر ہوتا ہے کہ کسی نہ کسی قسم کی تہذیب ہنود میں ضرور موجود تھی لیکن یہ بھی سچ ہے کہ فطرت کا بہت تھوڑا حصہ ان کے تصرف میں تھا۔ کاشتکاری بھی پورے طور سے نہیں کی جاتی تھی۔ اور زمین کی دولت مخفی ہی رہتی تھی۔ چنانچہ ویدوں میں ہم صرف چاول دال اور چند دیگر دالوں کا ذکر پاتے ہیں شکنتلا ناٹک کے مصنف کالی داس کا تخیّل باایں ہمہ جد و جہد شکنتلا کے باغ کو خوبصورت نہ بنا سکا۔ یعنی ہمیں اُن

پھولوں کا ذکر نہیں ہے جو آج مہذب دُنیا میں پائے جاتے ہیں۔ ہندوستان میں سب سے پہلے مغلوں نے حُسنِ فطرت کو مختلف طریقوں سے دوبالا کیا۔ فی الجملہ اسلام سے پہلے زمین کا جو اپنے اندر رنگ و بُو کی دولت پوشیدہ رکھتی ہے جس کی وجہ سے ہمیں اپنے گرد و پیش کو آراستہ کرنے کا ذوق پیدا ہوتا ہے کاشت کے رنگ میں صحیح استعمال کیا ہی نہیں گیا۔ اگر ہندوستان صرف زرد رنگ کے گیندے سے جو شکنتلا کے باغ میں بکثرت دکھایا گیا ہے بلکہ اُس کے سوائے اور کسی پھول کا ذکر ہی نہیں مطمئن تھے تو ایران کے لوگ صرف ایک گلاب پر جو آگ کا ہم رنگ ہے قانع تھے۔ جب قرآن شریف نے اس امر کا اعلان کیا کہ خدا تعالیٰ نے دُنیا کو مختلف رنگوں سے مالامال کر کے پیدا کیا ہے۔ تاکہ ہم اپنے اندر جمالیاتی ذوق پیدا کر سکیں لوگوں کی توجہ اس طرف مبذول ہوئی۔ کہ زمین سے مختلف قسم کے پھول اُگائے جائیں۔ اور اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ ہر چہار طرف باغ ہی باغ نظر آنے لگے جو آنکھوں کو دعوتِ تماشا دیتے ہیں +

اسی طرح طباخی کا فن بھی جو در اصل تمدن کا ایک اہم پہلو ہے اسلام سے پہلے دُنیا کے کسی حصہ میں ترقی یافتہ صورت میں نہیں پایا جاتا تھا۔ اگر ہندوستان کے لوگ دال ساگ اور چاولوں پر قانع تھے تو مغرب کی اقوام خام لحم البقر یا شکار کا غیر مصفّیٰ گوشت بے تکلف کھا لیتی تھیں بیشک ایران میں بعض عمدہ کھانوں کا رواج ضرور تھا لیکن مسلمانوں ہی کی قوم وہ قوم ہے جس نے سب سے پہلے بفحوائے حکم قرآنی جانوروں کے گوشت کو مختلف لذائذ میں تبدیل کیا نیز دالوں اور ترکاریوں سے مختلف قسم کے خوش ذائقہ کھانے تیار کیے پھلوں سے شربت اور مربے اور چٹنی بنائی کھانوں کو خوشگوار بنانے کیلئے مختلف قسم کے مسالے استعمال کرنے شروع کیے۔ اور مختلف رنگوں کے پھولوں سے کھانے کی میزوں کو آراستہ کیا۔ جامہ بافی کا فن بھی اسلام سے پہلے اپنی ابتدائی حالت میں تھا اور اسی پر قانع تھا مسلمانوں نے اس فن کو بھی چار چاند لگا دیئے۔ اور جبکہ طبقہ معتدلہ کے لوگ کھدر یا موٹے ریشم کے لباس کو غنیمت جانتے تھے ہندوستان کے رشی اور مُنی محض برہنگی کو لباس تصور کرتے تھے سوائے اسکے کہ حصہ زیرین کو کپڑے سے ڈھانپ لیتے تھے۔ اور شمالی خطّوں کے لوگ جانوروں کی بدبودار کھالوں کو اپنے جسموں سے لپیٹ کر سردی کا بچاؤ کرتے تھے مسلمانوں نے تو دُنیا ہی بدل ڈالی۔ روئی ریشم اور اُون کی مدد سے مختلف انواع اور اقسام کے پارچے ایجاد کئے۔ اور نہایت دیدہ زیب اور دلپسند لباس وضع کئے۔ اکبرِ اعظم نے روئی سے سُوتی لباس کے کم و بیش نیس مختلف کپڑے وضع کئے۔ اور ملکہ نورجہاں کا نام تو رہتی دُنیا تک خوشبو اور عطر کے ضمن میں قائم رہیگا +

جب قرآن شریف کے پیغام مسرت التیام نے فطرت سے ہمارے تعلقات کی نوعیّت کو تبدیل کر دیا تو دُنیا میں ایک نئے باب کا افتتاح عمل میں آیا۔ قرآن شریف فرماتا ہے۔ کہ فطرت ہماری مخدومہ نہیں ہے۔ بلکہ خادمہ ہے۔ اور یہ بات کسی مُبہم یا پیچیدہ طور پر نہیں فرمائی۔ بلکہ نہایت صراحت کے ساتھ بتا دیا۔ کہ چاند سُورج ستارے بادل سمندر دن رات دریا اور پہاڑ یہ سب بھیے زمانہ

۱۶ سورت ۱۳-۱۴ ۵۲ ۲۳-۲۲-۱۹-۲۱ ۵۳ ۱۶-۵۷ ۵۴ ۲۳-۲۰ ۵۵ ۷-۲۴ +

میں خدا تھے لیکن اب یہ سب ہمارے مسخّر اور خادم قرار دیئے گئے۔ اور ہمیں وہ ذرائع بھی بتا دیئے گئے جن کی بدولت ہم اُن عناصر و مظاہر کو اپنا خادم بنا سکتے ہیں۔ نتیجہ اس کا یہ ہوا۔ کہ تہذیب نے دن دُونی رات چوگنی ترقی شروع کر دی۔ اور ان میلانات اور احساسات کی وجہ سے جو پہلے ہمارے اندر موجود نہ تھیں۔ اب ہماری ضروریات کا دائرہ وسیع تر ہونے لگا۔ الکتاب نے ہمیں یہ بھی بتا دیا۔ کہ فطرت کے خزانہ میں ہماری جملہ ضروریات موجود ہیں۔ اور جب آرام و آسائش کے بہت سے سامان مہیا ہو گئے تو دُنیا میں فارغ البالی کا دور شروع ہو گیا۔ الکتاب نے بعض حقائق کبریٰ بھی بیان فرمائے۔ اور میں علمبردارانِ تہذیب سے اس بات پر غور کرنے کی درخواست کروں گا۔ کہ اگر قرآن شریف نہ آتا تو دُنیا آج بھی تاریکی میں مبتلا ہوتی۔ اور ہمیں کوئی شک نہیں۔ کہ ہماری مادی ترقی کی تکمیل کیلئے الہام ربانی ایک لازمی چیز ہے +

قرآن مجید لازمۂ حیات ہے

جناب مسیح سے پہلے تو جو کچھ حالت تھی اُس سے سر دست ہمیں کوئی سروکار نہیں۔ لیکن اُنکے زمانہ کے بعد ہی تاریکی کا دور شروع ہو گیا اور ایسا معلوم ہوتا تھا۔ گویا دُنیا اس انتظار ہی میں تھی کہ کب جناب مسیحؑ اس دُنیا سے رخصت ہوں۔ اور کب یہاں تاریکی کا دور شروع ہو۔ وہ شمع ربانی جو انہوں نے لوگوں کے سینوں میں جلائی تھی بجھنے لگی۔ اور دُنیا کے دوسرے حصوں میں تو پہلے ہی بجھ گئی تھی۔ مذہب ہر جگہ رُو بہ زوال تھا۔ اور اسکی جگہ محض رسم پرستی رائج ہو گئی تھی۔ اور اسکی وجہ سے ایک تباہ کُن آلہیات لوگوں کے دماغوں پر مستولی ہو گئی تھی۔ جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ مادی ترقی کلیۃً مفقود ہو گئی۔ ایک طرف مغرب میں کلیسیا لوگوں کو یہ سکھا رہی تھی کہ انسان اس دُنیا میں ایک بدکار مخلوق آئی ہے۔ اور دُنیا کی ہر چیز نفسانیت کو ترقی دینے اور روحانیت کو فنا کر دینے کیلئے ہے تو مشرق میں برہمنی مذہب یہ تعلیم دے رہا تھا کہ انسان میں کوئی ذاتی خوبی نہیں ہے۔ اور نہ وہ کسی ذاتی کا اہل ہے۔ اس کی نجات کا واحد ذریعہ یہ ہے کہ وہ اپنے آپ کو علائق دُنیوی سے یکسر منقطع کرے۔ اور جنگل میں مجردانہ زندگی بسر کرے۔ ظاہر ہے۔ کہ اس فلسفہ اور اس آلہیات کا تمدن اور تہذیب کے حق میں نہایت بُرا اثر ہو گا۔ غرضکہ دُنیا پر رُوحانی اخلاقی اور مادی ہر قسم کی موت طاری تھی۔ اور بدکاری اور جہالت کے بادل اُفقِ عالم پر نمودار تھے۔ ایسے تاریک ترین زمانہ میں روشنی کی کرن عرب سے نمودار ہوئی۔ اور ایک جوان بدوی کو جو غارِ حرا میں بیٹھا ہوا دُنیا والوں کی جہالت اور پستی پر غور کر رہا تھا ایک آواز سنائی دی جو کہ رعد سے مشابہ تھی۔ یہ آواز دراصل خدا کی طرف سے ایک پیغام تھا۔ اور یہ پیغام اپنی نوعیت میں بے نظیر تھا۔ اس سے پہلے جس قدر ربانی الہام نازل ہوئے وہ یا تو کسی خاص قوم سے مختص تھے یا کسی خاص شخص پر نوازش کا رنگ رکھتے تھے مثلاً توریت کا پیغام کہ ایک قبیلہ سے مخصوص تھا۔ اور ویدوں کا الہام کہ بعض افراد کو منتخب کر کے انھیں مخصوص طور پر مخاطب کرتا ہے۔ یا پھر اسمیں ذاتی اور شخصی مہربانی کا مذکور ہوتا تھا۔ جیسا کہ دریائے یردن کے کنارے ظہور پذیر ہوا۔

لیکن ان باتوں کے بالمقابل جو الہام غارِ حرا میں نازل ہُوا۔ وہ تمام بنی نوع آدم کیلئے پیغامِ حیات تھا۔ اور اس امر کا مظہر کہ اب ادنےٰ طبقہ کے افراد (اور اس زمانہ میں لوگ ادنےٰ درجہ ہی میں تھے) اعلےٰ درجہ کے افراد بن جائینگے[۱]۔ الہامی الفاظ کا منشاء یہ تھا۔ کہ خدائے کریم کی مرضی یہ ہے کہ انسان ترقی[۲] کرے۔ اور خدا اس کو ایسے بلند مرتبہ پر پہنچانا چاہتا ہے۔ کہ وہ اشرف المخلوقات بن جائے۔ اور اس الہام نے یہ طریقہ بھی بتا دیا جس کی وجہ سے انسان اس مرتبۂ عالیہ پر فائز ہو سکتا ہے اور پستی کی حالت سے نکلنے کا طریق جو الہام[۳] نے تجویز فرمایا یہ تھا۔ کہ انسان علوم جدیدہ کا اکتساب کرے +

اب سوال یہ ہے کہ کیا یہ سب کچھ آنحضرت صلعم کی قوتِ متخیلہ کا کرشمہ تھا؟ یا اللہ تعالیٰ کی طرف سے فی الواقع آپ کو وعدہ دیا گیا؟ یا معاملہ ایسا تھا کہ آیندہ تاریخی واقعات نے اس کی صداقت پر مُہر لگائی؟ بہرحال یہ الہام اپنی عظمت اور شان کے لحاظ سے بےنظیر ضرور تھا۔ اور اس سے پہلے کوئی الہام اس قسم کا نازل نہیں ہُوا۔ لیکن یہ الہام ابتدائے چھ ماہ کیلئے رُک گیا تھا اور اس کے بعد آپ کو دوبارہ حکم نازل ہُوا۔ کہ کمر باندھ کر اٹھیں اور اپنی جاہل قوم میں اصلاح کا کام شروع کریں۔ یہ لوگ اس قدر جاہل تھے۔ کہ اپنے آپ کو جاہل کہلانا پسند کرتے تھے بہت سے الہامات نازل ہوئے بلکہ وحی و الہام کا سلسلہ شروع ہو گیا۔ لیکن مکی زمانۂ تبلیغ کے آخر میں جا کر سورۂ نحل نازل ہوئی۔ اور اسمیں[۴] عظمت موعودہ کا خاکہ بیان کیا گیا۔ اس میں یہ بھی اعلان تھا۔ کہ خدا کی بادشاہت دُنیا میں قائم ہونیوالی ہے اور اس بادشاہت کا مفہوم یہ ہے۔ کہ انسان خلیفۃ اللہ[۵] علی الارض کے فرائض انجام دیگا۔ اور یہ وہ حالت ہے جس کے لئے حضرت مسیحؑ نے نہایت خلوص کے ساتھ جنابِ باری میں دُعا[۶] کی تھی۔ اور وہ دُعا آج بھی ہر مسیحی کے مُنہ سے نکلتی ہوئی سُنائی دیتی ہے۔ بہرحال اس سورت کے پہلے تین رکوعات[۷] میں آسمانی بادشاہت کے خصائص بیان کئے گئے ہیں۔ پہلے رکوع میں اُن حیوانات کا ذکر ہے جو اُس وقت انسان کے حیطۂ اقتدار میں تھے اور دوسرے میں عالمِ فطرت کے بعض حیرت انگیز مظاہر کا ذکر کیا گیا ہے۔ بتایا گیا ہے کہ پانی جو بادلوں سے حاصل ہوتا ہے۔ اور درختوں، پودوں اور جھاڑیوں کو اُگاتا ہے۔ وہ دراصل انسان کے فائدہ کے لئے ہے۔ دن اور رات سُورج اور چاند اور دیگر ستارے جو آسمان میں دکھائی دیتے ہیں انسان کے فائدہ کیلئے بنائے گئے ہیں بڑے بڑے سمندروں، پہاڑوں، دریاؤں اور شاہراہوں کا ذکر کرنے کے بعد تمام مسئلہ کو بطورِ ایجاز بیان کر دیا گیا ہے۔ یعنی کہ دُنیا نعماء سے مالامال ہے۔ جو تمام تر انسان کیلئے ہیں۔ اور ہنوز اُسکی گرفت[۸] میں نہیں آئی ہیں۔ بیشک یہ تو ایک حیرت انگیز خوشخبری تھی۔ جو قرآن کی معرفت اہلِ عالم کو دی گئی!

- انسان کو جس نے صدیوں سے اپنے آپ کو ایسا ذلیل و خوار کر لیا تھا کہ ہر شئے کو جو کائنات میں اُسے نظر آتی تھی وہ اپنا معبود بنا لینے کو تیار تھا۔ یہ پیغام یا اعلان یقیناً ایک حیرت انگیز بات معلوم ہوئی ہوگی۔ کہ وہ اُن تمام مظاہرِ قدرت کا حاکم و مخدوم ہے۔ نہ کہ خادم اور محکوم۔ حتّٰے کہ نیرِ اعظم[۹] بھی جسے اُس نے صدیوں تک اپنا معبود قرار دیا اور اُسکے سامنے

سبقت[؟] ۹۶ – ۲ – ۵ ۔ ۲ ۷۴ – ۱۱ – ۱۷ ۔ ۳ ۷ – ۹ – ۸ ۔ ۴ ۱۶ – ۱ ۔ ۵ ۲ – ۳۰ ۔ ۶ متی باب ۶ آیت ۱۰ ۔ ۷ باب ۱۶ ۔ ۸ ۱۷ – ۱۸ ۔ ۹ سورہ ۱۴ – آیت ۲۶ – ۳۲ – سبقت ۱۶ – آیت ۱۲ +

مسجود کا یا۔ وہ بھی اس کا ادنیٰ خادم ہے۔ اور انسان ان تمام اجرام فلکی پر حکومت کرنے کیلئے پیدا ہوا ہے۔ دوسرے موقع پر قرآن شریف نے ان تمام چیزوں کو تفصیل کے ساتھ بیان کیا ہے۔ جن کو انسان نے اپنا معبود بنایا ہے اور ان سب کے متعلق صاف طور پر بتا دیا گیا۔ کہ یہ انسان کے خادم ہیں نہ کہ مخدوم مختصر یہ کہ جو چیزیں کل تک اس کی معبود تھیں قرآنی اعلان کی رو سے اسکی خادم قرار پا گئیں +

یہ پیغام ایسے شخص کے پاس آیا جو ایسی قوم کا فرد تھا جو کہ طرح طرح کے ادہام میں پھنسی ہوئی تھی لیکن خدا تعالےٰ نے اس حیرت انگیز کام کی تکمیل کیلئے اُسے انتخاب فرمایا۔ ارباب فکر اور صاحبان ہوش اس امر پر غور کریں۔ اور تاریخ کی روشنی میں سوال کریں کہ انسان کی اس عظمت کا تخیل، آنحضرت صلعم سے پہلے کسی فرد کے دماغ میں موج زن ہوا تھا؟ یہ اہم نہ تھا بلکہ ایک حقیقت تھی۔ اگرچہ اس کا بہت سا حصہ ابھی تک پورے طور پر ہمارے سامنے ظاہر نہیں ہوا ہے۔ ابھی ہمیں اُس دن کا انتظار باقی ہے جبکہ قرآنی پیشگوئیوں کے مطابق حکمت جدید کی مدد سے ہم آفتاب کو اپنا خادم بنا لینگے۔ اور وہ ہمارے باورچیخانوں میں مثل خادم کے کام کیا کریگا +

اسی رکوع میں ہمیں اُن امور سے مطلع کیا گیا ہے جن کی وجہ سے انسان پستی کی حالت میں تھا۔ اور جن کو دور کر دینے سے وہ اوج ترقی پر فائز ہو سکتا ہے۔ ہماری موجودہ عظمت، اسبات پر منحصر ہے۔ کہ ہم نے فطرت کو اپنا خادم بنا لیا ہے لیکن ہم نے اس کے مختلف عناصر کو بمنزلہ خدا تصور کیا ہے۔ اور عابد اپنے معبود سے خدمت نہیں لے سکتا۔ جب تک ہم اپنے اندر کامل اور خالص توحید کا عقیدہ پیدا نہ کریں، اُس وقت تک کسی تبدیلی کا امکان نہیں ہے +

الکتاب نے ہمیں ایک خوارق العادت بات کے حصول کا طریقہ بھی بتا دیا ہے ہمیں بتایا گیا تھا۔ کہ کائنات پر ملائکہ کے ذریعہ حکومت ہو رہی ہے۔ اور اگر ہم ضروری علم حاصل کرلیں تو یہ کارکن ہمارے تابع ہو جائینگے۔ اور قرآن شریف نے اس علم کے متعلق ہمیں کسی تاریکی میں نہیں رکھا۔ ملائکہ پر فوقیت حاصل کرنے کیلئے علم کی نوعیت سے خبردار ہونا پہلی شرط تھی۔ لیکن اس کے علاوہ ہمیں کائنات کا مزید اور وسیع مطالعہ کرنا بھی لازمی تھا۔ فطرت کے مختلف عناصر کو اپنا خادم بنانے کیلئے، اس کا سمجھنا ہمارے لئے ضروری تھا۔ اور ہمیں یہ جاننا بھی لازمی تھا کہ کن طریقوں اور قوانین کے ماتحت وہ عناصر اپنے خواص ہمارے فائدہ کے لئے ظاہر کر دینگے ہمیں یہ بھی معلوم کرنا تھا۔ کہ اشیاء کی ہیئت ترکیبی اور وضع کیا ہے۔ اور اُن کے اجزائے ترکیبی کیا ہیں۔ اور وہ تناسب کیا ہے جس کے ماتحت وہ باہمی امتزاج سے دوسری اشیاء میں جلوہ گر ہوتی ہیں، اور وہ قوانین کیا ہیں جو ان پر عائد ہوتے ہیں۔ ہماری توجہ مظاہر فطرت کی طرف مبذول کرائی گئی، اُن کے فوائد سے ہمیں مطلع کیا گیا۔ اور اُن کی ساخت کا حکم دیا گیا۔ تاکہ بوقت ضرورت استعمال میں آسکیں مثلاً

[illegible] متن کتاب ۳ : ۹ ، ۸ ہیں جو لفظ خلق استعمال ہوا ہے اسکے لفظی معنے ہیں اشیاء کی تشکیل اور [illegible] کا امتزاج باہمی اس نسبت کے ماتحت جو ان کیلئے لازمی ہے۔ یہ آیت ان امور کے متعلق تفکر کرنے کو فرض قرار دیتی ہے یعنی ان اشیاء کو معلوم کرنا اور ان سے مستفید ہونا چاہیئے۔ [illegible] ۱ - ۱۹۴ +

آج ہمیں پانی کے اجزائے ترکیبی کا علم ہے اور اس تناسب کا بھی جس کے ماتحت امتزاج کرنا پڑتا ہے۔ تاکہ پانی بن سکے لیکن قرآن شریف ہمیں حکم دیتا ہے کہ ہم اس سے آگے ترقی کریں۔ اور فطرت کا فرض بھی خود ہی بجا لائیں جن آیات میں ہمیں ان باتوں کا حکم دیا گیا ہے۔ وہ ہم کو تفقہ تدبر تفکر اور تعقل کا حکم دیتی ہیں۔ افسوس یہ ہے کہ عربی کے ان الفاظ کا کسی دوسری زبان میں صحیح ترجمہ ناممکن ہے ان کے معنی عام طور سے غور و فکر کرنے سوچنے اور عقل و فہم سے کام لینے کے آتے ہیں ترجموں میں بھی قریب قریب یہی الفاظ استعمال کیئے گئے ہیں لیکن در اصل یہ الفاظ اس علم کی طرف اشارہ کرتے ہیں جس کا حاصل کرنا ہمارے لئے ضروری ہے۔ تاکہ ہم ترقی کر سکیں۔ اور یہ علم "دھیان" یا "وچار" سے حاصل ہوتا ہے +

تفقہ کے اصلی معنی ہیں کسی شئے کے اُن خصائص کا علم حاصل کرنا جو اُسے دوسری اشیاء سے ممتاز کرتے ہیں تدبر کے معنی ہیں اس غرض و غایت کو معلوم کرنا جس کے لئے اشیاء مخلوق ہوتی ہیں۔ تفکر کے معنی ہیں اشیاء کے خواص اور اُس کے عناصر ترکیبی کے تناسب کا علم حاصل کرنا۔ تعقل کے معنی ہیں اُس علم کے جس کی مدد سے ہم خود اشیاء مختلفہ کو وجود میں لا سکتے ہیں۔ ابتدائی زمانہ کے مسلمانوں نے انہی احکام کے ماتحت معمل اور دار التجارب قائم کئے تھے جہاں وہ ہر قسم کی علمی اور سائنٹیفک تحقیقات سرانجام دیتے تھے اور یہیں سے مختلف فنون کا اجراء عمل میں آیا +

اِس قسم کے علمی شغف پیدا کرنے کیلئے اور ہماری دلچسپی کو تیز کرنے کیلئے قرآن شریف نے مندرجہ ذیل اعلانات نافذ فرمائے:-

(۱) کُل کائنات مختلف استعدادوں سے معمور ہے[۱]۔

(۲) کائنات میں ہر شئے کسی نہ کسی خاص مقصد کیلئے پیدا ہوئی ہے[۲]۔

(۳) جملہ اشیائے کائنات ہمارے فائدہ[۳] استعمال اور خدمت کیلئے ہیں۔

(۴) کائنات میں کوئی شئے خواہ وہ بظاہر کتنی ہی حقیر کیوں نہ ہو بیکار[۴] پیدا نہیں کی گئی ہے۔ وہ ہماری خدمت کے لئے پیدا ہوئی ہے۔ اور زندگی میں ہمیں جس قدر چیزوں کی ضرورت ہے وہ سب مہیا کر دی گئی ہیں

(۵) کسی کی محنت اکارت نہیں[۵] جاتی۔

(۶) اعمال صالحہ پر جزائے[۶] وافر مرتب ہو گی۔

۱ سورۃ ۵۲ آیت ۱۳ - ۲ - ۲۲ ۲ سورۃ ۲ - ۱۹ - ۱۴ - ۲۲ ۳ سورۃ ۲ - ۱۶۴ - ۱۵ - ۹ - ۲۰ ۴ سورۃ ۳ - ۹۰ - ۱۴ - ۲۳ - ۴۴ ۵ سورۃ ۲۹ - ۸۸ - ۶۱ ۶ سورۃ ۱۹۱ - ۷ - ۱۷۰ - ۱۲ - ۵۶ - ۱۸ - ۳۱ +

(۷) کاہلی سے کچھ حاصل نہیں ہو سکتا[۵۵]۔

(۸) کائنات میں کسی شے کی شکست نہیں آ سکتی[۵۶]۔

(۹) تمام کائنات پر قانون کی حکومت ہے۔ ہر شے کسی نہ کسی قانون کی مطیع ہے[۵۷]۔ اور اگر ہم اُن قوانین کو معلوم کر لیں تو وہ اشیاء ہماری خادم ہو سکتی ہیں۔ اور قوانین فطرت در اصل مشیت الٰہی کا دوسرا نام ہے۔

(۱۰) قوانین فطرت تبدیل نہیں ہو سکتے[۵۸]۔

(۱۱) علم[۵۹] اور حکمت جدیدہ کی بدولت ہم اشیائے کائنات[۶۰] کو اپنے استعمال میں لا سکینگے۔

(۱۲) اشیائے کائنات میں تعاون اور تماثل[۶۱] پایا جاتا ہے۔

(۱۳) ہر ایک مقررہ تناسب کے ماتحت امتزاج باہمی کی بدولت نئی[۶۲] اشیاء کی تخلیق کا باعث ہو سکتی ہیں۔

(۱۴) اللہ تعالیٰ کی مہربانیاں اور برکات ہر فرد بشر کیلئے عام[۶۳] ہیں۔

(۱۵) مگر اس کے طریقے انہی لوگوں[۶۴] کو معلوم ہو سکتے ہیں۔ جو اُن کی جستجو کرتے ہیں۔

(۱۶) دُنیا میں ہماری جستجو کیلئے مادی خزائن بکثرت موجود ہیں۔ اور لفظ "رحمان" میں یہ مفہوم موجود ہے کہ اگر ہم جستجو[۶۵] کریں۔ تو وہ ہمیں معلوم ہو سکتے ہیں! اور یہ بھی ملحوظِ خاطر ہے۔ کہ وہ خزائن ہر شخص کے لئے کھلے ہوئے ہیں۔

(۱۷) ہر شے پہلے ہی سے مقدر[۶۶] اور منظم ہو چکی ہے۔ اور اصولِ ارتقاء کے ماتحت تکمیل[۶۷] پذیر ہوتی ہے۔

(۱۸) انسان کو کسی شے کے پیدا کرنے کی ضرورت نہیں۔ کیونکہ ہر شے موجود تھی۔ اُسے صرف کسب کی ضرورت ہے۔ اور ہر محنت کا ثمرہ[۶۸] ملیگا۔

(۱۹) ہر شے ہمارے فائدہ کیلئے بنائی گئی ہے۔ لیکن اُس کا غلط استعمال[۶۹] انھیں بُرا بنا دیتا ہے۔

(۲۰) بُرائی یا بھلائی خواہ کتنی ہی خفیف کیوں نہ ہو۔ اُس پر سزا یا جزاء[۷۰] ضرور مرتب ہوتی ہے۔

(۲۱) کوئی شخص کسی دوسرے کا بوجھ نہیں اُٹھا سکتا[۷۱]۔

(۲۲) تمام کائنات منظم[۷۲] اور معین[۷۳] صورت میں ہے۔ اور اگر ہم اپنے آرام کیلئے مختلف چیزیں پیدا کرنا چاہتے ہیں۔ تو ہمیں اُن اندازوں اور تعینات کو مدِ نظر رکھنا چاہئے۔

(۲۳) ہر شے کیلئے حدود معین ہیں۔ اور اگر حدود سے تجاوز کیا جائیگا تو نقصان[۷۴] ہوگا۔

(۲۴) انسانی طبیعت میں بہترین قسم کی صلاحیت[۷۵] موجود ہے۔ لیکن ترقی[۷۶] کیلئے ہدایت ایزدی بھی لازمی ہے +

سورۃ آیت
۵۵ ۱-۳ ۵۲ ۳۰-۳ ۵۳ ۲-۳ ۵۴ ۲-۸ ۵۵ ۱۷-۳۸-۲ ۵۶ ۴-۲-۳۱-۳۴-۹۶ ۵۷ ۵-۹۵ ۵۸ ۸۶-۱۱ - ۱۲ +
۵۹ ۸۷ - ۲۱۳ ۶۰ ۱۵-۱ ۶۱ ۲۹ - ۶۹ ۶۲ ۱ - ۱ - ۱۶ - ۲۰ - ۶۷ ۶۳ ۳ ۶۴ ۲۰ - ۵۰ - ۸۷ - ۲ - ۴ +
۶۵ ۴۳ - ۴۰ - ۳۹ ۶۶ ۴ - ۷۹ ۶۷ ۸۹ - ۸ ۶۸ ۱۷ - ۱۵ ۶۹ ۱۵ - ۲۱ ۷۰ باب ۷۱ ۹۵ - ۴ +

(۲۵) ہمارے رستہ میں بعض رکاوٹیں بھی ہیں۔
(۲۶) کامیابی اسی کو نصیب ہوتی ہے جو دوسروں پر سبقت لے جانے کی کوشش کرتا ہے۔

مذکورہ بالا نکاتِ جاں افروز کے ہوتے ہوئے کوئی تعجب کی بات نہ تھی۔ اگر ابتدائی زمانہ کے مسلمان تحصیل علوم اور تحقیقات علمیہ میں ہمہ تن غرق ہو گئے۔ انکی بدولت انھیں فطرت کے خزانوں کی تلاش کی ترغیب ہوئی۔ اور انھیں یہ یقین دلایا گیا کہ اُن کی جستجو کا انھیں ثمرہ ملیگا۔ قدرتی طور پر اس سے علم و فن کو بڑی ترقی حاصل ہوئی۔ اور مسلمانوں نے علم و فن میں بڑی کامیابی حاصل کی۔ وہ ایک نئے تمدن کے بانی قرار پائے ملک فطرت پر حکمرانی کرنے لگے۔ اور بڑی فتوحات حاصل کیں لیکن تموّل نے اُن کے اندر کاہلی اور عیش پسندی پیدا کر دی جس کی وجہ سے وہ تباہ ہو گئے۔ غلط کاری، طغیان اور نفسانی خواہشات نے اُن کی طاقت کی بنیاد کو متزلزل کر دیا۔ اور وہ اغیار کی چیرہ دستیوں کا شکار ہو گئے +

ان ابتدائی مسلمانوں نے اپنے مغربی جانشینوں کے لئے خاصہ ذخیرہ وراثت کی شکل میں چھوڑا۔ اور اس وراثت کو آج ہم لوگ "سائنس جدید" کے نام سے موسوم کرتے ہیں۔ یہ عزم در اصل قرآن شریف ہی کا رکھا ہوا ہے، علم مشین، تہذیب جدید کا ایک اہم عنصر ہے۔ اس فن کی طرف مسلمانوں کی توجہ قرآن نے ابتداء ہی سے مبذول کر دی تھی کیونکہ اُنھوں نے پڑھا کہ یہ کائنات اس نہج پر بنی ہوئی ہے جس پر مشین بنتی ہے، اور علم مشین، مشینوں کے بنانے ہی کو کہتے ہیں۔ کتاب مقدس کہتی ہے کہ تمام کائنات ایک مقررہ اندازہ پر بنائی گئی ہے۔ اور ہر شئے اُس قانون کے مطابق عمل کر رہی ہے جو ربّ اکبر کی طرف سے اس پر عاید کیا گیا ہے۔ اور یہ قانون اٹل ہے۔ ہم کو باربار تاکید کی گئی ہے۔ کہ ہم اندازوں کے معاملہ میں غلطی نہ کریں سورت ۵۵ کی پہلی نو آیات اس حقیقت کو ہم پر پورے طور پر ذہن نشین کر دیتی ہیں +

ان کا مطلب یہ ہے کہ ہم کو ان اندازوں کی وقعت کرنی چاہئے۔ ہر شئے میں کوئی نہ کوئی خاصہ مضمر ہے مختلف اندازوں میں وہ مختلف مخلوقات کے لئے مفید ہوتی ہے۔ اگر ایک نوع کیلئے ایک اندازہ میں تو دوسری نوع کیلئے دوسرے اندازہ میں اُس کی ضرورت ہوتی ہے مثلاً پانی کی جو مقدار اُونٹ کیلئے معمولی اور ضروری ہے۔ وہ ہمارے لئے مُہلک ہے۔ اور اصُول مقادیر نہ صرف عالم طبعیات میں کارفرما ہے۔ بلکہ اخلاقی اور رُوحانی عالم میں بھی۔ ایک ہی چیز مختلف مقادیر میں جا کر اچھی یا بُری ہو جاتی ہے۔ جو بات ایک خاص حالت میں بُرائی یا عیب ہوتی ہے وہ دوسرے حالات میں جا کر بھلائی ہو جاتی ہے اس اصُول کی وجہ سے مسلمانوں میں ریاضی کی مختلف شاخوں کی تحصیل کی رغبت پیدا ہوئی۔ کیونکہ بقول اُمّ الکتاب وہ کائنات کے مختلف حصّوں میں کارفرما تھیں جبرو مقابلہ، سکونیات، مخروطیات، اور عاید کردہ ریاضی کی اور کئی شاخیں مسلمانوں ہی کے ایجاد کُن دماغوں کا نتیجہ ہیں +

طلہ ۵۵ – ۷ – ۸۵۷ – ۱ – ۵ +

ہمیں برکات و ثمرات بتایا گیا تھا۔ کہ پانی جو دنیا کو حیات تازہ بخشتا ہے ایک اندازہ کے ماتحت نازل ہوتا ہے اور اُس کی مقدار بھی معین ہے گویا یہ امر اکتساب علم توازن مائیات (مائیڈروسٹیٹکس) کی طرف صاف طور سے اشارہ کرتا ہے۔ درحقیقت الفاظ الہام و وحی جو الکتاب میں استعمال ہوئے ہیں وہ لغت کے اعتبار سے اشارہ یا ترغیب کے معنے دیتے ہیں یعنی خدا کی طرف سے جو علم آتا ہے وہ بطور اشارہ کے ہوتا ہے۔ تاکہ انسانی دماغ اس پر کاربند ہو کر مزید جستجو کر سکے +

آگے چل کر میں دوسرے اصولوں سے بحث کرونگا جو قرآن میں مذکور ہیں لیکن جو مقدمات میں نے اس جگہ بیان کئے ہیں وہ اس زمانہ کے مدعیانِ تہذیب و تمدن کے اس دعویٰ کی تردید کیلئے بالکل کافی ہیں۔ کہ مذہب نے تہذیب و تمدن کی کچھ خدمت نہیں کی۔ وہ ذرا یہ تو سوچیں کہ ہمیں تو کوئی شک ہی نہیں کہ موجودہ تہذیب و تمدن کے بانی مسلمان ہیں انھوں نے اپنی علمی تحقیقاتوں اور ایجادات کی بدولت دنیا کے علوم و فنون میں بیش بہا اضافہ کر دیا۔ نیز یہ بھی اک مسلمہ تاریخی واقعہ ہے کہ تمدن ما قبل اسلام میں کوئی بات ایسی نہ تھی جو انھیں تحقیقاتِ علمیہ کی طرف مائل کر سکتی قرآن شریف نے ہی سب سے پہلے علم کی حمایت میں علم بلند کیا۔ آنحضرت صلعم نے اپنے پیروؤں کو علم کی تلاش میں دور دراز ملکوں کے سفر کا حکم دیا۔ علاوہ بریں جو کچھ میں نے اس جگہ بیان کیا ہے وہ بذاتِ خود تحقیقاتِ علمیہ کی طرف مائل کرنے کیلئے کافی ہے چنانچہ علوم نجوم کو مسلمانوں نے اپنی کوشش سے علم ہیئت جیسے مفید فن میں تبدیل کر دیا۔ قرآن نے سب سے پہلے لوگوں کو یہ بتایا کہ نظام شمسی ایک اندازہ کے ماتحت کام کر رہا ہے اور جملہ اجرام سماوی اپنے اپنے محور پر خلاء میں گردش کر رہے ہیں اُنکی گردش کا دائرہ بھی متعین ہے جو انھیں وقت معینہ کے اندر پورا کرنا پڑتا ہے وہ نہ ایکدوسرے کے مقابل آسکتے ہیں اور نہ آپسمیں متصادم ہو سکتے ہیں۔ ان کی تحقیق سے ہماری رہنمائی اور آسانی قطع سفر کیلئے ہوئی ہے علاوہ بریں اگر ہمیں اس امر کا یقین ہو جائے کہ جملہ اشیائے کائنات بعض مقررہ قوانین کے ماتحت کام کرتی ہیں اور ان کی تخلیق معینہ اندازوں پر موقوف ہے اور اگرچہ وہ بظاہر متغائر ہیں لیکن درصل اُن سب میں رنگ تعاون و تعامل پایا جاتا ہے اور ایک سلک میں منسلک ہیں تو پھر اربابِ حکمت کے لئے سیاروں کی گردش کا معلوم کرنا اتنا ہی آسان تھا۔ جتنا خود اُن کا ظاہر راہوں پر چلنا وہ نقشے بنا کر بآسانی سیاروں کی گردش متعین کر سکتے تھے اور ان قوانین کی بدولت وہ اپنے طویل اور دشوار سفر بآسانی طے کر سکتے تھے اسی طرح قرآن کا یہ فرمان کہ جملہ مظاہر فطرت تابع قانون ہیں اور مقررہ اصولوں پر کاربند ہیں لوگوں کے اندر اس ترغیب کا موجب ہو گیا۔ کہ ہواؤں کے پابند اوقات ہونے کے معتقد ہو جائیں۔ اور اس طرح موسمیات یعنی میٹیورلوجی (METEOROLOGY) کی ابتدا پڑ گئی اور موسمی قوانین دریافت ہوئے۔ اور فن جہاز رانی کے اصولوں سے منضم ہو کر تہذیب و تمدن میں معاون ہو گئے۔

لہ سورۃ - آیت ۱۱ سے ۱۲ - ۱۷ - ۲۳ - ۱۸ سے ۵۵ - ۵ سے ۶۰ - ۳۳ - ۳۶ - ۴۰ - ۱۶۵ - ۱۶ +

کیونکہ اب جہاز رانوں کو باد مخالف کے مضر نتائج سے اپنے جہازوں کو محفوظ رکھنے میں آسانی ہو گئی۔ اس الہام سے کہ دریا اور سمندر سب انسانوں کے فائدہ کے لئے ہیں' آبپاشی کی بنیاد قائم ہوئی۔ اور جب اس حقیقت کو اس امر سے ملحق کیا گیا کہ زمین میں طولانی عرصہ تک پانی کو محفوظ رکھنے کی صلاحیت ہے' تو مسلمانوں نے تیسری صدی فلاحت اور زراعت کو اس معراج ترقی پر پہنچا دیا کہ مصر اور عراق کی وادیاں کثرت پیداوار سے تمام دنیا کو غلہ مہیا کرنے لگیں۔ آج مصر میں اس قدر کاشتکاری نہیں جس قدر اس زمانہ میں تھی +

فی الجملہ جبکہ سینٹ پال قانون کو انسان کیلئے لعنت قرار دیتا ہے۔ تو قرآن اُسے محترم قرار دیکر اسکی متابعت کو وظیفہ مذہبی قرار دیتا ہے اور اسلام کے لفظی معنی بھی اتباع قانون ہی کے ہیں۔ اگر کلیسائی مذہب کی تعلیم یہ ہے کہ دنیا کی تمام عمدہ چیزوں سے اجتناب کرو کیونکہ وہ روح کو فنا کر دیتی ہیں تو قرآن فرماتا ہے۔ کہ یہ اشیاء تمہارے لئے ممنوع نہیں ہیں۔ پولوس نے اگر شریعت یا قانون کی تنقیص کی تو محض اس لئے کہ وہ غیر شرعی لوگوں کو مذہب میں داخل کرے لیکن علاقہ طارسس کے "نیم حکیم" عقلاً کو اسباب کا علم نہ تھا۔ کہ اتباع قانون ہی پر تہذیب و تمدن کی ترقی کا انحصار ہے کلیسیا نے دعوے کیا کہ گناہ انسان کی سرشت میں داخل ہے کیونکہ گناہ نام ہے قانون شکنی کا۔ اور یہ دعوی کہ انسان پیدائشی طور پر گنہگار ہے اس امر پر مبنی ہے کہ انسان شریعت یا قانون پر عمل نہیں کر سکتا۔ سچ تو یہ ہے کہ ایسا دعوی ہمارے کیریکٹر کی نہایت درشت توہین ہے کیونکہ اگر گناہ ہماری فطرت میں داخل ہے تو ہم بالطبع بدکار اور مجرم ہیں۔ اندریں حالات مسیحی ممالک میں ضوابط قانون کا پایا جانا کس قدر العجب تعجب کی بات ہے۔ لیکن اگر تجربہ اس کے خلاف شہادت دے اور یہ معلوم ہو کہ ہم میں سے بہت سے اتباع قانون دنیوی کر سکتے ہیں تو پھر کلیسیا کا قول کس طرح لائق قبول ہے کہ ہم اتباع قانون دینی نہیں کر سکتے۔ کیونکہ احکام شریعت تو صرف دس ہی ہیں اسلامی دنیا کا طرز عمل شاہد ہے۔ کہ وہ موحد کامل ہے۔ ہم میں سے اکثر دوسروں کی دولت اور ازواج کا احترام کرتے ہیں۔ اکثر اپنے والدین کے مطیع ہیں اسی طرح دیگر قوانین پر بھی مسلمان عمل کرتے ہیں۔ اندریں صورت یہ دعوی کس قدر غلط ہے۔ کہ ہم فطرتی طور پر گنہگار ہیں۔ اور قانون کی اطاعت نہیں کر سکتے۔ مسیحی ممالک میں جو صدیوں تک ترقی رکی رہی وہ اسی وجہ سے اور جب کلیسیائی عقاید کا طلسم ٹوٹ گیا تو ترقی کا دور شروع ہو گیا +

القصہ قانون دنیا میں ایک خاص چیز ہے اور دنیا پر حکمران ہے۔ اس اصول کی دریافت اور اس پر عملدرآمد کرنے سے ہماری ترقی کا دور شروع ہوا لیکن دنیا میں اسلام ہی پہلا مذہب ہے جس نے یہ بتایا کہ اتباع قانون ہی کا نام درحقیقت خدا کی طرف سے مذہب ہے اور اسلام کے عقاید ہفتگانہ سب کے سب اسی قانون کی طرف راجع ہیں:-

(۱) اللہ تعالیٰ یعنی سرچشمہ قانون -

سورة ۵۱ - آیت ۱۶ - ۶۳ - ۱۱ - ۵۴ - ۵ - ۵۳ - ۷ - ۳۲ - ۵۴ - ۳ - ۱۸ +

(۲) ملائکہ یعنی وہ عمال جن کی معرفت قوانین فطرت حرکت پذیر ہوتے ہیں۔
(۳) کتب یعنی وہ الہامات جو نشر قانون کے لئے نازل ہوئے۔
(۴) انبیاء و رسل یعنی حاملان شریعت جن کی معرفت قانون دیا گیا۔
(۵) یوم آخرت یعنی جس دن قانون کے مطابق فیصلہ ہوگا +
(۶) مقدر خیر و شر یعنی ضابطہ قانون۔
(۷) معاد یا حیات بعد الموت جس میں ہمیں پابندی شرع پر جزاء ملیگی۔

گویا قانون اور اس کی اطاعت، یہ وہ مدار ہے۔ جس پر مذہب قرآنی تمام تر گردش کرتا ہے۔ برخلاف کلیسیائی تعلیم کے، قرآن شریف فرماتا ہے۔ کہ انسان اس دنیا میں ایسی فطرت لے کر آتا ہے۔ جو اتباع قانون کی صلاحیت رکھتی ہے۔ اسلام اور مسیحیت میں یہی بات مابہ الامتیاز ہے۔ اول الذکر تعلیم کا نتیجہ لازمی طور پر یہی ہوتا تھا کہ ہر قسم کی دنیوی ترقی ترک کر دی جائے۔ لیکن اسلام کی تعلیم کا مقصد یہ ہے کہ انسان ترقی کی راہ پر گامزن ہو جائے

اصول ارتقاء

مقدس کتاب صرف مادی ترقی ہی تک محدود نہیں ہے۔ بلکہ جملہ صفات ترقی پر حاوی ہے چونکہ ہمہ پہلو ارتفاع انسانی کیلئے نازل ہوئی تھی۔ اس لئے انسانی ترقی کے کسی پہلو کو فروگذاشت نہیں کیا۔ ماقبل اسلام مذاہب نے زیادہ، خلاقی تعلیمات پر اکتفا کیا۔ اور فطرت انسانی کے دیگر پہلوؤں کو بالکل نظرانداز کر دیا۔ اسی لئے معقول انسانی پر ان کا اقتدار قائم نہ رہ سکا۔ اگر الہام ربانی کا منشاء نزول یہ ہو کہ انسانی فطرت کی تمام استعدادیں بروئے کار آ جائیں تو پھر وہ الہام انسانی فطرت کے کسی پہلو کو فروگذاشت نہیں کر سکتا یہی وجہ ہے۔ کہ قرآن شریف جملہ امور پر روشنی عطا کرتا ہے۔ اخلاق روحانیت عمرانیت، اقتصادیات سیاسیات اور جمالیات وغیرہ وغیرہ۔ لیکن کتاب کی خوبی اس بات میں ہے کہ وہ کسی مسئلہ کو دوسرے سے جدا نہیں کرتی۔ بلکہ سب کو ایک ہی سلک میں منسلک کرتی ہے۔ ان میں یکرنگی پیدا کرتی ہے چند اصولوں کا اعلان کرتی ہے۔ جو مسئلہ کے ہر پہلو پر متعلق ہو سکتے ہیں مثلاً مسئلہ ارتقاء کی طرف اشارہ کرتی ہے۔ اور اس کے متعلق حقائق کو ہمارے سامنے پیش کرتی ہے۔ واضح ہو۔ کہ مسئلہ ارتقاء کو سب سے پہلے اسلام ہی نے دنیا کے سامنے رکھا۔ قرآن شریف نے اللہ تعالے کا خاص صفاتی نام رب العلمین بیان کیا ہے۔ اگرچہ اسکے معنے ہیں خالق، رازق اور قیوم کائنات، لیکن لفظ "رب" خود ہی کثیر المعانی ہے اس کا ترجمہ انگریزی میں لارڈ کیا جاتا ہے اور واضح ہو کہ یہ ترجمہ نہایت ناقص ہے۔ اس سے قرآن کی خوبیوں پر پانی پھر جاتا ہے اور وہ مفہوم جس کے ظاہر کرنے کیلئے یہ لفظ کتاب میں استعمال ہوا ہے بالکل زائل ہو جاتا ہے۔ اس لفظ کے معنی موجد اشیاء بھی ہیں جو اشیاء کے امتزاج باہمی سے نتیجے اختیار بھی ایجاد کر سکے، اور منقن بھی ہو۔ جو مخلوقات کے لئے قوانین بنائے جن کے ماتحت اشیائے کائنات صورت پذیر ہوتی ہیں۔ اور وہ منتظم اور مرتب بھی ہے۔ جو اشیاء کو قرینے سے رکھتا ہے۔ اور ان میں نظم پیدا کرتا ہے، اور انھیں مرتبہ کمال تک پہنچاتا ہے۔ اور ان منازل کی ترتیب معین کرتا ہے، جنھیں ہو کر اشیائے کائنات مرتبہ کمال کو پہنچتی ہیں؛ اور وہ منازل ارتقائی کے دوران میں ان کی پرورش بھی کرتا ہے۔ "رب" کے معنی اس ذات کے بھی ہیں جو اشیاء میں کچھ مخصوص استعدادیں ودیعت کر دے۔ اور پھر موقع عطا کرے۔ کہ وہ تکمیل کو پہنچ جائیں" + (ملاحظہ ہو لغت عربی و انگریزی مؤلفہ ای۔ ڈبلیو لین) +

(باقی آئندہ)

اسلام اور اُس کے مخالفین

بقلم یوجین جنگ

اگرچہ آجکل اسلام کے خلاف ایک زبردست پروپاگنڈا کیا جا رہا ہے۔ لیکن اس کے باوجود اسلام ترقی کر رہا ہے۔ اور نومسلموں میں روز بروز اضافہ ہی ہوتا جاتا ہے۔ اسکی وجہ یہ ہے کہ اسلام ایک سادہ عالمگیر اور تمدنی خوبیوں والا مذہب ہے۔ اور یہ امور ہمارے زمانہ میں بہت اہمیت رکھتے ہیں علاوہ بریں تمام ملکوں کے عقلاء آج اسلام کے مطالعہ کی طرف مائل نظر آتے ہیں۔ اور اُس کے معانی کو سمجھنا چاہتے ہیں +

کلیسیائے روم اپنی تمام قوتوں کو اسلام کے خلاف استعمال کر کے دول یورپ کو اس مذہب کا مقاطعہ کرنے کی ترغیب دے رہا ہے۔ اس مقصد کے حصول کیلئے کلیسیائے مذکور کے پاس کئی ذرائع ہیں۔ مثلاً کثرت متبعین اور انکے ذاتی حالات کا علم وغیرہ۔ لیکن روم اُس قوت کا مقابلہ نہیں کر سکتا جو بجائے سپاہ تجار انجینئران افسران وغیرہ کے صرف اخلاقی طاقت پر دنیا میں کام کر رہی ہے۔ حروب صلیبی اور سلاطین عثمانیہ کے خلاف تمام صف آرائیاں اور اُن کی عظیم الشان سلطنت کی تدریجی تباہی غرضیکہ تمام مشرقی مسئلہ یہ سب کیتھولک مذہب کا پیدا کردہ ہے +

تاہم اسلام اپنے ان ہمسائیوں سے خوف زدہ نہیں ہے۔ وہ برابر ترقی کر رہا ہے۔ اور اپنی اخلاقی قوت اور صداقت پر اُسے پورا اعتماد ہے۔ اسلام سب انبیاء کی یکساں طور پر عزت کرتا ہے جن میں عیسیٰ اور مریم دونوں شامل ہیں۔ اور یہ واقعی طور پر قابل ستائش بات ہے۔ ترکی سلطنت کا بڑا حصہ آجکل مغربی اقوام کے ماتحت ہے۔ اور سیاسی اعتبار سے کئی ریاستوں میں منقسم ہو گیا ہے۔ اور یہاں کے باشندوں کے ساتھ مغربی اقوام بسا اوقات منافی انسانیت سلوک کرتی ہیں۔ بلکہ طرابلس وغیرہ میں تو یہ کوشش کی جا رہی ہے کہ وہ لوگ صفحۂ ہستی ہی سے معدوم ہو جائیں +

سوائے چند شہروں کے باقی تمام مُلک میں مدارس قرآنی بند کر دیئے گئے ہیں۔ اور اُن کی جگہ نئے مدارس مطلق نہیں کھولے جاتے۔ گویا مسلمانوں کو جہالت میں رکھا جاتا ہے۔ تاکہ ان کے دماغ پادریوں کی تعلیم کو بآسانی قبول کر سکیں۔ اسی مقصد کیلئے ٹیونیشیا میں مسیحی کانگرس منعقد ہوئی۔ اسی سال یعنی سنہ ۱۹۳۰ء میں مراکو میں ہم نے مشہور ڈاہر کا تذکرہ پڑھا تھا۔ اور دونوں کے نتائج ہماری توقعات کے بالکل خلاف نکلے +

جنگ عظیم کے بعد اسلام اور دنیائے عرب دونوں اپنی اپنی خواب غفلت سے بیدار ہو چکے ہیں۔ تمام

اسلامی ممالک میں عالمگیر اخوت کی لہریں دوڑ رہی ہیں، مذہبی لٹریچر شائع کیا جارہا ہے، مسلمان بلا امتیاز نسل و لون باہمدگر تعلقات پیدا کر رہے ہیں۔ اور ایک سلک میں منسلک ہوتے جاتے ہیں۔ اور وہ سلک صرف مذہب ہے،۔ رومی کلیسیاء نے جو تدابیر مسلمانوں میں افتراق کے لئے پیش کی تھیں۔ وہ سب ناکام ثابت ہوئیں یہی وجہ ہے۔ کہ میں نے جذبۂ حب الوطنی سے اور اسلامی ہمدردی کے ماتحت اپنے وطن کو یہ حقیقت سمجھانے کی کوشش کی ہے۔ کہ رومی کلیسیا کی پالیسی اختیار کرنے کا نتیجہ اب تک ہمیشہ خراب ہی نکلا ہے۔ اور آئندہ بھی ایسا ہی نکلیگا۔ ہمیں سمجھنا چاہئیے۔ کہ مشرق میں عربوں کا اجتماع اگر وہ ہمارے دوست ہوں، تو ہمارے لئے اچھا ہوگا کیونکہ لاکھوں مسلمان اس اجتماع میں شریک ہونگے۔ اور اسی طرح شمالی افریقہ میں اگر ہم مسلمانوں کے ساتھ حسن سلوک کریں۔ تو زائل شدہ ہمدردی پھر حاصل ہوسکتی ہے۔ علاوہ بریں عربی دنیا خود مغرب میں ایک رفیق کی متلاشی ہے۔ اور ہمیں شک نہیں کہ یہ ایک مخلص دوست ثابت ہوگی +

گزشتہ سال میں نے اپنی کتاب "شمالی افریقہ کے مسلمان" کے آخر میں علاج تجویز کیا تھا جس میں نپولین کی عملی لیاقت کا تذکرہ تھا۔ اس نے بوجہ فراست ذہنی صورت حال کو اچھی طرح سمجھ لیا تھا۔ اگر فرانس اپنے مقاصد میں کامیاب ہونا چاہتا ہے۔ تو اسے نپولین کی تقلید کرنی چاہئیے۔ عرب اور مسلمانان عالم ہمارے اس رجحان کی ضرور قدر کرینگے۔ نظری طور پر ہم نے اس مقصد کو حاصل کرنے کیلئے سب کام کر لئے ہیں لیکن عملی قدم ابھی تک نہیں اٹھایا چونکہ اہل فرانسہ ہنوز اس نکتہ سے آگاہ نہیں ہیں۔ اس لئے گورنمنٹ کو متاثر کرنے کے لئے ہمارے پاس کوئی ذریعہ نہیں ہے۔ کاش مسلمان اس معاملہ میں ہماری مدد کریں +

میری آخری کتاب جو حال میں طبع ہوئی ہے۔ گویا لوگوں کی فراست عامہ سے ایک اپیل ہے۔ تاکہ ہم جلد از جلد دنیا میں امن قائم کرنے میں کامیاب ہو جائیں۔ اور تب تمدنی اور عمرانی ترقی کے لئے سکون خاطر کے ساتھ کام ہوسکیگا، یاد رہے کہ اسلامی اقوام سے اتحاد کے یہ معنی ہیں۔ کہ دنیا کی ایک چوتھائی آبادی ہماری ممد اور معاون ہوگی۔ اور یہ اسی صورت میں ہوسکتا ہے جبکہ فرانس اسلام کی طرف دوستی کا ہاتھ بڑھائے +

ضروری عرضداشت

ماہ رمضان میں جہاں آپ مشن کی مالی امداد فرمائینگے وہاں اپنی دعاؤں میں مشن کے استحکام کیلئے بھی دعا فرمائیں یورپ اور انگلستان میں اسلام کی تبلیغی خدمت حضرت خواجہ کمال الدین صاحب انجام کرکے مسلم مشن ووکنگ کی ہی رہین منت ہے جنہوں نے اپنی ان تھک کوششوں کی بدولت نہایت ہی قلیل عرصہ میں ہزارہا یورپینوں کو حلقہ بگوش اسلام بنالیا ہے۔ اور آج بھی وہ اور انکے رفقاء کار اسی سرگرمی سے سرگرم عمل ہیں۔ جزاہم اللہ خیر الجزا۔ ہماری دلی دعا ہے۔ کہ اللہ تعالے حضرت خواجہ صاحب کو کامل صحت اور مشن ووکنگ کو ہر رنگ میں طمانیت و سکون عطا فرمائے۔ تاکہ یہ مشن اطمینان کے ساتھ اسلام کی سچی خدمات ادا کرتا رہے + آمین

خواجہ عبد الغنی

ہندو مذہب پر اسلامی تعلیمات کا اثر

بقلم مسٹر ایم۔ اے مجید صاحب ایم۔ اے

ہندو مذہب دُنیا کے قدیم ترین تاریخی مذاہب میں سے ہے لیکن وہ اُن معنوں میں مذہب نہیں کہلا سکتا، جن معنوں میں اسلام اور مسیحیت مذہب کہلاتے ہیں، کیونکہ اسمیں ایمانیات مُعیّن نہیں ہیں۔ یہ تو ایک طرح کا فلسفہ یا تمدّن ہے نہ کہ مذہب۔ عقاید کے معاملہ میں بڑی ہی آزادی پائی جاتی ہے۔ آپ خواہ عقاید کسی قسم کے رکھیں۔ لیکن پھر بھی ہندو رہ سکتے ہیں۔ مُوحدین مُشرکین مُلحدین مادیین رُوحانیین سب کے سب ہندو دھرم کے سایہ میں رہ سکتے ہیں۔ لیکن دو باتیں ایسی ہیں جن پر تمام ہندوؤں کا اتّفاق ہے۔ یعنی گائے اور ذات پات پہلی کا احترام اور دوسری پر عمل یہ خُلاصہ ہے ہندو دھرم کا۔ اس مذہب کی ایک بڑی خوبی اور بعض لوگ اسے عیب کہتے ہیں، یہ ہے۔ کہ اسمیں تمام مذاہب کو اپنے اندر جذب کرنے کی صلاحیّت پائی جاتی ہے۔ اس نے بُدھ مت کو جیتا نگل لیا۔ اور اس مذہب کی مرزبوم ہی میں اس کا خاتمہ کر دیا۔ اور جَین دھرم تو گویا مرتے مرتے بچا ہے۔ اور مسیحیت کا بھی وہی حشر ہونے والا ہے۔ جو ان مذاہب کا ہو چکا ہے۔ جو چیز شروع میں مغربی مسیحیت تھی۔ وہ اب ہندو مسیحیت ہے۔ اور کون کہہ سکتا ہے۔ کہ آج سے سَو سال بعد مسیحیت اس قدر مسخ ہو جائے گی۔ کہ پادری جولنس اگر اسے دیکھیں تو کبھی نہ کہہ سکیں۔ کہ یہ پودا اُنہی کا لگایا ہوا ہے جُملہ مذاہب میں اسلام ہی ایسا مذہب ہے۔ جو اس بات پر فخر کر سکتا ہے۔ کہ اُس پر ہندو دھرم کا کوئی اثر نہیں ہُوا +

اسلام کو ہندوستان میں آئے ہزار برس کے لگ بھگ ہو چکے ہیں لیکن چند خفیف سی باتوں کو چھوڑ کر۔ اس نے اپنی انفرادیت کو بدستور قائم رکھا ہے۔ بلکہ ہندو دھرم سے مل کر اس نے چند اہم نتائج پیدا کئے ہیں۔ اس کی بدولت ہندو ذات پات اور مشرکانہ عقاید میں تین اہم انقلاب برپا ہوئے ہیں سکھ مت۔ برہمو سماج اور آریہ سماج سب اسلامی نصب العین سے متنور ہوئے ہیں +

سکھ مذہب کا بانی گرو نانک صاحب ہوئے ہیں۔ جو مغلیہ حکومت کی ابتدا میں پیدا ہوئے تھے۔ اس امر پر کافی شہادت مل سکتی ہے کہ اُن کی تعلیمات کا ماخذ اسلام ہی ہے۔ اور جناب مرزا غلام احمد علیہ الرحمۃ

کا تو یہ خیال تھا۔ کہ وہ فی الحقیقت مسلمان تھے۔ اس کی وجوہ یہ ہیں۔ کہ ایک تو گرو صاحب نے ذات پات کی بڑی مذمت کی ہے۔ ہندو دھرم تو نیچ ذات کے سایہ اور لمس دونوں کو اونچ ذات کے لئے ناپاک سمجھتا ہے۔ اسلام میں یہ امتیازات مطلق موجود نہیں۔ اور یہی تعلیم گرو صاحب نے دی ہے۔ دوسرے توحید کی جو تعلیم انھوں نے دی ہے۔ وہ ہندو دھرم میں کسی جگہ موجود نہیں ہے۔ تیسرے انھوں نے اسلام کی تعریف میں ایسے ایسے جملے استعمال کئے ہیں۔ جو ایک غیر مسلم کے قلم سے نکل نہیں سکتے۔ ان باتوں سے اس قدر ضرور ثابت ہوتا ہے۔ کہ اگر وہ واقعی مسلمان نہیں تھے تو ممنونِ اسلام ضرور تھے۔ چوتھے یہ کہ اُن کے کُرتے پر جو آج بھی ایک سکھ معبد میں محفوظ ہے قرآنی آیات بکثرت لکھی ہوئی ہیں۔ پانچویں یہ کہ انھوں نے یقیناً مکہ اور مدینہ کی کی زیارت کی تھی۔ اگرچہ آج یہ امر متیقن نہیں ہو سکتا۔ کہ وہ بغرض حج گئے تھے یا بطور سیاح۔ لیکن کوئی غیر مسلم مکہ میں اور خصوصاً خانہ کعبہ میں داخل نہیں ہو سکتا۔ لہٰذا اس خیال کو کہ وہ مسلمان تھے بہ آسانی رد نہیں کیا جا سکتا +

حضرت نانک کے پیرو آج اسلام کے اس قدر گرویدہ نہیں ہیں جس قدر وہ خود تھے۔ اور ان کا مذہب اصولی اعتبار سے بالکل اسلام ہی تھا۔ اور یہ بات ہم آج بھی بلا خوفِ تردید کہہ سکتے ہیں کہ اگرچہ سکھ بھائی ہم سے مذہبی اعتبار سے جدا ہیں لیکن باعتبارِ عقاید وہ مسلمان ہی ہیں یہ سچ ہے کہ تمدن اور تہذیب کے لحاظ سے وہ ہندو ہیں۔ اور ان کا مذہب اس تمدن کے رنگ میں رنگین ہو گیا ہے۔ اور گفتگو اطوار آداب وغیرہ سے کوئی شخص اُن کی روحانی اصلیت کا پتہ نہیں لگا سکتا +

برہمو سماج کا بانی راجہ رام موہن رائے تھے۔ انھوں نے ہندوؤں سے کہا۔ کہ کوئی مذہب باطل نہیں ہے۔ ہندوؤں کا خیال تھا۔ کہ ابتدائے آفرینش میں خدا نے صرف انھی کو الہام سے سرفراز کیا تھا۔ اور بقیہ مخلوق اس نعمت سے محروم تھی۔ اور کسی غیر ہندو کو وید کے رموز سے واقف نہیں کرنا چاہیئے۔ راجہ صاحب نے سب مذاہب کو تسلیم کیا۔ لیکن الہام سے انکار کیا۔ فی الجملہ برہمو سماج میں وہ وسعتِ خیال پائی جاتی ہے۔ جو ہندو دھرم سے ہرگز ماخوذ نہیں ہو سکتی۔ راجہ صاحب عربی کے فاضل تھے۔ اور اسلامیات سے پورے واقف اپنے زمانہ کے سب سے زیادہ فاضل اور جہاندیدہ انسان تھے۔ انھوں نے اسلامی مذہب اور مسیحی مذہب دونوں کا مطالعہ کیا تھا۔ یہ عقیدہ کہ

جملہ اقوام میں نبی گزرے ہیں۔ مذہبی تاریخ میں سب سے پہلے اسلام ہی نے تلقین کیا ہے۔ اور راجہ صاحب کی تعلیم کا یہ حصہ سراسر اسلام سے ماخوذ ہے۔ رہا الہام کا انکار تو یہ شاید ہندو قدامت پرستی کا نتیجہ ہو یا یورپ کے مادہ پرستوں کی آواز بازگشت۔ افسوس کہ راجہ صاحب کو اس معاملہ میں غلطی لگ گئی کیونکہ بغیر الہام کی صداقت کے کسی مذہب کی صداقت ثابت نہیں ہوسکتی +

وہ ہندوؤں کی معاشرتی خرابیوں سے غافل نہ تھے۔ ذات پات اور چھوت چھات دونوں کے خلاف انھوں نے زبردست جہاد کیا۔ اور باوجود چند کمزوریوں کے جو ان کی تعلیم میں پائی جاتی ہیں انہوں نے ہندوؤں کی بڑی خدمت کی ہے۔ انھوں نے ہندو مذہب کو ایک نئی حقیقت سے روشناس کیا، جس کا نتیجہ یہ ہوا۔ کہ ان میں مذہبی قدامت پسندی اور مذاہب دیگر سے تنفر و انقباض کا جذبہ زائل ہو گیا۔ چنانچہ ان کے پیرو تمام بانیانِ مذہب کی عزت کرتے ہیں۔ اور ان کے یوم میلاد پر خوشی مناتے ہیں۔ اور ہمیں یقین ہے۔ کہ یہ مثال ہندوؤں میں بڑی حد تک تبدیلی پیدا کرنے کا باعث ہوگی +

آریہ سماج سوامی دیانند صاحب کی قائم کی ہوئی ہے۔ ان کا کام تعمیری بھی ہے اور تخریبی بھی انہوں نے یہ ثابت کرنے کی کوشش کی۔ کہ ہندو مذہب تمام صداقت کا سرچشمہ ہے، اور اس کے علاوہ جملہ بانیان مذاہب مفتری گزرے ہیں، ہمیں اس کا افسوس ہے۔ کہ انھوں نے ہندو دھرم کی حمایت کے جوش میں موسیٰ عیسیٰ محمد صلعم یعنی سب کو دغاباز اور دنیا پرست لکھ دیا، اور یہ پہلو بہت رنجدہ ہے۔ کیونکہ جب خود ان کے ہم مذہب ان کی جان لینے کی فکر میں تھے۔ تو بارہا مسلمانوں نے انھیں پناہ دی، اور لاہور میں جب وہ آئے تو جس شخص نے انھیں اپنے یہاں ٹھیرایا اور پناہ دی۔ وہ ایک مسلمان ڈاکٹر خان بہادر رحیم خان مرحوم تھا +

فی الجملہ سوامی صاحب نے توحید باری کی تلقین کی۔ اور شرک اور بت پرستی کی مذمت کی چھوت چھات کو مذموم قرار دیا۔ ان کے پیرو آج ترقی یافتہ ہندوؤں کے سرتاج ہیں۔ آریہ سماج دراصل سب سے زیادہ اسلام کی ممنونِ احسان ہے لیکن جائے تعجب ہے۔ کہ اس کے محترم ارکان اس عنایت کا معاوضہ نبی کریم صلعم کو گالیوں سے دے رہے ہیں۔ توحید کا اعتراف اور ذات کے انکار کے علاوہ دو باتیں اور ہیں جو اس تحریک کو ہندو دھرم کی تاریخ میں ایک اہمیت دے رہی ہیں۔ ہندو دھرم کی رو سے بیوہ کی شادی ایک بڑا گناہ ہے اور بچپن کی شادی ایک مستحسن رسم ہے۔ آریہ سماج نے ان دونوں کو باطل قرار دیا۔ اور بیواؤں کی شادی کی حمایت

کر سکے فی الحقیقت سماج نے ہندوؤں کی بڑی خدمت انجام دی ہے۔ اب ان اصلاحات میں اسلام کا کس قدر ہاتھ ہے؟ اس کا فیصلہ میں ناظرین پر چھوڑتا ہوں۔

دوسری بات یہ ہے۔ کہ آریہ سماج نے ہندو دھرم کو تبلیغی مذہب بنا دیا ہے۔ اور آریہ سماج کے مشنری اُن مسلمانوں اور عیسائیوں کو دوبارہ ہندو بنانے میں کوشاں ہیں۔ جو ہندو دھرم کے دائرہ سے اُن مذاہب میں داخل ہو گئے تھے۔ اصل بات یہ ہے۔ کہ اسلام نے چوتھائی ہندوؤں کو اپنی آغوش میں لے کر آریہ سماج کو اس طرف متوجہ کر دیا ہے۔ اور اب انھیں یہ خطرہ لاحق ہو گیا ہے۔ کہ اگر روک تھام نہ کی گئی تو شاید تمام اسلام میں داخل ہو جائینگے۔ یہ کہنا قبل از وقت ہے۔ کہ آریہ سماج کی یہ تبلیغی جدوجہد کس حد تک کامیاب ہو گی۔ لیکن یہ یقینی ہے۔ کہ اس کی بدولت موازنہ مذاہب میں سہولت پیدا ہو جائیگی۔ لہٰذا مسلمانوں کو بہرطور اس تحریک کا خیر مقدم کرنا چاہئے۔ آنحضرت صلعم کی تعلیمات اور فرزندان اسلام کی زندگیوں نے آریہ سماج کے اندر اصلاح رسوم کا جذبہ پیدا کر دیا ہے۔ اور اگرچہ سماج کے افراد آج مسلمانوں کے ساتھ حسن سلوک و اتحاد نہیں رکھتے۔ اور اسلام کے احسان کا اعتراف نہیں کرتے۔ تاہم تاریخ میں تو اس برکت کا ذکر ضرور جلی حروف سے کیا جائیگا۔ جو اسلام کی طفیل ہندوؤں کو نصیب ہوئی ✦

مغرب میں اسلام کی حیرت انگیز اشاعت کی ایک مثال

یورپ میں اسلام کی اشاعت کے معاملہ کی طرف سے مسلمان من حیث القوم غافل ہیں اس کا بڑا بھاری سبب یہ ہے کہ انھیں مغرب میں دین قیم کی اشاعت کی ضروریات و مقتضیات کا صحیح علم نہیں۔ اور اسی مقصد کو سامنے رکھ کر ہم نے _____ مشن ووکنگ سے مکتوبات کا سلسلہ کئی ماہ سے ان اوراق میں جاری کر رکھا ہے۔ تاکہ مسلم بھائی اس ضرورت حقہ کو محسوس کریں۔ اس کے جملہ لوازم سے آگاہ ہوں۔ اور ان پر اس کام کی مذہبی و سیاسی اہمیت واضح ہو جائے ✦

ذیل میں ہم ایک تازہ مکتوب کا اردو ترجمہ ہدیہ ناظرین کرام کرتے ہیں۔ جو لندن کی تازہ ڈاک میں ہمیں موصول ہوا ہے۔ جس کے مطالعہ سے ناظرین پر واضح ہو جائیگا۔ کہ ہمارے عقاید و اصول کس قدر عجلت کے ساتھ ان جزائر میں مقبولیت حاصل کر رہے ہیں۔

خواجہ عبد الغنی سکرٹری ووکنگ ٹرسٹ

اوالیسٹ ہارسیلے
لیدر ہیڈ
سو نومبر ۱۹۳۰ء

پیارے جناب! حال ہی میں مکلرٹ اینڈ فیلو شپ پارٹی نے آپ کی مسجد ووکنگ کو ملاحظہ کیا۔ میں بھی ان زائرین میں سے ایک تھا۔ مجھے آپ کے پمفلٹ اسلام کیا ہے نے از حد محظوظ کیا اگر آپ برا محسوس نہ کریں۔ تو اسکی مزید دو کاپیاں ارسال فرمائیں۔ جو میری از حد مسرت کا موجب ہونگی۔ کیونکہ میرے پاس جو کاپی ہے۔ اسے کسی دوست نے طلب کیا ہے۔ لیکن مجھے اس پیاری و دلکش کاپی کی جدائی گوارا نہیں۔ آج تک جسقدر میں نے پمفلٹ دیکھے ہیں۔ ان میں سے اسلامی عقاید کی یہ بہترین شارح ہے ✦

مطلوبہ دو کاپیوں میں سے ایک تو کلیسیائے انگلستان کے ایک پادری صاحب کے لئے درکار ہے۔ جنہوں نے ہندوستان میں مدت مدید گزاری ہے۔ اور حال ہی میں وطن کی طرف لوٹے ہیں۔ آپ کا پیشگی از وقت شکریہ ادا کرتی ہوں ✦

آپ کی مخلص
(مس) او۔ ای۔ وارڈ

مسلم مشن ووکنگ کے مکتوبات

خدا کا لاکھ لاکھ شکر و احسان ہے۔ کہ ہر ماہ کوئی نہ کوئی مفید ترین اضافہ حلقہ اسلام میں ہوتا رہتا ہے۔
جناب مسٹر اے امین احمد مغربی دنیا میں ایک مشہور آدمی ہیں۔ جیسا کہ اُن کے اعلان اسلام سے ظاہر ہوتا ہے جو اسی سالہ کے آغاز میں ہی درج کیا گیا ہے۔ صاحب موصوف اور اسی طرح دیگر غیر مسلمین و نو مسلمین کے مکتوبات سے جو ان اوراق میں وقتاً فوقتاً شائع ہوتے رہتے ہیں ہمیں اپنے نظریہ میں اور بھی مضبوط کر دیا ہے۔ یورپ میں ہمارے اسلامی لٹریچر کی وسیع پیمانہ پر مُفت اشاعت ہی ان مغربی احباب و خواتین کو اسلام کی طرف متوجہ کر رہی ہے۔ اُن نارسا گوشوں و مقامات سے تشنگان توحید۔ ندائے اسلام کو لبیک کہہ رہے ہیں۔ جن مقامات پر ہمارے مبلغین ووکنگ کی رسائی نہیں۔ جہاں پر پہنچنا طویل صعوبت سفر و اخراجات کثیر کا موجب ہے وہاں پر ہمارا واحد مبلغ خاموش علمبردار توحید یہ رسالہ اسلامک ریویو انگریزی پہنچتا رہتا ہے۔ اور انگریزی اسلامی کُتب مسلسل پہنچتی رہتی ہیں۔ انہی کُتب و رسائل کا مطالعہ ان یوروپین احباب و خواتین کو صداقتِ حقّہ پر قائم کر دیتا ہے۔ نشر و اشاعتِ مسلم لٹریچر کے سوا اور کوئی راستہ جو آسان سے آسان اور کم خرچ بھی ہو۔ اشاعت اسلام کیلئے ہماری سمجھ میں نہیں آتا۔ گو یہ ہماری لہا سال کی درخواست ہے۔ لیکن مغرب میں ہر ایک نئی قبولیت اسلام ہمیں مجبور کرتی ہے۔ کہ ہم اپنی دیرینہ درخواست بار بار دوستوں کے سامنے پیش کریں +

ذیل کے مخلص مسلم بھائیوں نے ہماری اس مفید اسلام استدعا پر۔ از راہ محبتِ اسلام توجّہ فرمائی ہے۔ اور ہمیں اس قابل کیا ہے۔ کہ ہم رسالہ اسلامک ریویو انگریزی کی متعدد کاپیاں ان احباب کی طرف سے یورپ اور امریکہ کی لائبریریوں میں مُفت بھیجتے رہیں۔ اُمید واثق ہے۔ کہ ان مخلص احباب کی اپنے پیارے مذہب اسلام کی نشر و اشاعت کے لئے یہ سعادت و مساعی انشاء اللہ مثمر ہو گی۔ اور خوشگوار نتائج مُرتب کریگی +

کاش! ہمارے دیگر مُسلم بھائی بھی ہمیں اس قابل کریں۔ کہ ہم پانچہزار کاپیاں رسالہ اسلامک ریویو انگریزی کی سال ۱۹۳۲ء میں یورپ۔ آسٹریلیا۔ چین۔ جنوبی افریقہ۔ امریکہ و دیگر انگریزی دان حلقہ میں مفت تقسیم کر سکیں +

ذیل میں چند ایک احباب کی فہرست دی جاتی ہے۔ جنہوں نے رسالہ کی مفت اشاعت میں حصہ لیا ہے۔ اللہ تعالےٰ انھیں جزائے خیر دے۔
جناب ڈاکٹر رحمت اللہ صاحب بھاولپور۔ جناب علی احمد صاحب ڈیرہ نواب صاحب۔ جناب مولوی محمد سراج الحق صاحب۔ جناب محمد ارشاد علی صاحب عدن۔ حضور نواب صاحب بہادر بھوپال۔ جناب محمد اسلم خان صاحب مردان۔ جناب شیخ میاں محمد۔ محمد اسمٰعیل۔ مولا بخش صاحبان لائل پور۔

؏ اور فرقۂ جدیدین کے اکابرین و پادریوں کے نام بھی۔

جناب شیخ محمد اسمٰعیل صاحب راولپنڈی۔ جنابہ اہلیہ صاحبہ احمد علی صاحب آسام۔ جنابہ اہلیہ صاحبہ محمد سعید صاحب۔ لاہور۔ جناب ایس۔ امین الدین صاحب کپیروالہ۔ جناب ایس کے۔ بی شربت خان کوئٹہ۔ جناب نواب سر نظامت جنگ بہادر حیدر آباد دکن۔ جناب ایس۔ اے کریم صاحب رانچی۔ جناب ڈاکٹر جعفر حسن صاحب ارولیہ۔ جناب محمد حیات خان صاحب گوالیار + جناب محمد روشن الدین صاحب کوہاٹ۔ جناب عبد العظیم صاحب دھاریوال۔ جنابہ رحمت اللہ خان صاحب سانڈوے۔ جناب حاجی عبداللہ ہارون صاحب کراچی۔ جناب صوبیدار عبدالکریم صاحب رسالپور۔ جناب کے سعیدالدین احمد صاحب اٹاوہ۔ جناب خان بہادر قلی خان صاحب چارسدہ۔ جناب محمود الحق صاحب بنگال۔ جناب سر عبدالکریم غزنوی صاحب کلکتہ۔ جناب نور احمد صاحب سروتی +

مکتوب نمبر (۱)

ظلمات سے نور کی جھلک

کچھ عرصہ ہوا کہ ویلز کا ایک باشندہ جس کی قصبۂ ووکنگ میں عارضی سکونت تھی اتفاقیہ مسجد ووکنگ میں آنکلا بظاہر اس کے آنے کا مقصد محض زیارت مسجد تھی۔ ہم نے انھیں مسجد دکھائی۔ اور اتفاقاً اُن سے مختصر سی گفتگو بھی ہوئی اس مختصر سی گفتگو نے اُن کے اندر نشتر کا کام کیا۔ وہ ازحد متاثر ہوئے۔ اس کے بعد اُنہوں نے مقامی پبلک لائبریری میں باقاعدہ جانا شروع کر دیا۔ اور اسلامک ریویو کی اس کاپی کو دلی اشتیاق کے ساتھ پڑھا۔ جو لائبریری مذکورہ کی میز پر پڑی ہوئی تھی۔ ساتھ ہی ساتھ انہوں نے قرآن مجید کا مسلسل مطالعہ بھی شروع کر دیا۔ جس کی ایک کاپی لائبریری میں موجود تھی۔ اور اسلام سے متعلق مزید معلومات بڑھانے کیلئے بیتاب ہو گئے۔ گذشتہ جمعہ پھر ہمیں ملنے آئے خطبہ کو بغور سنا کچھ اسلامی کتب مطالعہ کیلئے طلب کیں۔ ہم نے انھیں انگریزی کتب "اسلام کیا ہے" مصنفہ جناب مسٹر حبیب اللہ لوگرد نو مسلم و نبیٔ اسلام" مصنفہ حضرت مولوی محمد علی صاحب پیش کیں۔ اتوار کو وہ پھر خود بخود ایک مسحور انسان کی طرح۔ اتوار کا لیکچر سننے کیلئے کشاں کشاں مسجد ووکنگ میں آپہنچے پیر کے روز پھر تشریف لائے۔ اور اپنے ساتھ متذکرہ بالا ہر دو کتب لائے۔ جو انھیں مطالعہ کیلئے دی گئی تھیں۔ اُن کتب کی سرسری ورق گردانی سے معلوم ہوتا تھا۔ کہ کتب مذکورہ کا اُنہوں نے بغور مطالعہ کیا ہے۔ کیونکہ بعض مقامات پر نشان بھی لگائے ہوئے تھے جن کی وہ تشریح چاہتے تھے تشریح طلب مقامات تعدد ازدواج قمار بازی۔ اور ممنوع ماکولات سے متعلق تھے۔ ان امور کو بالتشریح سمجھا کر اُنکی تسلی کر دی گئی جاتی دفعہ اُنھوں نے فرمایا۔ کہ ان کتب کے دوران مطالعہ میں مَیں محسوس کرتا رہا ہوں کہ میں بالکل کسی اور دُنیا میں بس رہا ہوں۔ بہت دیر تک وہ اس انقلاب عظیم کا تذکرہ کرتے رہے۔ جو اُن کے اندر رُونما ہو گیا۔ اور آخر پر فرمایا۔ کہ میرے الفاظ و کلمات میرے ان دلی جذبات و احساسات کو ادا کرنے سے قاصر ہیں۔ جو میرے دل میں ہیجان و

انتشار پیدا کر رہے ہیں۔ انہوں نے اس امر کا بلا بار اعادہ کیا کہ مطالعۂ اسلام سے پیشتر تمام مسائل زندگی مجھے تاریکی شکوک کے نقاب میں مستور نظر آتے تھے لیکن اب اسلامی نقطۂ نگاہ سے ہر ایک چیز روز روشن کی طرح مجھے واضح حقیقت دکھائی دیتی ہے۔ آپ نے تیز فرمایا۔ کہ اسلام نے ہی مجھے مذہب کی دھن لگائی۔ اور سن بلوغت سے ہی میں جویائے حق ہو گیا۔ اس کے بعد وہ محبت کے ساتھ عرصہ تک طویل گفتگو کرتے رہے پھر بادل ناخواستہ ہم سے جدا ہوئے منگل کے روز ہم پھر ان کے گھر پر جا کر انہیں ملے وہاں پر بھی مذاکرہ علمیہ و دینیہ کا ہی ایک طویل سلسلہ جاری رہا۔ انہوں نے فرمایا۔ کہ یہ امر میرے لئے تعجب خیز ہے کہ میرے ہموطن بھائیوں نے کیوں ابھی تک اسلام جیسے پاک دلربا و دلکش پیارے مذہب کا مطالعہ کر کے اسے قبول نہیں کیا۔ انہوں نے ہمیں یقین دلایا۔ کہ وہلیز کی نئی پود ساری کی ساری پیام اسلام کو قبول کرنے کیلئے تیار ہے مصلحت یہی ہے کہ اس ملک میں دورہ کر کے وہاں اسلام پر لیکچر دیئے جائیں اس بزرگ کا نام نامی جناب ڈی۔ ایچ۔ جونس ہے +

ہماری تبلیغی تگ و دو کی نوبت ان جزائر میں یہاں تک جا پہنچی ہے کیا ہمارے مسلم بھائی ان خوشگوار حالات سے فائدہ نہ اٹھائینگے۔

مکتوب نمبر (۲)

مؤثر و کم خرچ ذریعۂ تبلیغ اسلام

امریکہ میں اسلامک ریویو

رسالہ اسلامک ریویو انگریزی مؤثر و طاقتور ذریعۂ نشر و اشاعت اسلام ثابت ہوا ہے اس روشن حقیقت کے مؤید سابقہ سالوں کے بیشمار شواہد و حقائق ہیں۔ جو خوش آیند خیال اس ہواری اسلامی مجلہ کے روح روانوں کو سوجھا وہ یہ تھا۔ کہ امریکہ اور یورپ کی لائبریریوں میں اسے مفت بھیجا جائے۔ گذشتہ چند ماہ سے جو خط و کتابت ہم شائع کر رہے ہیں اس سے ظاہر ہوتا ہے۔ کہ مفت تقسیم رسالہ کا یہ طریقہ محیر العقول طریق پر کامیاب ہوا ہے۔ اور خوشگوار نتائج پیدا کر رہا ہے۔ اور جہانتک ہمارے مالی ذرائع ہمیں اجازت دیں ہم وسیع پیمانہ پر مفت[1] تقسیم کرنا چاہیئے ذیل میں ہم ایک تازہ مکتوب کا اردو ترجمہ ہدیہ ناظرین کرتے ہیں۔ جو امید ہے کہ قارئین کرام کی مسرت کا موجب ہوگا۔ جیسے امید ہے کہ وہ لوگ جو تبلیغ اسلام کے دل سے خواہاں ہیں بڑے غور سے مطالعہ فرمائیں گے + وھو ھذا

---

[1] جو بھائی ۵/ روپے ارسال فرمائیں۔ ان کی طرف سے ایک رسالہ اسلامک ریویو انگریزی سال بھر کیلئے یورپ یا امریکہ کی کسی لائبریری یا کسی حق جویائے غیر مسلم انگریز کے نام جاری کیا جائیگا۔ یہ صدقہ جاریہ ہے + سیکرٹری

ٹیسلیٹن پاس

یو ایس ۔ اے

پیارے جناب! مجھے آپ کا خط اور چند ٹریکٹ ملے ۔ جسے میں نے اپنے دوستوں کو مطالعہ کیلئے دیا۔ اس لٹریچر نے ان کے دماغ سے ان جھوٹے خیالات کو نکال دیا۔ جو اسلام کے متعلق اُن کے دماغ میں جا گزین تھے میں اپنے متعلق یہ عرض کرتا ہوں ۔ کہ میں ایک فرانسیسی ہوں رومن کیتھولک مذہب میں میں نے پرورش پائی ہے اس وقت میری عمر تیس سال کی ہے اور میں اس ملک میں ۱۹۲۵ء سے رہتا ہوں میں گوناگوں کاموں میں قسمت آزمائی کر چکا ہوں اور اکثروں میں کلی طور سے ناکام رہا ہوں ! ان ناکامیوں سے ٹھنڈا ہو کر میں نے مختلف علوم یعنی اقتصادیات سے لے کر بدھ مذہب عیسائیت اور فرقہ جدیدین کی کتب کا مطالعہ کرنا شروع کیا میں آپکے بیش بہا اسلامی مجلہ کی دل سے قدر کرتا ہوں میں اسے شہر نیویارک کی پبلک لائبریری میں پڑھتا رہا ہوں ۔ اس اسلامی مجلہ نے مجھے آخر کار نبی آخرالزمان کی تعلیمات کے متعلق بہت سے معاملات میں راہ ہدایت دکھائی میں خیال کرتا ہوں کہ میں ان لوگوں کو خدا کے فرستادہ و الہام کردہ نبی حضرت محمد صلعم سے متعارف کرانے کی مساعی میں حق بجانب ہوں ۔ جو کہ آپکے پاک مشن سے بالکل بے خبر رکھے گئے ہیں ! اگر خدا کو منظور ہوا ۔ تو میں انشاء اللہ تعالیٰ ضرور ایک دفعہ حضرت نبی کریم صلعم کے مبارک روضہ کی زیارت کروں گا ! اور مذہب اسلام اور اس کی اصلی زبان کے عمیق مطالعہ کیلئے کوشاں رہونگا ۔ اُمید ہے کہ توضیع اوقات کیلئے آپ مجھے معاف فرمائینگے +

آپ کا خیر اندیش

مُوائیس ۔ لی ۔ کن گسنیر

مکتوب نمبر ۳

کیلیفورنیا کے ایک مُتلاشئ حق کا خط

ذیل میں مسٹر لاس اینگیلس کا خط درج کیا جاتا ہے ۔ جو از خود صاحب خط کی کیفیت قلبی پر شاہد ناطق ہے

جناب من !

آپ کا مقتدر جریدہ (اسلامک ریویو انگریزی) ایک مقامی پبلک لائبریری میں میرے ہاتھ آیا ۔ جسے میں نے نہایت ہی دلچسپ اور پُراز معلومات پایا ۔ مذہب اسلام ایک عرصہ سے میرا جاذب طبع بنا رہا ہے ۔ اور قرآن کے علاوہ جو میرے پاس موجود ہے ۔

میں نے اور بھی کئی ایک کتابیں (موضوع بالا پر) جو مقامی لائبریری سے مل سکیں پڑھی ہیں۔ امید ہے کہ اسلام کے متعلق مزید معلومات کیلئے آپ سے التجا کرنا آپ کے بارِ خاطر نہ ہوگا؟ میں ایسی کتب دیکھنا چاہتا ہوں جو مزید مطالعہ میں مجھے امداد دیں جو کہ مستند مسلم مصنفین کی ہوں۔ اور جو کہ کوئی سود مند واقفیت پیدا کرنے کا باعث ہوں +

کیا میں آپ کو اس ضمن میں اپنے خلوص نیت کا یقین دلا سکتا ہوں۔ اور آپ کی ہر اُس امداد کی قدر و منزلت کا بھی جو آپ اس سلسلہ میں میرے ساتھ کرینگے +

آپ کا مخلص

ہیری۔ ای۔ ہیتیکل

مکتوب نمبر ۴

مذہب رومن کیتھولک سے رجوع الی الاسلام

جناب من!

میں نے ایک کتاب مصنفہ جناب خواجہ کمال الدین صاحب موسومہ "یارلیعہ تقاریر بر حقانیت اسلام" (فور لیکچرز آن اسلام) کو پڑھا جس کی طفیل مذہب اسلام کی صداقت نے مجھے گرویدہ کر لیا ہے +

اسلئے از راہ مہربانی اس بات سے مجھے اطلاع بخشیں کہ مذہب اسلام کس طرح سے قبول کیا جاتا ہے۔ کیونکہ میں مسلمان ہونے کا نہایت ہی خواہشمند ہوں۔ فی الحال میں عیسائی مذہب کے فرقہ رومن کیتھولک سے علاقہ رکھتا ہوں لیکن چونکہ میں نے قرآن کریم میں پڑھا ہے۔ "کہ سوائے اسلام کے اگر تم زندگی بیلئے کوئی بھی اور لائحہ عمل اختیار کرو گے تو وہ قابل قبول نہیں اور ایسا کرنے سے یقیناً تم خسارہ میں رہو گے"۔ اس واسطے اپنے موجودہ مذہب کو ترک کر دینے سے قبل میں چاہتا ہوں کہ اسلام کے متعلق مزید واقفیت حاصل کر لوں +

آپ کا مخلص

جے۔ ایچ۔ جی آنگ

مکتوب نمبر (۵)

جناب جی۔ ڈبلیو۔ ڈیلٹن کا اعلان اسلام

میں نہایت مسرت کے ساتھ قبولِ اسلام کا اعلان منسلک کرتا ہوں۔ اور امید رکھتا ہوں۔ کہ آپ سب حلقوں میں اس کی اشاعت کرینگے +

"میں ان عقاید اور مسیحیت کو جو موجودہ کلیسیوں میں تعلیم کئے جاتے ہیں خلاف عقل و فطرت پاتے ہوئے مدت سے شبہ و تذبذب میں پڑا رہا۔ لیکن محض اللہ تعالیٰ کے فضل اور اسلام کی برکت سے مختلف کتب کے مطالعہ اور تھیوسوفیکل سوسائٹی کے تعلیمی تاثرات سے میری آنکھیں کھلیں۔ اور اب میں بلا تامل مذہب اسلام کو جو ایک سچا مذہب ہے قبول کرنے کا شرف حاصل کرتا ہوں +

جواب کا منتظر

آپ کا مخلص بھائی جی۔ ڈبلیو ڈیلین

مکتوب نمبر ۶

ماہرین روحانیات کے حلقوں میں لیکچر

ہم نے ماہرین روحانیات کی تقریباً ۷۰ سوسائٹیوں کو گشتی چٹھیاں بھیجی تھیں جس کے جواب میں وقتاً فوقتاً ہمیں ان سوسائٹیوں میں مسائل اسلامی پر تقریریں کرنے کیلئے مدعو کیا جاتا ہے۔ چنانچہ حال ہی میں دو لیکچر دیئے جا چکے ہیں۔ ان میں سے ایک برکسٹن میں ہوا۔ اور دوسرا سڈکپ میں۔ موخر الذکر مقام کی سوسائٹی کے ممبر علمی نقطۂ خیال سے نہایت اعلےٰ پایہ کے حامل ہیں۔ انہوں نے مسئلہ حیات مابعد الموت پر ہماری تقریر کو نہایت ہی پسند کیا +

اگر ہمارا یہ طریق عمل بدستور جاری رہا۔ اور اس جماعت پر ہم اپنی توجہ قائم رکھنے سے مسلسل مواقع میسر آتے رہے تو ہمیں کامل یقین ہے کہ طبقۂ روحانیین کے یہ فضلاء جو انتہائی شوق اپنے دلوں میں رکھے بیٹھے ہیں عنقریب علم اسلام کے گرد جمع ہو جائیں گے +

گوشوارہ آمد و خرچ دی ووکنگ مسلم مشن اینڈ لٹریری ٹرسٹ در انگلستان و ہندوستان بابت ۳۱ اکتوبر سنہ ۱۹۳۱ء

تفصیل آمد	نشان	رقم آمد ہندوستان و انگلستان: پائی	آنہ	روپیہ	تفصیل خرچ	نشان	رقم خرچ ہندوستان و انگلستان: پائی	آنہ	روپیہ
آمد مشن اسلامک ریویو و کتب خانہ در ہندوستان و انگلستان	۱/	-	۹	۶۲۳۶	خرچ مشن اسلامک ریویو و کتب خانہ در ہندوستان و انگلستان	۴/	۴	۱۴	۶۵۷۴
آمد برائے مفت تقسیم رسالہ اسلامک ریویو	۲/	-	۸	۲۵۷					
آمد ریزرو فنڈ	۳/	-	-	۹	رقم قرضہ از سرمایہ محفوظ	۵/	-	-	۱۰۰۰
میزان		٠	۱	۶۵۰۳	میزان		۴	۱۴	۷۵۷۴

دستخط۔ فنانشل سکرٹری ووکنگ مسلم مشن اینڈ لٹریری ٹرسٹ۔ عزیز منزل۔ لاہور۔

نقشہ ۱ تفصیل آمد مسلم مشن ووکنگ اینڈ لٹریری ٹرسٹ و اسلامک ریویو و کتب خانہ در ہندوستان و انگلستان بابت ماہ اکتوبر سنہ ۱۹۳۱ء

تاریخ	نمبر کوپن	اسمائے معطی صاحبان	پائی	آنہ	روپیہ
۱ ۱۱/۳۱	۶۴۹	جناب حضرت خواجہ کمال الدین صاحب لاہور نصف ریویو و نصف مشن	۰	۰	۲۰
	〃	ملازمین دفتر لاہور مشن	۰	۰	۱
۵ ۱۱/۳۱	۶۶۶	جناب خواجہ عبد الغنی صاحب لاہور	۰	۰	۲
۶ ۱۱/۳۱	۶۶۷	〃 دلاور خان صاحب پشاور مشن	۰	۰	۴
〃	۶۷۴	〃 اہلیہ صاحبہ ڈاکٹر غلام محمد صاحب لاہور 〃	۰	۰	۲
۷ ۱۱/۳۱	۶۸۴	〃 مسیز نظام الدین سید مولا لاہور مشن	۰	۸	۱
〃	۶۸۵	〃 سید امجد علی شاہ صاحب لاہور مشن	۰	-	۸
۸ ۱۱/۳۱	۶۸۷	〃 عبد الحق صاحب گجرات مشن	۰	-	۵
۹ ۱۱/۳۱	۶۹۵	وصولی از پراویڈنٹ اینڈ بونس فنڈ	۰	۴	-
〃	۶۹۶	جناب شیخ نیاز احمد صاحب وزیرآباد مشن	۰	۰	۵۰
	۷۰۱	〃 ضیح الدین صاحب دہلی مشن	۰	۰	۱
	۷۰۴	〃 ڈاکٹر برکت علی صاحب بہارنپور 〃	۰	۰	۱۲
	۷۰۵	〃 محمد نور غنی صاحب امین آباد 〃	۰	۱۴	۷
۱۲ ۱۱/۳۱	۷۱۵	〃 عبد الحمید صاحب ناگپور مشن	۰	۰	۱
۱۳ ۱۱/۳۱	۷۱۶	〃 محمد محفوظ الکریم صاحب 〃 〃	۰	۰	۲
〃	۷۱۷	〃 محمد ہارون صاحب ناگپور 〃	۰	۰	۳
۱۴ ۱۱/۳۱	۷۲۱	〃 کرم الٰہی صاحب ہوشیارپور 〃	۰	۰	۵
〃	۷۲۴	〃 خواجہ اے۔ کے خان صاحب راجمندری مشن	۰	۰	۵
〃	۷۲۵	〃 محبوب خان صاحب دھارواڑ	۰	۰	۲
〃	۷۲۶	زر از سرمایہ محفوظ (دیکھو جدول نمبر ۳)	۰	۰	۱۰۰۰

تاریخ	نمبر کوپن	اسمائے معطی صاحبان	پائی	آنہ	روپیہ
۱۶ ۱۱/۳۱	۷۲۸	جناب ڈاکٹر این اکبر خان صاحب مانگڈوجی مشن	۰	۰	۲
	۷۳۱	〃 شیخ محمد حسن صاحب مالاکھنڈ	-	-	۱
	۷۳۴	منافع بر ۹۰۰ روپیہ متعلق بہ سرمایہ محفوظ نصف مشن نصف ریویو	۰	۰	۴۰۵
۱۷ ۱۱/۳۱	۷۳۶	جناب ملک محمد علی صاحب بلوچستان	-	-	۵
۱۹ ۱۱/۳۱	۷۳۹	آمد از ووکنگ بابت ماہ اگست سنہ ۱۹۳۱ء (۲-۱۵-۱۸) بمد مشن ۱۰ ... ۳۳ ریویو ۱۰ ... ۴۸ کتب خانہ)	۱۰	-	۸۱۶
	〃	واپسی پیشگی از ووکنگ ...... ۱۵۰ پونڈ			
		۰ - ۵ - ۲۰۳۵	۰	۵	۲۰۳۵
		〃 〃 ۵½ - ۵ - ۸۷ پونڈ			
		۲ - ۲ - ۱۱۸۸	۲	۶	۱۱۸۸
	۷۴۰	جناب سید محمود صاحب منگلور (مس)	۰	۰	۱
	۷۴۳	〃 مرزا غلام محمود صاحب میسور 〃	-	۰	۳
۲۰ ۱۱/۳۱	۷۴۵	〃 ڈاکٹر غلام محمد صاحب لاہور 〃	۰	۰	۵
۲۱ ۱۱/۳۱	۷۴۸	جناب محمد حسین صاحب کانوری 〃	۰	۰	۱
	۷۴۹	〃 کے ایچ نیاز صاحب نیوگلنڈا مشن	۰	۰	۲
	۷۵۲	〃 فضل حق صاحب دہلی 〃	۰	۰	۵
۲۴ ۱۱/۳۱	۷۵۸	〃 ڈاکٹر وزیر احمد صاحب قریشی رامنگر 〃	-	-	۵
۲۷ ۱۱/۳۱	۷۶۶	〃 راجہ نجیب اللہ صاحب جہلم 〃	۰	-	۵
۲۸ ۱۱/۳۱	۷۷۰	〃 آغا محمد ابراہیم صاحب بھوانی 〃	۰	-	۲
	۷۸۲	〃 قاضی منہاج الدین صاحب سیونی 〃	۰	۰	۲
	۰	زر فروخت رسالہ اسلامک ریویو	۰	۳	۶۲۰
		میزان	۰	۹	۶۲۳۶

نقشہ ۲ تفصیل آمد برائے مفت تقسیم رسالہ اسلامک ریویو در کتب خانہ جات غربیہ و خارجیہ

تاریخ	نمبر کوپن	اسمائے معطی صاحبان	پائی	آنہ	روپیہ
۱ ۱۱/۳۱	۶۴۲	جناب ڈاکٹر رحمت اللہ صاحب بنگلور	-	۰	۲۵
		〃 کے ایس محمود صاحب لاہور	-	۰	۵
		〃 عبد العزیز خان صاحب رائے بریلی			
		(نوٹ: آپ پہلے بھی ارسال کر چکے ہیں چونکہ لائبریری کا چندہ ... روپیہ ہے)	-	۸	۲
	۶۹۴	جناب علی احمد خان صاحب ڈیرہ نواب صاحب	۰	۰	۱۰۰
۱۰ ۱۱/۳۱	۷۰۲	〃 غلام علی صاحب جھنگ	-	-	۵
۱۲ ۱۱/۳۱	۷۰۹	〃 سید مسعود الحق صاحب پکنگاؤں	۰	۰	۵
		〃 مولوی سید محمد سراج الحق صاحب			۲۵

تاریخ	کوپن	اسمائے معطی صاحبان	پائی	آنہ	روپیہ
۳ ۱۱/۳۱	۷۱۸	جناب محمد ارشاد علی صاحب عدن کیمپ	۰	۰	۲۵
۱۷ ۱۱/۳۱	۷۲۷	حضور نواب صاحب بہادر بھوپال	۰	۰	۵۰
	۷۳۷	جناب ایم یو وودجی صاحب بانکی پور	-	-	۵
	۷۳۸	〃 کے ایچ حمید صاحب گورکھپور	۰	-	۵
۲۱ ۱۱/۳۱	۷۴۶	جناب قاضی حمید الدین صاحب پروچپور	۰	۰	۵
۲۶ ۱۱/۳۱	۷۶۲	〃 خان صاحب محمد اسلم صاحب مردان	۰	۰	۱۰
	۷۶۵	〃 محمد یوسف خان صاحب عدن کیمپ	۰	-	۵
۳۱ ۱۱/۳۱	۷۹۰	〃 ایس ایم شفیع صاحب رانی گھاٹ پٹنہ	۰	۰	۵
		میزان	۰	۸	۲۵۷

نقشہ ۳ تفصیل آمد ریزرو فنڈ بابت ماہ اکتوبر سنہ ۱۹۳۱ء

تاریخ	نمبر کوپن	اسمائے معطی صاحبان	پائی	آنہ	روپیہ
۱ ۱۰/۳۱	۲۱	جناب قطب خان صاحب بمبئی زکوٰۃ	۰	۰	۴
۲۴ ۱۱/۳۱	۲۲	〃 ڈاکٹر وزیر احمد صاحب قریشی ۔ رام نگر	۰	۰	۵
		میزان	۰	۰	۹

نقشہ تفصیل آمد مسلم مشن ووکنگ و اسلامک ریویو و کتب خانہ در ہندوستان و انگلستان بابت ماہ نومبر ۱۹۳۱ء

تاریخ	نمبر رسید	اسماء معطی صاحبان	پائی	آنہ	روپیہ
۳ ۱۱/۳۱	۸۰۸	جناب حضرت خواجہ کمال الدین صاحب لاہور۔ نصف معاوضہ ریویو نصف بمد مشن	۰	۰	۲۰
″	″	ملازمین دفتر بمد مشن	۰	۰	۱
″	۸۰۹	جناب نواب الہ دین صاحب نواب شاہ سندھ بمد مشن	۰	۰	۲۲
	۸۱۸	جناب محمد عالم صاحب۔ زکوٰۃ	۹	۱۵	۱۹۷۵
	۸۱۹	″ عبدالحق صاحب۔ گجرات مشن	۰	۰	۵
۹ ۱۱/۳۱	۸۴۰	آمد فروکنگ بابت ماہ ستمبر ۱۹۳۱ء از ووکنگ آر آر نمبر ۵۰۹ تا ۵۵۲ - ۳۶-۱۹-۸ پونڈ شلنگ پنس (مشن۔ ریویو۔ کتب خانہ)	۲	۶	۴۹۸
″	۸۴۱	واپسی پیشگی از دفتر ووکنگ	۴	۸	۲۲۲۴
″	۸۴۲	جناب منہاج الدین صاحب سرگودھا۔ مشن	۰	۰	۱۰
″	۸۴۳	حضور نواب صاحب منگرول ″	۰	۰	۹۹
″	۸۴۴	جناب محمد جان صاحب۔ چناب زکوٰۃ	۰	۰	۴۰
″	″	″ سردار لال سنگھ ″ ″ ″	۰	۰	۶
۷ ۱۱/۳۱	۸۴۶	″ دلاور خان صاحب پشاور و جناب لوئی غلام حسن صاحب ″	۰	۰	۴
″	۸۴۷	جنابہ مسز حبیب محمد خان صاحب۔ حیدرآباد دکن	۰	۰	۲۸
۹ ۶/۳۱	۸۵۳	جناب ڈاکٹر غلام محمد صاحب لاہور بمد مشن	۰	۰	۵
	۸۵۵	″ محمد محفوظ الکریم صاحب ناگپور بمد مشن	۰	۰	۲
	۸۷۲	جناب شیخ محمد اسمعیل شیخ میاں محمد و شیخ مولا بخش صاحبان لائل پور (نوٹ: یہاں رقم مرسلہ مبلغ ۵۰۰ روپے میں سے ۳۰۰ روپے کا اندراج کیا جاتا ہے باقی ۲۰۰ روپے کا اندراج نقشہ نمبر ۲ میں ۸۷۲ نمبر کے ماتحت کیا گیا ہے) مشن	۰	۰	۳۰۰
۱۳ ۱۱/۳۱	۸۹۳	جنابہ اہلیہ صاحبہ جناب ڈاکٹر غلام محمد صاحب لاہور بمد مشن	۰	۰	۴
۱۳ ۱۱/۳۱	۸۹۶	جناب حکیم الٰہی صاحب قریشی ہوشیارپور ″	۰	۰	۵
۱۴ ۶/۳۱	۸۹۹	″ محمد فضل صاحب کیمبل پور بمد زکوٰۃ	۰	۰	۴
″	۹۰۱	جناب محمد علی صاحب بلوچستان مشن	۰	۰	۵
۱۶ ۶/۳۱	۹۱۲	″ ایم بی جعفری صاحب آگرہ ″	۰	۰	۱۵
۱۹ ۶/۳۱	۹۱۷	″ محمد یعقوب صاحب یاتیرلے بہار ″	۳	۰	۱۵
	۹۱۸	″ عشرت الدین صاحب پٹنہ ″	۰	۰	۱۰
	۹۲۰	″ شیخ امین صاحب لودھیانہ ″	۰	۰	۱
	۹۲۱	″ عبدالحمید خان صاحب جاگیر ″	۰	۰	۱
	۹۲۵	″ محمد ابراہیم صاحب بھیرونی ″	۰	۰	۲
	۹۲۶	″ محمد حسین صاحب کالوی ″	۰	۰	۱

تاریخ	نمبر رسید	اسماء معطی صاحبان	پائی	آنہ	روپیہ
۲۰ ۶/۳۱	۹۲۸	جناب ڈاکٹر این کے بی ٹی خان صاحب برما۔ مشن	۰	۰	۲
″	۹۲۹	″ چودھری محمد زرین صاحب۔ گوجرانوالہ ″	۰	۱۴	۷
″	۹۳۰	″ محبوب خان صاحب۔ دھاروار ″	۰	۰	۲
۲۴ ۶/۳۱	۹۳۵	″ ایم حمید صاحب نعمانی۔ گورکھپور ″	۰	۰	۲۵
″	۹۳۸	″ راجہ نجیب اللہ خان صاحب۔ جہلم ″	۰	۰	۵
″	۹۴۴	″ غلام محمد صاحب دفتری لاہور ″	۰	۸	-
۲ ۶/۳۱	۹۴۷	″ خواجہ اے کے خان صاحب۔ مدراس ″	۰	-	۵
۲۸ ۶/۳۱	۹۵۱	واپسی پیشگی از جناب پریذیڈنٹ مجلس منتظمہ ″	۶	۳	۹
۳۰ ۶/۳۱	۹۵۳	جناب سید محمود صاحب ریاست میسور ″	۰	۰	۱
	۹۵۴	″ ڈاکٹر عبدالغنی صاحب شیرکوٹ زکوٰۃ	۰	۰	۵
	۹۵۵	″ حکیم محمد عثمان صاحب پانی پت مشن	۰	۰	۵
		زر قیمت رسالہ اسلامک ریویو بابت ماہ نومبر ۱۹۳۱ء	۰	۱۲	۴۰۹
		میزان	۶	۳	۵۴۸۸

نقشہ نمبر ۲

ذیل کی رقوم رسالہ اسلامک ریویو کی مفت تقسیم کیلئے موصول ہوئیں۔ ان صاحب کی طرف سے بلا غربیہ لبریری و یورپ کی لائبریریوں کو رسالہ مذکور مفت بطور صدقہ جاریہ روانہ کیا جاتا ہے

تاریخ	نمبر رسید	اسماء معطی صاحبان	پائی	آنہ	روپیہ
۳ ۱۱/۳۱	۸۰۷	جناب کے ایس محمود صاحب لاہور۔ ایک کاپی	۰	۰	۵ روپے
۵ ۱۱/۳۱	۸۳۵	″ سید عبدالحلیم صاحب میمن سنگھ ″	۰	۰	۵ ″
۷ ۱۱/۳۱	۸۴۶	″ ولی اللہ خان صاحب پشاور ″	۰	۰	۵ ″
″	۸۵۲	″ کال بی محمد عارف صاحب ٹانک ″	۰	۰	۵ ″
		″ علی محمد خان صاحب ڈیرہ نواب صاحب ۲۰ کاپی	۰	۰	۱۰۰
۱۱ ۱۱/۳۱	۸۷۲	″ شیخ میاں محمد، شیخ محمد اسمعیل و شیخ مولا بخش صاحبان لائلپور ۴۰ کاپی	۰	۰	۲۰۰
۱۴ ۱۱/۳۱	۸۹۵	″ ملک اللہ داد محمد اسمعیل صاحب راولپنڈی ۴ کاپی	۰	۰	۲۰
″	۸۹۸	″ ایس ایم شریف صاحب پٹنہ ایک کاپی	۰	۰	۵
۱۶ ۱۱/۳۱	۹۰۰	″ ایم بی اے عظیم صاحب میلاپور ایک کاپی	۰	۰	۶
	۹۰۵	″ آر۔ اے احمد حسن صاحب بھیام۔ ایک کاپی	۰	۰	۵
	۹۰۶	″ شیخ امیر علی صاحب لائلپور۔ ایک کاپی	۰	۰	۵
″	″	″ میاں نور اللہ صاحب ″ ۲ کاپی	۰	۰	۱۰
″	″	″ چودھری سردار محمد صاحب ایک کاپی	۰	۰	۵
″	″	″ محمد حیات صاحب لائلپور ″	۰	۰	۵
″	″	″ شیخ عبدالرزاق صاحب لائلپور ایک کاپی	۰	۰	۵
″	″	″ ضیاء الدین احمد صاحب ″	۰	۰	۲
	۹۰۷	″ محمد ارشاد علی صاحب عدن ایک کاپی	۰	۰	۵
	۹۰۸	″ اہلیہ صاحبہ جناب احمد علی صاحب آسام ۶ کاپی	۰	۰	۳۰
۱۹ ۱۱/۳۱	۹۲۶	″ اہلیہ صاحبہ جناب محمد حسین صاحب لاہور ۲ کاپی	۰	۰	۱۰
۲۳ ۱۱/۳۱	۹۳۲	″ ایس ایم امین الدین صاحب بردوان ۱۰ کاپی	۰	۰	۵۰
″	۹۳۳	″ کے۔ سی خیر حسن خان صاحب کوئٹہ ۵ کاپی	۰	۰	۲۵
	۹۳۴	″ نواب سر نظامت جنگ صاحب بہادر ۱۰ کاپی	۰	۰	۵۰
۲۴ ۱۱/۳۱		″ مسز بی کریم صاحبہ رانچی ۲ کاپی	۰	۰	۱۰
″	۹۴۱	″ ڈاکٹر محمد حسن صاحب [illegible] ۴ کاپی	۰	۰	۲۰
″	۹۴۲	″ محمد امام الدین صاحب [illegible] ایک کاپی	۰	۰	۵
	۹۴۳	″ محمد حیات خان صاحب گوالیار ۳ کاپی	۰	۰	۱۵
۲۴ ۱۱/۳۱		″ [illegible] صاحب نٹال جنوبی افریقہ ایک کاپی	۰	۰	۵
″	۹۵۹	″ حاجی فتح محمد صاحب بمبئی ایک کاپی	۰	۰	۵
		میزان کل	۰	۰	۶۱۸

تصنیفات حضرت خواجہ کمال الدین صاحب بانئی مسلم مشن ووکنگ انگلستان

کتاب	قیمت	کتاب	قیمت
توحید فی الاسلام بلا جلد عہ مجلد	۵	ام الالسنہ معروف بہ زندہ و کامل زبان بلا جلد ۱۲؍ مجلد	عہ
مسلک مروارید معرکتہ الآرا دس لیکچروں کا مجموعہ بلا جلد عہ	۲؍عہ	براہین نیرہ بلا جلد ۱۲؍ مجلد	۲؍عہ
ینابیع المسیحیت بلا جلد عہ مجلد	۲؍عہ	پیام اسلام	۸؍
ضرورت الہام بلا جلد ۱۲؍ مجلد	۱؍عہ	مقصد مذہب	۳؍
راز حیات یا انجیل عمل بلا جلد عہ مجلد	۱؍عہ	خطبات غربیہ بلا جلد ۱۲؍ مجلد	عہ
مکالمات ملیہ بلا جلد ۱۳؍ مجلد	۲؍عہ	سیر افکار یا روحانیت فی الاسلام بلا جلد ۱۲؍ مجلد	۱؍عہ
مطالعہ اسلام بلا جلد ۱۲؍ مجلد	عہ	ہستی باری تعالیٰ بلا جلد	۶؍
اسلام میں کوئی فرقہ نہیں بلا جلد ۱۴؍ مجلد	۲؍عہ	یسوع کی الوہیت اور اسکی کامل انسانیت پر ایک نظر	۴؍
لمعات انوار محمدیہ بلا جلد ۶؍ مجلد	۱۰؍	اسلام اور علوم جدیدہ	۴؍
مذہب محبت ۶؍ موضوع القرآن	۴؍	صلائے نصرت بہ اہل ہمت	۳؍
تورات عالم کا مذہب	۸؍	حیات بعد الموت	۱۲؍
اسوہ حسنہ معروف بہ زندہ و کامل نبی بلا جلد	۷؍	جہد اللبقار	۴؍

دیگر مصنفین

کتاب	قیمت	کتاب	قیمت
جمع القرآن	۱۲؍	سیرت نبوی قیمت صرف	۴؍
قرآن شریف مترجم شاہ رفیع الدین صاحب محدث دہلوی مجلد	للعہ	لنڈن میں جلسہ مولود النبی صلعم	۲؍
دنیا کے مشہور شہدائے ثلاثہ بلا جلد	۷؍	قرآن اور جنگ	۳؍
اسلامی نماز کا فلسفہ قیمت صرف	۳؍	پادری صاحبان کے لئے حل طلب معمہ	۱؍
تفسیر سورۃ فاتحہ قیمت	۲؍	سیرۃ خیر البشر عہ مجلد عہ مقام حدیث بلا جلد عہ مجلد	عہ
اسلام یعنی ہمہ ردی بنی نوع کا مذہب	۲؍	تصاویر نو مسلمانان یورپ فی درجن ۱۰؍ زنین درجن مجلد	۶؍
اسلامی نماز اور اس پر مغربی اعتراض	۱؍	تصاویر نماز عیدین مسجد ووکنگ قیمت فی درجن	۱۰؍
نبوت کا ظہور اتم المعروف نبی کامل مصنفہ حضرت خواجہ صاحب	عہ	تمدن اسلام حصہ اول مصنفہ حضرت خواجہ صاحب	عہ

تمام درخواستیں بنام

سکرٹری دی ووکنگ مسلم مشن اینڈ لٹریری ٹرسٹ عزیز منزل برانڈرتھ روڈ لاہور (پنجاب) ہونی چاہئیں

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

یورپ میں اشاعت اسلام

مسلم مشن ووکنگ انگلستان کی تبلیغی تگ و دو

یورپ میں اشاعت اسلام کے لئے ذیل کے ذرائع اختیار کئے جاتے ہیں جو سب کے سب ہی مسلم امداد کے محتاج ہیں۔

۱
رسالہ اسلامک ریویو انگریزی کی مفت اشاعت

یورپ میں نومسلمین و غیر مسلمین اخوان و خواتین میں کی جاتی ہے۔

۲
دُنیا بھر کی مشہور و معروف لائبریریوں

کو رسالہ اسلامک ریویو مفت بھیجا جاتا ہے۔

۳
مبلغین مشن کے ہفتہ واری لیکچر

ہفتہ میں ایک بار لندن میں اور ایک دفعہ مسجد ووکنگ میں لیکچر ہوتا ہے جن میں سامعین کی چائے سے تواضع کیجاتی ہے

۴
لندن میں جمعہ و عیدین کی نمازیں

عیدین کے مجمع میں چار پانچ صد کے لگ بھگ نومسلمین و مسلمین شامل ہوتے ہیں نماز کے بعد انہیں دعوت دیجاتی ہے جس پر یکصد پونڈ فی عید صرف ہوتا ہے۔

۵
رسالت مآب حضرت نبی کریم صلعم کے سالانہ یوم ولادت

کی تقریب پر چار پانچ صد سے زاید مجمع ہوتا ہے جنکی تواضع دعوت سے کیجاتی ہے یہ مجمع مسلمین و نومسلمین اور غیر مسلمین پر مشتمل ہوتا ہے

۶
دور دراز ممالک کے غیر مسلمین

کو مبلغین مشن بذریعہ خط و کتابت تبلیغ کرتے رہتے ہیں۔ جس پر محصول ڈاک صرف ہوتا ہے۔

۷
تالیف قلوب

بعض غیر مسلمین و نومسلمین کی حسب ضرورت مالی امداد بھی کی جاتی ہے۔

۸
انگریزی اسلامی ادبیات

کی مفت اشاعت کی جاتی ہے۔ نومسلمین و غیر مسلمین کو مفت دیجاتی ہیں۔

۹
مسجد ووکنگ میں زائرین

کی آمد و رفت جن میں مسلم، نومسلم، و غیر مسلم ہوتے ہیں۔ ان سب کی تواضع چائے سے کی جاتی ہے۔

۱۰
عملہ مشن

کی آمد و رفت کے اخراجات اور ان کے ماہواری مشاہرے

۱۱
اسلامک ریویو انگریزی مجریہ مسجد ووکنگ انگلستان

زیر ادارت

حضرت خواجہ کمال الدین صاحب بی اے ایل ایل بی وکیل مبلغ اسلام مغرب میں اسلام کا واحد معتبر ماہواری انگریزی رسالہ جس میں زبردست اہل قلم حضرات کے مذہب۔ اخلاق۔ تمدن و معاشرت اسلام میں تصوف اور حالات حاضرہ پر مسلمین اور نومسلمین کے مضامین ہوتے ہیں ہر رسالہ کو نومسلم کے فوٹو سے زینت دیجاتی ہے حضرت خواجہ کمال الدین صاحب کے قلم گوہر بار سے شرح قرآن مجید کا سلسلہ بھی آغاز سال ۱۹۲۲ء سے شروع ہے جو از حد دلچسپ ہے سالانہ چندہ ۱۰ مع ... مفت تقسیم طلباء سے ۵ر مع محصول ڈاک۔ نمونہ مفت

۱۲
رسالہ اشاعت اسلام اردو ترجمہ رسالہ اسلامک ریویو انگریزی

زیر ادارت

حضرت خواجہ کمال الدین صاحب بی اے ایل ایل بی وکیل مبلغ اسلام اس رسالہ میں اسلامک ریویو کے اردو تراجم کے علاوہ مشہور اہل قلم حضرات کے مضامین بھی ہوتے ہیں جن میں حالات حاضرہ پر مذہبی نقطہ نگاہ سے بحث کی جاتی ہے۔ مسجد ووکنگ کی جملہ تبلیغی جدوجہد کے کوائف درج ہوتے ہیں۔ اس کے علاوہ حضرت خواجہ کمال الدین صاحب کی شرح قرآن کریم کا بھی اردو ترجمہ چھپتا ہے۔

تمام خط و کتابت بنام سکرٹری ووکنگ مسلم مشن اینڈ لٹریری ٹرسٹ عزیز منزل برانڈرتھ روڈ۔ لاہور (پنجاب)

مسلم پرنٹنگ پریس لاہور میں باہتمام خداداد خاں پرنٹر چھپ کر خواجہ عبدالغنی سکرٹری مسلم مشن ووکنگ لاہور نے عزیز منزل برانڈرتھ روڈ لاہور سے شائع کیا۔

FEBRUARY, 1932.

Registered L. No. 908.

شاہجہان مسجد ووکنگ۔ انگلستان

زیر ادارت

خواجہ کمال الدین

بانیِ مسلم مشن ووکنگ

قیمت تین روپے آٹھ آنہ سالانہ

قیمت پانچ روپے ممالک غیر کیلئے

درخواستہائے خریداری بنام مینیجر رسالہ اشاعت اسلام۔ عزیز منزل۔ برانڈرتھ روڈ۔ لاہور۔ پنجاب۔ انڈیا

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

دی ووکنگ مسلم مشن اینڈ لٹریری ٹرسٹ رجسٹرڈ

الف۔ ووکنگ مسلم مشن کا تمام تبلیغی کاروبار ایک باضابطہ رجسٹری شدہ ٹرسٹ کے ماتحت ہے۔ اس ٹرسٹ میں (۱) ووکنگ مسلم مشن (۲) رسالہ اسلامک ریویو انگریزی (۳) رسالہ اشاعت اسلام (۴) کتب خانہ بشیر مسلم لائبریری (۵) مسلم لٹریری ٹرسٹ (۶) ریزروفنڈ یعنی سرمایہ محفوظ مشن ووکنگ شامل ہیں

اغراض و مقاصد

(ب) (۱) ووکنگ مسلم مشن اور اس کی متعلقہ تحریکات کو انگلستان میں ہمیشہ زندہ اور بصول پرزندہ و قائم رکھنا۔

(۲) رسالہ اسلامک ریویو انگریزی و دیگر اسلامی ادبیات کو شائع کرنا اور مفت تقسیم کرنا۔

۳۔ انگلستان اور دیگر ممالک میں اسلام کی اشاعت کرنا۔

۴۔ سستے سستے قرآن کریم چھپا کر مفت تقسیم کرنا اور فروخت کرنا۔

۵۔ اس کے لئے تمام وہ امور انگلستان اور دیگر ممالک میں سرانجام دینا جن کی اشاعت اسلام کے لئے ضرورت ہو۔

بورڈ آف ٹرسٹیز

(ج) ۱۔ جناب دی رائٹ آنریبل سر ہز ہائینس لارڈ ہیڈلے الفاروق الحاج لارڈ ہیڈلے بالقابہ الفاروق بی اے کینٹب ایم آئی سی آئی۔ ای آئی آف اکاڈ اہوس کیلا رئے۔ آئرلینڈ (چیئرمین)

۲۔ جناب سر عباس علی بیگ صاحب کے سی آئی ای سی ایس آئی ایل ایل ڈی۔ بی۔ اے۔ ایف۔ یو۔ بی۔ آف بمبئی اینڈ ٹکلفمن

۳۔ جناب میاں سر محمد شفیع صاحب کے سی ایس آئی سی آئی ای ڈاکٹر آف لٹریچر بیرسٹرایٹ لاء لاہور۔

۴۔ جناب میاں احسان الحق صاحب بیرسٹرایٹ لاء منسٹر اینڈ سیشن جج لائل پور

۵۔ جناب حکیم محمد جمیل خانصاحب رئیس اعظم فرزند حکیم اجمل خانصاحب رئیس اعظم دہلی

۶۔ کنور سری بدرالدین صاحب فرزند عالیجناب ہز ہائینس شیخ جہانگیر میاں صاحب والئے ریاست منگرول (کاٹھیاوار)

۷۔ جناب شیخ عبدالحمید صاحب مالک انگلش ویر ہاؤس (دی مال) لاہور

۸۔ جناب شیخ محمد اسمٰعیل صاحب مالک کالونی فلور ملز۔ لائل پور

۹۔ جناب خان بہادر غلام صمدانی صاحب ریونیو اسسٹنٹ پشاور (سرحد)

۱۰۔ خان بہادر مولوی غلام حسن صاحب آنریری مجسٹریٹ اینڈ وائس پریذیڈنٹ میونسپلٹی (سرحد) پشاور

۱۱۔ جناب ملک شیر محمد خانصاحب بی اے اسپیشل اسسٹنٹ ٹو منسٹر مال ریاست جموں و کشمیر

۱۲۔ جناب خواجہ نذیر احمد صاحب بیرسٹرایٹ لاء ایڈووکیٹ ہائیکورٹ لاہور

۱۳۔ جناب مولوی عبدالمجید صاحب ایم اے بی ٹی (قائمقام امام مسجد ووکنگ انگلستان)

۱۴۔ جناب خواجہ کمال الدین صاحب بی اے ایل ایل بی وکیل بانی ووکنگ مسلم مشن (وائس پریذیڈنٹ)

۱۵۔ جناب ڈاکٹر غلام محمد صاحب ایم بی بی ایس سابق سول سرجن سرحد (آنریری فنانشل سیکرٹری)

۱۶۔ جناب شیخ محمد دین جان صاحب بی اے ایل ایل بی ایڈووکیٹ ہائیکورٹ لاہور

۱۷۔ جناب مولوی مصطفےٰ خانصاحب بی اے لاہور۔ مسلم مشنری۔

۱۸۔ جناب خواجہ عبدالغنی صاحب (سیکرٹری)

ٹرسٹ کی منتظمہ کمیٹی

(د) ۱۔ جناب سر میاں محمد شفیع صاحب کے سی ایس آئی سی آئی ای ڈاکٹر آف لٹریچر بیرسٹرایٹ لاء لاہور۔

۲۔ جناب خانصاحب سعادت علی خانصاحب رئیس اعظم سیکرٹری انجمن اسلامیہ پنجاب لاہور۔

۳۔ جناب محمد دین جان صاحب بی اے ایل ایل بی ایڈووکیٹ۔ لاہور

۴۔ جناب ملک شیر محمد خان صاحب بی اے اسپیشل اسسٹنٹ ٹو منسٹر مال صاحب بہادر ریاست جموں و کشمیر

۵۔ جناب کنور سری بدرالدین صاحب بی اے خلف الصدق عالیجناب ہز ہائینس نواب صاحب بہادر ریاست منگرول (کاٹھیاوار)

۶۔ خان بہادر شیخ محمد اسمٰعیل صاحب مالک کو کان حمد دین پیادرز۔ راولپنڈی

۷۔ جناب خان بہادر مولوی غلام حسن صاحب آنریری مجسٹریٹ و وائس پریذیڈنٹ میونسپلٹی پشاور (سرحد)

۸۔ جناب میجر شمس الدین صاحب بی اے فنانشل سیکرٹری (ریاست بہاولپور)

۹۔ خانصاحب جناب محمد اسلم خانصاحب برادر خان خلیل آنریری مجسٹریٹ رئیس اعظم۔ مردان (سرحد)

۱۰۔ جناب احمد ملا داؤد صاحب مدنی سوداگر رنگون برہما

۱۱۔ جناب شیخ محمد اسمٰعیل صاحب مالک کالونی فلور ملز۔ لائل پور

۱۲۔ جناب خواجہ نذیر احمد صاحب بیرسٹرایٹ لاء۔ لاہور

۱۳۔ جناب خواجہ کمال الدین صاحب بی اے ایل ایل بی وکیل امام ووکنگ مسلم مشن انگلستان (پریذیڈنٹ)

۱۴۔ جناب ڈاکٹر غلام محمد صاحب ایم بی بی ایس۔ سابق سول سرجن سرحد۔ لاہور (آنریری فنانشل سیکرٹری)

۱۵۔ جناب خواجہ عبدالغنی صاحب (سیکرٹری ٹرسٹ)

ضروری ہدایات

(ه) ۱۔ ٹرسٹ کے متعلق جملہ خط و کتابت بنام سیکرٹری ووکنگ مسلم مشن اینڈ لٹریری ٹرسٹ عزیز منزل برانڈرتھ روڈ۔ لاہور پنجاب ہونی چاہئے

۲۔ جملہ ترسیل زر بنام فنانشل سیکرٹری دی ووکنگ مسلم مشن اینڈ لٹریری ٹرسٹ عزیز منزل برانڈرتھ روڈ لاہور (پنجاب) ہو۔

۳۔ ہیڈ آفس عزیز منزل برانڈرتھ روڈ لاہور (پنجاب)

۴۔ دفتر انگلستان دی ماسک ووکنگ سرے انگلینڈ

The Mosque Woking,
Surrey, England.

۵۔ بنکرس۔ لائیڈ بنک لمیٹڈ لاہور (پنجاب)

۶۔ تار کا پتہ۔ "اسلام" لاہور (پنجاب)

۷۔ رسالہ اسلامک ریویو انگریزی کا سالانہ چندہ معہ محصولڈاک

رسالہ اسلامک ریویو انگریزی کا سالانہ چندہ لائبریریوں، طلبا و مفت تقسیم کرنے کے لئے معہ محصول ڈاک

تمام خط و کتابت بنام سیکرٹری دی ووکنگ مسلم مشن اینڈ لٹریری ٹرسٹ عزیز منزل برانڈرتھ روڈ لاہور پنجاب

The photo shows a part of the audience that attended the function arranged in honour of the birthday of the Holy Prophet Muhammad by the Muslim Society of Great Britain on Friday, October 30 1931 at the Hotel Metropole London W C 2 at 8 30 p m His Highness the Aga Khan was in the chair

On the dais in the right hand corner are seen (from left to right) the Rt Hon Lord Headley His Highness the Aga Khan Sir Omar Hubert Rankin, Bt , and Sir Muhammad Shafi

The lecture delivered by Sir Hubert on the occasion appears in this issue

فہرست مضامین

رسالہ

اشاعت اسلام

جلد (۱۸) | بابت ماہ فروری ۱۹۳۲ء مطابق ماہ شوال ۱۳۵۰ھ | نمبر ۲

بسم اللہ الرحمن الرحیم نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

اشاعت اسلام

بابت ماہ فروری سنہ ۱۹۳۲ء

جلد (۱۸) نمبر (۲)

شذرات

اس ماہ کے رسالہ کو اس مبارک اجتماع کے فوٹو سے مزین کیا جاتا ہے۔ جو حضرت نبی کریم صلعم کی یوم ولادت کے اعزاز میں مسلم سوسائٹی برطانیہ عظمیٰ کے زیر اہتمام مورخہ ۳۰۔ اکتوبر سنہ ۱۹۳۱ء بروز جمعہ ہز ہائینس آغا خان صاحب کی زیر صدارت بوقت ½ ۸ بجے شام مٹروپول ہوٹل لندن میں منعقد ہوا۔ سٹیج پر بائیں طرف نمبر ا پر عالیجناب دی رائٹ آنریبل لارڈ ہیڈلے بالقابہ رونق افروز ہیں۔ نمبر ۲ پر عالیجناب ہز ہائنس سر آغا خان صاحب نمبر ۳ عالیجناب سر عمر ہیوبرٹ رنکن صاحب اور نمبر ۴ پر عالیجناب میاں محمد شفیع صاحب +

جناب سر عمر ہیوبرٹ رنکن نے جو دلچسپ و بصیرت افروز تقریر اس سعید موقعہ پر فرمائی۔ وہ اسی رسالہ میں دوسری جگہ ناظرین کرام کے ملاحظہ کے لئے درج کی جاتی ہے۔ اس سعید تقریب کے جملہ اخراجات سر عمر ہیوبرٹ رنکن نے بحیثیت میزبان برداشت کئے ہیں۔

خدا تعالیٰ کا لاکھ لاکھ شکر و احسان ہے کہ نو مسلمین میں یہ احساس پیدا ہو رہا ہے۔ کہ وہ اللہ کے اس پاک کام کو خود سنبھالنے لگ گئے ہیں۔ یہ آثار نہایت ہی مبارک ہیں۔ اور اپنے اندر یورپ میں اشاعت اسلام کے کام کیلئے شاندار مستقبل لئے ہوئے ہیں +

۸ بجے شام کو اسی شاندار تقریب میں مہمانوں کی آمد شروع ہوئی۔ اور نسل انسانی کے سب سے بڑے محسن کی اس یادگار میں مختلف خیالات اور طبائع کے لوگ شریک ہونے شروع ہوئے۔ ۹ بجے شام تک یہی عالم رہا۔ جبکہ عالیجناب ہز ہائنس سر آغا خان صاحب نے کرسی صدارت کو رونق بخشی +

تفسیر القرآن

باب دوم

قرآن مجید کلام الٰہی ہے

قرآن مجید کے اعجازی محاسن

از قلم حضرت خواجہ کمال الدین صاحب مبلغ اسلام

میں نے گزشتہ اوراق میں یہ امر بخوبی مبرہن کر دیا ہے۔ کہ انسان کو الہام ربانی کی اشد ضرورت ہے۔ اور خصوصاً قرآن مجید جیسی کتاب کی لیکن یہ دکھانا بھی ضروری ہے۔ کہ قرآن مجید منجانب اللہ ہے۔ تاکہ ناظرین اوراق اس کو منجانب اللہ تسلیم کرنے میں تامل نہ کریں۔ اس ضرورت کو خود اس کتاب کے نازل کرنیوالے نے محسوس کیا۔ چنانچہ ابتداہی میں اس کا مذکور کر دیا گیا ہے۔ قرآن مجید نے انسانوں کے دو طبقوں کا ذکر کر کے جن میں سے ایک طبقہ اس سے فائدہ اُٹھانے کیلئے آمادہ ہے۔ اور دوسرا طبقہ ہدایت حاصل کرنے کی پرواہ نہیں کرتا۔ اس اہم بات کا تذکرہ کیا ہے۔ اس نے صاف طور سے اعلان کر دیا ہے۔ کہ دنیا مع اپنے تمام ذخائر کے بنی نوع آدم کے فائدے اور استعمال کیلئے پیدا کی گئی ہے۔ لیکن چونکہ انہیں مناسب ہدایت کی ضرورت ہے۔ اسلئے خدا تعالیٰ کی طرف سے وہ مطلوبہ ہدایت کتاب کی صورت میں عطا کی جانی ضروری ہے۔ اور اس امر کے ثبوت میں کہ یہی خدا کی طرف سے انسانوں کے لئے ایک پیغام موجود ہے۔ اس میں ایسی خصوصیت ہونی ضروری ہیں۔ جو اُسے انسانوں کی بنائی ہوئی کتابوں سے ممتاز کر سکیں۔ اشیائے کائنات کی یکتائی اُنھیں منجانب اللہ ثابت کرنے کا ایک قرینہ ہے۔ اسیطرح ہم دوسری سورت کی تئیسویں آیت میں پڑھتے ہیں: "اگر تم اس چیز کے بارہ میں جسے ہم نے اپنے بندہ پر اُتارا ہے شک میں ہو تو تم ایک سورت اس جیسی بنا لاؤ۔ اور اللہ کے علاوہ اپنے مددگاروں کو بھی بلا لو اگر تم سچے ہو" اسی طرح دوسری جگہ تحدی فرمائی ہے دسویں سورت کی آیہ نمبر ۳۸ میں ارشاد ہوتا ہے۔ کہ اگر ہو سکے تو اس جیسی دس سورتیں بنا لاؤ۔ اسی طرح ۱۱ : ۱۳ میں مذکور ہے۔ اور ۱۷ : ۸۸ میں تو صاف ارشاد ہے۔ کہ تمام بنی نوع آدم قرآن کی نظیر لانے سے مجبور ہیں +

قرآن ایک معجزہ ہے کتاب مقدس اپنے اندر بہت سی اعجازی خصوصیت رکھتی ہے۔ جن سے واقفیت ناضروری ہے اور بلا شبہ یہ کتاب تمام مذہبی کتب میں اپنے مقصد میں سب سے زیادہ کامیاب ہوئی ہے۔ یہ کتاب سب سے پہلے ان لوگوں میں نازل ہوئی جو بہیمیت کے نزدیک پہنچ چکے تھے۔ اور پھر انھیں پستی کے گڑھے سے نکال کر تہذیب کی چوٹی پر پہنچا دیا۔ اور یہ تبدیلی اس قدر کم عرصہ میں ہوئی۔ کہ تاریخ عالم اسکی نظیر پیش کرنے سے قاصر ہے۔ اور اس نے دنیا کے بڑے حصہ کو اپنے خوشگوار اثر کے ماتحت لاکر دنیا کی قسمت ہی پلٹ دی۔ اور تمام دنیا کو تہذیب کی شاہراہ پر ڈال دیا۔ اور یہ کتاب آج بھی انسانوں کیلئے روحانی قائم کا باعث ہے۔ اور انھیں بہترین مقاصد کی تلقین کرتی ہے۔ مثلاً توحید، عالمگیریت اور جمہوریت وغیرہ۔ اگرچہ اس نے انسان کی جملہ مشکلات کا حل پیش کر دیا ہے۔ اور زندگی کی تمام ضرورتوں کو پورا کر دیا ہے۔ تاہم وہ نہایت مختصر ہے۔ تمام تعلیمات ۶۶۶۶ آیتوں میں آگئی ہیں +

طرز قرآن مجید اپنی انشاء اور عبارت کے لحاظ سے بھی ایک معجزہ ہے۔ بعض اوقات ایک سورت میں بہت سی کتابیں اور ایک آیت میں بہت سی سورتوں اور ایک لفظ میں بہت سے خزانے علوم کے پوشیدہ ہوتے ہیں۔ اور لطف یہ ہے۔ کہ اس میں واعظانہ رنگ کسی جگہ نہیں پایا جاتا + وہ اپنی ہر تعلیم کیلئے منطقی دلائل پیش کرتا ہے۔ اور اپنی صداقتوں کی تائید میں فطرت کو شاہد لاتا ہے۔ چنانچہ اسکی پہلی آیت تمام اہم ترین معانی کی حامل ہے۔ جو یوں شروع ہوتی ہے:۔

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ یعنی سب تعریفیں اس خدا کو سزاوار ہیں جو تمام جہانوں کا رب یعنی پیدا کرنے اور پرورش کرنیوالا ہے۔ یہ آیت نہ صرف مختلف تعلیمات کا خلاصہ ہے۔ بلکہ اس میں اپنے دعوے کی تائید کیلئے بہترین منطقی دلیل بھی موجود ہے۔ اس میں اس خدا کا ذکر ہے جس کو ربّ سے موسوم کیا گیا ہے +

سائنس نے علت مدرکہ اولے پر اعتقاد رکھنے سے پہلے فطرت کی بہت سی اشیاء کا مشاہدہ کیا۔ غور و فکر کے بعد ارباب سائنس کو معلوم ہوا کہ فطرت قوانین کی پابند ہے۔ جو اگرچہ بظاہر متضاد معلوم ہوتے ہیں لیکن درحقیقت ہم آہنگی کے ساتھ کام کرتے ہیں۔ گویا وہ رب کے سب کسی آہنی پنجہ میں مقید ہیں۔ نیز یہ کہ فطرت میں توازن تطابق سلیقہ قرینہ اور نظم ترتیب بھی موجود ہے۔ جو کسی مدرک عالم اور قوی ہستی کے ماتحت ظہور پذیر ہو رہا ہے۔ اسکی وجہ سے علمائے علم الحیوٰۃ نے اپنے سابقہ ملحدانہ نظریہ کو تبدیل کر دیا۔ اور خدا کو مؤثر فی الکائنات تسلیم کیا لیکن یہ امر کس قدر حیرت انگیز ہے کہ قرآن مجید نے سائنس کی اس تحقیقات کو صدیوں پہلے بیان کر دیا۔ قرآن مجید میں جہاں خدا کا مذکور ہے۔ وہاں منجملہ دیگر حقائق کے اس مذکورہ بالا حقیقت کو بھی بیان کیا گیا ہے لیکن یہ امر حد درجہ حیرت انگیز ہے۔ بلکہ لفظ رب کے مفہوم میں یہ تمام حقائق مضمر ہیں۔ ربّ العالمین سے پہلے "الحمد" ہے۔ جسکے معنی اولاً تعریف توصیف یا ثنا ہیں اور ثانیاً خالق کے طریقوں کی پابندی کیونکہ اسکی توصیف کے معنے ہی یہ ہیں۔ کہ ہم اس کے قوانین کی پابندی کیلئے

آمادہ ہیں۔ اور اسلام کے لفظی معنی بھی اطاعت ہی ہیں اصطلاحاً اس کے معنے ہیں۔ قوانین الٰہی کی پابندی کرنا
پس یہ قرآنی فقرہ ہستی باری تعالیٰ پر ہمارا اعتقاد ظاہر کرنے کے علاوہ ہمارے مذہب زندگی کی طرف بھی اشارہ کرتا ہے۔
یعنی مذہب اطاعت اگر خدا کا منشاء فعل تخلیق کو قانون پر مبنی کرنے کا ہے۔ جیسا کہ لفظ "رب" بتاتا ہے تو ہماری ہستی اور
اس کے ارتقاء دونوں کا تقاضا یہی ہوگا۔ کہ ہم قانون کا اتباع کریں۔ اور ہم بغیر پابندی کئے ایک منٹ بھی زندہ نہیں
رہ سکتے لیکن یہ بھی سچ ہے۔ کہ ہم جملہ ضروری قوانین سے واقف بھی نہیں ہیں۔ لہٰذا الہام ضروری ہے۔ قرآن شریف فرماتا ہے
کہ اللہ تعالیٰ کا ہر نبی ایک ہی پیغام لے کر آیا۔ اور اس لئے ہمیں اللہ کی اطاعت کا حکم دیا۔ اگر اللہ تعالیٰ جملہ قوانین کا
سرچشمہ ہے۔ اور "رب" طرق تخلیق اور ربوبیت کی وضاحت کرتا ہے۔ تو ہم ایسے قوانین سے بے نیاز نہیں رہ سکتے۔ قرآن اسی
مذہب کا ذکر کرتا ہے۔ اور اس کا مقصد صاف ظاہر ہے +
آیت زیر بحث، تعریف یقیں اللہ ہی کو سزاوار ہے۔ جو تمام جہان کا پیدا کرنیوالا ہے۔ اس مذہب کیطرف بھی اشارہ کرتی ہے
جس پر ہم کو چلنا ہے +

سائنس اور قرآن دونوں نے مختلف دنیاؤں کا تذکرہ کیا ہے جن میں ہو کر ہم گزرے ہیں۔ اور موجودہ منزل ہماری جسمانی
ترقی کی آخری حد ہے۔ اب یہاں سے "خلق جدید" کا دروازہ شروع ہوتا ہے۔ اب تک ہم مادی دنیا میں رہے ہیں۔ اب ہم عالم
وجود میں داخل ہوتے ہیں ہم نے ہر عالم میں اپنی خوراک حاصل کی ہے۔ اور آئندہ ترقی کرنے کیلئے استعداد پیدا کر لی ہے پس اب ہم قدرتی طور پر
یہ توقع رکھتے ہیں کہ ہمارا خالق ہمیں آئندہ ترقی کیلئے ذرائع عطا کریگا اگر کوئی ترقی ممکن ہے۔ اب ہم دماغی عالم میں ہیں۔ اور اسلئے ہمیں دماغی
غذا کی ضرورت ہے ہمیں ترقی کے طریقوں کا علم حاصل کرنے کی ضرورت ہے۔ تاکہ دماغی اخلاقی اور روحانی عالم میں ترقی
کر سکیں۔ کیونکہ موجودہ اور آئندہ دنیا کے خاص عناصر ترکیبی بھی ہیں یعنی ہمیں الہام و وحی کی ضرورت ہے۔ پس چار لفظوں کی ایک
آیت میں صداقت اور حقیقت کا سمندر بند کر دیا گیا ہے +

یہاں میں نے قرآنی طرز کے صرف ایک پہلو کا ذکر کیا ہے۔ اور میں نے ان تمام باتوں سے دانستہ طور پر احتراز کیا ہے جنہیں علماء
نے اپنی تصانیف میں قرآن شریف کی خوبیاں بیان کرنے کے ضمن میں بیان کیا ہے۔ کیونکہ وہ تمام بحثیں عام فہم نہیں ہیں اور
ان کے سمجھنے کیلئے سب سے پہلے عربی زبان کا نہایت وسیع علم حاصل کرنے کی ضرورت ہے +

قرآن میں پیشگوئیاں انشاء اور اسلوب کے لحاظ سے قرآن شریف کی عبارت نے تمام دنیا کو حیرانی میں ڈال رکھا
ہے۔ اور کوئی شخص اس کی نظیر نہیں لا سکتا لیکن اس کے علاوہ اور باتیں بھی ہیں۔ جن سے قرآن شریف کا کلام الٰہی ہونا
ثابت ہوتا ہے۔ اس میں پیشگوئیاں مندرج ہیں۔ اور ان کے متعلق کتب استفسار (بائبل) میں یہ بات لکھی ہوئی ہے کہ ان کا پورا

ہونا پیشگوئی کرنیوالے کی نبوت و رسالت کی دلیل ہے لیکن پیشگوئی اور قیاسات میں بڑا فرق ہے۔ اور ایسے مبہم الفاظ میں بھی نہ ہونا چاہئیے۔ اور اس کا اعلان اس وقت ہو جبکہ بظاہر اسکے پورا ہونے کا کوئی امکان نہ ہو قرآن میں ایسی پیشگوئیاں مندرج ہیں +

(ا) پہلی پیشگوئی :- قرآن شریف ہر جملہ تحریفات لفظی و معنوی سے محفوظ رہیگا :-

یہ مقدس کتاب ایک سخت جاہل اور ناخواندہ قوم میں نازل ہوئی۔ اور فن تحریر اُس زمانہ میں تمام دُنیا میں اپنی ابتدائی حالت میں تھا۔ اور قدیم تاریخ کا محافظ صرف انسان کا دماغ ہی تھا۔ اسلئے یادداشتوں کی حفاظت خاطر خواہ نہیں ہو سکتی تھی۔ اور اسی لئے دُنیا کی تمام مقدس کتب کم و بیش محرّف ہو چکی تھیں۔ قرآن شریف نے تاریخ عالم کے اس دور میں یہ دعویٰ کیا کہ میں ہمیشہ ہر قسم کی تحریف سے پاک رہونگا۔ اور آج ہم دیکھتے ہیں۔ کہ یہ پیشگوئی حرف بحرف پوری ہو چکی ہے۔ اور آیندہ بھی پوری ہوتی رہیگی (۱۵ : ۹) یہ پیشگوئی نہایت صاف اور واضح الفاظ میں کی گئی تھی۔ اور صرف وہی ذات ایسی پیشگوئی کر سکتی ہے جو عالم الغیب ہو۔ اور اسمیں اپنی بات کو پایۂ ثبوت تک پہنچانے کی پوری قدرت بھی موجود ہو +

(ب) دوسری پیشگوئی :- اسلام کامیاب ہوگا +

آنحضرت صلعم اگرچہ اہل مکہ میں نہایت شریف خاندان سے تعلق رکھتے تھے لیکن دعویٰ نبوت کے بعد سب لوگوں اور خصوصاً آپکے رشتہ داروں نے آپ سے یکسر اپنے تعلقات منقطع کر لئے تھے۔ اور آپکے کئی چچا اور چچازاد بھائی آپکے جانی دشمن ہو گئے تھے کیونکہ وہ بُت خانہ کے سب سے بڑے پجاری تھے۔ اُن کی ساری آمدنی اور عزت بُت پرستی کی وجہ سے تھی۔ اور اُن کے بھتیجے کا اعلان یہ تھا کہ میں بُت پرستی کا قلع قمع کرنے آیا ہوں۔ آنحضرت صلعم کو اندریں صورت شدید مخالفت کا سامنا کرنا پڑا۔ آپ کی نہ صرف مخالفت ہوئی۔ بلکہ بہت تکالیف بھی دی گئیں۔ اور شدید ترین قسم کی۔ اور آپکے مشن کا خاتمہ کرنے کیلئے ایڑی چوٹی کا زور لگایا گیا۔ اس وقت بہت تھوڑے سے آدمی آپ پر ایمان لائے تھے۔ لیکن اُن سب کو جور و ستم کا نشانہ بنایا گیا۔ تیرہ سال کی مسلسل تکالیف کے بعد آپنے مکہ کو خیرباد کہدیا۔ اور آپ کے ساتھ آپ کے رفقاء اور جاں نثاروں نے بھی یہی طریقہ اختیار کیا۔ کیونکہ دشمنوں نے آپکے قتل کا فیصلہ کر لیا تھا۔ اور اس مقصد کیلئے آپکے مکان کا محاصرہ کیا گیا لیکن اللہ کے فضل سے آپ کا بال بیکا نہ ہو سکا۔ اندریں حالات قرآن نے بار بار آپ کی کامیابیوں کا ذکر کیا۔ جو آپ کو آیندہ زندگی میں نصیب ہوئیں۔ اور جب آپ کے دشمنوں کی ایذا رسانی حد سے تجاوز کر گئی تھی۔ تو اس قسم کی پیشگوئی ضرور نازل ہوئی تھی جسمیں مذکور ہوتا تھا۔ کہ ایک وقت ایسا آئیگا۔ جبکہ تمام عرب اسلام قبول کر لیگا۔ اور آپ کے دشمن مغلوب ہو جائینگے (۴۵ : ۵۴ ؛ ۱۱۰ : ۱ تا ۳ ؛ ۲۴ : ۵۸) اور اسلام روئے زمین پر پھیل جائیگا۔ اور اس کی تعلیمات دوسرے مذاہب کی تعلیمات پر غالب آجائینگی۔ پیشگوئی کا آخری حصہ ہمارے زمانہ میں پورا ہو رہا ہے جبکہ توحید عالمگیریت اور جمہوریت اور قرآن کی دیگر تعلیمات کا یورپ میں بڑے زور شور سے چرچا ہو رہا ہے +

(ج) اہل مکہ کی شکست کاملہ۔ تیسری پیشگوئی

آنحضرت صلعم کی ہجرت کا مذکور اوپر ہو چکا ہے آپ مدینہ میں جا کر مقیم ہو گئے لیکن ابھی آپ نے اس شہر میں پورے طور سے قیام بھی کرنے نہ پایا تھا کہ آپ نے دشمنوں کی چڑھائی کی خبر سنی۔ چنانچہ آپ ۳۱۳ آدمیوں کی قلیل جماعت کے ساتھ جن میں اکثر نا تجربہ کار بھی تھے، مدینہ سے روانہ ہوئے اور ۸۰ میل کے فاصلہ پر آپ کو دشمنوں کی ایک ہزار فوج جس میں مکہ کے بہترین شمشیر زن شامل تھے آتی ہوئی نظر پڑی۔ یہ منظر بہت حوصلہ شکن تھا آپ نے اپنے خیمہ میں اللہ سے دعا کی کہ اتنے میں حضرت ابوبکر جو خلیفہ اول ہوئے آئے اور آپ کو وہ پیشگوئی یاد دلائی۔ جو مکہ میں نازل ہوئی تھی اور اصل تو یہ ہے کہ وہ پیشگوئی مکہ میں گھر گھر معلوم ہو چکی تھی۔ چنانچہ حضرت ابوبکرؓ نے خیمہ سے نکل کر وہ پیشگوئی ہر شخص کے سامنے دہرائی۔ یہ معلوم کرنا حیرت کا موجب ہے کہ اگرچہ مسلمان بہت کم تھے تاہم ان میں سے ہر ایک کو فتح کا یقین تھا اور یہ کہ اہل مکہ وہاں محض اسلئے آئے تھے کہ ان کی تباہی سے وہ پیشگوئی پوری ہو گی۔ تاریخ میں کوئی ایسا واقعہ نہیں جسے جنگ بدر کے مقابل پیش کیا جا سکے۔ اگرچہ کہنے کو ایک ہزار اور ۳۱۳ میں تھوڑی سی جھڑپ ہوئی لیکن اس کے نتائج نہایت عظیم الشان نکلے چنانچہ گبن کہتا ہے "اس جنگ کی بدولت دنیا کی آئندہ قسمت کا فیصلہ ہو گیا۔ اسکی وجہ سے نہ صرف اسلام بچ گیا بلکہ مسلمانوں کو آئندہ چل کر دنیا میں حکمرانی کا موقع ملا"۔ قرآن شریف نے اس کو صداقت اسلام کا ایک زبردست نشان قرار دیا ہے (۳: ۱۲ و ۸: ۴۱) اور عہد قدیم میں بھی اس فتح کا صاف لفظوں میں ذکر موجود ہے (کتاب حبقوق) +

(د) دشمنوں کی آخری ناکامی:- قرآن شریف کی سورۃ ۳۸ میں ایک اور پیشگوئی کا ذکر ہے جو اپنے پورے ہونے سے ایک عرصہ پہلے بیان کی گئی تھی اس میں ایسے زمانہ کا ذکر ہے جبکہ مخالفت اپنی پوری شدت کو پہنچ رہی تھی۔ اور آنحضرت صلعم کے حالات ظاہرا تو بہت ہی تشویشناک نظر آتے تھے اس موقع پر یہ الفاظ خدا کی طرف سے نازل ہوئے "رفیقان کار کی ایک بڑی جماعت کو اس جگہ شکست ہو گی"+

سنہ ۵ ہجری میں دشمنوں نے اسلام کی بیخ کنی کیلئے آخری کوشش کی عرب کے تمام قبائل متفقہ طور پر مدینہ پر حملہ آور ہوئے اور شہر کا محاصرہ کیا گیا۔ آنحضرت صلعم نے شہر کی حفاظت کیلئے خندق کھدوائی۔ آپ کی فوج نسبتاً بہت حقیر تھی لیکن نا امید ہونے کے بجائے بہت مسرور تھے کیونکہ پیشگوئی کے پورا ہونے کا وقت آ گیا تھا۔ قرآن شریف میں اس واقعہ کا ذکر ان الفاظ میں کیا گیا ہے جب مومنوں نے دشمنوں کی فوج دیکھی تو بولے کہ اللہ نے اور اس کے رسول نے جس بات کا وعدہ ہم سے کیا تھا۔ اس کے پورا ہونے کا وقت آ گیا اور اللہ اور اس کے رسول نے سچی بات کہی تھی" (۳۳: ۲۲) اور اس جنگ سے انکے ایمان میں اور بھی اضافہ ہوا۔ چونکہ دشمنوں نے اس پیشگوئی کو یاد دلایا اسلئے جنگ کا نام جنگ احزاب پڑ گیا +

(ہ) ایرانیوں کا رومیوں سے مغلوب ہونا:- ان دو اقوام کے مابین عرصہ دراز سے جنگ کا سلسلہ جاری تھا جو سنہ ۶۰۲ء

سے شروع ہوا تھا۔ جب خسرو ثانی شاہ ایران ماریس کے قتل کا بدلہ لینے کیلئے حملہ آور ہوا۔ تو اس کی فوجوں نے شام اور ایشیائے کوچک میں قیامت
برپا کر دی۔ اور سنہ ۶۰۸ء میں وہ چالسیڈان تک پہنچ گیا۔ ۶۱۴ء میں دمشق اور بیت المقدس فتح کر لئے۔ اور صلیب تمام چھین لی گئی۔ اس کے بعد
مصر بھی فتح ہو گیا۔ اور رومی کوئی مزاحمت نہ کر سکے۔ کیونکہ وہ آپس کی خانہ جنگی کی وجہ سے اس قابل نہ تھے۔ ادھر ان پر یورپی اقوام حملہ آور ہو رہی تھیں
اور وہ ادھر مشغول تھی (سائیکلوپیڈیا برٹانیکا مضمون خسرو ثانی) +

چونکہ اہل مکہ سے ایرانیوں کے قدیمی تعلقات تھے اسلئے وہ لوگ بہت خوش ہوئے لیکن جب رومیوں کی شکست کی خبر پہنچی تو مفصلہ ذیل وحی
نازل ہوئی:- "دب گئے ہیں رومی قریب کے ملک میں لیکن اب اس شکست کے بعد وہ غالب ہونگے چند برسوں کے اندر اندر۔ اللہ کے ہاتھ میں ہے کام پہلے
اور پچھلے اور اس دن خوش ہونگے مسلمان" + سنہ ۶۱۶ء میں جو یہ وحی نازل ہوئی تھی اس میں صاف طور پر دو پیشگوئیاں موجود ہیں۔ ایک تو یہ کہ رومی
غالب ہونگے دوسرے یہ کہ مسلمان خوش ہونگے! جبکہ وہ بھی دشمنوں پر فتح پائیں گے۔ قرآن شریف میں لفظ "بضع" آیا ہے جس کے معنی ہیں تین سال سے لیکر
نو سال تک کا زمانہ۔ اور یہ پیشگوئی بھی نازل ہونے کے بعد گھر گھر مشہور ہو گئی تھی، اور مسلمانوں اور کفار مکہ میں اس کے متعلق بڑی گرما گرم بحثیں ہوتی تھیں۔
چنانچہ ابوجہل نے جو اسلام کا سب سے بڑا دشمن تھا حضرت ابوبکرؓ سے کہا کہ اگر یہ پیشگوئی سچی ہو گئی۔ تو میں ستر اونٹ ہار جاؤں گا کیونکہ
جس زمانہ میں یہ پیشگوئی کی گئی تھی اس وقت حالات ایسے تھے کہ اس کا پورا ہونا محال نظر آتا تھا ہم اسے سیاسی قیاس بھی نہیں کہ سکتے
کیونکہ قیاس کسی دشوار بات کے متعلق اس قدر صحت اور صفائی کے ساتھ پیش نہیں کیا جا سکتا۔ خصوصاً ایسے حالات میں
جبکہ بقول پامر "یونانی اور رومی اس قدر تباہ حال تھے۔ کہ ان کے لئے ترقی یا کامیابی ایک امر موہوم نظر آتا تھا (ماخوذ از ترجمہ قرآن مصنفہ پامر)
اس وحی کے نزول کے دوسرے سال ایرانی سپاہ نے بڑھ کر قسطنطنیہ کا محاصرہ کر لیا۔ اس ایک ہی بات سے اس زمانہ میں رومیوں
کی زبوں حالی کا اندازہ ہو سکتا ہے +

بہرکیف سنہ ۶۲۴ء میں ہرقل قیصر روم نے سطمیڈیا کی طرف پیشقدمی شروع کی۔ پہلے ایک مشہور آتش خانہ کو تباہ کیا
اس کے بعد ایک ایرانی فوج کو شکست دی۔ رومی لوگ فاتحانہ انداز سے اپنے ملک کو واپس گئے اسی زمانہ میں مٹھی بھر مسلمانوں نے کفار مکہ کو
بدر کے مقام پر شکست دی۔ اس موقعہ پر ابوجہل جس نے شرط باندھی تھی مقتولین میں تھا۔ ایک کوتاہ بین اس پیشگوئی کو حسن اتفاق پر
محمول کر سکتا ہے۔ لیکن وہ ان دو ہم عصر واقعات کو کس طرح اتفاق کا نتیجہ قرار دے سکتا ہے۔ جو کہ بالکل مختلف نوعیت کے تھے؟ خصوصاً جبکہ
جنگ بدر آنحضرت صلعم کی ہجرت مکہ کے بعد واقع ہوئی پیشگوئی کے وقت کوئی شخص ہجرت کا خیال بھی نہ کر سکتا تھا۔ پھر سنہ ۶۲۲ء
والے واقعہ کو کیا کہینگے جبکہ سنہ ۶۲۴ء میں اہل مکہ آنحضرت صلعم کے تعاقب میں بدر تک آئے تھے! اور یہ واقعہ ایرانیوں کی شکست کے
ایک سال بعد ہوا؟ یہ تو دنیا کی تاریخ میں نہایت حیرت انگیز واقعہ ہے خصوصاً جبکہ واقعہ بدر کا ذکر عہد قدیم میں "بار عرب" کے عنوان سے
حبقوق کی کتاب میں بھی مندرج ہے۔ جہاں لکھا ہوا ہے کہ قیدار (یعنی اہل قریش کے آباؤ اجداد) کی طاقت کو ہجرت کے ایک سال بعد

زوال ہو گا۔ اور ایسا ہی ہوا +

(و) فرعون کی نعش کی دستیابی :۔ فرعون کا مع لشکر دریائے نیل میں غرق ہو جانا ایک مشہور بائیبل کا واقعہ ہے لیکن بائبل کہتی ہے کہ فرعون کی نعش دستیاب نہیں ہوئی۔ اور دریا ہی میں اسکی قبر بن گئی لیکن قرآن نے بائبل کے بیان کی تردید کی بایں الفاظ "لیکن ہم تیری نعش کو لوگوں کے سپرد کرینگے۔ تاکہ تو آیندہ نسلوں کیلئے نشان ہو جائے" قرآن کے عیسائی نقادوں نے اس واقعہ کو غلط قرار دیدیا کیونکہ وہ بائبل کے خلاف تھا لیکن گزشتہ صدی میں ریمیس فرعون مصر کی نعش منجملہ دیگر ممی کردہ نعشوں کے دستیاب ہو گئی اس کے معنے یہ ہیں کہ فرعون کی نعش کنارے لگ گئی ہو گی۔ اور لوگوں نے اُسے نکالکر ممی لگا کر تابوت میں رکھ دیا ہو گا۔ دنیا میں کسی کو پتہ نہ تھا لیکن قرآن نے اس واقعہ کے دو ہزار سال بعد اس راز کو افشا کر دیا۔ اور لوگوں نے تیرہ سو برس بعد اس صداقت کو جو قرآنی صفحات میں مرقوم ہے تسلیم کر لیا +

(ز) ذی وجاہت کاتبانِ وحی :۔ قرآن شریف فرماتا ہے کہ اس کو دنیا کے معزز لوگ اپنے ہاتھ سے لکھیں گے۔ اس طور سے بھی پیشگوئی پوری ہو گئی جبکہ مغل شہنشاہ اورنگ زیب اور دیگر بادشاہوں نے قرآن شریف اپنے ہاتھ سے لکھا +

(ح) علمی پیشگوئیاں :۔ (۱) ان پیشگوئیوں سے وہ علمی صداقتیں مُراد ہیں جن کا مذکور قرآن میں ہوا ہے۔ اور اُس زمانے میں بلکہ کسی شخص کو اُن کا علم نہ تھا۔ اور اُن علوم سے متعلق بھی پیشگوئیاں ہیں جو اب دریافت ہوئے ہیں۔ مثلاً اس زمانہ میں علم الحیات کے متعلق لوگوں کو بہت ہی کم معلومات تھیں لیکن قرآن نے بتایا ہے کہ پانی مبداء حیات ہے (۲۱ : ۳۰) قرآن شریف کوئی سائنس کی کتاب نہیں وہ صرف بعض مظاہر قطرت کی طرف اشارہ کرتی ہے۔ تاکہ اس اصول کو جو فطرت میں کام کر رہا ہے ظاہر کر دے۔ چونکہ یہ کتاب خدا عالم الغیب کی طرف سے نازل ہوئی ہے اسلئے بائبل کی کتاب پیدائش کی طرح غلط علم نہیں دے سکتی +

(۲) علاوہ بریں جدید تحقیقات یہ ہے کہ کائنات میں ہر شئے کا جوڑا بنایا گیا ہے۔ تاکہ سلسلہ توالد و تناسل قائم رہے لیکن قرآن نے اس حقیقت کو صدیوں پہلے ۵۱ : ۴۹ میں بیان کر دیا تھا +

(۳) ہمیں نے بتایا ہے کہ زمین (دیکھو علم الآفاق فے القرآن) اور اسکی ساخت کس نوعیت پر ہے لیکن علم الارض نے آج یہ حقیقت منکشف کی ہے جو قرآن شریف نے آج سے صدیوں پہلے بیان کر دی تھی وہ یہ کہ زمین آتشی مادہ (۴۱ : ۱۱) سے مختلف منازل میں گزر کر موجودہ حالت پر پہنچی ہے +

(۴) قرآن خلیفہ نطفہ کو ہر مادی چیز کا جوہر ذات قرار دیتا ہے۔ اور اُن منازل (۲۳ : ۱۲ تا ۱۴) کا ذکر کرتا ہے جن میں گزر کر یہ مادہ منویہ عورت کے رحم میں انسانی شکل اختیار کرتا ہے۔ اور علم تشریح الاعضاء نے آج اس صداقت پر مُہر لگا دی ہے +

(۵) ابتدائی زمانہ کے مسلمانوں نے فن جہاز رانی کو درجۂ کمال تک پہنچا دیا تھا۔ اگرچہ اس سے پہلے بھی لوگ جانتے تھے۔ کہ

ہُوا جہاز رانی میں معاونت کرتی ہے۔ لیکن قرآن نے یہ مفید صداقت بتائی جو جہاز رانی میں کار آمد ہے کہ انسان ہواؤں کو بھی اپنی مرضی کے تابع کر سکتا ہے۔ اور اگر ضروری معلومات حاصل ہو جائیں تو سمندر بھی انسان کا مطیع بن سکتا ہے۔

(۶) ابتدائی زمانہ میں لوگ آسمانوں کے متعلق تھوڑا سا علم ضرور رکھتے تھے لیکن قرآن نے اس شعبہ میں بھی ہماری رہنمائی کی ہے۔ چنانچہ اسکی تعلیمات کی بدولت مسلمانوں نے علم ہیئت کو علم نجوم سے جدا کر کے ایک مستقل سائنس بنا دیا۔ اور اسکی بدولت بہت سی باتیں دریافت کیں (۳۶: ۳۸) قرآن نے یہی نہیں کہا کہ سیارے اپنے مقررہ محور پر گردش کرتے ہیں۔ بلکہ یہ بھی بتایا کہ یہ محور ایک رقیق شے ہے جسمیں وہ سیارے تیرتے ہیں (۳۶: ۴۰) یہ بات بھی جدید تحقیقات سے پایہ ثبوت کو پہنچ گئی ہے۔

(۷) قبل اسلام زمین کی گولائی کا کسی کو بھی علم نہ تھا لیکن قرآن نے مشارق اور مغارب کا لفظ استعمال کر کے اس حقیقت کی طرف بھی اشارہ کر دیا۔ اس زمانہ میں کوئی شخص بہت سے مشرق اور بہت سے مغرب کا خیال بھی دل میں نہیں لا سکتا کیونکہ انھیں صرف ایک مغرب اور ایک مشرق نظر آتا تھا۔ بعض مذہبی کتابوں میں سورج کے طلوع اور غروب ہونے کے متعلق عجیب عجیب مضحکہ خیز توجیہات پیش کی گئی ہیں گرۂ ارض کو دو نصف کروں میں تقسیم کر دینا یہ انسانی تعریف ہے لیکن چونکہ آئندہ ترقی اسلام میں اس بات کو بھی اہمیت حاصل ہونے والی تھی اسلئے اسلام نے دو مشرق اور دو مغرب کا ذکر کیا لیکن اگر زمین گول ہے تو پھر اس کا ہر حصہ مشرق اور مغرب ہو سکتا ہے مثلاً اگر ایک مقام الف کسی دوسرے مقام ب سے دو سو میل فاصلہ پر ہے تو اگر ب الف کے مغرب میں واقع ہے تو الف پر سورج ب سے تین منٹ پہلے طلوع ہوگا۔ اسی طرح وہ الف سے تین منٹ بعد ب پر غروب ہوگا پس اگر ہم کرۂ نصف پر طلوع و غروب آفتاب کے مقامات دو سو میل کے فاصلہ پر قرار دیں تو زمین پر ہزاروں مشرق ہو جائینگے اور ہزاروں مغرب گویا قرآنی بیان کی تاکید ہو گئی۔

ممکن تو ہو سکتا ہے کہ یہ کتاب انسان کی بنائی ہوئی ہو لیکن اس صورت میں یہ ماننا پڑیگا کہ یہ شخص غیر معمولی دماغی قابلیت کا مالک تھا۔ اعلیٰ درجہ کا مقنن تھا بہترین معلم اخلاق تھا۔ اور ان جملہ علوم و فنون کا ماہر جو زمانۂ حال میں مدون ہوئے ہیں مثلاً علم طبقات الارض علم الحیوان علم النباتات علم تشریح الاعضاء ہیئت جغرافیہ وغیرہ وغیرہ اور اس سے ثابت ہوا کہ قرآن کسی عالم الغیب ہستی کا نازل کیا ہوا ہے۔

(۸) اختلافات اور تحریف سے محفوظ ہے:۔ اس کتاب کی ایک خصوصیت یہ بھی ہے کہ یہ جملہ اقسام کی تحریفات سے محفوظ رہی اور یہ بات مجھے ہمیشہ اسکے منزل من اللہ ہونے پر ایمان لانے کیلئے مجبور کرتی ہے (۴: ۸۳) قرآن شریف نے خود بھی یہ دعویٰ کیا ہے۔ واضح ہو کہ تئیس سال میں قرآن نے موجودہ کتابی شکل اختیار کی۔ اگرچہ اس عرصہ میں ایک شخص پر کافی انقلابات وارد ہو سکتے ہیں لیکن آنحضرت صلعم نے یہ زمانہ غیر معمولی حالات اور حیرت انگیز انقلابات میں گزارا۔ آپ کی زندگی سراسر انقلاب ہے۔ ابتداءً آپ ایک معزز تاجر تھے اسکے بعد ایکدم آپ نے ایک نئے مذہب کی تبلیغ شروع کر دی۔ اس پر آپ کے اقرباء نے آپ سے تعلقات منقطع کر لئے

اور لوگوں نے انتہائی ایذائیں دینی شروع کر دیں۔ آپ کو جان بچانے کیلئے ہجرت کرنی پڑی۔ اس کے بعد آپ ایک کامیاب اور فاتح سپہ سالار کی حیثیت سے ظاہر ہوئے۔ آپ نے اپنے دشمنوں کو بہت جگہ شکست دی اور انھیں مطیع بنالیا۔ آپ نے عسرت اور فارغ البالی، رنج اور راحت، دونوں کا شدید ترین رنگ میں تجربہ کیا۔ اور انہی حالات میں قرآن کا نزول ہوا۔ اگر یہ کتاب آپ کے دماغ کا نتیجہ ہوتی تو آپ کے حالات خصوصی اور کیفیت دماغی اور آپ کے مختلف ماحولوں کا اثر اس میں ضرور موجود ہوتا لیکن ان باتوں کا شائبہ بھی اس میں موجود نہیں۔ علاوہ بریں کسی مصنف کی تحریر میں بلحاظ انشاء پردازی اور اسلوب بیان تفاوت عمر اور کثرت مشق کے ساتھ ساتھ نمایاں فرق پیدا ہوتا جاتا ہے۔ اسکی ابتدائی تحریروں میں خامی نظر آتی ہے لیکن جوں جوں مشق بڑھتی جاتی ہے تحریر میں پختگی پیدا ہوتی جاتی ہے۔ اور پھر بڑھاپے میں زور قلم کم ہوتا جاتا ہے لیکن یہ باتیں بھی قرآن میں موجود نہیں ہیں۔ قرآن شریف تو اس کلیہ سے حیرت انگیز طور پر مستثنے ہے۔ ابتدائی سورتیں بھی ویسی ہی فصیح اور بلیغ ہیں جیسی آخری۔ اگر آپ اس کتاب کو سب کی نظروں سے نہاں رکھتے اور پوشیدہ طور پر تمام عمر اس پر نظر ثانی فرماتے رہتے۔ اور اپنی زندگی کے خاتمہ پر اسے شائع کرتے تو ایک شخص یہ کہہ سکتا تھا کہ مسلسل اصلاح کی وجہ سے اس کتاب میں یہ ہمواری اور خوبی پیدا ہوگئی ہے لیکن معاملہ بنوع دیگر ہے۔ اسکی ہر آیت اور ہر سورت جوں ہی نازل ہوتی فوراً شائع کر دی جاتی تھی۔ قرآن کی پہلی سورت ابتدائی سورتوں میں سے ہے۔ آپ نے اسے قرآن شریف کا خلاصہ قرار دیا ہے۔ اور قرآن بھی یہی کہتا ہے۔ اور جب یہ کتاب مکمل طور پر نازل ہو چکی اُس وقت آپ کے اس قول کی صداقت ظاہر ہوگئی۔ ابتدائی سورت میں جو کچھ بیان کیا گیا تھا۔ آیندہ سورتوں میں اسکی مناسب تشریح فرمائی گئی۔ زندگی کے جو اصول ابتدائی مکی سورتوں میں بیان کئے گئے تھے۔ انہی کو آخر تک قائم رکھا گیا۔ اور مزید تشریح کی گئی۔ کسی غیر متوقع انقلاب کو حق بجانب قرار دینے کیلئے کسی نئے اصول کا اجراء نہیں کیا گیا۔ اور یہ ظاہر ہے کہ آپ کی زندگی میں انقلاب بکثرت آئے +

لہٰذا قرآن شریف کا یہ دعوٰے کہ کوئی انسان اس کی مثل نہیں لاسکتا، ایک حقیقت ہے۔ اور کسی کتاب کا تیئس سال کے عرصہ میں مرتب ہونا اور اس میں انسانی زندگی کے جملہ پہلوؤں کا مذکور ہونا اور باوجود ان سب باتوں کے اس کا تحریف و تغلیط سے پاک رہنا بذات خود ایک معجزہ ہے +

شکریہ احباب

اللہ تعالے ان سب بھائیوں کو اجر عظیم عطا فرمائے جنہوں نے گذشتہ ماہ رواں اپنے صدقات زکوٰۃ و خیرات کی رقم مسلم مشن و کنگ کے کار خیر میں عطا فرما کر اسکے خزانہ کو مالامال فرمایا ہے۔ رسالہ اسلامک ریویو انگریزی کو یورپین ممالک کی غیر مسلم لائبریریوں میں مفت جاری کرنے کا طریق بہت ہی نتیجہ خیز ہو رہا ہے۔ اگر مسلم بھائیوں کی اس طرح توجہ رہی تو انشاء اللہ عمدہ نتائج مرتب ہونگے + والسلام

خواجہ عبد الغنی سکرٹری مسلم مشن و کنگ
دفتر لاہور

گوشوارۂ آمد و خرچ

دی ووکنگ مسلم مشن اینڈ لٹریری ٹرسٹ لاہور بابت ماہ دسمبر ۱۹۳۱ء

تفصیل آمد	نمبر صفحہ	پائی	آنہ	روپیہ	تفصیل خرچ	نمبر صفحہ	پائی	آنہ	روپیہ
		رقم آمد ہندوستان و انگلستان					رقم خرچ ہندوستان و انگلستان		
آمد مشن اسلامک ریویو و کتب خانہ در ہندوستان	۱	۰	-	۲۰۶۶	خرچ مشن و اسلامک ریویو و کتب خانہ در ہندوستان	۵	۳	۱۴	۱۶۳۰
آمد برائے مفت تقسیم اسلامک ریویو	۲	۰	۸	۳۸۲					
زر قیمت رسالہ اشاعت اسلام از ابتداء تا اختتام دسمبر مع رقم موصولہ از منیجر رسالہ اشاعت اسلام	۳	۶	۱۱	۶۴					
آمد ریزرو فنڈ	۴	۰	۰	۵					
میزان	۰	۶	۳	۲۵۱۸	میزان	۰	۳	۱۴	۱۶۳۰

دستخط - فنانشل سکرٹری دی ووکنگ مسلم مشن اینڈ لٹریری ٹرسٹ - عزیز منزل برانڈرتھ روڈ لاہور

نقشۂ تفصیل آمد مسلم مشن ووکنگ و اسلامک ریویو و کتب خانہ در ہندوستان و انگلستان بابت ماہ دسمبر ۱۹۳۱ء

تاریخ	نمبر رسید	اسمائے گرامی معطی صاحبان	پائی	آنہ	روپیہ	تاریخ	نمبر رسید	اسمائے گرامی معطی صاحبان	پائی	آنہ	روپیہ
۲ ۱۲/۳۱	۹۹۱	جناب حضرت خواجہ کمال الدین صاحب از تصنیف ممبر مشن تصنیف	۰	۰	۱۰	۱۴ ۱۲/۳۱	۱۰۴۲	جناب ایم ای صوفی صاحب کلکتہ قیمت کتب	۰	۶	۱
	۹۶۳	ملازمین دفتر لاہور مشن	۰	۰	۱	"	۱۰۵۴	" چودھری محمد نور غنی صاحب امین آباد مشن	۰	۱۴	۷
"	"	جناب قاضی عبدالرشید صاحب لاہور "	۰	۴	-	"	۱۰۵۵	" عبدالمجید خان صاحب ناگپور	۰	-	۱
۳ ۱۲/۳۱	۹۷۴	" عبدالحق صاحب گجرات	۰	-	۵	"	۱۰۵۶	" شیخ نیاز احمد صاحب وزیرآباد	۰	-	۳۰
۴ ۱۲/۳۱	۹۷۸	" عبدالکریم صاحب شاہ آباد	۰	۰	۶۰	۱۵ ۱۲/۳۱	۱۰۵۷	" ڈاکٹر اعتصام محمد صاحب لاہور	۰	-	۵
۵ ۱۲/۳۱	۹۸۵	" محمد محفوظ الکریم صاحب ناگپور "	-	۰	۲	"	۱۰۵۸	" بیگم صاحبہ "	۰	۰	۲
"	۹۸۶	" حکیم عبدالوحید صاحب ندوی جونپور "	۰	۰	۳	"	۱۰۶۰	" منور علی خان صاحب گوالیار ریاست	۰	۰	۲۵
"	۹۸۷	" فضل امین احمد صاحب ادتاب	۰	۰	۲۰	"	۱۰۶۴	" محبوب خان صاحب دھاروار	۰	۰	۲
۸ ۱۲/۳۱	۱۰۰۵	" میسرز نظام الدین صاحب گجرات	۰	۰	۳	۱۵ ۱۲/۳۱	۱۰۷۶	" ایچ ایم خان صاحب رتناگری	۰	۰	۱۰
"	۱۰۰۶	" صبیح امین صاحب دہلی	۰	۰	۱	۱۶ ۱۲/۳۱	۱۱۰۶	" فاطمہ بی بی صاحبہ ہمشیرہ خواجہ عبدالمجید صاحب مشن	۰	۰	۳
"	۱۰۰۷	" میسرز شیخ محمد اینڈ سنز سنگاپور "	۰	۰	۲۵	"	۱۱۰۷	" عطاء الرحمن صاحب مظفرپور	۰	۰	۲۰
۸ ۱۲/۳۱	۱۰۱۰	" محمد رمضان صاحب جنڈول "	۰	۰	۱۰	۱۹ ۱۲/۳۱	۱۱۱۸	عالیجناب نواب صاحب بہادر رامپور دام اقبالہ تفسیر القرآن	-	-	۴۰۰
	۱۰۱۱	" کرامت اللہ صاحب ایجنٹ ٹرسٹ ہومشن بطور امانت	۰	۴	۱۶	"	۱۱۲۸	" مولوی نذیر احمد صاحب لاہور مشن	۰	۴	۱
۱۱ ۱۲/۳۱	۱۰۲۷	" محمد حسین صاحب مالاکنڈ مشن	-	-	۲۰	"	۱۱۳۴	جناب سید ریاض الدین احمد صاحب گورکھپور مشن	۰	۰	۱۵
۱۱ ۱۲/۳۱	۱۰۲۰	" ڈاکٹر امین اکبر خان صاحب ٹانگر "	۰	-	۲		۱۱۳۱	" محمد امیر حسن صاحب کاکوری	۰	۰	۱
"	۱۰۲۹	" کرم الٰہی صاحب قریشی ہوشیارپور مشن	۰	۰	۵		۱۱۵۷	وی پی نمبر ۱۹۴۲ مشن	۰	۰	۱
"	۱۰۳۱	" برکت علی خان صاحب منٹگمری	۰	۱۰	۳		۱۱۵۸	وی پی نمبر "	-	۰	۵
۱۲ ۱۲/۳۱	۱۰۳۴	" کے بی قلی خان صاحب "	۰	۰	۲۵	۲۹ ۱۲/۳۱	۱۱۸۸	عالیجناب عمر طوسون پاشا صاحب مصر اسکندریہ مشن	-	۹	۲۶۲
		(نوٹ: انہوں نے کل مبلغ ... روپے ارسال کئے ہیں لہذا بقیہ رقم کا اندراج نقشہ ... میں ملاحظہ ہو)					۱۱۹۱	جناب قاضی منہاج الدین صاحب مشن	۰	۰	۴
							"	زر قیمت رسالہ اسلامک ریویو	-	۱۳	۱۰۵۱
"	۱۰۳۸	جناب ڈاکٹر وزیر احمد صاحب جموں مشن	۰	۰	۵			میزان	۰	۰	۲۰۶۶

مُسلم مشن ووکنگ کی موجودہ مالی حالت

ماہ جنوری کے آغاز میں خان بہادر مولوی غلام حسن صاحب رئیس پشاور نے بحیثیت ٹرسٹی مشن مجھے لکھا۔ کہ مشن کے اخراجات اُس کی آمد سے بڑھتے ہوئے نظر آتے ہیں۔ میری صحت کی نازک حالت نے مجھے اُس وقت اس طرف متوجہ ہونے نہ دیا۔ اچانک حضرت مولوی صدر الدین صاحب سابق انچارج ووکنگ مشن کے ایک ریمارک نے پھر مجھے اس طرف متوجہ کیا۔ انکے ریمارک کا خلاصہ یہ تھا کہ ابھی تک مشن کی حالت نہیں کہ مجھے ہر سال اس کے مالی انتظام کے متعلق چیخ پکار نہ کرنی پڑے۔ اس پر چند تحقیق مجھے یہ علم ہوا۔ کہ مشن کی اس سال کی آمد میں خرچ کے مقابل تین ہزار روپیہ کی اس وقت کمی ہے اور آئندہ دو مہینہ میں کوئی چار ایک ہزار روپیہ کے بل ادا کرنے ہیں۔ اس کے اسباب تو میں آگے لکھوں گا لیکن ان واقعات کے ہوتے ہوئے نہ معلوم کس مصلحت سے بعض نے یہ مشہور کرنا شروع کیا ہے۔ کہ مشن اپنے قدموں پر قائم ہے اور اُسے مزید امداد کی احتیاج نہیں۔ ہجو ملیح کی تو یوں بہت سے اصناف ہیں لیکن مشن کے بعض خیر خواہوں نے اس فن میں وہ کمال کیا ہے۔ کہ جس نے بعض شعرا کے بھی کان کاٹے۔ مشن کی خدمات سے تو وہ انکار نہیں کر سکتے۔ اس لئے پہلے تو وہ مشن کا راگ گاتے ہیں پھر یہ کہنا شروع کرتے ہیں۔ کہ ملک نے اسکی بہت قدردانی کی ہے۔ اور خدا کا فضل اس قدر مشن پر ہے۔ کہ جس سے یہ مشن سلف سپورٹنگ یعنی اپنے قدموں پر آپ قائم ہو گیا ہے غرض اس سے یہ ہوتی ہے۔ کہ چندہ کا روپیہ جو مشن کو جانا چاہیئے۔ وہ اُنھیں ملے ضرورت ہے۔ کہ میں اُن لوگوں کے پوشیدہ حالات اب لکھوں کیونکہ مشن کے برخلاف انکے مجھے اس قسم کا ایک پراپگنڈہ نظر آرہا ہے لیکن اس امر کو میں آئندہ وقت پر چھوڑتا ہوں +

ابھی ماضی اقرب میں مشن کی مالی حالت نہایت ہی تشویشناک ہو گئی تھی یوں تو گذشتہ چھ سال سے میں رہین بستر ہوں لیکن ۱۹۲۷ء سے لیکر ۱۹۳۰ء تک میری حالت اگر ماندہ شب ماندگی مصداق تھی۔ ۱۹۲۹ء کے اخیر میں تین سال کے بعد سکرٹری مشن نے مجھے اچانک ایک دن اطلاع دی کہ مشن اب چند دن کا مہمان ہے۔ حتےٰ کہ اس مشن کے اُس وقت کے منتظمین نے یہ کہ کر مشن سے دستبرداری کرلی۔ کہ مشن انکے پاس زندہ نہیں رہ سکتا۔ اور وہ مشن کو چلا نہیں چلا سکتے۔ میری حالت صحت تو بہت ہی نازک تھی لیکن میں نے اپنی موت کو مشن کی موت پر ترجیح دی۔ میں اس قابل بھی نہیں تھا۔ کہ چٹھیوں پر دستخط کر سکوں لیکن مجھے یہ یقین تھا۔ کہ مشن اس طرح مر نہیں سکتا۔ آج سب سے اول تو میں حافظ حقیقی کا اور پھر مسلمان بھائیوں کا جس قدر بھی شکریہ ادا کروں تھوڑا ہے جنہوں نے میری بروقتی اپیل کو سُنا۔ اُنہوں نے مشن کی نازک حالت کو محسوس کر کے دریا دلی سے کام لیا۔ آج اس کو مشکل تیسرا سال ہے۔ کہ مشن ہزار ہا روپیہ کے قرض سے نکل کر چند ہزاروں کی مقروضیت میں آگیا ہے لیکن یہ چند ہزار بھی نہ ہوتے۔ اگر ایک ہنگامی خرچ کا بوجھ ہم پر نہ آپڑتا۔ جس کو ہم نے بطیب خاطر برداشت کیا +

گذشتہ جون میں خدا تعالےٰ نے بیس سال کے بعد ہمارے کام کو مثمر کیا۔ اور عیسائی دُنیا کے ایک قلیل لیکن بڑھتے ہوئے طبقہ نے یہ اعلان کیا۔ کہ وہ اپنے کریڈ یعنے اصولات مذہب کلیسیہ کو ترک کر کے نیا کریڈ (مذہب) اپنانا چاہتے ہیں۔ یہ کریڈ وہی ہے۔ جس کی تعلیم کی تردید

بقیہ مضمون کیلئے صفحہ ۶۲ ملاحظہ ہو

ہندوستان میں اسلام

پر

ایک نصرانی مبلّغ کا اظہارِ خیال

(کتاب انڈین مسلم مصنفہ مسٹر ٹی ٹیٹس پر تبصرہ)

عنوان بالا پر ایک عیسائی مُبلّغ نے ایک کتاب تحریر کی ہے۔ اس کتاب میں ہندوستان میں اسلام کے آغاز کا تاریخی خاکہ۔ اور اس کی ترقی مابعد اور اُس کی موجودہ صورت کو مخصوص انداز سے سپردِ قلم کیا گیا ہے۔ ہندوستان میں اسلام کے مستقبل پر بھی خامہ فرسائی کی گئی ہے ہم مصنف کی داد دیئے بغیر نہیں رہ سکتے کہ اُس نے غیر ملکی ہونے کے باوجود موضوع زیر بحث کے متعلق تمام تفصیلات او معلومات کی بہم رسانی کیلئے نہایت جیسے کی کاوش سے کام لیا۔ فہرست خاص طور پر مفید ہے اسلئے کہ اسمیں اسلامیانِ ہند کے باب میں اہم تاریخی حوالہ جات اور اعداد و شمار کو ایک ٹھوس اور منجمد صورت میں فراہم کر دیا گیا ہے۔ کتاب کے تتمہ پر مصطلحات اسلامیہ کی لغت کا اندراج غیر مسلم حضرات کیلئے مفید ثابت ہوگا ۔

تاہم جیسے ہر وہ کتاب جو مشہور غلط تصورات پر مبنی ہو نظر تنقید کی محتاج ہوتی ہے۔ اسی طرح یہ کتاب بھی ہے اولین امر تو یہ ہے۔ کہ مصنف اس کو تسلیم کرنے پر آمادہ نہیں۔ کہ ہندوستان میں مسلمانوں کی عظیم التعداد آبادی پُرامن قبول اسلام کا نتیجہ یا فتوحاتِ اسلامیہ کا ثمرہ ہے معلوم ہوتا ہے۔ کہ آپ یہ یقین کئے ہوئے ہیں۔ کہ اشاعت اسلام کیلئے سلاطین اسلام یا اکثر فقہائے اسلام نے کسی نہ کسی صورت میں جبر و تشدد کے استعمال کو مُباح تصور کیا ہے۔ آپنے اپنے اس ہمہ گیر دعوے کو ثابت کرنے کیلئے کسی قدر شہادت کی فراہمی میں بھی سخت ترین جد و جہد کی ہے لیکن ہمیں ڈر ہے۔ کہ مسلمانانِ ہندوستان آپکے نظریہ کی عمارت کو خواہ وہ بظاہر کتنی ہی مستحکم دکھائی دیتی ہو۔ متزلزل کئے بغیر نہیں رہ سکینگے علاوہ ازیں فرقہ وارانہ اختلافات کے بارے میں موازنہ اسلام و عیسائیت سے جو نتیجہ آپنے اخذ کیا ہے۔ وہ بھی پائدار دکھائی نہیں دیتا ! گو

---

۵۷ مطبوعہ عمر سے ملفوظ ۔ اکسفورڈ یونیورسٹی پریس ضخامت ۲۰۹ صفحے قیمت ۱۲ شلنگ ۶ پنس +

اپنے مکہ مکرمہ میں حج کا نظارہ دیکھا ہوتا۔ یا کم از کم ووکنگ مسجد میں ہی نماز باجماعت کا نقشہ ملاحظہ کیا ہوتا۔ تو آپ نے پہلی ہی نظر میں تاڑ لیا ہوتا۔ کہ جہاں اسلام کی پستی اور کم علمی کے باوجود اسکی جامع المتفرقین ہستی کو اتنی قدرت ودیعت کی گئی ہے۔ کہ وہ کسی قدر منتشر قوائے اسلامیہ کو اس شان سے اکٹھا کر سکتی ہے۔ کہ عیسائیت تمام ممکنہ ذرائع کے باوجود اس وحدت آرائی کے تصور سے بھی قاصر ہے بایں ہمہ مصنف کی یہ کوشش قابل تشکر ہے۔ کہ آپ نے غیر ملکی ہونے کے باوجود اس نکتہ کو واضح کیا ہے۔ کہ کس طرح سے ہندو توہمات کا مضر اثر بعض نام نہاد مسلمانوں کے خالص موحدانہ عقائد کو مسموم کر رہا ہے۔ ہندوستانی مصلحین مسلمین جماعتوں کو اس امر کی طرف خاص توجہ کرنی چاہیئے۔ کہ کتاب کی چار فصلوں (پانچویں۔ چھٹی۔ ساتویں اور آٹھویں) اور خاص کر آخری فصل "اسلام ہندو ماحول میں" کا ضرور مطالعہ کریں۔ تاہم یہ دعوے وزنی نہیں۔ کہ جتنا اثر مسلمانوں پر ہندو دھرم نے کیا ہے اتنا اسلام نے ہندوؤں پر اثر نہیں کیا قلب ہندو کا جو حال البیرونی نے بیان کیا ہے۔ اسے مدنظر رکھتے ہوئے۔ نیز حقائق تاریخ کو ذہن نشین رکھتے ہوئے ہم بڑے زور سے یہ کہ سکتے ہیں۔ کہ ہندوستان میں تمام مذہبی تصورات کی مریضانہ کیفیت کا جتنا طویل عرصہ اسلام نے مقابلہ کیا ہے۔ اتنا مقابلہ کوئی اور مذہب نہیں کر سکتا۔ اسلام کی قدرت خداداد کا اس حقیقت سے اور زیادہ عظیم الشان ثبوت کیا پیش کیا جا سکتا ہے۔ کہ اس وقت بھی جبکہ اسلامیان ہند اقتصادی اور علمی اعتبار سے ہندوستان کے دست نگر بنے ہوئے ہیں۔ پھر بھی خود بقول مصنف "یہ ہندوستانی مسلمان ہی ہیں۔ جو اشاعت اسلام کے بارے میں عملی جوش وخلوص کا اظہار کرنے کے باعث دنیا کی رہنمائی کر رہے ہیں"۔

بعض ایسے لوگوں میں جنہیں اسلام کی سچی تعلیم سے کوئی آگاہی میسر نہیں۔ پیر پرستی کا ناخوشگوار جذبہ پائے جانے سے جناب مصنف یہ نتیجہ نکالتے ہیں۔ کہ مسلمان خداوند تعالے کے حضور میں اپنی رسائی کیلئے کسی توسل یا درمیانی واسطہ کیلئے مضطرب ہو رہے ہیں مصنف کا یہ استنباط لاطائل وہم کا حکم رکھتا ہے۔ وہابی تحریک اور اس کے مماثل تحاریک کو خدا زندہ رکھے۔ ان کے اثرات کے ماتحت یہ جاہلانہ رجحان نہ صرف چنداں ان پڑھ مسلمانوں میں بھی ناپید ہو رہا ہے۔ بلکہ مسٹر فلپی ایسے منور الفکر نصرانی بھی اس سے بے نیاز ہو رہے ہیں۔ تاریخ کو اس حقیقت کے الم نشرح کرنے کیلئے ابھی اور ورق پلٹنا ہے

کہ ہندوستان میں اسلام کی ایسی بیداری مغربی کی صورت میں عیسائیت کیلئے اس ملک میں ابھرنے اور پنپنے کی کوئی گنجائش نہیں +

ہندوستان میں نئی اسلامی تحاریک پر اظہار خیال کرتے ہوئے مصنف نے سر سید اور مسٹر صلاح الدین خدا بخش (مرحوم) ایسے اشخاص کی تحریرات سے بڑے مبالغہ آمیز نتائج نکالے ہیں + آپ نے کوئی ایسی بات نہیں لکھی جو ایک نصرانی مبلغ کیلئے وجہ مسرت ہو سکتی ہو۔ مسٹر صلاح الدین خدا بخش صاحب (مرحوم) کی نسبت ہم یہ ظاہر کرنا چاہتے ہیں کہ ہو سکتا ہے کہ آپ کو گذشتہ ایام میں ہیرو تصور کیا جاتا ہو لیکن سنین اواخر میں اسلامی تحریک اتنی وسعت پذیر ہو چکی ہے کہ اسے کسی خاص شخص کی تائید و حمایت کی حاجت نہیں۔ مزید براں مسٹر صلاح الدین خدا بخش کے موجودہ میلان خاطر کی بنیاد اُن کیفیت پر مبنی ہے جو دائم الوجود حیثیت نہیں رکھتیں۔ ہم اپنے عیسائی دوستوں کو یقین دلانا چاہتے ہیں۔ کہ مسٹر خدا بخش کی تمام جدت طرازیوں کے باوجود آپ اور آپ کی طرز کے مسلمان عیسائیت کی تنگ نظرانہ عقیدہ پرستی کی نسبت اسلام کے وسیع اصولوں کو تسلیم کرنے کیلئے زیادہ طیار ہیں۔ اسلام کے آزاد خیالوں نے اپنے مذہب کے خلاف کبھی بھی نئے فرقہ کی اساس نہیں ڈالی۔ سر سید کی آمد کو زیر تبصرہ کتاب میں نئے دن کے طلوع سے تعبیر کیا گیا ہے + یہ واقعی ایک نیا دن تھا۔ لیکن اسلام نے علی گڈھ کی تحریک سے پیشتر اور مابعد کئی ایک نئے دن دیکھے ہیں۔ اسلام علے الرغم عیسائیت کبھی بھی نئے دنوں سے نہیں ڈرا۔ بلکہ اسلام انکو خوش آمدید کہتا ہے۔ ان کیلئے ضروری طیاری کرتا ہے۔ اور تبدیل شدہ صورت حالات سے آمادہ توافق ہو جاتا ہے۔ مصنف نے اس واقعیت کو اچھی طرح محسوس کر لیا ہو گا کہ تحریک علی گڈھ اور اسی نوعیت کی دیگر تحاریک اسلام کے اصول میں کسی تبدیلی پر دلالت نہیں کرتیں۔ بلکہ صرف تبدیلی محاذ یا انقلاب رُخ پر دلالت کرتی ہیں۔ مغربی تہذیب کا سب سے بڑا اثر یہ ہوا ہے۔ کہ مسلمانان ہندوستان بھی دنیا بھر کے مسلمانوں کی مانند خود شناس ہو گئے ہیں۔ سر محمد اقبال کے الفاظ میں جنہیں مصنف ترجمان اسلام جدید کا خطاب دیتا ہے حقیقت الامر یہ ہے۔ کہ ع

مسلماں کو مسلماں کر دیا طوفان مغرب نے

مسلمانوں کو اپنی معاشی زندگی میں بعض اصلاحات کرنے کی حاجت ضرور ہے لیکن اصلاح کا مواد اُن کی اپنی مذہبی کتابوں میں موجود ہے۔ اس کیلئے انھیں تہذیب مغربی کی اقتداء درکار نہیں۔ آخر الذکر خود اپنی تجاوز عن الحد حماقتوں کے ازالہ کے درپے ہی ہو سکتا ہے۔ کہ اپنی معاشی حالت کی اصلاح کرنے میں مسلمانوں

سے خفیف الاثر کچھ فروگذاشتیں بھی ہو جائیں۔ کیونکہ دورِ اصلاح احوال میں اُن کا یہ ارتکاب قدرتی ہے
لیکن اس سے یہ ورائے القیاس نتیجہ نہیں نکالا جاسکتا۔ کہ مسلم قوم قرآن کو معاشی ضوابط کی رہنما ہونے
کی حیثیت سے دُور پھینک دینے والے زمانے کے قریب تر ہو گئی ہے۔ تاہم ہمیں امید ہے۔ کہ مصنف
کی حبِ عیسائیت اسے اس یقین میں مبتلا ہو جانے کے مغالطہ سے محفوظ رکھیگی۔ کہ تہذیبِ مروجہ کے
انقلابی روح کا نصرانیت سے قطعاً کوئی تعلق نہیں۔ اور نہ ہی یہ عیسائیت کی اشاعت کیلئے راستہ
ہموار کرنے کا باعث ہو رہی ہے کہ عیسائیت کو زوردار اور زردار حکومت کی تائید حاصل ہے۔ اس کے
واعظین بہترین فاضل ہیں۔ پھر بھی اسے ان مسلم طلباء کے مقابلے میں لرزہ براندام ہونا پڑتا ہے جو
ہندوستانی مدارس کے تعلیم یافتہ ہیں۔ اور جو مغربی تعلیم کے حصول کیلئے اپنے دلوں کو کئی ایک اُمنگوں
سے لبریز پاتے ہیں۔ اس وقت یورپ میں تمام مسلم مبلغ اسی قسم کے نوجوان ہیں۔ ڈاکٹر ٹیٹس کو یہ غلط فہمی جیسا کہ
آپ کی اس تحریر سے پایا جاتا ہے۔ کہ متذکرہ تحاریک جن سے عیاں ہوتا ہے۔ کہ علی گڑھ کے مصلحینِ ملت
کی اتباع میں جو مسلمانوں میں اسلام کے مفہوم کو مادی رنگ میں پیش کرنے کا ردِ عمل پایا جاتا ہے
مسلمانوں کی موجودہ پود اپنی منزلِ مقصود کا رہنما قرآن مجید کو قرار دینے سے خالی الذہن ہو گئی ہے
اپنے دل سے نکال دینی چاہیئے +

مزید برآں آپ فرماتے ہیں۔ کہ مسلم فضلاء ابھی تک اپنے بعض تصورات میں نفسانی تعصب کی
آمیزش سے مبرا نہیں ہوئے۔ اور وہ نفسِ مسئلہ کا خالص اور ٹھیٹھ علمی نقطۂ نگاہ سے مطالعہ کرنے کی
منزل سے قریب تر نہیں ہوئے۔ یہ ایک الزام ہے جس کی ہم تردید و تغلیط کئے بغیر نہیں رہ سکتے ہو سکتا
ہے۔ کہ ڈاکٹر ٹیٹس جو تصورِ سائنس (علمی تحقیقات) کے متعلق رکھتے ہوں۔ اس کی بناء پر آپ کے
شواہد و تجارب آپ کو قرآن مجید کے الہامی ہونے کے باب میں قائل نہ کر سکے ہوں ہمیں معلوم نہیں کہ
کہ آیا آپ نے ڈاکٹر اقبال کے چھ لیکچروں کا بھی مطالعہ فرمایا ہے یا نہیں لیکن آپ (ڈاکٹر ٹیٹس) کے
تصورِ علمی (سائنٹیفک تصور) کو ایسے حالاتی شواہد سے بہرہ اندوزی ضرور حاصل ہے۔ جن کے رُو سے
آپ کنواری مریم کے بچہ جننے۔ مسیح کے مُردوں سے زندہ اُٹھنے اور آسمان پر چڑھ جانے کی نصرانی
کہانی کو صحیح خیال کرتے ہیں۔ ہم زیرِ تبصرہ کتاب کے مصنف کو یقین دلانا چاہتے ہیں کہ [illegible]
فطرتِ انسانی کے وہ جامع و مکمل کتاب ہے جو ہر ممکن صحیح اصول کی حامل ہے۔ اور عصرِ حاضرہ کے تشنگانِ [illegible]

جس کا استنباط ہیں۔ آپ کو چاہئیے۔ کہ اس کو از خود ملاحظہ فرمائیں۔ وگرنہ وہ دن دُور نہیں۔ جبکہ ہمارے دعوے کی صداقت عیاں راچہ بیاں کی مصداق بن جائیگی ۔

ایسے ہی مسلمانوں کا آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی سیرت اور شخصیت پر زور دینا مُصنّف کو کچھ ایک نئی چیز معلوم ہوتی ہے۔ جو بخیالِ مُصنّف اُن مسیحی مُروّجہ عقاید کی تقلید کے تاثرات ہیں۔ جو وہ جنابِ مسیح کی بابت رکھتے ہیں۔ عیسائی مُبلّغین کا پروپیگنڈا بھی بلاشک وشبہ ایک عجیب الخلقت چیز ہے۔ مشنری کئی صدیوں تک اپنے گلے کو یہ سمجھاتے رہے ہیں۔ کہ مُسلمان (نقل کُفر کُفر نباشد) محمدؐ کے بُت کی پُوجا کرتے ہیں۔ اور ان عیسائی مُبلّغین کی کوششیں اس قدر مُؤثر ہیں۔ کہ یُورپ میں ایسے لوگ ابھی تک ہیں۔ جو اس اختراع کو ایک حقیقت یقین کرتے ہیں۔ لیکن اب جبکہ یُورپ کے دِل پر یہ حقیقت نقش ہونے لگی ہے۔ کہ اسلام میں نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کا مقام کیا ہے مشنریوں نے یہ شوشہ چھوڑ دیا ہے۔ کہ مسلمان اپنے ہادی کی شخصیت سے تا ایں دم غافل تھے۔ اس خصوص میں بطورِ جواب اتنا کہہ دینا کافی ہوگا۔ کہ آغاز اسلام سے ہی کلمۂ اسلام (اعلان قبولِ اسلام) کا صرف ایک جُزو محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی رسالت پر ایمان لانا ہے۔ اور یہ کہ حضورؐ کے اعمال طیبہ اور اقوالِ مُبارکہ بذاتِ خود شریعت اسلامی میں صرف ثانوی حیثیت رکھتے ہیں۔ علاوہ ازیں جس طرح عیسائی اپنے پیشوائے مذہب کی شخصیت کے ضمن میں صراط مستقیم سے بھٹک گئے مسلمان اپنے ہادی کی شخصیت کے متعلق نہ کبھی گمراہ ہوئے ہیں۔ اور نہ کبھی ہونگے کیونکہ اُن کے رہبر صلے اللہ علیہ وسلم نے ارشاد باری کی تعمیل میں اعلان کر دیا۔ "انا میت و انتم میتون" (موت کا ذائقہ مجھ کو بھی چکھنا ہے۔ اور اس کو تم پر بھی وارد ہونا ہے) اور حضورؐ نے اپنی شخصیت کے کمال عجوبہ

ہم مصنف کو یہ بتا دینا چاہتے ہیں۔ کہ یہ اپنے ہادی آنحضرتؐ کی
سیرت طیبہ کا ناقدانہ اور علمی مطالعہ ہی تھا۔ کہ قرون اولے کے مسلمان فضلاء (محدثین) ایسے تاریخی معیار
وضع کرنے اور قائم کرنے کے قابل ہوئے۔ کہ اگر ان کے مطابق اناجیل کو پرکھا جائے۔ تو ان (اناجیل)
کی حیثیت زمانہ آغاز کائنات کے ایسے قصص بن کر رہجائیگی۔ جو حقیقت میں سراسر باطل ہوں۔ لیکن
انہیں فریب سمع نظر کیلئے سچائی کا جامہ پہنا دیا گیا ہو۔ جذبہ رواداری۔ امن و صلح۔ مواخات رخصت نفس
کی اچھی مثالیں پیش نظر رکھتے ہوئے ہم یہ کہنے پر مجبور ہیں۔ کہ اسلام اپنے گزشتہ کارہائے نمایاں
کے علاوہ جو تاریخ انسانیت کا روشن ترین باب ہیں آج بھی منور نظائر پیش کرسکتا ہے لیکن عیسائیت جسکی
تاریخ غیر مذاہب کے خلاف غاصبانہ طرز عمل۔ قومی تنافر تفوق رنگ امتیاز نسلی۔ تمام تحاریک ارتقائی کی مخالفت و
مخاصمت کے باعث سخت سیاہ ہے۔ اس کو ان عمرانی اور سیاسی مسائل کو حل کرنیوالی مجلسوں میں شنوائی اور باریابی
نہیں ہوسکتی جنہوں نے دنیا کو مضطرب کر رکھا ہے + ان ایام میں یہ واقعیت کوئی مخفی و مستور نہیں ہے۔ کہ
سائنس اور فلسفہ کی موجودہ ترقیات عیسائیت کی ذرہ بھر رہین منت نہیں ہیں۔ اور یہ کہ عیسائیت کا دنیا
میں حقیقی امن اور واقعی مسرت قائم کرنے سے قاصر رہنا کلیسیا کے مضر اثرات اور عدم فعلیت کی وجہ سے ہے۔
جسے عامۃ الناس کی اخلاقی زندگی پر ناخوشگوار غلبہ حاصل ہے +

لیکن اگرچہ ہم نے متعدد سخت تنقیدات کی ہیں۔ ہم اس جزوی کامیابی کو نظرانداز نہیں کرسکتے۔ جو اس
کتاب کو ہندوستان میں اسلام کی حقیقی طاقت جو حقیقت میں اسکے عالمگیر اصولوں کی قوت پر دال ہے کے
اندازہ لگانے میں حاصل ہوئی ہے۔ اس کتاب کے اوراق پر بعض حقائق بھی بکھرے پڑے
دکھائی دے سکتے ہیں۔ اور اگر ہمیں کہا جائے۔ کہ ہم اس تصنیف کے متعلق اپنے خیالات ایک فقرہ
میں قلمبند کریں۔ تو ہم یہی کہیں گے کہ اسلام کے متعلق دیگر عیسوی تصنیفات کی مانند یہ ایک دلنشین شدہ
تعصب کے برے اثر کا جبری کرشمہ ہے +

مسیحیت کی اشاعت کے طریقے

ہم مسلمانوں کے لئے یہ امر ہمیشہ موجب فخر رہا ہے۔ کہ اسلام اُن ممالک میں بھی ترقی کر رہا ہے۔ جہاں اُسے کسی قسم کا سیاسی اقتدار حاصل نہیں ہے اور یہ بات اسلام کی ذاتی خوبیوں پر ایک روشن دلیل ہے۔ لیکن افسوس اس بات کا ہے۔ کہ خود مسلمانوں نے اس بات سے فائدہ اُٹھانے کے عوض اشاعت اسلام میں ایک گونہ بے پروائی کا اظہار کیا ہے۔ اور جو واقعات کہ اسلام اور مسیحیت کے تفوق کے ضمن میں افریقہ میں رُونما ہو رہے ہیں۔ ان کے مطالعہ کے بعد یہ غفلت اب زیادہ عرصہ تک قائم رہنی مناسب نہیں ہے۔ تاہم اسلام کی ترقی، اُن کوششوں کے مقابلہ میں جو کہ دولت اور اقتدار کی بناء پر اغیار کی طرف سے کی جا رہی ہیں۔ اور پھر بھی کچھ ثمرہ مُرتب نہیں ہوتا اب ہمارے مسیحی دوستوں کی آنکھوں میں کھٹک رہی ہے۔ چنانچہ مجبور ہو کر وہ لوگ اب ان مقامات میں جہاں ردِ عمل کا خطرہ نہیں ہے، متشددانہ طریق پر اُتر آئے ہیں، جس کی مثال علاقہ ٹنگنیکا ٹیریٹری کی صُورت حالات سے مل سکتی ہے۔ ہمعصر ٹنگنیکا اوپینین نے ان طریقوں پر تنقید کی ہے جو بعض دیسی عیسائی سردار استعمال کر رہے ہیں۔ چونکہ وہ خُوب جانتے ہیں۔ کہ بوجہ مسیحی حکومت ہونیکے ان کے اعمال پر باز پُرس نہ کی جائیگی۔ چنانچہ ہمعصر مذکور لکھتا ہے:-

"اصُولی طور پر ہم اس علاقہ کی افریقی اقوام کے قبُول مسیحیت پر معترض نہیں ہیں کیونکہ مسیحیت یہاں کے حکمرانوں کا مذہب ہے۔ اور سرکاری طور پر مذہب مذکورہ کی اشاعت و امداد کرتی ہے۔ لہٰذا خواہ ہم پسند نہ بھی کریں۔ لیکن تو بھی ان لوگوں کی تبدیلیٔ مذہب کو برداشت کرنا پڑے گا۔ جو بعض اوقات غیر مناسب ذرائع کی بناء پر عمل میں آتی ہے۔ یہ علاقہ ہنوز تبدیلیٔ مذہب کے ابتدائی مراحل طے کر رہا ہے۔ اور لاکھوں باشندے ایسے

ہیں۔ تو کسی نہ کسی ایسے مذہب کے پابند ہو جائینگے کو موقع کام کرنے کا ملے لیکن ہم یہ چاہتے ہیں۔ کہ اس سلسلہ میں نو مریدوں میں مذہبی منافرت پیدا نہ ہو"+

مسیحیت کے کمزور عقاید اس تمام افتراق کے لئے جو موجودہ مسیحیت میں پایا جاتا ہے۔ خاص کر رسولی عقیدہ، نائسین عقیدہ، اتھانیسیئن عقیدہ اور کلیسیائے انگلستان کے انتالیس عقاید ذمہ دار ہیں۔ اور ان عقاید میں جو تخالف نہ رنگ پایا جاتا ہے۔ وہ ان کے بیگن الاصل ہونے پر دلالت کرتا ہے۔ یہی وجہ ہے۔ کہ زعماے کلیسیا آئے دن کی صلاح سے تنگ آکر اب مکمل طور پر مسیحیت کو بیگن روایات سے پاک کرنا چاہتے ہیں۔ اور تعلیمیافتہ اور روشن خیال کلیسیائی عہدہ دار مثلاً بشپ بارنز تو ان عقاید ہی کو از سر نو مدون کرنا چاہتے ہیں۔ اور ان تمام امور سے مسیحیت کو پاک کرنا چاہتے ہیں۔ جن کی بدولت مسیحیت نے بیگن مذہب کا جامہ پہنا ہوا ہے بعض لوگ ایسے ہیں۔ جو مسیحی عقاید میں اس لئے تبدیلی کرنا چاہتے ہیں۔ کہ نئے پادریوں کو حلف اٹھاتے وقت کوئی تکلیف محسوس نہو۔ کیونکہ آجکل وہ لوگ علم کو پس پشت ڈالے بغیر ایسا نہیں کر سکتے۔ ڈاکٹر بارنز نے ڈایوسیس کانفرنس میں (بحوالہ ڈیلی ٹیلیگراف ۳۰ جون سنہ ۱۹۳۱ء) تقریر کرتے ہوئے کہا کہ اب تو نئے عقاید نامہ کی ضرورت ہے۔ کیونکہ مروجہ عقاید نامے مذہبی اور عقلی دونوں اعتبار سے صحیح نہیں ہیں۔ رسولی عقیدہ میں ہی بہشت، زمین اور دوزخ کے بطور سہ منزلہ مکان کے تصور کو خارج کرنا چاہئے۔ کیونکہ یہ عقیدہ اب داستان پارینہ ہو چکا"+

کلیسیائے انگلستان کے اتنے بڑے عہدہ دار کے منہ سے یہ الفاظ کسی تشریح کے محتاج نہیں ہیں۔ اور ہمارے لئے تعجب خیز بھی نہیں۔ اب سے کچھ عرصہ پہلے تک لوگوں کو اس عقیدہ کی تعلیم ہوا کرتی تھی۔ کہ عہد جدید مسیحیت کی بنیاد ہے۔ اور اعتراضات سے بالاتر ہے لیکن اب یہ بات ثابت ہوتی جاتی ہے۔ کہ سب سے پہلی انجیل یسوع کی وفات سے ستر سال بعد لکھی گئی تھی۔ اور عہد جدید سو سال کے طویل عرصہ میں مرتب ہوا تھا۔ اور کتاب مذکور اغلاط اور تحریف سے پاک نہیں ہے۔ پس جائے حیرت نہیں۔ اگر لوگوں کے دلوں میں ایسی کتاب کی طرف سے بداطمینانی پیدا ہو گئی ہے۔ اور پادری اور عامۃ الناس دونوں نئے مذہب کی تلاش میں ہیں+

لیکن اسلام کے علاوہ اور مذہب کونسا ہے جو ان کی تسلی کر سکتا ہے یا موجودہ زمانہ کے علما کی نظروں میں بچ سکتا ہے؟ اسلام ایسا مذہب ہے جو تمام پیچیدگیوں اور ان عیوب سے پاک ہے جو مسیحیت میں پائے جاتے ہیں۔ اسلام میں کوئی عقیدہ خلاف عقل نہیں ہے۔ اسکی تلقین صرف لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ میں منحصر ہے۔ اور یہ ایسی بات ہے جسے ہر سلیم الطبع انسان بہ آسانی تسلیم کر سکتا ہے پروفیسر مانٹیٹ لکھتے ہیں "اسلام ایک معقول مذہب ہے، لفظاً اور تاریخاً اور عقلیت کی یہ تعریف کہ وہ ایسا نظام ہے جو مذہبی عقاید کو عقلی اصولوں پر مبنی کرتا ہے۔ اسکا مدبر پر بخوبی صادق آتی ہے +

کلیسائے مسیحیت میدان عمل میں مسیحیت کے عملی پہلو کے متعلق جسقدر کم کہا جائے اسی قدر اچھا ہے۔ بہر کیف ہم لندن کے ایک مشہور ہفتہ وار اخبار سپکٹیٹر مورخہ ۲۳ مئی ۱۹۳۱ء سے چند اقتباسات پیش کرتے ہیں۔ جو مسئلہ رنگ" کے متعلق ہیں :۔

مسٹر لنگسٹن ہیوز اپنی ناول میں لکھتا ہے "سیاہ رنگ کا ہونا تو گویا ایسا ہے۔ جیسا کوئی انسان زندگی کے ادنےٰ ترین طبقہ میں پیدا ہوا۔ اور اس طبقہ میں کسی قسم کی روشنی کا گذر نہو۔ اور سفید رنگ کے لوگ گویا بالائی منزل میں رہتے ہیں"۔

"یہ تو عام بات ہے کہ حبشی کو ٹرین کے ایک مخصوص حصہ میں جگہ ملتی ہے۔ اور موٹروں میں انکے لئے پیچھے جگہ بنی ہوئی ہے امریکہ کے بعض خطوں میں مجھے ایک حبشی دوست کے ساتھ کھانا کھانے کی اجازت نہیں ملی۔ کیونکہ یہ بات ملکی قانون کے خلاف تھی۔ ہیمپٹن انسٹیٹیوٹ کے گرجہ پر لکھا ہوا ہے۔ کہ یہ ایک پرائیویٹ عمارت ہے۔ تاکہ حبشی کسی سفید رنگ کے آدمی کے برابر نہ بیٹھ سکے" پانی کے نل بھی سیاہ اور سفید کیلئے جدا گانہ بنے ہوئے ہیں بعض دھلائی کے کارخانوں پر لکھا ہوا ہوتا ہے۔ کہ یہاں حبشی لوگوں کے کپڑے نہیں دھوئے جاتے۔ کچھ عرصہ ہوا حبشی لوگوں کو تعلیم دینا بھی جرم تھا" +

یہ سب اُن لوگوں کی طرف سے کیا جاتا ہے۔ جو مسیحی مساوات کا ڈھول بڑے زور سے بجاتے رہتے ہیں۔ اور انہوں نے اپنے اقوال کو افعال کا جامہ آج تک نہیں پہنایا۔ تمام مذاہب میں اسلام ہی رنگ کے مسئلہ کا تسلی بخش حل پیش کر سکتا ہے۔ اور اس نے رنگ کے تمام امتیازات کو یکسر مٹا دیا ہے۔ اور یہ وہ حقیقت ہے جس کا اعتراف عیسائیوں کو بھی کرنا پڑتا ہے +

بقیہ مضمون صفحہ ۵۴ رسالہ ہذا

قرآن کریم نے کی۔ یہی جماعت ہے۔ جس نے ۱۹۱۵ء سے چل کر ۱۹۲۳ء تک ہر اساسی عقیدہ عیسویت مروجہ کا علی الاعلان بطلان کیا۔ یعنی صحت بائبل۔ الوہیت و ابنیت و کفارہ مسیح کے عقیدہ سے انکار کیا۔ جب اس طرح عیسائیت کا خاتمہ کر چکے تو اکتوبر ۱۹۲۴ء میں انہوں نے اپنے آئندہ مذہب کی بنیاد اس پر رکھی کہ انسان پاک اور مکمل فطرت لے کر آیا ہے۔ اور اس نے خدا کے رنگ میں رنگین ہونا ہے۔ یہ تو ظاہر ہے۔ یہ تو وہی قرآن کا مذہب ہے۔ جس میں ہماری فطرت کو فطرت اللہ قرار دے کر ہمیں صبغۃ اللہ اختیار کرنے کی ہدایت کی گئی ہے۔ چنانچہ خود کلیسیہ کے موقر اخبارات نے اسی وقت اعلان کیا۔ کہ عیسائیت کی تعلیم اس کے خلاف ہے۔ ہاں یہ اسلام ہے بلکہ لندن کے مشہور اخبار چرچ ٹائمز نے تو یہاں تک لکھ دیا۔ کہ یہ تو وہی مذہب ہے۔ جس کی تبلیغ ووکنگ کا خواجہ کیا کرتا تھا +

اب اس فتح عظیم کی تکمیل مجھے اسی میں نظر آئی۔ کہ ان متلاشیانِ حق کے سامنے قرآن کریم کو کھول کر رکھا جائے۔ اور اس قسم کے لٹریچر کی اشاعت کثرت سے انہی لوگوں میں کی جائے۔ یہ تو ظاہر ہے۔ کہ اس قسم کی تبلیغ کثیر مخارج کو چاہتی ہے لیکن میں یہی سمجھتا ہوں کہ ہماری زندگی کا مآل بھی یہی ہے۔ خدا تعالیٰ نے تو رستہ کھول دیا۔ اب ہمارا فرض ہے۔ کہ فراخدلی سے کام لیں۔ چنانچہ ماہ نومبر سے آج تک اسی کام کی طرف توجہ کی گئی۔ اور ہمارے پشاور کے بزرگ ٹرسٹی اگر پھر مطبوعہ حساب کو دیکھیں گے۔ تو انہیں مد اصل پر مخارج کے بڑھ جانے کی یہی وجہ نظر آئیگی۔ چنانچہ اگر گذشتہ دسمبر میں میں نے اعلان کیا۔ کہ اسلامک ریویو کی پانچ ہزار کاپیاں جن میں ان اغراض کو سامنے رکھتے ہوئے قرآن کی تفسیر نکلے گی مفت تقسیم کروں گا۔ تو مجھے مسلم بھائیوں کی دریادلی نے جنوری میں اس قابل کر دیا۔ کہ پندرہ سو کے قریب میں رسالہ کو غیر مسلم دنیا میں مفت تقسیم کر سکوں۔ جب اسلام کی اشاعت اس بات پر آ رہی ہے۔ اور ہماری زندگی بھی صرف اشاعت اسلام سے ہی وابستہ ہو گئی ہے۔ تو پھر مسلم ادبیات کے پھیلانے میں جس قدر بھی کوشش کی جائے تھوڑی ہے۔ کیا ان حالات میں کوئی کہہ سکتا ہے۔ کہ مشن اپنے قدموں پر آپ کھڑا ہے۔ اگر تو یہ ایک تجارت ہوتی جس کا ماحصل عملے کی پرورش یا اپنے جیب کو نفع کا مالک کرتا ہوتا۔ تو پھر میں یہ کہنے کو تیار ہوں کہ مشن سلف سپورٹنگ ہے لیکن اگر عملے کے سوائے اور وہ بھی نہایت کفایت شعاری کے ساتھ مشن کی آمد کو ذاتی مصرف میں لانا گذشتہ بائیس سال سے حرام کر دیا گیا ہے۔ جیسے کہ ماہواری مطبوعہ حساب سے ظاہر ہوتا ہے۔ اور یہی کوشش ہے کہ جس قدر بھی آمد ہو۔ وہ مسلم ادبیات کے مفت تقسیم میں شائع ہو تو اگر میں سال بقول مولوی صدرالدین صاحب چیخ پکار کروں۔ اور یہ کہوں۔ کہ مشن محتاج استعانت ہے۔ تو میں حق بجانب ہوں۔ اور یہ امر بالکل خلاف واقعہ ہے کہ مشن اب امداد سے مستغنی ہے میں ایسے خیرخواہان مشن کی خدمت میں عرض کرتا ہوں۔ کہ وہ اس پراپیگنڈے کو اب چھوڑ دیں +

خواجہ کمال الدین مبلغ اسلام

لندن میں جلسۂ میلادُ النّبیؐ کا انعقاد

مُسلم سوسائٹی برطانیہ کی مساعیٔ جمیلہ

لندن ۳۰۔ اکتوبر بروز جمعہ برطانیۂ عظمےٰ کی مُسلم سوسائٹی کے زیر اہتمام جلسۂ میلادُ النّبیؐ میٹروپلی ہوٹل میں منعقد ہُوا۔ تمام اخراجاتِ جلسہ سر عمر ہیوبرٹ رنکن نے بحیثیت میزبان برداشت کیئے۔ ۸ بجے شام کو مہمانوں کی آمد شروع ہُوئی۔ اور نسلِ انسانی کے سب سے بڑے مُحسن کی اس یادگار میں مختلف خیالات اور طبائع کے لوگ شریک ہونے لگے۔ ۹ بجے شام تک یہی عالم رہا۔ جب کہ سر آغا خان نے کُرسیٔ صدارت کو رونق بخشی +

جلسہ کا افتتاح سُورۂ فاتحہ سے کیا گیا جسے سر عمر ہیوبرٹ رنکن نے عربی الفاظ میں پڑھا۔ اور لارڈ ہیڈلے نے پھر اُس کا ترجمہ سُنایا۔ اور ساتھ ہی چند دُعائیہ فقرات سے سامعین کو محظُوظ کیا۔ ہز ہائنس سر آغا خاں نے اپنے مختصر اور بصیرت افروز افتتاحی خُطبۂ صدارت کے دوران میں فرمایا "میں مُدت سے ایسے موقعہ کے دیکھنے کا نہایت شوق سے منتظر تھا۔ کہ اسلام کی نشر و اشاعت خُود اہلِ مغرب کے ہاتھوں دیکھوں۔ چنانچہ آج شام کا جلسہ میری اُن دیرینہ آرزُوؤں کی تکمیل ہے"۔ جناب صدر نے اپنی اس مُختصر تمہیدی تقریر کے خاتمہ پر سر عُمر ہیوبرٹ رنکن کو تقریر کے لئے بُلایا۔ چنانچہ آپ کی تقریر ذیل میں علیحدہ درج ہے۔ آپ کے بعد سردار اقبال علی شاہ۔ پنڈت ایچ۔ پی شاستری۔ مرزا شوکت علی۔ سر عمر حیات خاں۔ سر عباس علی بیگ۔ جنرل بلیخی اور مسٹر عبد اللہ یُوسف علی نے یکے بعد دیگرے تعلیمات و اُسوۂ نبویؐ پر دلکش تقریریں کیں۔ جلسہ ۱۱½ بجے رات ختم ہُوا۔ اور معزّز مہمانوں نے ماحضر تناول فرمایا۔ بعد میں جلسہ کے ختم ہو جانے پر بھی حاضرین کا باہمی مکالمہ اور محبّت آمیز بات چیت کا سلسلہ رات کے کافی حصّہ تک جاری رہا +

یہ شاندار موقعہ جس میں احباب کی تعداد ۲۵۰ سے زیادہ تھی۔ ایک ایسی عظیم الشان کامیابی تھی جس نے غیر مسلم احباب کی آنکھیں کھول دیں۔ اور انکے قلوب میں اُس جوشِ عقیدت نے گھر کیا جو شمعِ نبویؐ کے پروانوں کے خلوصِ عمل سے مترشح ہوتا تھا +

آخر میں ہم مسٹر عبد اللہ لوگرو کی اُن انتھک کوششوں کا جو اُنہوں نے بحیثیت ناظم جلسہ اور سر عمر ہیوبرٹ رنکن کی مالی قُربانی کا جو اُنہوں نے جلسہ کے تمام اخراجات برداشت کیئے شُکریہ ادا کرتے ہُوئے اُنکی خدمت میں اس شاندار حُسنِ کارکردگی پر ہدیۂ تبریک پیش کرتے ہیں۔

حاضرین میں لارڈ ہیڈلے۔ بیگم سر شفیع۔ بیگم علی امام۔ صاحبزادہ عبد الصمد خاں چیف منسٹر ریاست رامپور

سر اکبر حیدری۔ بیگم اکبر حیدری۔ عباس علی بیگ۔ نواب صاحب چھتاری۔ ڈاکٹر شفاعت احمد خاں۔ مولانا شفیع داؤدی
مولانا شوکت علی۔ مسٹر یوحاجانن ہملٹن۔ لیڈی بلوم فیلڈ۔ لیڈی بوائل۔ بیگم شاہنواز۔ مسٹر جوہری۔ بیگم جوہری۔
پرنس علی خان۔ آنریبل شیخ مشیر حسین قدوائی۔ عمر حیات خاں۔ عبد القادر۔ بیگم عبد القادر۔ بیگم لطیف۔ بنت لطیف۔
پرنس صادق ریاست منگرول۔ مسٹر محمود اللہ۔ بیگم محمود اللہ موجود تھے +
آفتاب الدین احمد اسسٹنٹ امام مسجد ووکنگ انگلستان

رحمۃ للعالمین کی زندگی کا ایک جھلکتا سا نقشہ

تقریر عمر ہیوبرٹ رینکن بر تقریب جلسۂ میلاد النبی صلعم منعقدہ لندن

جناب صدر و محترم حاضرین جلسہ! ولادت نبی کریمؐ کی جو سالگرہ آج ہم منا رہے ہیں۔ قمری حساب کی رُو سے چودہ سو تیسری اور شمسی حساب کی بناء پر تیرہ سو ساٹھویں سالگرہ ہے۔ کیونکہ آنحضرتؐ کی سن پیدائش ۵۷۱ء ہے +

بظاہر جن حالات میں قومیں بنا کرتی ہیں۔ اُن سب کی تہ میں ایک ہی اصول کارفرما نظر آتا ہے۔ جسے بقول مسلم فضلائے آمیت ابطل پرستی سے موسوم کیا جاتا ہے۔ ابطال اور شجاع انسانوں کے زریں کارناموں کے تاثرات ہی کسی قوم یا سوسائٹی میں جوشِ عمل اور حرکت پیدا کرنے کا باعث بنا کرتے ہیں لیکن قوم کی تاریخ پر ایک ایسا وقت آجاتا ہے جب حدودِ اعتدال سے قوم تجاوز کرتا شروع کر دیتی ہے۔ اور یہی ابطل پرستی فائدہ کی بجائے اپنے پرستاروں کی ذہنیت کے لئے بالآخر ہلاکت کا سامان بن جاتی ہے۔ اور ذہنی بلند خیالی اور وسعتِ نظر کا معیار گھٹ کر ضمیر انسانی کی آئندہ ترقی مسدود ہو جاتی ہے۔

آنحضرتؐ کی پرستش ابطالِ عالم میں

بدقسمتی سے ابطالِ عالم اور بالخصوص بانیانِ مذاہب کی تعلیمات مرورِ زمانہ سے اُن کی شخصیتوں اور ذاتیات میں مدغم ہو کر باہم خلط ملط ہو جاتی رہی ہیں لیکن حضرت محمدؐ دنیا کی تاریخ میں ایک ایسے بانیٔ مذہب ہیں جنہوں نے اپنی شخصیت کو ضمیر انسانی کی بلند نظری میں رکاوٹ کا موجب نہیں ہونے دیا۔ بلحاظِ عظمت و بزرگی آپ ایک رہنما۔ ہادی اور پیشوائے زمانہ ہیں۔ لیکن انکساری کا یہ عالم ہے۔ کہ ساتھ ہی یہ اعلان کرتے ہیں "میں بھی تمہاری ہی طرح کا ایک فانی انسان ہوں۔ میری طرف وحی کی جاتی ہے۔ کہ سب کا صرف ایک ہی معبود ہے۔ اس لئے جو اپنے خدا کو ملنے کی خواہش رکھتا ہے۔ اُسے نیک عمل کرنے چاہئیں۔ اور وہ اپنے رب کی عبادت میں کسی کو شریک نہ ٹھیرائے" (القرآن سورہ ۱۸ آیت ۱۱۰)

شہادت سے بڑھ کر مرتبہ

حضرات! اسمیں کوئی شک نہیں کہ دنیا میں کسی صداقت کو رواج دینے کی کوشش وسعی میں اپنے آپ کو موت کے حوالہ کر دینا انتہائی جرات اور ایثار کی دلیل ہے۔ چنانچہ شہداء صرف اپنی قربانیوں کے طفیل ہی دنیا سے خراجِ تحسین حاصل کرتے ہیں لیکن کیا یہ بھی ایک بہترین شہادت نہیں ہے۔ اگر کسی شخص کو لمحہ بہ لمحہ ایسے مصائب و شدائد سے مقابلہ کرنا پڑے۔ جو قدرت کے اعتبار سے

موت سے بھی صعب تر ہوں۔ اور آخری وقت تک وہ شخص محض اس لئے اُن کا صبر و استقلال سے مقابلہ کرتا رہے۔ کہ صحیح اصُول کی دُنیا میں اشاعت ہو۔ اور وہ طبقہ انسانیت صداقت کا پرستار بن جائے جس کی پست حالت نے ہی اس کے انسانیت کے جذبات کو اُبھارا تھا۔ اب ذرا اُن مشکلات پر نظر دوڑایئے جن سے حضرت محمدؐ کو تیرہ سال برابر مقابلہ رہا۔ اور پھر اُن انسانیت سوز مظالم پر غور کیجئے جو آنحضرتؐ کے پیرؤوں پر جن میں بچے اور عورتیں بھی شامل تھیں ڈھائے گئے۔ اور جن کے ساتھ آنحضرت کی ذات بھی شریک رہی۔ آخر کار جب قریش کی مخالفت کی طرف سے دُکھ اور ایذا رسانی حد سے بڑھ گئی۔ تو پھر ان مصائب کی تاب نہ لاتے ہوئے بقول سر ولیم میور "گنتی کے یہ ایک سو انسان گھروں کو چھوڑ دیتے ہیں۔ خانماں ہو کر ابی سینیا کی وادی میں جلاوطنی کی زندگی بسر کرنا قبول کر لیتے ہیں"۔ مگر اپنے سچے مسلک کو چھوڑنا کسی طرح اور کسی صورت میں بھی قبول نہیں کرتے۔ تحریص و ترغیب۔ تہدید و ترہیب اور ترک موالات کے جملہ حربے ان کے صبر و استقلال کے مقابلہ میں آخر بیکار ثابت ہو جاتے ہیں! اب ذرا دشمنانِ محمدؐ یا بالفاظ دیگر دشمنانِ حرّیت و صداقت کے اُن کمینہ ارادوں پر بھی گہری نظر ڈالئے اور دیکھئے۔ کہ اُن کے پا جیانہ قتل کے منصوبوں نے اس مبلّغ اسلام کو آخر کیسے مجبور کیا۔ کہ وہ مدینہ کی جانب ہجرت کرے۔ اور کوئی دوسرا میدان صداقت کے پرچار کے لئے تلاش کرے پس ایسے صعوبتناک اور قدم قدم پر کمر ہمت کو توڑ دینے والے جانگداز سوانح زندگی کو نظر انصاف کے سامنے رکھئے۔ اور پھر بتلایئے کہ ایسی زندگی کے واسطے جسمیں یہ تمام تکالیف محض حق و صداقت کی خاطر جھیلی جائیں شہادت کی موت کے مقابلہ میں زیادہ جرأت دلیری اور عملی حوصلگی کی ضرورت نہیں؟

عدم تشدد میں عملی ثابت قدمی

محترم احباب! غور کیجئے۔ عدم تشدّد کے اصُول کیلئے اگر کسی عملی ثابت قدمی کی ضرورت ہے۔ تو پھر تواریخ عالم حضرت نبی کریمؐ کے ان حالات کے مقابلہ میں کوئی ایک بھی ایسی نظیر نہیں پیش کر سکتی۔ جہاں اس اصُول پر اتنا لمبا عرصہ ایسی عظیم الشان کامیابی اور استقلال کے ساتھ عمل ہوتا رہا ہو۔ اب اس کے بالمقابل صورت حال پر نظر ڈالئے کہ اتنے طویل مقابلہ کی صورت میں بھی فرزانِ توحید کی یہی کوشش رہی۔ کہ مخالفین کو جو تعصب کے پُتلے اور بدی کے مجسّمے تھے کوئی معمولی سی معمولی دُکھ بھی نہ پہنچنے پائے +

احکامِ جنگ

دُنیا میں ایسے لوگ بھی ہیں۔ جو نہ صرف بدی کے متوالے ہی ہوتے ہیں۔ بلکہ ساتھ ہی حق و صداقت کی اشاعت میں بھی عمداً روڑا اٹکاتے ہیں۔ اس قبیل کے لوگ جو دُنیا کی آبادی کا ایک جزو حصّہ ہیں۔ سرزمین عرب میں بعثت نبی کریمؐ کے زمانہ میں بہت کثیر تعداد میں پائے جاتے تھے۔ انہیں مسلمانوں کے جلا وطن کر دینے میں بھی چین نہ آیا۔ بلکہ حاکم ابی سینیا کے

پاس وفد کی صورت میں یہ استدعا لیکر گئے۔ کہ انھیں وہاں سے بھی نکال دیا جائے۔ سچ ہے۔ کہ اگر اُن کا بس چلتا۔ تو مدینہ میں بھی اُنھیں پناہ نہ لینے دیتے۔ اور جب مسلمان نبی کریم صلعم کے ہمراہ ہجرت کرکے مدینہ میں چلے گئے۔ اور وہاں کی ایک با وقار اور معزز جماعت نے اُن کی برادرانہ آؤ بھگت کی۔ تو یہ ایک طبعی امر تھا۔ کہ دشمنانِ صداقت اس نئی صادقوں کی بستی پر مجرمانہ حملوں کا اقدام کریں۔ چنانچہ اسی غرض کیلئے انھوں نے پے درپے تین مہمیں روانہ کیں تاکہ مخالفین اصنام جیسے کہ مسلمانوں کو خطاب دیا جاتا تھا۔ کے شجر ہستی کو بیخ و بُن سے اکھاڑ دیں۔ ایک لڑائی مدینہ سے تین اور مکہ سے دس دن کی مسافت پر بدر کے مقام پر اور دوسری اُحد میں مدینہ سے تین میل کے فاصلہ پر ہوئی۔ اور تیسرا وہ محاصرہ تھا۔ جو اُس شہر کا ہُوا جہاں مظلوم مسلمان پناہ گزین تھے۔ اُن سب محاربات میں پیغمبر صلعم نے اُن غیر مبہم احکام قرآنی کی متابعت کی۔ "کہ لڑائی کی اجازت صرف اُن کو دی گئی ہے جن کے خلاف جنگ کی جائے۔ کیونکہ وہ مظلوم ہیں" "اُن کے ساتھ لڑو یہانتک کہ فتنہ باقی نہ رہے۔ اور مذہب اللہ کے لئے ہو جائے (یعنی مذہبی آزادی ہو جائے) لیکن اگر وہ رک جائیں۔ تو سزا ظالموں کے سوائے اور کسی کیلئے نہیں" (القرآن سورہ ۲ آیت ۱۹۳) +

عفوِ عام

ظاہر ہے۔ کہ مسلمان آخری حد تک ظالموں سے مقابلہ کرنے سے رکے رہے لیکن اب آخر کار ایسا وقت آ گیا تھا کہ جب یا تو وہ مدافعانہ طور پر لڑیں۔ اور یا پھر ہمیشہ ہمیشہ کیلئے فنا کا منہ دیکھیں۔ اب یہ ایک حقیقت ہے۔ کہ کسی صداقت کے ادنیٰ علمبرداروں کی زندگیاں اور پھر اُن کے اُسوۂ حسنہ نسل انسانی کیلئے اس مرگ شہادت سے کہیں زیادہ مفید اور سودمند ہوتے ہیں۔ جس کی یاد دنیا میں محض ایک افسانہ کے طور پر قائم رہتی ہے۔ اس حقیقت نفس الامری سے پیغمبر صلعم آگاہ تھے لیکن اس راز سے وہ عالم الغیوب خالق باخبر تھا۔ جو تمام خانۂ ہستی کی حقیقتوں کا جاننے والا ہے۔ پس باوجود قلبی نفرت و احتراز کے بھی جیسا کہ قرآن سے ظاہر ہے۔ حضرت نبی کریمؐ کے سامنے سوائے اس کے کوئی اور چارہ کار نہ تھا کہ اپنے مذہب کے تحفظ کیلئے کثیر التعداد مخالفین سے مدافعانہ نبرد آزما ہوں۔ قاعدہ ہے۔ کہ بعض امور زشت نتائج کے لحاظ سے نیک ہوتے ہیں۔ چنانچہ ان محاربات کا مسلمانوں کے حق میں کامیابی سے اختتام پذیر ہو جانے کا نتیجہ یہ ہُوا۔ کہ سرزمین عرب میں نہ صرف مذہبی آزادی اور امنِ عام کا دور دورہ ہو گیا۔ بلکہ رحم و عفو کا صحیح نمونہ جسے رہتی دنیا کو ضرورت تھی عملی رنگ میں منصۂ شہود پر جلوہ نما ہوا۔ صفحۂ عالم پر حضرت محمدؐ ہی ایک ایسی ہستی ہو گذری ہیں جنھوں نے شہر مکہ میں ایک فاتح کی حیثیت سے داخل ہونے پر ان سب کے حق میں جنھوں نے بیس سال متواتر مسلمانوں پر انسانیت سوز مظالم ڈھائے عفوِ عام کا اعلان کرکے پہلی بار دنیا کے سامنے یہ مثال قائم کی۔ کہ جانی دشمنوں کے ساتھ بھی کیسے محبت کا

سلوک اور آشتی کا برتاؤ کیا جا سکتا ہے۔ اور اگر رحم و عفو کا حقیقی اظہار قدرت انتقام کو پہلے سے موجود ہونا ایک لازمی شرط ٹھیراتا ہے۔ تو پھر اس واقعہ میں حضرت محمدؐ کی یگانۂ روزگار اور مبارک شخصیت نے اس شرط کو بھی پہلے پورا کیا +

ایک اعتراض کا جواب

اس ضمن میں ایک چیز قابلِ تشریح ہے۔ کہ کیا فتح مکہ کے موقعہ پر لوگوں کو جبراً مسلمان کیا گیا؟ چلو! دیکھیں ایک غیر جانبدار مؤرخ مسٹر میور اس بارہ میں کیا جواب دیتا ہے۔ وہ لکھتا ہے ”اگرچہ شہر بھر نے بخوشی تمام اُسے (یعنی حضرت محمدؐ کو) اپنا حاکم تو تسلیم کر لیا تھا۔ مگر سب اہلِ شہر نے ابھی آپؐ کا مذہب قبول نہیں کیا تھا۔ اور نہ ہی آپ کی رسالت کو ظاہرا طور پر ہی مانا تھا۔ بالمقابل (حضرت محمدؐ) اپنا رویہ ویسا ہی رکھنا چاہتے تھے۔ جیسا مدینہ میں آپؐ نے اختیار کر رکھا تھا۔ چنانچہ اُنھوں نے اہلِ مکہ کو اپنی مرضی پر چھوڑ دیا۔ کہ اگر وہ اسلام قبول کریں بھی تو کسی جبر و اکراہ کے بغیر ہی آہستہ آہستہ قبول کریں“۔ الغرض یہ اُن لڑائیوں کی کیفیت ہے۔ جو آنحضرتؐ کو خلافِ طبع لڑانی پڑیں +

مذہب اسلام کی حقیقت

رہا حضرت نبی کریمؐ کے تبلیغ کردہ مذہب کی حقیقت سو اس کے جانچ کیلئے ہمارے سامنے وہ بیان زیادہ باوقعت ہو سکتا ہے۔ جو بنا اگزین مسلمانوں کی جانب سے مسیحی بادشاہ ابی سینیا کے سامنے پیش کیا گیا تھا۔ اور جس کا ملخص یہ ہے۔ ”اے بادشاہ ہم جاہل محض تھے ہماری زندگیاں بُت پرستی کیلئے وقف تھیں۔ ہم مُردار کھاتے اور جملہ امور شنیعہ کا ارتکاب کیا کرتے تھے رشتہ داروں اور ہمسائیوں سے نہایت بدسلوکی سے پیش آتے تھے۔ اور زبردست افراد زیردستوں کو مظالم کا تختۂ مشق بنا کر اُن کے اموال پر ہاتھ صاف کرتے تھے۔ بالآخر خدا نے ہماری اصلاح کے لئے ایک رسول مبعوث کیا۔ جس کی حسب و نسب راستبازی۔ امانت دیانت اور پاکدامنی کا ہمیں بخوبی علم ہے۔ اس نے ہمیں بُت پرستی کے ترک کرنے اور خدائے واحد کی پرستش کی دعوت دی۔ اور ہم پر یہ فرض ٹھیرایا۔ کہ ہم راست گفتاری اور وعدہ ایفائی کو اپنا شعار بنائیں۔ اور رشتہ داروں اور ہمسائیوں سے نیک اور عمدہ برتاؤ کریں۔ اُس نے ہمیں سب بُرائیوں سے بچنے کی تعلیم دی۔ خونریزی سے منع کیا۔ اور دیگر امور ناشائستہ دروغ گوئی اور یتیمی کے اموال غصب کرنے سے روکا۔ پس جب ہم اُس پر ایمان لے آئے۔ اور اس کی اطاعت اختیار کی۔ اور اُس کی تعلیمات پر عمل کرنا شروع کیا۔ تو اس پر یہ ہمارے ساتھی برافروختہ ہو گئے۔ اور ہمارے ساتھ طرح طرح کی بدسلوکیوں کا آغاز کیا۔ اور ہمیں اس واسطے مظالم کا شکار بنایا۔ تاکہ ہم اپنے مذہب کو چھوڑ کر پھر

بُت پرستی کو اختیار کریں۔ چنانچہ اُن کی بیرحمیوں کی تاب نہ لاکر ہم آخرکار مجبوراً بھاگ کر آپ کے ملک میں پناہ لینے آئے ہیں"۔ +

بُردباری کی تعلیم اور دیگر مذاہب سے مقابلہ

دیگر مذاہب کے بارہ میں تو اسلام کی تعلیم گویا بے مثال بُردباری کی ایک رُوح ہے۔ یہ مذہب دوسرے مذہب کے بانیوں کی نہ صرف عزّت ہی کرتا ہے بلکہ اُن پر ایمان رکھنا بھی مسلمانوں پر فرض عین ٹھیراتا ہے۔ کیا حیرت و تعجب کا مقام ہے کہ ایک طرف تو متعصب ہندو، یہودی اور عیسائی حضرت محمدؐ کے متعلق توہین و تحقیر روا رکھتے ہیں لیکن برخلاف اسکے مسلمان عارف باللہ وحدہٗ حضرت موسیٰؑ اور حضرت عیسیٰؑ کی عزّت کرنا اپنے عقاید اسلام کا ایک جزو قرار دیتے ہیں۔ اِن کا یا ایسی ہی دیگر ہستیوں کا نام بھی اگر کوئی مسلمان لیگا۔ تو ساتھ ہی اُن پر درود و سلام بھیجیگا۔ یہ ہے وہ مسلمان اور حضرت محمدؐ کا وہ پیرو جو مغربی دُنیا میں کس بُری طرح سے بدنام کیا جاتا ہے +

جمہوریت و مساوات کی تعلیم اور اس کا عملی نظارہ

محمدؐ ہی وہ پہلا شخص تھا جس نے یہ اعلان کیا کہ تمام قومیں کیا سفید اور کیا سیاہ سب کی سب خُدا کے ہاں مساوی ہیں۔ خُدا تعالیٰ نے سب کو بالقوّہ ایک جیسی رُوحانی اور جسمانی بخششوں سے نوازا ہے۔ تمام قوموں میں انبیاء خُدا کی جانب سے ہدایت لے کر آتے رہے ہیں۔ اور فی الحقیقت یہ وہ انکشاف ہے۔ جو آج کئی ایک فرقوں کا بنیادی اُصول قرار دیا جا رہا ہے۔ اور بعض انسانی کوششیں اسی حقیقت کو سامنے رکھ کر کسی بہترین مذہب کی تشکیل میں سرگرم عمل ہیں۔ پس کیا ہم ان لوگوں سے یہ پُوچھنے کا حق رکھتے ہیں۔ کہ اس قسم کا کوئی خیال حضرت نبی کریم سے پہلے کسی کو سُوجھا یا کسی نے اس پر عمل کیا؟

جمہوریت حقیقی رنگ

میں پہلی بار صرف حضرتِ محمدؐ نے ہی تعلیم کی اور خُود اُس پر عمل کیا۔ آپؐ نے سب نسبی و قومی امتیازات مٹا کر رکھ دیئے اور بڑائی و بزرگی کا معیار صرف اعمالِ حسنہ کو قرار دیا۔ چنانچہ آپؐ کا ذاتی طرزِ عمل دنیا کے سامنے اس صداقت پر شاہد ناطق ہے۔ آپؐ نے منع فرما دیا۔ کہ مجلس میں سے کوئی شخص آپؐ کے آنے پر تعظیم کے طور پر کھڑا نہ ہونے پائے۔ آپؐ اپنے ہاتھوں پر کبھی بوسہ نہیں لینے دیتے تھے۔ ایک غُلام کی دعوت کو بخوشی قبول فرماتے۔ اور اُس کے ساتھ شریک طعام ہو جاتے +

مساوات کا نظارہ

مساوات کا وہ نظارہ کیا ہی عجیب اور شاندار ہے۔ کہ آپ خُود تو ساتھ پیدل چلتے ہیں۔ لیکن اپنے گھوڑے پر اپنے آزاد کردہ غُلام کے لڑکے کو سوار کرتے ہیں۔ پس یہ ایک ظاہر و باہر امر ہے کہ مساوات کی تعلیم و تبلیغ کے علاوہ آپ نے باوجود اعلےٰ ترین شخصیت و حیثیت کا مالک ہو جانے کے ہمیشہ اپنے عمل سے اس اصول کی دُنیا میں ترویج کی +

مسٹر بوسورتھ کی رائے

یہاں آپ کی شخصیت کے متعلق کچھ کہہ دینا بیجا نہ ہوگا چنانچہ اس ضمن میں مسٹر بوسورتھ ایک انگریز مؤرخ لکھتا ہے "کبھی ایک ایک مفلس گڈریا یسیر پا کا تاجر۔ غار حرا کا گوشہ نشین۔ اس قلیل جماعت کا مصلح جو جلاوطن ہوکر مدینہ گئی۔ ایک مسلمہ فاتح اور پھر قیصر و شاہ ہرقل کا مدمقابل غرضیکہ تمام حیثیتوں میں حضرت محمدؐ کی زندگی میں ٹھوس اور حقیقی مساوات کا ایک ہی رنگ نظر چلا آتا ہے +

الغرض حضرت نبی کریمؐ کی زندگی اس بےمثال کیریکٹر کی حامل ہے جس کا مکمل فوٹو اتارنے اور صحیح نقشہ سامعین کے سامنے بیان کرنے کیلئے محنت شاقہ اور وسعت مضمون کی ضرورت ہے۔ جب وہ انسان بےنظیر و اتفاقی اور قابل تقلید سوانح زندگی کا مالک تھا۔ تو اُنکی یاد میں جیسا کہ آج میں نے کیا۔ کچھ کلمات کہنا جس قدر ضروری چیز ہے وہ محتاج تشریح نہیں +

دوسرے مذاہب کے پیرؤں سے خطاب

اب میں دوسرے مذاہب کے پیروؤں سے مخاطب ہوکر ایک بات عرض کرتا ہوں۔ جملہ انسان فرداً فرداً ہم سے منصفانہ برتاؤ کے مستحق ہیں۔ چنانچہ صورت حال بھی اسکی مؤید ہے۔ کم ازکم جس انسان کو ہر مہذب سوسائٹی جانتی ہو۔ اُسے اس بات کا حقدار خیال کیا جاتا ہے۔ کہ ہم میں سے ہر شخص اس کے ساتھ انصاف سے پیش آئے۔ پس حضرت محمدؐ کی زندگی پر ایک سرسری نظر ڈالنے سے یہ پتہ چل جاتا ہے۔ کہ آپ بنی نوع انسان کیلئے آخر کچھ تو درد رکھتے تھے۔ اور پھر ایک آنکھ اٹھا کر دیکھ لینے سے آپکے کیریکٹر میں نے البدیہہ بےنظیر باتیں پائی جاتی ہیں جو نسل انسانی کی رہنمائی کیلئے آپ بطور نمونہ پیش کر گئے۔ اس لئے یہ محض انصاف ہوگا اگر یہ معلوم کرنے کی کوشش کی جائے۔ کہ آپ کا مشن کیا تھا؟ پھر سب ان باتوں کا علم ہو جانے پر کیا یہ صحیح نہ ہوگا؟ اگر ہم آپ کو اپنا حقیقی دوست اور بھائی سمجھیں۔ اور اس زندگی کی دھندلی اور پرخطر شاہراہ میں اپنا ممد و رہنما تسلیم کریں۔ ہاں آپ ایسے ہی مستحق ہیں۔ لو سچ ہے کہ بنی نوع انسان کیلئے آپ ایک متاع ہیں۔ اور یہ حقیقت روز روشن کی طرح اب عالم آشکارا ہوگئی ہے +

مسلم مشن ووکنگ کے مکتوبات

مکتوب نمبر ۷ | مکتوب نمبر ۷

اسلام کے حسن و جمال کا مشاہدہ

ایک محو حیرت کی کیفیت قلب کا نظارہ

جناب معزز!

آپ نے جو از راہ مہربانی مجھے رسالے کتب اور خطوط ارسال کئے اس کیلئے میں آپکا تہ دل سے شکریہ ادا کرتا ہوں میں نے ان اوراق کو عام قابلیت پیدا کرنے کے علاوہ پاکیزہ جذبات و خیالات کا مجموعہ پایا۔ اور ان میں مجھے وہ اصول نظر آئے ہیں کہ اگر ہر انسان کو ابتدا

سے ہی یہ تعلیم دی جائے کہ وہ انھیں روزمرہ کی زندگی میں اپنا معمول بنائے۔ تو صفحۂ عالم یکسر معمورۂ جمال بن جائے۔ جن کا دور دورہ ہو۔ اور پھر صلح و آشتی کی بنیادوں پر ہر ممکن صحیح خیال مکمل طور پر نشو و نما پائے +

یہاں مجھے ساتھ ہی افسوس سے یہ بات ظاہر کرنی پڑتی ہے۔ کہ ہم کروڑہا نفوس مغرب عمداً ہی ایسے عظیم صداقت سے بیگانہ رکھا جاتا ہے۔ بلکہ ہماری گھٹی میں ہی ڈال دیا جاتا ہے۔ کہ صرف ایک انجیل کے بغیر اور جو کچھ بھی مشرقی دنیا سے سامنے آئے اُسے پائے استحقار سے ٹھکرا دیا جائے۔ لیکن اس زمانہ میں جب کہ آلۂ نشر الصوت دنیا کے چاروں گوشوں کی خبریں آناً فاناً دیتا ہے۔ یہ خیال کرتا بالکل صحیح ہے۔ کہ تعصب اور بیگانگت کی یہ بوسیدہ دیوار جو مدتوں سے مشرق اور مغرب کے درمیان حائل ہے۔ زمانۂ قریب میں دھڑام سے گر کر فنا ہوتا دیکھیگی +

آخر میں میں پھر آپ کا شکریہ ادا کرتا ہوں +

آپ کا مخلص

جان جیمز س

نمبر ۸

مکتوب امریکہ

ذیل میں ہم مسٹر ایچ۔ ای ہینکلس کا خط جو حال ہی کیلیفورنیا (امریکہ) سے انھوں نے بھیجا ہے۔ برادران اسلام کے انبساط خاطر کے لئے درج کرتے ہیں۔

جناب عزیز! آپ کا خط مورخہ ۲۰۔ اکتوبر مع مرسلہ اسلامی لٹریچر مجھے کل ملا۔ اس احسان اور نوازش پر بنظر نہایت ہی مخلصانہ ہدیۂ تشکر آپ کی خدمت میں پیش کرتا ہے +

جہاں تک میری فراست کام کرتی ہے۔ مذہب اسلام ایسے اصولوں کا حامل ہے جو اس قابل ہیں۔ کہ دنیا کا ہر فرد و بشر گہری نظر سے انھیں دیکھے اور اُن پر غور کرے۔ اور اگر اہل مغرب کو یہ اصول عمومیت سے پہلے معلوم ہوتے۔ تو بلا خوف تردید توصیف کے مستحق اور مورد قرار دیئے جاتے۔ اور آج جیسا کہ دیکھا جاتا ہے۔ محض جہالت اور ناواقفیت کی بناء پر سرمایۂ تضحیک و توہین نہ بنتے +

میرے خیال میں "مساوات انسانی" یا بہ الفاظ دیگر "اخوت اسلامی" مذہب اسلام کا ایک بے نظیر اور عجوبہ روزگار اصول ہے اور اگرچہ یہ چیز اصول عیسائیت میں بھی کچھ تھوڑی بہت داخل ہے۔ مگر جہاں تک واقعات کا تعلق ہے۔ یہ بلند بانگ دعوے صرف زبانوں تک ہی محدود ہے۔ عملی صورت میں تو کبھی دنیا نے اسے نہیں دیکھا۔ پھر جو شخص بنی نوع انسان کو باہم بھائی بھائی نہ سمجھتا۔ وہ خدا کو باپ کا خطاب بھی کیسے دے سکتا ہے؟ آج عیسائیت کو جو زوال کا سامنا کرنا پڑا ہے۔ اس کی بھی بڑی وجہ یہی ہے۔ کہ اس میں سوائے پوست کے ان مقاصد عالیہ کے عملی پہلو کا جو مجسمۂ مذہب کے لئے بصورت مغز ہیں۔ نام و نشان تک نہیں پایا جاتا +

اس حقیقت سے دشمن بھی انکار نہیں کر سکتے کہ مذہب اسلام نے منصۂ شہود پر آتے ہی انسانوں کو اپنے اصولوں کا ایسا گرویدہ بنا دیا کہ ہر دوسرا دن اس کے متبعین میں ایک معقول اضافہ کا پیغام لاتا۔ وارفتگی میں لوگ فوج در فوج کھچے چلے آتے اور حلقہ بگوش اسلام ہوتے۔ ممکن ہے۔ اس کیفیت کو سامنے رکھ کر کوئی ناواقف یہ نتیجہ نکالے۔ کہ اسلام گویا نجات کے لئے آسان جیسا راستہ ہوگا۔ مگر میں کہتا ہوں۔ کہ یہ خیال واقعات کے سراسر خلاف ہے۔ کیونکہ اسلام اپنے متبعین پر بیشمار قیود عاید کرتا ہے۔ اور عیسائیت کے مقابلہ میں اس سے کہیں زیادہ قربانی اور ایثار طلب کرتا ہے۔ پس یہ گمان بھی صحیح نہیں۔ کہ مذہب اسلام کی یہ عالمگیر قبولیت محض سہولت تعلیم کا نتیجہ ہے۔ بالخصوص جبکہ یہ حیثیت متفقہ طور پر دنیا کے سامنے ہو۔ کہ ایک مسلمان جہاں اپنے مذہب پر مستعدی سے کاربند پایا جاتا ہے۔ عیسائی اس کے مقابلہ میں اگر کوئی کوشش اس ضمن میں کرتا بھی ہے تو وہ بھی بہت خفیف اور بالکل معمولی سی +

اگرچہ یہ امر میرے لئے نہایت رنج اور افسوس کا موجب ہے۔ کہ یہاں پر کوئی اسلامی مشن قائم نہیں۔ لیکن مجھے کامل امید ہے۔ کہ دنیا کی تاریخ پر ایک ایسا وقت آنے والا ہے۔ جب مسجد کے فلک بوس مینار سے دنیا کے ہر گوشہ اور ہر شہر میں دکھائی دیں گے +

میں اُمید کرتا ہوں۔ کہ آپ کا ارسال کردہ یہ موجودہ اسلامی لٹریچر بغور مطالعہ کر لینے کے بعد میں آپ کو وقتاً فوقتاً تکلیف کرتا رہونگا۔ کہ آپ میرے آرڈروں کی تعمیل کریں +

بالآخر میری یہ دعا ہے۔ کہ آپ جملہ افضال و عنایات الٰہی کے مورد بنیں۔ اور خورشید اسلام دنیا کے ہر حصہ پر ضیا پاشی کا موجب ہو +

آپ کا مخلص

ایچ۔ ای ہینکل

اشارات

کیا اشتراکیت سے ان معائب کا ازالہ ہوسکتا ہے۔

حکومتوں کے مختلف طریقوں کا تجربہ بہت کچھ ہوچکا ہے۔ اور اس پر کافی خرچ آچکا ہے۔ کسی زمانہ میں "ڈیماکریسی" کو حکومت کی بہترین طرز سمجھا جاتا تھا۔ لیکن اموالیت کی لعنت اسی طریق حکومت کا نتیجہ ہے۔ اب اشتراکیت کو اس کا علاج تصور کیا گیا ہے۔ اور مسٹر شا اسی طریق کے پیرو نظر آتے ہیں۔ لیکن اس امر کی کیا ضمانت ہے۔ کہ آیندہ چل کر اس اشتراکیت سے بعض برائیاں پیدا نہ ہونگی؟ ہاں مسٹر شا کی اس معاملہ میں تعریف کی جائیگی کہ وہ بھی اس امکان سے غافل نہیں ہیں۔ چنانچہ وہ لکھتے ہیں "میں ناظرین کو متنبہ کرنا چاہتا ہوں۔ کہ جب ہر ممکن بات پر عملدرآمد ہوجائیگا۔ تو بھی تہذیب و تمدن کا دار و مدار تمامتر حاکم اور محکوم کے ضمیر پر ہے۔ بہت ممکن ہے۔ کہ ہماری طبائع نیک ہوں۔ لیکن ہماری تربیت خراب طریق پر ہوئی ہے۔ اور ہمارے دلوں میں خود غرضی کے جذبات بھرے ہوئے ہیں۔ کاش ہم اپنے بچوں کو بہتر شہری بنا سکیں"۔

ہم توقع کرتے ہیں۔ کہ مسٹر شا کی یہ نصیحت رائیگاں نہیں جائیگی۔ لیکن ہم موصوف سے اس امر میں متفق نہیں ہیں۔ کہ سوویٹ روس حالات کو بہتر بنا رہا ہے۔ تاوقتیکہ طبائع انسانی کے سمجھنے میں ہم سے علانیہ غلطی نہ ہو۔ اس وقت تک ہم یہی کہینگے۔ کہ دولت کی یکساں تقسیم کا اصول کسی قوم میں قابل تعریف زاویۂ نگاہ پیدا نہیں کرسکتا۔ اور ایک دوسرے کی دولت کو حسد یا رشک کی نگاہ سے دیکھنا سوسائٹی کے حق میں مفید نہیں ہوسکتا۔ اور سوویٹ روس میں یہی اصول کارفرما ہے۔ خطرہ کا الارم بج چکا ہے۔ کہ "انسان صرف روٹی کے سہارے ہی زندہ نہیں رہ سکتا"۔ لیکن کون سنتا ہے؟

ارتقائے ضمیر | ضمیر ایسا لفظ ہے جسمیں بہت سے معانی پوشیدہ ہیں۔ اور یہ قوت اکتسابی ہے۔ اور رفتہ رفتہ بڑھتی ہے۔ بنی بتائی کہیں سے دستیاب نہیں ہو سکتی۔ ضمیر کی قوت حاصل کرنے کے لئے یہ جاننا ضروری ہے۔ کہ ہماری جبلت عمرانی یعنی وہ قوت جو مل کر کام کرنے کی طرف راغب کرتی ہے، ہماری زندگی کے اُس پہلو کا عکس ہے۔ جو حیوانیت سے بالکل پاک ہے۔ یہ قوت خارجی پابندیوں مثلاً رائے عامہ کا دباؤ، قانون کا خوف، جزا و سزا کا خیال سے قائم نہیں رہ سکتی۔ اور نہ انسان میں قوت تخلیقی پیدا ہو سکتی ہے۔ ہاں اگر تو یہ پابندیاں کوئی شخص بذات خود اپنے اُوپر عاید کرے۔ لیکن کیا اشتراکی لیڈر کبھی انسانی دماغوں کو اس قسم کی تربیت دینے کا خیال کرتے ہیں؟ اور کیا وہ لوگ اس بات کا یقین کرینگے کہ ایک زمانہ میں ایک قوم ایسی تھی جو مفصلہ ذیل اصُولوں پر کاربند تھی۔ اور ان کی اولاد آج بھی دُنیا میں موجُود ہے :-

"جو لوگ کہ زمین پر نرمی اور عاجزی کے ساتھ چلتے ہیں۔ اور جب جُہلا اُن سے خطاب کرتے ہیں۔ تو وہ کہتے ہیں تُم پر سلامتی ہو" +

جو لوگ کہ راتیں خُدا کے سامنے سجدوں میں بسر کرتے ہیں۔ اور کھڑے رہتے ہیں۔ جو لوگ کہ جب وہ خرچ کرتے ہیں۔ تو نہ اسراف کرتے ہیں نہ بُخل اور اعتدال پر قائم رہتے ہیں"۔ جو لوگ کبھی جھوٹی بات پر گواہی نہیں دیتے۔ اور جب وہ کسی فضُول بات کے قریب سے گزرتے ہیں۔ تو شریفانہ طور پر گزرتے ہیں"۔ جو لوگ کہ کہتے ہیں "اے اللہ ہماری بیویوں اور اولاد میں ہماری آنکھ کی ٹھنڈک پیدا کر۔ اور جو لوگ مُتّقی ہیں۔ ان کو ہمارا رہنما بنا"
(قرآن مجید سُورت ۲۵ رکُوع ۶)

جو لوگ کہ تنگی اور فراخی دونوں حالتوں میں فیاضی کے ساتھ خرچ کرتے ہیں اور جو لوگ کہ اپنے غُصّہ کو ضبط کرتے ہیں۔ اور لوگوں کو معاف کرتے ہیں۔ اور اللہ تعالیٰ نیکو کاروں کو دوست رکھتا ہے"۔ جو لوگ کہ اگر کبھی اُن سے کوئی غلطی سرزد

ہوجاتی ہے ۔ یا اگر وہ اپنے نفسوں پر ظلم کرتے ہیں ۔ تو وہ اللہ سے معافی طلب کرتے ہیں ۔ اور جو لوگ کہ دانستہ اپنے افعال ذمیمہ پر قائم نہیں رہتے"۔ (قرآن مجید سورت ۳ آیت ۱۳۳ و ۱۳۴) +

ان اقتباسات سے ہمارا مقصد یہ ہے ۔ کہ اسلام نے موجودہ مسائل کا حل مختلف طریق پر تجویز کیا ہے ۔ اسلام کہتا ہے ۔ کہ تمدنی امور کی رہنمائی کے لئے خود انسان کی فطرت سے اپیل کرنی چاہیئے ۔ اور ہمارے موجودہ سیاست دان اس کے بجائے انسانی فطرت کو حیوانیت طبعی کا ماتحت بنانا چاہتے ہیں ۔ اسلام نے لفظ اللہ سکھا کر جو مجموعاً جو اپیل کی تھی ۔ وہ ظاہر ہے ۔ کہ ایسے لوگوں سے کی تھی ۔ جو سراسر جہالت و حشت اور توہمات میں گرفتار رہتے +

اسلام کی خوبی

بیشک اسلام کا آئیڈیل تو ہماری دنیاوی زندگی کے ساتھ ساتھ وابستہ ہے ۔ باطنی تمدن کی شناخت کا طریق یہ ہے کہ اسے سوسائٹی کی خدمت میں صرف کرنا چاہیئے ۔ چونکہ دنیا میں نیکی اور بدی برائی اور بھلائی توام پائی جاتی ہے ۔ اسلئے اکثروں کو اس گتھی کے سلجھانے میں دقت ہوتی ہے ۔ یہ بات قابل غور ہے ۔ دیگر مذاہب اسلام کو ایک دنیاوی مذہب سمجھتے ہیں ۔ لیکن جو لوگ کہ آج اقوام عالم کے نظام اور امور مہمہ کے نگران ہیں ۔ وہ اسلام کو ایک روحانی مذہب قرار دیتے ہیں ۔ ایسا معلوم ہوتا ہے ۔ کہ اسلام کا پیغام اس قدر بلند ہے ۔ کہ ابھی لوگ اسے پورے طور پر سمجھ نہیں سکتے ۔ ابھی دنیا کو بہت کچھ تکلیفیں اٹھانی ہیں ۔ تب کہیں جا کر اسلام کی قدر معلوم ہوگی +

جمہوریت فی الاسلام

اسلام بھی جمہوریت کا حامی ہے" وہ (مسلمان) آپس میں صلاح مشورہ کر کے حکومت کرتے ہیں" (۴۲ : ۳۸) جمہوریت کے اصولوں پر اس شدت کے ساتھ عمل کیا جاتا تھا ۔ کہ حضرت ابوبکرؓ نے خلافت کا بار عظیم کاندھوں پر رکھنے کے وقت یہ الفاظ فرمائے تھے ۔ اے مسلمانو! میں ہر وقت تمہاری صلاح کا محتاج ہوں ۔ اگر میں صحیح راہ پر چلوں تو میری مدد کرو ۔ اور اگر مجھ سے غلطی سرزد ہو تو میری اصلاح کرو

حاکم سے سچ بات کہنی سب سے بڑی وفاداری ہے۔ اور اسے چھپانا بغاوت کا مرادف ہے۔ ایک دفعہ جبکہ خلیفہ ثانی فاروق اعظم خطبہ دے رہے تھے۔ ایک معمولی عورت نے کسی بات پر ٹوک دیا تھا +

تمام نہاد حکومت الٰہیہ

بیشک جمہوریت کے اس انتہائی طریق کے پس پردہ ایسے اصول تھے۔ جو کہ اپیل کی آخری عدالت کہے جا سکتے ہیں۔ چنانچہ قرآن پاک نے اسی اصول کو بیان فرمایا ہے۔ اے مومنو! اللہ کی اور اس کے رسول کی اور جو تم میں اولوالامر ہوں۔ اُن کی اطاعت کرو۔ اور اگر کسی امر میں تم لوگ اختلاف کرو تو اللہ اور اس کے رسول سے رجوع کرو۔ یہ عمدہ بات ہے۔ اور اس کا نتیجہ اچھا ہوگا (قرآن مجید ۴: ۵۹) یہاں اللہ سے مراد قرآنی اصول ہیں۔ اور رسول سے مراد اُسوۂ رسول ہے جو آج بھی محفوظ ہے +

مسٹر شا نے جو لفظ ضمیر استعمال کیا ہے۔ وہ ایک غیر متعین لفظ ہے۔ لیکن اسلام نے ہمیں چند معین اصول عطا کئے ہیں۔ تاکہ حاکم اور محکوم کے مابین اختلاف کے موقع پر ان سے کام لیا جا سکے۔ چنانچہ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے فرمایا۔ "اگر میں اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کروں۔ تو تم لوگ میری پیروی اور اطاعت کرو۔ اور اگر میں اللہ اور اس کے رسول کی متابعت نہ کروں۔ تو تمہیں مجھے کوئی حق نہیں کہ تم پر حکومت کروں" تاہم یہ امر قابل غور ہے۔ کہ مسٹر شا کی تنبیہ قرآنی نصائح سے مطابقت رکھتی ہے۔ صرف یہ امر فیصلہ طلب ہے۔ کہ قرآنی اصول لائق تسلیم ہیں یا نہ +

اسلام کا طغرائے امتیاز

اگرچہ یہ بات پایۂ ثبوت کو پہنچ گئی ہے۔ کہ تہذیب جدید مسیحیت کی شرمندۂ احسان نہیں ہے۔ تاہم کسی غیر معلوم طریق پر عہد جدید کے تخیلات آج کل کے سیاسی نظریوں میں کارفرما ہیں۔ یہ قول (جو یسوع مسیح سے منسوب ہے) "قیصر کی چیز قیصر کو دو اور خدا کی چیزیں خدا کو دو"۔ اس بناء پر لفظاً صحیح ثابت ہو گیا ہے کہ مسیحیت میں مذہب اور سیاست دو جدا گانہ چیزیں قرار دی گئی ہیں۔ مسیحیت کے خدا

کی طرح انسانی زندگی بھی دو حصّوں میں منقسم کی گئی ہے۔ حتّٰے کہ مسیحی ملکوں میں کسی انسان کی خانگی زندگی اور رسمی زندگی دو جداگانہ چیزیں خیال کی جاتی ہیں۔ زیادہ مدّت نہیں گزری۔ کہ مسیحی مصنّفین مغربی فلسفہ کی اس کامیابی پر بڑے نازاں تھے لیکن آج جو تلخ تجربات ہو رہے ہیں، اُن سے ان کو سخت ملال ہے۔ اب یہ بات مسلم ہے کہ کسی فرد کے پوشیدہ امور محض اُس کی ذاتی چیز نہیں ہیں، بلکہ سوسائٹی پر ان کا زبردست اثر پڑتا ہے۔ اور مسٹر شا نے ضمیر کے متعلق جو کچھ لکھا ہے۔ وہ اسی کی طرف اشارہ کرتا ہے۔ اور اسمیں اسلام کیلئے نمایاں کامیابی ہے۔ اسلام کا طُرّۂ امتیاز ہی "وحدت" ہے۔ اسلام کا خدا واحد ہے، اور خدا کا خلیفہ بھی غیر قابل انقسام ہے۔ اسلامی تخیل اِلٰہ گویا تمدّن کے ارتقاء میں قوّت معاون کا کام دیتا ہے۔ اور یہ ایسا نصب العین ہے۔ کہ انسان کو ہمیشہ اُسکی بدولت رُوحانی نور حاصل ہوتا رہتا ہے۔ چنانچہ قرآن مجید میں لکھا ہے "اور ان لوگوں کی طرح نہ ہو جنھوں نے خُدا کو بھُلا دیا۔ پس اللہ تعالیٰ نے (بطورِ مکافات) انھیں مجبور کیا۔ کہ خُود اپنے نفسوں کو بھُول جائیں۔ اور یہی لوگ فاسق ہیں۔ یعنی تخیل الٰہ انسانوں کے دماغوں میں بطور ایک زندہ قوت کے کام کرتا ہے تاکہ وہ ترقی کے راستہ پر گامزن ہو سکیں، اور نافرمانی سے محفوظ رہیں۔ علامہ اقبال مدّظلّہ، جو سر آمد فلاسفہ اسلام ہیں، لکھتے ہیں۔ اسلام میں بطون اور ظہور دو متضاد قوتیں نہیں ہیں۔ بطون کی حیات، ظہور سے اختلاف کُلّی پر منحصر نہیں ہے کیونکہ اس بناء پر حیات کی وحدت منتشر ہو جائیگی۔ بلکہ اس کی اس کوشش پر کہ ظہور کو اپنے اندر جذب کر لے۔ اور خُود ظہور بن جائے۔ اور اپنے وجُود کو اسکی مدد سے تابناک بنا لے" دوسرے لفظوں میں اسلام کے نُقطۂ نگاہ سے مادہ بھی رُوح ہے جو بقیدِ زمان ومکان، اپنے مقصود کو حاصل کر رہی ہے۔ یہ بات اسلام کا طُرّۂ خصوصی ہے۔ جو اسے دیگر مذاہب سے مُمتاز کرتی ہے، خصوصاً عیسائیت سے جو ہر شئے کو تقسیم کرنے پر مائل ہے۔ یہی وجہ ہے۔ کہ اسلام انسان کو اخلاق حسنہ مثلاً سنجیدگی، تورع، عُلوِّ ہمتی، سخاوت وغیرہ

کے ساتھ ساتھ صفات باری کی روشنی میں رُوحانیت کو نشوونما دینے پر بھی زور دیتا ہے۔ کیونکہ محض اسی کی بدولت ایک قوم جمہوریت کے فوائد سے پُورے طور پر بہرہ مند ہو سکتی ہے۔ اور اہلِ یورپ اسلام کی اس خوبی کو اسی وقت محسوس کر سکتے ہیں جبکہ وہ اپنا زاویہ نظر تبدیل کر لیں۔ ہم اُمید کرتے ہیں۔ کہ مسٹر شا نے جو نکات بیان کئے ہیں۔ وہ اس معاملہ میں ان کی بڑی مدد کرینگے +

مسٹر گاندھی اور مسیحیت

مسٹر گاندھی نے آزاد ہندوستان میں مسیحیوں کی تبلیغی جدوجہد کے متعلق جو اعلان کیا ہے اس سے انگلستان کے اخباری حلقوں میں بڑی ہلچل پڑ گئی ہے۔ بلا شبک ایک ایسے شخص کے مُنہ سے جو کل تک یسُوع کا اوتار سمجھا جاتا تھا۔ ایسے اعلان کا شائع ہونا بہت تعجب خیز ہے۔ اعلان کا اہم فقرہ یہ ہے۔ اگر پادری لوگ بجائے مفید خلائق کاموں مثلاً اسکول شفا خانے کے ہندوستانیوں کو عیسائی بنائینگے تو میں ان کو مشورہ دونگا۔ کہ وہ ہندوستان چھوڑ دیں۔ ہمیں خوف ہے کہ آیندہ عیسائی لوگ مسٹر گاندھی کو یسُوع کا اوتار کہنے کے بجائے یہودا اسکریوطی کا اوتار کہا کرینگے۔ جس نے مسیحیت کو اس قدر نقصان پہنچایا۔ کہ اپنے آقا کو گرفتار کرا دیا +

ہندو کا مذہبی نقطۂ نظر

یہ ایک فراموش شُدہ حقیقت ہے کہ کسی مذہب کے پیروؤں پر اُس مذہب کے عقاید کا غیر محسُوس طور پر اثر پڑتا رہتا ہے۔ انگریزی یا کسی دوسری تعلیم سے ہنُود کی وہ ذہنیت نہیں بدل سکتی۔ جو انکی مذہبی کتب نے پیدا کر دی ہے۔ ویدوں کا بیان کردہ خدا، توریت کے پیش کردہ خُدا سے بھی زیادہ سنگدل اور تنگ نظر ہے۔ چنانچہ ہندوستان کے دس کروڑ اچھوتوں کی حالت زار ہمارے دعوے پر دلیل ہے۔ اور یہ حالت اُس ذہنیت کا نتیجہ ہے۔ جس نے کسی ہندو کو مُنقر نہیں۔ تاوقتیکہ وہ اپنے مذہب سے دستبردار نہ ہو جائے۔ اس ذہنیت کا دوسرا نمونہ اس وقت پیش کیا گیا۔ جبکہ بُدھ مذہب کو بیک بینی و دو گوش اس ملک سے خارج کیا گیا تھا۔ ہندوستان کی تاریخ سے جو لوگ کچھ بھی واقفیت رکھتے ہیں۔ وہ اس واقعہ سے یقیناً خبردار ہونگے۔ صدیوں کے بعد بعض ہندو ریفارمروں کے دماغوں میں پھر یہی خیال

سمایا ہے۔ تاکہ ہندوؤں کی قومی زندگی میں از سر نو حرکت پیدا ہو جائے۔ جہانتک ہندوؤں کی احیائے قومی کا سوال ہے۔ یہ تحریک بہت کامیاب ہوئی ہے۔ لیکن اس سے مضر نتائج بھی ہمارے سامنے آتے جاتے ہیں۔ تنگنظر قومیت جو مذہبی جوش کے ساتھ وابستہ ہو' در اصل نہایت خطرناک ہوتی ہے۔ پس انگریز یا عیسائی جماعتیں مورد الزام نہیں ہیں۔ اگر وہ گاندھی کے اس اعلان کو' ہندوؤں کے دیگر مذاہب کی طرف روائتی رجحان کا نتیجہ قرار دیتی ہیں +

ایک غلط خیال

بعض حلقوں میں یہ خیال قائم ہو گیا ہے۔ کہ انگریز یا اہل یورپ مذہب سے کوئی واسطہ نہیں رکھتے۔ اور اسی بناء پر بعض لوگ' دو کنگ مشن کی کامیابی کا یقین نہیں رکھتے۔ لیکن مسئلۂ زیر بحث یقیناً اُن کے خیال کی اصلاح کر دیگا۔ گاندھی کے اس اعلان پر انگلستان کے ہر اخبار نے صفحے کے صفحے سیاہ کئے ہیں۔ اور انگریزوں کو آیندہ خطرات سے متنبہ کیا ہے۔ محکوم قوم کے ایک فرد کے چند لفظوں سے ساری قوم نعل در آتش ہو گئی'۔ حالانکہ ان لفظوں میں محض آیندہ امکانی صورت حال کا تذکرہ کیا گیا ہے۔ پس یہ ایک حقیقت ہے۔ کہ اگرچہ خال خال ملحد اور دہریئے اس ملک میں موجود ہیں۔ اور مشہور فلاسفہ سب کے سب عیسائیت سے بیزار ہیں لیکن انگریز' بحیثیت قوم' مذہبی احساس سے معرا نہیں ہیں۔ اسمیں شک نہیں کہ وہ اپنے موجودہ مذہب سے مطمئن نہیں ہیں'۔ لیکن جبتک ہم انھیں وہ مذہب پیش نہ کریں۔ جو اُن کی ضروریات کا کفیل ہو سکے' اس وقت تک وہ لوگ مسیحیت ہی کے پرستار رہینگے +

صداقت ظاہر ہو گئی

اگرچہ ہم انگریزوں کے حاسہ مذہبی کی قدر کرتے ہیں لیکن اس اظہار سے چشم پوشی نہیں کر سکتے۔ جو اس واقعہ کی بدولت عیسائیوں کی طرف سے ہوا ہے۔ اور اس اظہار حق سے اس امر پر روشنی پڑتی ہے۔ کہ یہ عیسائی پادری عامتہ الخلائق کے حق میں فائدہ رساں کام کیوں کرتے ہیں۔ یوں تو ہر وقت ہم سے کہا جاتا ہے۔ کہ ہم مسیحی جذبۂ الفت کی بناء پر انسانوں کی بہبود کے کام کرتے رہتے ہیں۔ اور ان کاموں کو محبت الٰہی کے ثبوت میں پیش کیا جاتا ہے۔ لیکن مسٹر گاندھی کے اعلان

سے ان لوگوں کے دعاوی کی قلعی کھل گئی عیسائی مشنوں نے جو ہندوستان میں کام کر رہی ہیں، ایک اعلان شائع کیا ہے۔ جس سے وہ بات ظاہر ہو گئی جو وہ کبھی بھی ظاہر نہ کرتے۔ وہ کہتے ہیں۔ کہ ہم نے ہندوستانیوں کی بہبود کی خاطر یہ فائدہ رساں نظام مثلاً اسکول شفاخانے وغیرہ قائم نہیں کیا۔ بلکہ انھیں عیسائی بنانے کیلئے۔ آنحضرت صلعم کی حدیث ہے کہ

"انما الاعمال بالنیات"

یعنی اعمال کی جزا و سزا عامل کی نیت پر موقوف ہے۔ اور یہ اصول موجودہ تہذیب میں بھی مُسلم ہے پس اس اصول کی روشنی میں کیا کوئی شخص یہ کہہ سکتا ہے۔ کہ عیسائیوں نے یہ اسکول اور شفاخانے بنی نوع آدم کو فائدہ پہنچانے کے جذبہ سے قائم کئے ہیں؟ ہرگز نہیں بلکہ ان کا مقصد صرف یہ ہے۔ کہ اس بہانے سے لوگ عیسائی ہو سکیں۔ بلکہ ہم تو یہاں تک کہتے ہیں۔ کہ اس سے بڑھ کر مذہب کی توہین نہیں ہو سکتی۔ کہ یہی مشنری بہانگ دُہل اعلان کرتے ہیں۔ کہ اگر مسیحیت کی تبلیغ بند کر دی جائیگی۔ تو وہ ان اسکولوں اور شفاخانوں کو بند کر دیں گے۔ پس یہ کہنا حقیقت سے بالکل بعید ہے۔ کہ ہمدردی بنی نوع آدم کے جذبہ سے متاثر ہو کر مشنریوں نے مفاد عامہ کے کام جاری کئے۔ بلکہ مسیحیت نے تو انسانوں کو خود غرض بنا دیا ہے۔ جیسا کہ مشنریوں کے اس غیر ہمدردانہ طریق عمل سے ظاہر ہوتا ہے جو وہ حاجتمند لوگوں کے ساتھ روا رکھتے ہیں +

مُعاونین رسالہ کی قابلِ توجّہ

ٹرسٹ مُسلم مشن ووکنگ نے جنوری نمبر رسالہ اشاعت اسلام لاہور بزرِ کثیر صرف کر کے شائع کیا ہے لیکن اسکی موجودہ خریداری اس قدر نہیں کہ اسی شان سے رسالہ ہذا سال بھر شائع ہوتا رہے۔ اسکی ظاہری باطنی خوبیوں کو برقرار رکھنے کا فقط ایک ہی ذریعہ ہے کہ ناظرین رسالہ اپنے حلقۂ اثر میں اسکی توسیع اشاعت فرمائیں۔ اور ایک ایک جدید خریدار فراہم فرما کر داخل حسنات ہوں جس قدر بھی اس رسالہ کا حلقۂ اشاعت وسیع ہو گا مشن کی مالی تقویت کا موجب ہو گا + والسلام

خواجہ عبد الغنی سکرٹری مسلم مشن ٹرسٹ

تصنیفات حضرت خواجہ کمال الدین صاحب بانئی مسلم مشن ووکنگ انگلستان

- توحید فی الاسلام بلا جلد عہ؍ مجلد ۵؍
- مسلک مروارید معرکۃ الآرا دس لیکچروں کا مجموعہ بلا جلد عہ؍ مجلد ۱۲؍
- ینابیع المسیحیت بلا جلد عہ؍ مجلد عہ؍
- ضرورت الہام بلا جلد ۱۲؍ مجلد عہ؍
- راز حیات یا انجیل عمل بلا جلد عہ؍ مجلد عہ؍
- مکالمات طیبہ بلا جلد ۱۳؍ مجلد عہ؍
- مطالعہ اسلام بلا جلد ۱۲؍ مجلد عہ؍
- اسلام میں کوئی فرقہ نہیں بلا جلد ۱۴؍ مجلد عہ؍
- لمعات انوار محمدیہ بلا جلد ۶؍ مجلد ۱۰؍
- مذہب محبت ۷؍ موضوع القرآن ۴؍
- تورات عالم کا مذہب ۸؍
- اسوہ حسنہ معروف بہ زندہ و کامل نبی بلا جلد ۷؍
- ام الالسنہ معروف بہ زندہ و کامل زبان بلا جلد ۱۲؍ مجلد عہ؍
- براہین نیرہ بلا جلد ۱۲؍ مجلد عہ؍
- پیام اسلام ۸؍
- مقصد مذہب ۳؍
- خطبات غربیہ بلا جلد ۱۲؍ مجلد عہ؍
- سیر افکار یا روحانیت فی الاسلام بلا جلد ۱۲؍ مجلد عہ؍
- ہستی باری تعالی بلا جلد ۶؍
- یسوع کی الوہیت اور اسکی کامل انسانیت پر ایک نظر ۴؍
- اسلام اور علوم جدیدہ ۴؍
- صلائے نصرت بہ اہل ہمت ۳؍
- حیات بعد الموت ۱۲؍
- جہاد الکفار ۴؍

دیگر مصنفین

- جمع القرآن ۱۲؍
- قرآن شریف مترجم شاہ رفیع الدین صاحب محدث دہلوی مجلد للعہ
- دنیا کے مشہور شہدائے ثلاثہ بلا جلد ۷؍
- اسلامی نماز کا فلسفہ قیمت صرف ۳؍
- تفسیر سورۃ فاتحہ قیمت ۲؍
- اسلام یعنی ہمہ گیر بنی نوع کا مذہب ۲؍
- اسلامی نماز اور اس پر مغربی اعتراض ۱۰؍
- نبوت کا ظہور اتم المعروف نبی کامل مصنفہ حضرت خواجہ صاحب عہ؍
- سیرت نبوی قیمت صرف ۴؍
- لنڈن میں جلسہ مولود النبی صلعم ۲؍
- قرآن اور جنگ ۳؍
- پادری صاحبان کے لئے حل طلب معمہ ۱۰؍
- سیرۃ خیر البشر عہ؍ مجلد عہ؍ مقام حدیث بلا جلد عہ؍ مجلد عہ؍
- تصاویر مسلمانان یورپ فی درجن ۱۰؍ رنگین درجن مجلد
- تصاویر نماز عیدین مسجد ووکنگ قیمت فی درجن ۱۰؍
- تمدن اسلام حصہ اول مصنفہ حضرت خواجہ صاحب عہ؍

تمام درخواستیں بنام

سکرٹری دی ووکنگ مسلم مشن اینڈ لٹریری ٹرسٹ عزیز منزل برانڈرتھ روڈ لاہور (پنجاب) ہونی چاہئیں

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

یورپ میں اشاعت اسلام

مسلم مشن ووکنگ انگلستان کی تبلیغی تگ و دو

یورپ میں اشاعت اسلام کے لئے ذیل کے ذرائع اختیار کئے جاتے ہیں جو سب کے سب ہی مسلم امداد کے محتاج ہیں۔

۱
رسالہ اسلامک ریویو انگریزی کی مفت اشاعت

یورپین نومسلمین و غیر مسلمین اخوان و خواتین میں کی جاتی ہے۔

۲
دُنیا بھر کی مشہور و معروف لائبریریوں

کو رسالہ اسلامک ریویو مفت بھیجا جاتا ہے۔

۳
مبلغین مشن کے ہفتہ واری لیکچر

ہفتہ میں ایک بار لندن میں اور ایک دفعہ مسجد ووکنگ میں لیکچر ہوتا ہے۔ جن میں سامعین کی چائے سے تواضع کی جاتی ہے۔

۴
لندن میں جمعہ و عیدین کی نمازیں

عیدین کے مجمع میں چار پانچ صد کے لگ بھگ نومسلمین و مسلمین شامل ہوتے ہیں۔ نماز کے بعد انہیں دعوت دی جاتی ہے جس پر کہ بعد پونڈ فی عید صرف ہوتا ہے۔

۵
رسالت مآب حضرت نبی کریم صلعم کے سالانہ یوم ولادت

کی تقریب پر چار پانچ صد سے زاید مجمع ہوتا ہے جن کی تواضع دعوت سے کی جاتی ہے۔ یہ مجمع مسلمین و نومسلمین اور غیر مسلمین پر مشتمل ہوتا ہے۔

۶
دور دراز ممالک کے غیر مسلمین

کو مبلغین مشن بذریعہ خط و کتابت تبلیغ کرتے رہتے ہیں جس پر محصول ڈاک صرف ہوتا ہے۔

۷
تالیف قلوب

بعض غیر مسلمین و نومسلمین کی حسب ضرورت مالی امداد بھی کی جاتی ہے۔

۸
انگریزی اسلامی ادبیات

کی مفت اشاعت کی جاتی ہے۔ نومسلمین و غیر مسلمین کو مفت نذر کی جاتی ہیں۔

۹
مسجد ووکنگ میں زائرین

کی آمد و رفت جس میں مسلم نومسلم و غیر مسلم ہوتے ہیں۔ ان سب کی تواضع چائے سے کی جاتی ہے۔

۱۰
عملہ مشن

کی آمد و رفت کے اخراجات اور ان کے ماہواری مشاہرے

۱۱
اسلامک ریویو انگریزی مجریہ مسجد ووکنگ انگلستان

زیر ادارت

حضرت خواجہ کمال الدین صاحب بی اے ایل ایل بی وکیل مبلغ اسلام مغرب میں اسلام کا واحد علمبردار ماہواری انگریزی رسالہ جس میں زبردست اہل قلم حضرات کے مذہب۔ اخلاق۔ تمدن و معاشرت اسلام میں تصوف اور حالات حاضرہ پر مسلمین اور نو مسلمین کے مضامین ہوتے ہیں ہر رسالہ کو نومسلم کے فوٹو سے زینت دیجاتی ہے حضرت خواجہ کمال الدین صاحب کے قلم گوہر بار سے شرح قرآن مجید کا سلسلہ بھی آغاز سال ۱۹۳۲ء سے شروع ہے جو از حد دلچسپ ہے سالانہ چندہ ۶؎ مفت تقسیم طلباء سے صرف محصول ڈاک۔ نمونہ مفت

۱۲
رسالہ اشاعت اسلام اردو ترجمہ رسالہ اسلامک ریویو انگریزی

زیر ادارت

حضرت خواجہ کمال الدین صاحب بی اے ایل ایل بی وکیل مبلغ اسلام اس رسالہ میں اسلامک ریویو کے اردو تراجم کے علاوہ مشہور اہل قلم حضرات کے مضامین بھی ہوتے ہیں جن میں حالات حاضرہ پر مذہبی نقطہ نگاہ سے بحث کی جاتی ہے۔ مسجد ووکنگ کی جملہ تبلیغی جدوجہد کے کوائف درج ہوتے ہیں۔ اس کے علاوہ حضرت خواجہ کمال الدین صاحب کی شرح قرآن کریم کا بھی اردو ترجمہ چھپتا ہے۔

تمام خط و کتابت بنام سکرٹری دی ووکنگ مسلم مشن اینڈ لٹریری ٹرسٹ عزیز منزل برانڈرتھ روڈ۔ لاہور (پنجاب)

مسلم پرنٹنگ پریس لاہور میں باہتمام مولا داد خاں پرنٹر پبلشر خواجہ عبدالغنی سکرٹری مسلم مشن ووکنگ لاہور نے عزیز منزل برانڈرتھ روڈ لاہور سے شائع کیا۔

APRIL, 1932. Registered L. No. 908.

اپریل
۱۹۳۲

شاہجہان مسجد ووکنگ انگلستان

زیر ادارت

خواجہ کمال الدینؒ

بانیِ مسلم مشن ووکنگ

قیمت تین روپے آٹھ آنہ (عہ) سالانہ — قیمت پانچ روپے (ﷲ) ممالک غیر کیلئے

درخواستہائے خریداری بنام مینیجر رسالہ اشاعت اسلام - عزیز منزل - برانڈرتھ روڈ - لاہور - پنجاب - انڈیا

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

دی ووکنگ مسلم مشن اینڈ لٹریری ٹرسٹ رجسٹرڈ

الف۔ ووکنگ مسلم مشن کا جملہ تبلیغی کاروبار ایک باضابطہ رجسٹری شدہ ٹرسٹ کے ماتحت ہے۔ اس ٹرسٹ میں (۱) ووکنگ مسلم مشن (۲) رسالہ اسلامک ریویو انگریزی (۳) رسالہ اشاعت اسلام (۴) کتب خانہ بشیر مسلم لائبریری (۵) مسلم لٹریری ٹرسٹ (۶) ریزرو فنڈ یعنی سرمایہ محفوظ مشن ووکنگ شامل ہیں۔

اغراض ومقاصد

ب۔ (۱) ووکنگ مسلم مشن اور اس کی متعلقہ تحریکات کو انگلستان میں غیر فرقہ وارانہ اصول پر زندہ قائم رکھنا۔

(۲) رسالہ اسلامک ریویو انگریزی و دیگر اسلامی ادبیات کو شائع کرنا اور مفت تقسیم کرنا۔

(۳) انگلستان اور دیگر ممالک میں اسلام کی اشاعت کرنا۔

(۴) سستا سے سستا قرآن کریم چھپا کر مفت تقسیم کرنا اور فروخت کرنا۔

(۵) اس کے لئے تمام وہ امور انگلستان اور دیگر ممالک میں سرانجام دینے جن کی اشاعت اسلام کے لئے ضرورت ہو۔

بورڈ آف ٹرسٹیز

ٹرسٹ کی منتظمہ کمیٹی

ضروری ہدایات

ہ۔ ۱۔ ٹرسٹ کے متعلق جملہ خط وکتابت بنام سکرٹری ووکنگ مسلم مشن اینڈ لٹریری ٹرسٹ عزیز منزل برانڈرتھ روڈ لاہور (پنجاب) ہونی چاہیئے

۲۔ جملہ ترسیل زر بنام فنانشل سکرٹری دی ووکنگ مسلم مشن اینڈ لٹریری ٹرسٹ عزیز منزل برانڈرتھ روڈ لاہور (پنجاب) ہو۔

۳۔ ہیڈ آفس عزیز منزل برانڈرتھ روڈ لاہور (پنجاب)

۴۔ دفتر انگلستان دی ماسک ووکنگ سرے انگلینڈ
The Mosque Woking
Surrey, England.

۵۔ بنکرس۔ لائڈ بنک لمیٹڈ لاہور (پنجاب)

۶۔ تار کا پتہ۔ "اسلام" لاہور (پنجاب)

۷۔ رسالہ اسلامک ریویو انگریزی کا سالانہ چندہ سے بمعہ محصول ڈاک۔

رسالہ اسلامک ریویو انگریزی کا سالانہ چندہ لائبریریوں۔ طلبہ ومفت تقسیم کے لئے سے۔ بمعہ محصول ڈاک

تمام خط وکتابت بنام { سکرٹری دی ووکنگ مسلم مشن اینڈ لٹریری ٹرسٹ عزیز منزل برانڈرتھ روڈ لاہور (پنجاب)

A Partial View of the Eid-ul-Fitr (1350 A.H.) Congregation at the Shah Jehan Mosque, Woking, while at their prayers.

THE HOST OF THE HAPPY OCCASION.

H. E. 'Abd el-Wahhāb Dāwūd Bey, the Egyptian Chargé d'Affaires in London (3rd from the left), with other Egyptian Friends at the Royal Egyptian Legation, London, W.

فہرست مضامین

رسالہ

اشاعت اسلام

جلد (۱۸) بابت ماہ اپریل سنہ ۱۹۳۲ء مطابق ذوالحجہ سنہ ۱۳۵۰ھ نمبر (۴)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

شذرات

اس ماہ کے رسالہ کو گذشتہ عید الفطر کے فوٹو سے مزین کیا جاتا ہے۔ یہ عید بروز منگل مورخہ ۹ فروری ۱۹۳۲ء شاہجہان مسجد ووکنگ انگلستان میں منائی گئی۔ اسمیں مختلف اقوام کے مسلم بھائی اور بہنیں حالت قعود میں نظر آرہے ہیں۔ جو اسلامی مساوات کی ایک جیتی جاگتی تصویر ہے۔ تصویر کی پشت پر بائیں طرف سے تیسرے بزرگ عالیجناب عبد الوہاب بے صاحب مصری سفیر مقیم لنڈن ہیں۔ جنہوں نے اس سال

عید الفطر

کے جملہ اخراجات متعلقہ دعوت عطا فرما کر مشن کا ہاتھ بٹایا۔ جزاکم اللہ واحسن الجزا +

عید قربان کا تہوار ہر سال آتا اور گذرتا ہے۔ بادی النظر میں اس تہوار کے متعلق خیال کیا جاتا ہے۔ کہ یہ پرانی بت پرستی کی رسم کا کچھ بقیہ ہے۔ اگر اس سے غرض صرف جانور کو مارنا اور اس طریق سے خدا کو خوش کرنا یا اس کے غیظ و غضب کو فرو کرنا ہوتا۔ تو شاید یہ خیال درست ہوتا۔ گو اسمیں شک نہیں کہ یہ رسم قدیم دنیا میں اس خیال سے رائج ہوئی +

پہلے وقتوں میں مصائب و آلام۔ خدا کے غضب کا نشان سمجھے جاتے تھے۔ اور اس غضب کو دور کرنے کے لئے جانور کو مار دینا کافی سمجھا جاتا تھا۔ چنانچہ قدیم زمانہ میں سب سے بڑا مذہبی پیشوا ایک نوجوان کے پیٹ میں خنجر بھونک دیتا تھا۔ یہ نوجوان تمام کیلئے کفارہ خیال کیا جاتا تھا۔ اور اس خیال سے اسکی پرورش کی جاتی تھی۔ اسے مسیحا کہا جاتا تھا۔ خنجر بھونکنے کے وقت مذہبی پیشوا نہایت عارفانہ انداز سے اپنے ہاتھ آسمان کی طرف اٹھاتا تھا۔ اور اپنی زبان سے کہتا تھا۔ کہ خدا نے اس قربانی کو منظور کر لیا ہے۔ اور اس کا غضب اب دور ہو گیا ہے +

یہ ٹیمیو جو قوم کے گناہوں کا کفارہ ہوتا تھا۔ رفتہ رفتہ متبرک خیال کیا جانے لگا۔ اور لوگ اسکی

پرستش کرنے لگے۔ اس طرح قدیم دُنیا میں اس ٹیبو کی قربانی کی ایک عام رسم ہوگئی۔ جس سے جنوبی مغربی ممالک میں بہت سی مُشرکانہ رسُوم پیدا ہوگئیں +

چُونکہ ٹیبو کو مُتبرک اور مُقدس خیال کیا جانے لگا۔ اسلئے یہ خیال بھی اُس کے ساتھ پیدا ہوگیا۔ کہ اسکی پیدائش بھی عام طریق سے نہیں ہونی چاہئے۔ چُنانچہ کنواری کے پیٹ سے بچّہ پیدا ہونے کا مسئلہ ایجاد کیا گیا۔ یہی وجہ ہے۔ کہ ایک مشرکانہ مذہب میں اس قسم کے ٹیبو ملتے ہیں۔ جو رفتہ رفتہ خُدا تسلیم کیے گئے +

قُربانی کی رسم بنفسہٖ نہایت ہی اہم رسم ہے۔ اور نسل انسانی کی ابتدا سے اس کا پتہ چلتا ہے لیکن جیسا کہ اُوپر بیان کیا گیا۔ یہ رسم بڑھتے بڑھتے انسانی قربانی کی شکل میں منتقل ہوگئی حضرت ابراہیم علیہ السلام کے زمانہ میں انسانی قُربانی کا رواج تھا لیکن آپ نے اسمیں اصلاح فرمائی۔ اور انسانی قربانی کی بجائے حیوانی قُربانی کو رائج کیا +

اسلام اس قسم کی باتوں کی اصلاح کے لئے آیا تھا۔ چُنانچہ اس نے یا تو اس قسم کی رسُوم کو بالکل اُڑا دیا یا اُن کا اس قدر حصّہ بحال رکھا۔ جو انسانی نیکی اور تقویٰ کے لئے ضروری ہے +

قرآن مجید نے رسم و ریا کی نیکی کو دُور کر دیا ہے۔ چنانچہ قربانی کے مُتعلّق بھی قرآن کریم میں صریح ارشاد ہوتا ہے۔ کہ قُربانی کا خُون۔ گوشت۔ پوست۔ خُدا کو نہیں پُہنچتا +

گوشت بہتر خُوراک ہے لیکن غرباء کو میسّر نہیں۔ اسلئے قرآن کریم نے حکم دیا۔ کہ قُربانی کا گوشت غرباء میں تقسیم کیا جائے تاکہ یہ لوگ بھی اس خُوراک سے مُتمتّع ہو سکیں۔ لیکن ایک خاص اہم بات جس پر قرآن کریم نے زور دیا ہے وہ **قُربانی کی رُوح** ہے۔ اور یہی **اصل تقویٰ** کا ذریعہ ہے +

یہ بات یاد رکھنے کے قابل ہے۔ کہ اسلام میں نیکی کا مفہوم یہ نہیں کہ کوئی مذہبی مقدس رسُوم کو ادا کیا جائے۔ بلکہ قرآن کریم کے الفاظ میں نیکی اُس چیز کا نام ہے جس سے خلق خُدا کو فائدہ پُہنچے۔ اور اسی طرح نیکی کے مفہوم میں یہ بھی داخل ہے کہ ان چیزوں

اجتناب کیا جائے جس کے نسل انسانی کے مفاد کو نقصان ہو۔ اسلئے اسلامی نیکی کو دوسرے مذاہب کی نیکیوں سے
خلط ملط نہیں کرنا چاہئے۔ بلکہ یہ سمجھنا چاہئے۔ کہ اسلامی نیکی کا مفہوم افادۂ عام ہے +

خدا تعالیٰ کی آخری کتاب۔ قرآن کریم نے نیکی کے حصول کے لئے تین چیزوں پر حصر کیا ہے۔ وہ تین چیزیں
حسب ذیل ہیں :-

اوّل:۔ ہمیں اپنے آپ کو تمام نقائص اور عیوب سے پاک اور بالاتر رکھنا چاہئے +

دوسرے۔ ہم کو سب محاسن اور خوبیوں کو جمع کرنا چاہئے +

سوم۔ اُن جائز اشیاء کو بھی ترک کردینا چاہئے۔ جو کسی اعلےٰ مقصد کے حصول میں سدّراہ ہوں +

بُرائی سے بچنا تو کوئی خاص خوبی نہیں۔ یہ تو ہمارا فرض ہے لیکن جائز اور حلال چیز کو ترک کرنا بھی اس وقت ضروری
ہو جاتا ہے۔ جب یہ چیز کسی اعلےٰ مقصد میں رخنہ انداز ہو۔ اور یہی وہ موقع ہے۔ جہاں **قُربانی کی رُوح** کار فرما ہوتی ہے +

اسلام نے اسلئے قربانی پر بڑا زور دیا ہے حقیقت تو یہ ہے کہ اسلام قربانیوں کا ہی مذہب ہے وہ تمام نیکیوں کا
انحصار قربانی پر رکھتا ہے۔ اور نہایت صاف لفظوں میں قرآن کریم نے ہم کو تعلیم دی ہے کہ ہم ہرگز ہرگز نیکی حاصل
نہیں کرسکتے۔ جبتک کہ اپنی محبوب ترین چیز کو خدا کی راہ میں قربان نہ کردیں مثلاً۔ **رائے۔ وقت۔
مال و دولت۔ خوراک۔ خاندانی تعلقات۔ بیوی بال بچہ۔ وطن اور ملک**
یہ سب چیزیں ہماری محبوب ہیں ہمیں اپنی جان مال و دولت اور دوسری چیزیں بعض وقت قوم اور ملک کے مفاد
کیلئے قربان کرنی پڑتی ہیں۔ اسلام کا منشاء یہ ہے۔ کہ ہم میں یہ **قربانی کی رُوح** پیدا کرے۔ اور اسلئے
ارکانِ اسلام کی پابندی میں ہمیں قربانی کا سبق پڑھایا گیا ہے +

جانور کی قربانی جو ہم ہرسال کرتے ہیں۔ اُس قربانی کی ایک ظاہری صورت ہے انسانی فطرت دو چیزوں کا مجموعہ
ہے **حیوانیّت** اور **ملکیّت** حیوانیت کو مارنے سے ہم اعلےٰ مراتب و حالی کو پہنچ سکتے ہیں۔ اور یہی سبق
ہمارے لئے ہرسال قربانی میں دُھرایا جاتا ہے۔ جو شخص عید قربان کے دن جانور کو ذبح کردیتا ہے مگر اس حقیقی سبق کو حاصل
نہیں کرتا۔ وہ حقیقت میں ایک جانور کی جان لیتا ہے +

مسجد ووکنگ میں عید پر دعوت

برادرانِ اسلام! جس روز رسالہ ہذا آپ کے پیش نظر ہوگا۔ اُس سے ہفتہ عشرہ کے بعد عید الضحےٰ ہوگی۔ اس لئے پیش از وقت ہدیۂ تہنیت قبول فرمائیں +

ذیل کی سطور آپ کی توجہ کی محتاج ہیں۔ عید الضحےٰ کا تہوار انشاء اللہ تعالےٰ تمام اسلامی دنیا میں ۱۶ اپریل ۱۹۳۲ء مطابق ۱۰ ذی الحجہ ۱۳۵۰ھ کو منایا جائیگا۔ اور اگر خدا کو منظور ہوا۔ تو شاہجہان مسجد ووکنگ انگلستان میں بھی یہ تقریب ہوگی لیکن اسلامی دُنیا اور مسجد ووکنگ میں نمایاں فرق ہے کیونکہ مسجد ووکنگ کا تہوار عید ایک ایسے ملک میں منایا جائیگا۔ جہاں ضرورت اس امر کی ہے کہ غیر مسلم انگریز نژاد اسلام کے حقیقی مفہوم کو عملاً دیکھ کر اُسکی دل سے قدر و منزلت کریں۔ یہ تقریب سعید انگلستان میں بار گراں کی مقتضی ہے۔ ان سعید خوشگوار مواقعہ پر غیر مسلم لوگوں کو مسلمانوں کی عملی زندگی دیکھنے اور اسلام کی عدیم النظیر اخوت کو اپنی آنکھوں سے دیکھنے کا موقعہ ملتا ہے۔ اور اُس پیام اسلام کو سُننے کا موقعہ ملتا ہے۔ جو تمام نسل انسانی کیلئے ہے +

ہمیں ان موقعوں پر اُن مسلم بھائیوں کو مدعُو کرنا ہوتا ہے۔ جو اُس وقت لندن میں مقیم ہوتے ہیں۔ نیز علاوہ بہت سے نومسلم انگریز نژاد اخوان و خواتین اور غیر مسلم دوستوں کو تاکہ وہ ان سعید تقریبوں میں شامل ہو کر اسلام کی آپس کی سچی محبت و اخوت کا عملی نقشہ دیکھ لیں +

اغراض بالا کے لئے مشن ووکنگ کو ہر سال بہت سے اخراجات برداشت کرنے پڑتے ہیں جن کی تفصیل کی یہاں چنداں ضرورت نہیں۔ ہر عید پر یکصد پونڈ یا سکہ ہندی ساڑھے تیرہ صد روپیہ کے لگ بھگ صرف ہو جاتا ہے۔ ہمارے مسلم بھائی اندازہ لگا سکتے ہیں۔ کہ انگلستان جیسی گراں سرزمین پر پانچ چھ صد معزز مہمانوں کو مدعو کرنا کس قدر کثیر اخراجات چاہتا ہے۔ جسے مشن کو سال میں دو مرتبہ برداشت کرنا پڑتا ہے۔ اس لئے جن مسلم بھائیوں کی نگاہ سے یہ سطور گذریں۔ عید کے روز جہاں وہ اپنے ذاتی مصارف کا خیال فرمائیں۔ ہاں اس اسلامی کام کی عید کی اہم ضروریات کو بھی فراموش نہ فرمائیں۔ جو کچھ کسی مسلم بھائی سے ہو سکے حسب استطاعت آغاز مئی ۱۹۳۲ء سے پیشتر اس کار خیر کے لئے ارسال فرمائے۔ تاکہ یہ مجموعی رقوم آغاز مئی ۱۹۳۲ء میں عید کے اخراجات کے بلوں کی ادائیگی کیلئے لندن بھیجی جاسکیں +

عید کے تمام صدقات - زکوٰۃ - خیرات - نذر و نیاز - اور قربانی کی کھالوں کی قیمت کا یہ کارِ خیر بہترین مصرف ہے +

تمام ترسیل زر بنام فنانشل سکرٹری مشن ووکنگ - عزیز منزل - برانڈرتھ روڈ - لاہور ہوں

عزیز منزل - لاہور
۱۲ مارچ ۱۹۳۲ء

خادم - خواجہ عبد الغنی
سکرٹری مشن ووکنگ ٹرسٹ

زکوٰۃ وخیرات کا بہترین مصرف

جناب مسٹر ہیری - ای - ہین کل - کلفورنیا - امریکہ
کا
اِعلانِ اسلام

ناظرین کرام یہ پڑھ کر مسرور ہونگے - کہ رسالہ اسلامک ریویو انگریزی کی یورپ امریکہ میں مفت اشاعت کی مساعی مثمر ہو رہی ہیں - ووکنگ کی ہفتہ واری ڈاک میں کسی نہ کسی سعید روح کا اعلان ہوتا ہے - یہ نومسلمین رسالہ اسلامک ریویو کو اپنی مقامی لائبریری میں مطالعہ کرکے حلقہ بگوش اسلام ہوتی ہیں .... ایسا معلوم ہوتا ہے - کہ عیسائی دُنیا آستانہ اسلام پر کھڑی ہو کر دستک دے رہی ہے - آج ہم مسٹر ہینکل کا اعلان اسلام ذیل میں درج کرتے ہیں - جنہوں نے اسلامک ریویو کو پڑھ کر بہت سی شکوک و استفسارات پیش کئے پھر ان سب کا مسجد ووکنگ سے بذریعہ خطوط کے تسلی بخش جواب پا کر حلقہ بگوش اسلام ہو گئے - اللّٰھُمّ زِد فزد

اس بزرگ کے قبول اسلام کا سہرا عالیجناب شیخ محمد اسمٰعیل - مولا بخش میاں محمد صاحبان مالکان مسلم فلور ملز لائلپور کے سر ہے - ان بزرگوں کے عطیہ میں سے - یورپ و امریکہ کی چالیس لائبریوں کے نام رسالہ اسلامک ریویو ان کی طرف سے مفت بھیجا جاتا ہے - چنانچہ ان چالیس لائبریریوں میں لاس انجلز - کلیفورنیا امریکہ کی بھی لائبریری ہے اور اسی مقامی لائبریری میں مسٹر ہینکل موصوف نے رسالہ اسلامک ریویو کو پڑھا - اور مسلمان ہو گئے +

یورپ میں اقوت کی نیز گامی جو مغربی قلوب کو اس سرعت کے ساتھ اسلام کے قریب لے آئی ہے محیر العقول ہے - اب کمی فقط یہ ہے کہ ہم اسلامی ادبیات کو یورپ و امریکہ میں وسیع پیمانہ پر مفت تقسیم کرنے کے وسیع ذرائع نہیں رکھتے ورنہ اسلام تو حیرت انگیز طریق سے مغرب میں پھیل سکتا ہے - سکرٹری ووکنگ ٹرسٹ

از لوس انجلز - کلیفورنیا - امریکہ مورخہ ۲۰ جنوری ۱۹۳۲ء

بخدمت جناب اسسٹنٹ امام صاحب مسجد ووکنگ - سرے - انگلستان

پیارے بھائی - ۲۴ نومبر ۱۹۳۱ء کے گرامی نامہ کا شکریہ - میں نے ان اسلامی کتب کو جو آپ نے ازراہ

محبت ارسال فرمایا۔ خوب پڑھا اور بار بار پڑھا۔ اُن کے علاوہ قرآن کریم کے مطالعہ میں بھی میں نے بہت سا وقت صرف کیا۔ اس محبت بھری کتاب عظیم نے مجھے حقیقی سکون بخشا۔ طمانیت قلب عطا کی۔ اس وقت جبکہ مذہبی رجحان طبع مجھے تشکک و دہریت کے اتھاہ گڑھے کی طرف لے جا رہا تھا اس وقت اسلامک ریویو کی ایک کاپی مجھے مقامی لائبریری میں ملی۔ جس کا میں نے دلچسپی سے مطالعہ کیا اور آپ سے سلسلہ خط و کتابت شروع ہُوا +

گو میں عیسائیوں کے ہاں پیدا ہُوا۔ اُن میں ہی پرورش پائی۔ لیکن اوائل عمر سے ہی مجھے انجیلی تعلیمات سے نفرت تھی۔ عیسائیت کی ناقابل فہم ایمان قصے کہانیوں اور اُنکی دیگر بیہودگیوں سے مجھے دلی تنفر تھا۔ کیا آپ مجھے اُن راہوں سے مطلع کر سکتے ہیں۔ جن پر گامزن ہو کر میں پکا مسلم ہو جاؤں۔ آپ کا جواب میری مسرت کا موجب ہوگا۔ جس کی میں دل سے قدر کرونگا۔ میں حضرت نبی کریم صلعم کی پیاری تعلیمات کی اتباع کا دل سے متمنی ہوں...... اور ارکانِ اسلام پر پورا پورا ایمان ہے +
اللہ تعالےٰ آپ پر اپنا رحم و فضل نازل فرمائے +

آپ کا بھائی
ہیری۔ ای ہینیکل

ایک امریکن پرفیسر حقانیتِ اسلام پر

امریکہ کی سنسنائی یونیورسٹی کے پروفیسر مسٹر ہوورڈ نے اسلامیات پر لیکچر دیتے ہُوئے جن خیالات کا اظہار کیا ہے وہ اس قابل ہیں۔ کہ ہر متلاشی حق انھیں غور اور توجہ کے ساتھ مطالعہ کرے۔ پروفیسر موصوف نے بتایا۔ کہ:-
ہم لوگ خواہ کتنا ہی انکار کریں۔ مگر واقعات کو پیش نظر رکھ کر یہ تسلیم کرنا ہی پڑیگا۔ کہ اسلام ایک عالمگیر مذہب ہے۔ وہ اس قوم پر حکومت کر رہا ہے۔ جو ازمنۂ مظلمہ میں عیسائیوں کیلئے شمع ہدایت بنی رہی۔ اور جس نے اپنے علوم و فنون سے ہمارے دماغوں کو سیراب و شاداب کیا +

آپ نے فرمایا کہ میرا خیال ہے۔ کہ اگر اسلامی حکومتیں صفحۂ ہستی سے نابود ہو جائیں تو اسلام اور مسلمان فنا نہیں ہو سکتے۔ جو چیز انھیں حیات تازہ بخشتی ہے۔ وہ اُن کی کتاب قرآن ہے۔ جو اپنی اصل کے اعتبار سے

ایسی ہی محفوظ ہے جیسا کہ آسمان اپنی پیدائش کے وقت سے۔ اس کا حال بائبل کی طرح نہیں جو اپنی تمام مذہبی اور تاریخی خصوصیت کو گم کر چکی ہے۔ اور نہ اس کی تعلیم بیرونی تعلیم و عقاید سے ملوث ہوئی ہے۔ عیسائیت اور بت پرستی میں اب وہ فرق نہیں رہا۔ اور اگر کوئی کرنا بھی چاہے تو نہیں کر سکتا۔ کیونکہ بت پرستی کے جراثیم نے اصل عیسائیت کو چٹ کر لیا ہے۔ قرآن ایک زندہ اور حیات بخش کتاب ہے۔ اور مسلمانوں کے نزدیک دنیا کی کوئی چیز بھی اس کا مقابلہ نہیں کر سکتی۔ مسلمان جس طرح قرآن شریف کی عزت کرتے ہیں اتنی انجیل کے لئے ہمارے دلوں میں عزت نہیں ہے۔ مسلمان اپنے دل و دماغ کو اسلام کے حوالے کر چکے ہیں ہمیں یقین رکھنا چاہئیے کہ قرآن کی تعلیم کا صحیح ظہور ہوا تو اس سے عیسائی دنیا کو بھی بہت فائدہ پہنچیگا" +

پروفیسر صاحب موصوف کے الفاظ بالا حقانیت اسلام پر ایک بصیرت افروز مرقع کا کام دے سکتے ہیں۔ فقرات بالا ہمارے اس دعوے کے مؤید ہیں۔ کہ جس قدر بھی اسلام اور قرآن کریم کی صحیح اور سچی تصویر مغربی ممالک میں پیش کی جائیگی اس سے خوش آیند نتائج مترتب ہونگے۔ مغربی قلوب۔ تبدیلی مذہب کی ضرورت حقہ کو محسوس کر چکے ہیں۔ قبول اسلام کے لئے آمادہ ہیں۔ آرچ بشپ آف یارک نے کچھ عرصہ ہوا۔ صحیح فرمایا۔ کہ کلیسیا نے عیسائیت سے لوگوں کو بیزار کر دیا ہے یہاں تک کہ الوہیت مسیح کا عقیدہ ایک مذموم و قابل نفرت ہو چکا ہے +

کاش! کہ ان خوشگوار فضاء کے اندر ہم مغربی دنیا میں ہزاروں کی تعداد میں رسالہ اسلامک ریویو مفت تقسیم کر سکیں۔ لٹریچر کی اشاعت کا یہ ایک موزوں ترین وقت ہے کھیت لہلہا رہا ہے۔ فقط کاٹنے کے لئے محنت درکار ہے۔ مہذب دنیا کے فہمیدہ انسان اسلام کی اصل تصویر دیکھ کر اسلام کی حقانیت کے قائل ہو رہے ہیں۔ پروفیسر موصوف

ہمارے ریویو کو مقامی لائبریری میں پڑھتے رہے ہیں
اب ان کے نام مفت رسالہ جاری کر دیا
گیا ہے۔ اللہ تعالیٰ انہیں جلد سے جلد
انشراح صدر فرمائے۔ سیکرٹری ٹرسٹ

تفسیر القرآن

باب سوم

معقولیت

از قلم جناب خواجہ کمال الدین صاحب مبلغ اسلام

معقولیت | برخلاف دوسری الہامی کتابوں کے، قرآن مجید نے دُنیا کو پیغام دینے کے متعلق بالکل جُداگانہ طریق اختیار کیا ہے۔ وہ نہ تو تحکمانہ لہجہ اختیار کرتا ہے۔ نہ کسی بات کو زبردستی منواتا ہے۔ اگر وہ کسی اصُول کی تعلیم دیتا ہے یا کسی عقیدے کی تردید کرتا ہے، تو اپنے دعاوی کے ثبوت میں معقول دلائل پیش کرتا ہے۔ دوسری کُتب ایسا نہیں کرتیں۔ قرآن اپنی تعلیمات ایسے انداز سے پیش کرتا ہے۔ کہ فوراً ہماری عقل انھیں تسلیم کر لیتی ہے۔ چُنانچہ قرآن نے اپنا ایک نام حکمت بھی رکھا ہے (۱۷۵:۴)۔ بچّوں کی تعلیم میں ہم ادعائی رنگ اختیار کر سکتے ہیں لیکن جب وہ بڑے ہو جائیں تو پھر اُنھیں صرف معقولیّت ہی سے کسی بات کو تسلیم کرا سکتے ہیں۔ جب دُنیا میں عقل کا دور شروع ہو جائے تو جبر سے کام نہیں چل سکتا۔ مذہب کی اشاعت کے سلسلہ میں قرآن نے ایک سُنہری اصُول پیش کیا ہے۔ کہ ”دین میں کوئی زبردستی نہیں کیونکہ ہدایت اور ضلالت دونوں کھول کر بیان کر دیگئی ہیں“ (۲۵۶:۲)۔ اگر ہدایت صاف طور سے آشکار کر دی گئی ہے اور وہ صحیح بھی ہے۔ تو پھر جبر سے کوئی فائدہ نہیں ہو سکتا۔ الکتٰب نے اس اصُول پر بار بار زور دیا ہے مثلاً یہ آیت ”حق تمہارے رب کی طرف سے ہے پس جس کا جی چاہے ایمان لائے جس کا جی چاہے نہ لائے“۔ اس اصُول کا فلسفہ لفظ ربّ میں مُضمر ہے۔ ربّ وہ ذات ہے جو ہماری پرورش کرتی اور ہماری استعدادوں کو مرتبۂ کمال تک پہنچاتی ہے۔ وہ اُن کی تکمیل کیلئے قواعد مُقرر کرتی ہے۔ پس ہم میں سے ہر ایک کو اسکے طریقوں میں دلچسپی لینی چاہئیے، اور یہ سمجھنا چاہئیے۔ کہ وہ ہمارے پالنے اور ترقی دینے والے کی طرف سے آتے ہیں۔ پس اگر وہ ایسے نہیں ہیں۔ تو کسی کو مجبور کرنے سے کیا فائدہ؟ ہر شخص کو اُس کی مرضی پر چھوڑ دینا چاہئیے

یہ آیات اُس جانچ کا ذکر کرتی ہیں جس کے مطابق ہر تعلیم کو پرکھنا چاہئیے ہمیں یہ دیکھنا چاہئیے۔ کہ جو کتاب ہماری ہدایت کی مدعی ہے۔ ہمیں ہماری استعدادوں کو ترقی دینے کی صلاحیت ہے یا نہیں۔ تاکہ وہ مرتبہ ترقی پر پہنچ سکیں۔ اور قرآن کو قبول کرنے سے پہلے اُسے بھی اسی کسوٹی پر پرکھنا چاہئیے +

ہر عقیدہ کیلئے دلیل مختلف مذاہب میں بہت سی باتیں ایسی ہیں۔ جو آپس میں مشترک ہیں لیکن دوسری کتابیں ان کی معقولیت کے لئے دلائل نہیں لاتیں۔ مگر قرآن شریف منوانے سے پہلے ہماری عقل سے اپیل کرتا ہے۔ مثلاً تمام مقدس کتابوں میں خدا، ملائکہ، الہام، رسالت، معاد اور قیامت کا ذکر کیا گیا ہے۔ وہ کہتی ہیں۔ کہ ہم ان کو بطور حقائق تسلیم کرلیں لیکن موجودہ زمانہ میں شک و شبہات کی ہوا چل گئی ہے کیونکہ ماقبل اسلام کتب میں جو باتیں مندرج ہیں انکے لئے دلائل نہیں دیئے گئے۔ ہاں مسلمان اس خطرہ سے محفوظ ہیں۔ اگر تعلیم نے ہماری عقل کو مذہب کے مقابلہ میں لا کھڑا کیا ہے۔ تو قرآن نے بھی گمراہی کے مقابلہ میں اس ہتھیار سے کام لیا ہے۔ میں نے ان صفحات میں بعض قرآنی دلائل ہستی باری تعالیٰ کے متعلق دیئے ہیں۔ اور الہام کی ضرورت پہ بھی وجوہات بیان کی ہیں اس جگہ چند اور دلائل کا خلاصہ بیان کرتا ہوں :-

(الف) ہر شئے کو کمال تک پہنچنے کا رستہ دکھا دیا گیا ہے۔ جب وہ خدا کے مقرر کردہ رستہ پر چلتی ہے تو اسکی ساری استعدادیں باہر آجاتی ہیں۔ یہ قانون طبعی دُنیا میں ہر جگہ چلتا ہے۔ لہٰذا عالم شعور میں اسکے خلاف کس طرح ہوگا؟ لیکن ہم ماں کے پیٹ سے علم لیکر آتے نہیں جس سے اپنے دماغ کی پرورش کرسکیں۔ پس علم اُوپر سے آنا چاہئیے + (۱۶:۷۸ تا ۸۱)

(ب) الجملہ اشیاء مفید اور مضر عناصر سے محصور ہیں۔ لیکن کوئی شے انہیں مجبور کرتی ہے کہ وہ مفید اجزاء جذب کریں۔ اور مضر چھوڑ دیں۔ طبعی طور پر ہمارا جسم یہی کرتا ہے لیکن دماغی طور پر ہمارے پاس کوئی ہدایت نہیں پس اُسے خارج سے آنا چاہئیے۔ اور وہ الہام ربانی کی شکل میں آیا۔ اور ہم کو تاریکی سے نکال کر روشنی میں ڈالا +

(ج) مقدس قرآن اکثر اُن پرندوں کا ذکر کرتا ہے جو ہوا میں معلق رہتے ہیں۔ اور اُن کی پرورش کسی ایسی چیز سے ہوتی ہے جو فضا میں پائی جاتی ہے۔ اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ مشیئت نے ہر مخلوق کی پرورش کا سامان کیا ہے۔ اور اُسکے ماحول کے مطابق کیا ہے۔ انسانی دماغ کا گزارا علم پر ہے۔ لہٰذا وہ بھی خدا کیطرف سے آنا چاہئیے۔ اس سے الہام کا نزول ثابت ہوگیا +

دوبارہ زندگی یا بعث بعد الموت چونکہ ساڑھے تیرہ سو برس ہوگئے الہامی لٹریچر کا طرز بدل گیا۔ اس سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ انسان طفولیت سے ترقی کرکے بلوغت کو پہنچ گیا۔ صرف دو ہزار سال ہوگئے جب لوگوں نے ناصرہ کے فلاسفر سے دوبارہ زندگی کا ثبوت مانگا۔ تو حضرت یسوع نے کہا۔ کہ تم لوگ اکثر حضرت ابراہیم اور

حضرت یعقوبؑ کا ذکر کرتے ہو تو معلوم ہُوا کہ وہ زندہ ہیں ورنہ مُردوں کا ذکر کون کرتا ہے؟ ممکن ہے اُنکے سائلین کو اس جواب سے تسلی ہوگئی ہو لیکن موجودہ صدی والے اس جواب میں کوئی معقولیت نہیں پائینگے +

کوئی مذہب زندہ نہیں رہ سکتا۔ اگر اس کے ماننے والے دوبارہ زندگی کے قائل نہ ہوں۔ دراصل مذہب کا کام یہ ہے۔ کہ وہ ہمیں ہماری آیندہ زندگی کے متعلق معلومات دے۔ اور ہمیں اُن باتوں سے مطلع کردے۔ جن کے کرنے سے ہماری آیندہ شادمانی پر بڑا اثر ہوگا۔ کیونکہ مستقبل تو حال کا محض ایک عکس ہے (۱۷: ۷۲) لیکن جس حد تک وہ عالم غیب سے متعلق ہے۔ جس وقت سریع الاعتقادی کی جگہ عقل آجاتی ہے۔ تو اس مذہب میں ہمارا الیقین کمزور ہو جاتا ہے۔ جو ہم کو دلائل نہیں دیتا۔ کیونکہ انسان عقلی طبقہ سے تعلق رکھتا ہے۔ جو چیز ہمارے مشاہدہ یا تجربہ کے حیطہ میں نہیں آتی یا جو عقل کے خلاف ہو۔ اس پر ہم یقین نہیں کر سکتے۔ لہٰذا مذہب کا فرض ہے۔ کہ وہ ہمیں حیات بعد الموت کے متعلق عمدہ دلائل دے مگر وہ چاہتا ہے۔ کہ ہم اچھی طرح زندگی بسر کریں۔ افسوس کہ کلیسیاء نے اپنے عقاید کے ثبوت میں کوئی معقول دلائل مُہیا نہیں کئے۔ بلکہ ہر بات میں ایمان ہی کی رٹ لگاتی رہی۔ جس کا نتیجہ یہ نکلا۔ کہ تعلیم عام ہونے کے بعد اہل مغرب کے دلوں سے عیسائیت کا وقار جاتا رہا۔ اور آہستہ آہستہ مذہب ہی زوال پذیر ہوگیا۔ لیکن حالات کو بچانے کے لئے رُوحانیت کی تحریک پیدا ہوگئی۔ اس نے مغرب کا ایمان دوبارہ زندگی سے متعلق تازہ کردیا لیکن یہ فرقہ بھی کمزوریوں سے خالی نہیں۔ ایک طرف تو وہ ہماری جوابدہی پر یقین رکھتا ہے۔ کہ موجودہ افعال کا آیندہ زندگی میں حساب ہوگا۔ لیکن دوسری طرف وہ ہمیں کوئی عمدہ دستور العمل نہیں دیتا۔ جیسا کہ قرآن میں ہے۔ جس کی بدولت ہم اپنے مستقبل کو شاندار بنا سکتے ہیں۔ اس کے علاوہ رُوحانی فرقہ کے لوگ اب اسپریٹزم کی طرف سے مائل ہوگئے ہیں وہ اب مُردہ آدمیوں کی ارواح سے پیغامات حصول کرنے کی طرف زیادہ توجہ دیتے ہیں۔ بجائے اس کے کہ آیندہ زندگی کو بہتر بنانے کے لئے غور کریں۔ لوگ اعجوبہ پرستی کو افادہ پر ترجیح دینے لگے ہیں۔ اور واسطہ بن جانا اب داخل تجارت ہوگیا ہے۔ اور دغا باز لوگوں نے اُن کے مشن کو بدنام کردیا ہے۔ علاوہ بریں جیسا کہ سر آلیور لاج نے تسلیم کیا ہے۔ اُن پیغامات کی سطحی نوعیت اس اثر کو بہت کم کر رہی ہے۔ جو پہلے کبھی اس فرقہ کے ساتھ وابستہ تھا۔ اس امر کا اعتراف سر موصوف نے کیمبرج کانفرنس میں ماڈرنسٹ چرچ مین کے خطبہ میں کیا ہے۔ مُردہ رُوحوں کا واپس آنا ایک حقیقت ہے۔ جو مسلمان علماء سے پوشیدہ نہیں لیکن وہ نہ اسکو

بسر اوقات کا ذریعہ بناتے ہیں۔ اور نہ اُس کی نشر و اشاعت کرتے ہیں +

ہم کو آخرت پر ایمان لانے کیلئے بہت مضبوط دلائل کی ضرورت ہے۔ اگر چہ ہر مذہب نے اس کا ذکر کیا ہے۔ لیکن سوائے اسلام کے کسی مذہب نے اس عقیدہ پر دلائل نہیں دیئے صرف اس کا ذکر کر کے تھوڑی سی صراحت کر دی۔ قرآن شریف نے جس طرح دیگر حقائق کو عقلی طور پر ثابت کیا ہے حیات بعد الموت کو بھی معقول رنگ میں پیش کیا ہے۔ اور ایسی روشنی ڈالی ہے۔ کہ حقیقت سامنے آجاتی ہے۔ وہ اصول ارتقائے سے شروع کرتا ہے۔ اور حیات بعد الموت کو ہماری ترقی میں ایک لازمی کڑی بناتا ہے۔ دوسرے دلائل بھی دیتا ہے۔ وہ حیات ثانیہ کے اُس مظہر کی طرف اشارہ کرتا ہے۔ جو دُنیا میں ہر سال رونما ہوتا ہے۔ خزاں میں درخت ننگے ہو جاتے ہیں۔ پتے بستے ہیں نہ پھل نہ پھول۔ یہ سب چیزیں گل سڑ کر عناصر میں ملجاتی ہیں۔ اور عناصر فضا میں منتشر ہو جاتے ہیں۔ لیکن آئندہ موسم بہار میں وہ سب واپس آجاتے ہیں۔ اور پھر اسی عضوی نظام میں جمع ہو جاتے ہیں۔ جس سے خارج ہوئے تھے۔ قرآن نے اس طریق عمل کا تفصیلی نقشہ پیش کیا ہے۔ اور آخر میں کہا ہے "یہ ہے قیامت" (۵۰ : ۱۱)

عناصر کا آپس میں ملنا اور جُدا ہونا پھر دوبارہ ملنا یہ روزمرہ کا مشاہدہ ہے۔ اور قیامت کا ثبوت ہے۔ لیکن فنیکی آدمی کو اسمیں کسی آدمی کے واپس آنے کا ثبوت نہیں ملتا۔ ہمارا جسم منتشر عناصر میں تبدیل ہو جائے۔ اور پھر نئی شکل میں مُرتب ہو جائے۔ لیکن اس سے یہ تو ثابت نہیں ہوتا کہ ہماری شخصیت بھی واپس آگئی۔ یہ تنازعہ تو قابلِ توجہ نہیں۔ کیونکہ اس سے اس حقیقت کی جہالت کا ثبوت ملتا ہے کہ تمام انواع مختلفہ کہ ایک ہی جوہر سے ہیں لیکن اُن کے اصلی عنصر ایک خاص شکل اختیار کر لیتے ہیں مثلاً درخت، پودے وغیرہ، چونکہ انسان، کتے، اور پرندے ایک ہی مادہ سے پیدا ہوتے ہیں، نیچر ہر نوع کو خاص شخصیت یا انفرادیت دیتی ہے۔ لہٰذا درخت اور پودے جن میں مختلف قسم کے پھل پھول لگتے ہیں، خواہ وہ ایک ہی مادہ سے کیوں نہوں ؟ اور ایک ہی پانی سے اُن کی پرورش ہوتی ہو (۱۳ : ۴) تاہم ہر پھل ذائقہ میں دوسرے پھل سے جُدا ہوتا ہے۔ قرآن فطرت کی اس کارروائی کی طرف اشارہ کرتا اور کہتا ہے "اور اگر تم تعجب کرو (کیونکر ایسا ہو گا) تو تعجب انگیز ہے ان کا کہنا کہ کیا جب ہم مٹی ہو جائینگے تو کیا پھر پیدا ہونگے ؟ (۱۳ : ۵) یہ در اصل مادہ نہیں۔ بلکہ تعداد اور مقدار میں فرق ہے (۱۳ : ۸) جو نیچر ملحوظ رکھتی ہے جیکہ وہ عناصر کو ملاتی ہے۔ اور اسکی وجہ سے مختلف قسم کے پھل اور دانے پیدا ہوتے ہیں، تاہم وہ اپنی شخصیت قائم رکھتے ہیں +

قرآن دوسری مثال بھی دیتا ہے۔ جو اپنے نتائج کے لحاظ سے زیادہ واضح ہے۔ وہ آگ کی طرف اشارہ کرتا ہے جبکہ وہ جلتی ہے (۳۶ : ۷۹ و ۸۰) اگر وہی دھوپ ہے۔ جو درختوں کے جسم میں جمع ہو گئی تھی۔ جبکہ وہ پہلے زمین سے اُگے تھے۔ اور اسی لئے ان کو سائنس کی اصطلاح میں بوتل میں بند دھوپ کہتے ہیں۔ سورج روشنی اور گرمی بھیجتا ہے۔ دھوپ کی شکل میں جو زمین کے اندر داخل ہوتی ہے۔ پھر وہ دوسری چیزوں سے مل جاتی ہے۔ اور عالم نباتات پیدا کرتی ہے۔ لیکن دھوپ درخت میں سپرٹ کی طرح ہوتی ہے۔ اور اس کے دیگر عناصر اُسکے لباس کے طور پر ہوتے ہیں۔ درختوں سے ہمیں لٹھے ملتے ہیں جن کو جلاتے ہیں۔ لیکن جسے ہم آگ کا جلنا کہتے ہیں۔ وہ دراصل دھوپ کا دیگر اجزاء سے جدا ہونا ہے۔ مثلاً کاربن آکسیجن اور ہائیڈروجن وغیرہ یہ سب لکڑی میں سے اسی تناسب کے ساتھ نکلتے ہیں۔ جس تناسب سے درخت کی ساخت واقع ہوئی تھی۔ دھوپ اپنے سابقہ تناسب کو قائم رکھتی ہے۔ لیکن وہ لٹھے میں سے اس شکل میں نکلتی ہے۔ جو اس کے اصلی منبع سے قریب تر ہوتی ہے۔ سورج جب طلوع کے وقت دیکھا جاتا ہے مثلاً پہاڑ پر جاڑوں کی صبح کو تو وہ آگ کے رنگ کا ہوتا ہے۔ لیکن دھوپ اس آفتاب سے نکلنے میں اپنا رنگ اور گرمی بہت کچھ کھو دیتی ہے جس وقت کہ وہ زمین تک پہنچتی ہے۔ لیکن جب وہ کسی نباتی جسم سے علیحدہ ہوتی ہے۔ تو ان چیزوں کو اصلی رنگ میں حاصل کر لیتی ہے۔ لیکن شعلوں کا طریق عمل یکساں نہیں ہوتا۔ بعض لٹھوں میں سے دھوآں بہت نکلتا ہے، اور شعلہ کم اور ہمیں گرمی بہت کم ہوتی ہے۔ سورج کی طرح بالکل نہیں آتی۔ اس کے علاوہ بعض لکڑیاں ایسی آتی ہیں جن میں سے دھوآں بہت کم نکلتا ہے۔ لیکن شعلے سرخ رنگ کے نکلتے ہیں۔ اور اُن کی آنچ بہت تیز ہوتی ہے۔ جب ہم رحم مادر میں تھے۔ تو روح ایزدی ہم سب میں پھونکی گئی تھی۔ اور ہمیں جسم چھوڑتے وقت اُس کی پوری چمک دکھانی چاہیئے لیکن ہم میں سے بہت لوگ صرف دھوآں چھوڑتے ہیں۔ اور اس لئے اس وقت تک دھوئیں کے خطہ میں رہنا ہوگا جب تک ایزدی شعلہ پورے طور پر روشن نہ ہو جائے (۵۶ : ۴۳) پس دوبارہ جی اُٹھنے پر روح اپنی اصلی حالت کو دوبارہ حاصل کریگی۔

قرآن ایک اور وجہ بھی دیتا ہے۔ جبکہ وہ مخصوص شعور کی مردہ جسم سے نئے جسم میں اسی تناسب اور خاصیت کے ساتھ جو اُسے روح کے جسم سے جدا ہونے کے وقت حاصل تھی، تبدیلی کو ثابت کرتا ہے۔ لیکن اگر ایک ادنیٰ شئے مثلاً نطفہ اولاد میں الدین کے بہت سے خواص نمایاں کر سکتا ہے۔ تو وہ نئی صورت میں بھی سابق کی طرح کام کر سکتا ہے۔ کوئی شے پوشیدہ طور پر ہم سے ہماری وفات کے وقت خارج ہو سکتی ہے۔ اور فطرت کے رحم میں ابتدائی حالت میں رہ سکتی ہے۔ اور اس سے نئے نتیجے دوسری زندگی میں پیدا ہو سکتے ہیں۔ جیسا کہ قرآن کہتا ہے۔ کافر کہتا ہے کہ جب ہڈیاں گل جائینگی تو کون اُنھیں زندگی دیگا؟

کہدو کہ جس نے انھیں پہلی مرتبہ زندگی دی تھی وہی انھیں دوبارہ زندگی دیگا - اور وہ تمام مخلوقات سے واقف ہے (۳۶: ۷۸ و ۷۹) +

اس حوالہ کی آخری سطر سے خدا کی قدرت کا ایک اور ثبوت ملتا ہے۔ اشیاء کو دوبارہ مجتمع کرنے کیلئے اُن کے متعلقات کا علم ضروری ہے پس اسی لئے اس آیت میں خُدا کے عالم الغیب ہونے کی صراحت کردی گئی ہے +

حیات بعد الموت

یہ مسئلہ در حقیقت بہت مشکل ہے لیکن قرآن جس وقت اس بات پر عقیدہ رکھنے کیلئے ہماری عقول سے اپیل کرتا ہے تو وہ بعض عملی اشارات بھی دیتا ہے۔ وہ ہمارے اردگرد کی اشیاء کا مشاہدہ کرتا ہے جو اپنے طویل ارتقائی سفر میں ہیں۔ اور عالم اثیری کو اس سفر کا کرنا ضروری ہے قبل اس کے کہ وہ انسانی شعور حاصل کرے۔ اور یہ بات خُدائے خالق و منظم کی قُدرت اور حکمت کے ماتحت واقع ہوتی ہے۔ اس سے ثابت ہوتا ہے کہ انسانی جسم اپنی مادی صُورت میں آخری منزل نہیں ہو سکتا۔ قرآن نے اس کا ذکر بہت روشنی بخش طریق پر کیا ہے وہ ہمیں ابتدائے آفرینش کی طرف لے جاتا ہے۔ اور زمین و آسمان کی ساخت اوّلین کی طرف مُتوجہ کرتا ہے۔ جو سات وقفوں میں عمل پذیر ہوئی۔ تاکہ مقصد مخصوص پورا کرسکے۔ جسے ہم فضا کہتے ہیں۔ وہ اس وقت گیس سے لبریز تھی جبکہ دوسرے گیسی مادے نے جو آگ کی طرح گرم تھا۔ اور جو فضا میں تیر رہا تھا، زمین کی شکل اختیار کرلی زمین و آسمان اُس وقت ایک بند چیز تھے۔ اور اُن کا سامان سب منتشر حالت میں تھا تب پانی اُس بند صندوق کو کھولنے کیلئے آیا (۲۱: ۳۰) اس طرح میں یہ زندگی پیدا ہوئی (۲۱: ۳۰) زمین بقول قرآن مسلسل جنبش میں تھی۔ اور تب پہاڑ پیدا کئے گئے۔ تاکہ اُسے سکون حاصل ہو (۲۱: ۳۰) فضا سے زمین کشادہ ہوگئی۔ تاکہ آنیوالوں کیلئے راستہ بن سکے اور فضائے آسمانی روشن چراغوں سے مزین ہوئی۔ تاکہ انھیں رہنمائی حاصل ہوسکے (۷۸: ۱۳) بادلوں سے کافی مقدار میں پانی آیا۔ تاکہ مُردہ مادہ میں حرکت پیدا ہو سکے (۲۳: ۱۸) (۲۲: ۲۵) وہ زمین میں قائم ہوا اور سبزہ ترکاری اُگائی (۲۲: ۵) اور اُنکی بدولت باغات اور کھیت پیدا ہوئے جن میں ہماری غذا کیلئے پھل اور اناج پیدا ہوا (۲۳: ۱۹ و ۷۸: ۱۵ و ۲:) اسی مقصد کیلئے دن اور رات بنائے گئے اور اُن کے قیام کے زمانہ میں اختلاف رکھا گیا۔ تاکہ ہوائیں چلیں اور بادل آئیں۔ ہواؤں کی بدولت کشتیاں اور جہاز چلے جس کی بدولت ہم سمندر کی دولت سے مالا مال ہوئے (۲: ۱۶۴) دن آیا۔ تاکہ ہم کام کاج کرسکیں۔ اس کے بعد رات آئی۔ تاکہ ہم آرام کرسکیں۔ اور دوسرے دن کیلئے اپنے آپ کو تروتازہ کرسکیں (۷۸: ۱۰ و ۱۱) قرآن ہماری پیدائش کی طرف بھی اشارہ کرتا ہے۔ اور بتاتا ہے کہ کس طرح مختلف عناصر مخصوص شکل میں مرکب ہوئے جن کی بدولت نُطفہ بنا (۲۳: ۱۲) اور وہ نُطفہ عورت کے

۲۱: ۲۵، ۲: ۱۷ و ۶۸: ۱۲

۱۴: ۲۷

رحم میں مکین ہُوا۔ جہاں سات ارتقائی منازل میں سے گزرا۔ تب ایک نئی مخلوق پیدا ہوئی (۲۳ : ۱۴)
زمین سے مختلف قسم کے حیوانات بھی پیدا ہوئے۔ تاکہ ہم انھیں استعمال کریں۔ اور اُن کا گوشت کھائیں۔
(۴۰ : ۷۰ و ۵۴ : ۴) قرآن کہتا ہے۔ کہ تمام کائنات ہمارے قیام کیلئے پیدا ہوئی (۱۴ : ۳۲)
اور اللہ تعالےٰ نے ہمارے لئے اس قدر تحفے اور نعمتیں تیار کی ہیں، ہم اُن کا تصور بھی نہیں کر سکتے (۳۲ : ۱۷)
مختصر یہ کہ جس شئے کی ہم کو ضرورت ہو سکتی ہے۔ وہ مُہیا کر دی گئی ہے۔ اس تمام کائنات کے بنانے والے
کے سامنے جسے اس کام کے کرنے میں لاکھوں برس لگے ضرور کوئی صحیح مقصد ہو گا۔ یہ سب کار خانہ
بیکار نہیں ہو سکتا (۱۶ : ۳) یہ سب کچھ اس لئے بنایا گیا۔ گویا دُنیا میں کسی معزز آدمی نے قیام کرنا ہے (۱۷ : ۷۰)
اور وہ شخص حضرت انسان کے سوائے اور کوئی نہیں ہے جو خُدا کا خلیفہ ہے۔ قرآن اُسے اس بلند مرتبہ پر
قائم کرنے کیلئے آیا (۲ : ۳۰) اگر ہمیں زمین پر صرف ساٹھ ستر سال رہنا ہوتا۔ اور تب فنا ہو جانا تھا تو
پھر تخلیق کا فعل محض ایک کھیل تھا (۲۱ : ۱۶) کیا یہ ساری محنت محض بیکار ہی کی گئی؟ (۱۶ : ۳) اس کا
مقصد ضرور ہونا چاہیئے، جیسا کہ کائنات میں ہر شئے سے معلُوم ہوتا ہے۔ اور وہ مقصد پُورا نہیں ہو سکتا
جب تک کہ حیات کا تسلسل نہ ہو۔ جبکہ ہم مزید ترقی کرینگے، اس عالم میں جو کہ قبر کی دوسری طرف ہے
قرآن نے حیات بعد الموت کا بار بار ذکر کیا ہے۔ اور اُسے ہمارے ایمان کا جزو قرار دیا ہے +

ہدایت کیلئے مخصوص الہام کی وجہ کہا جاتا ہے۔ کہ اب ہمیں کسی نئے الہام کی ضرورت
نہیں ہے۔ اور نہ اس کی مخصوص طرز کی اتباع کی ضرورت ہے۔ قدیمی الہامات میں کافی مواد ہماری
رہنمائی کیلئے موجود ہے۔ اور ان کُتب سے ضرورت پُوری کی جا سکتی ہے۔ ہمارے زمانہ کے بعض نئے ساختہ مذاہب نے
یہ طرز اختیار کی ہے لیکن یہاں سابقہ الہامات میں سے حسب منشاء انتخاب کرنے کیلئے انسانی عقل ہی رہنمائی
کریگی۔ انسان ہی نے خرابی پیدا کی۔ اور اب انسان ہی اصلاح کریگا۔ اگر جو بات کل خوبصورت تھی آج
بدنما ہو گئی ہے تو پھر جسے ہم آج خوبصورت کہتے ہیں لوگ کل اُسے بدصورت کہدینگے علاوہ بریں اگر خُدا نے عالم الغیب نے اپنی مہربانی سے
ہمیں قدیم زمانہ میں صحیح علم عطا کیا ہے۔ تو پھر ہم اس کے منصب کو کس طرح غصب کر سکتے ہیں؟ قرآن
نے آج سے تیرہ سو سال پہلے موجودہ خیالات کا اندازہ کر لیا تھا۔ اور کہدیا تھا۔ کہ ایسی کوشش انسان کیلئے
ناممکن ہے۔ وہ فطرت کے طریق عمل کی طرف اشارہ کرتی ہے۔ جو ہماری ضروریات ہمیں مُہیا کرتی رہتی ہے
تاکہ ہماری جسمانی پرورش ہوتی رہے۔ اکثر چیزیں جو ہماری زندگی کیلئے ضروری ہیں خراب اور خستہ ہوتی

رہتی ہیں لہٰذا استعمال کے بعد عناصر اصلی کی شکل میں چلی جاتی ہیں لیکن انسان ابھی تک انہیں حالت سابقہ پر لانے کیلئے کوئی طریقہ ایجاد نہیں کر سکا ۔ یہ تو خدا ہی کا کام ہے ۔ اور ہم اسی کی طرف دیکھتے ہیں کہ وہ ہماری ضروریات پوری کریگا ۔ اس اصول عالمگیر کی تشریح میں قرآن نے سورہ نحل میں پورے دو رکوع بیان کئے ہیں ارکوع ۸ و ۹ جنمیں الہام و وحی کا پورے طور سے ذکر کیا گیا ہے ۔ رکوع مذکور میں پہلے سابقہ الہامات کا ذکر کیا گیا ہے ۔ اور ان کا منجانب خدا ہونا تسلیم کیا گیا ہے لیکن آج وہ الہامات اپنی اصلی حالت میں نہیں ہیں ۔ لہٰذا ایک نئے الہام کی ضرورت ہے ۔ اس ضمن میں وہ مختلف چیزوں کا ذکر کرتا ہے ۔ جو طبعی دنیا میں ہماری زندگی کیلئے ضروری ہیں ۔ مثلاً پانی پھل دودھ اناج اور شہد وغیرہ (۱۶ : ۶۵ تا ۶۷) قرآن نے شہد کا بھی ذکر کیا ہے ۔ اور اگر دوسری چیزیں غذا کے طور پر بیان ہوئی ہیں تو شہد کا ذکر دوا کے طور پر کیا گیا ہے (۱۶ : ۶۸) کوئی شخص خدا کی ان نعمتوں کا انکار نہیں کر سکتا ۔ لیکن استعمال کے بعد یہ اشیاء خراب ہو جاتی ہیں ۔ اگرچہ ان کے اجزاء فضاء میں موجود رہتے ہیں لیکن ہم خدا کی طرف دیکھتے ہیں ۔ کہ وہ ان کو از سر نو ہمیں عطا کریگا ۔ اور یہ بات ان اجزاء کو از سر نو ترتیب دینے سے حاصل ہوتی ہے ۔ الکتاب نے اس کی مثال میں پہلے پانی کو لیا ہے ۔ سمندروں میں بیشمار پانی ہے ۔ لیکن وہ زندگی بخش اصول سے محروم ہو گیا ہے ۔ کیونکہ دوسرے اجزاء اسمیں شامل ہو گئے ہیں ۔ کہ ہمیں اس قدر قدرت نہیں کہ ہم کوئی آلہ ایسا ایجاد کریں ۔ جو تمام دنیا کو تازہ پانی کی مقدار مہیا کر سکے صرف بارش ہی ایسی چیز ہے ۔ جو انسانی ضروریات کو پورا کرتی ہے ۔ اور وہ بادلوں کی مدد سے ہوتی ہے ۔ بارش ہی فطرت کو از سر نو زندہ کر دیتی ہے ۔ اسکے بعد دودھ کا نمبر ہے ۔ جو پانی کے بعد انسان کے لئے ضروری ہے ۔ اس میں پانی چربی اور شکر تینوں شامل ہیں ۔ اور یہ ان سات چیزوں میں سے ہیں جو انسانی غذا کی پرورش کرنیوالے اجزاء ہیں ۔ دودھ گھاس اور اناج میں مخفی ہے جو چوپائے کھاتے ہیں ۔

یورپ سو سال میں مسلمان ہو جائیگا

برنرڈ شا کی زبان سے اسلام کی بلند صداقتوں کا اقرار

انگلستان کے شہرہ آفاق مصنف جارج برنرڈ شا کے خیالات سے واضح ہوتا ہے کہ آیندہ سو سال میں انگلستان علی الخصوص اور مغربی دنیا علے العموم اسلام کی حلقہ بگوش بن جائیگی برنرڈ شا لکھتا ہے کہ مستقبل قریب میں تمام عقیل و فہیم انسان جو روحانیت اخلاق اور معاشرت کے دوائر میں نیز زندگی کے مختلف ..... حلقوں میں مذہب کی رہنمائی کے خواہاں ہونگے اس نتیجہ پر پہنچ جائینگے۔ کہ اسلام ایک مکمل اور بہترین اعلی الخطا مذہبی نظام ہے۔ جو ان کیلئے مسرت و اطمینان کا سرچشمہ بن سکتا ہے ترقی کی دوڑ میں ان کا ساتھ دے سکتا ہے۔ دنیا میں انھیں امن کی زندگی سے بہرہ ور کر سکتا ہے۔ اور مستقبل سے متعلق ان کی امیدوں کیلئے آبیاری کا سامان بہم پہنچا سکتا ہے +

مذہب کا وظیفہ

برنرڈ شا کے نزدیک مذہب کا اہم ترین وظیفہ یہ ہے۔ کہ وہ کائنات انسانیت کو بہتر اور عمدہ تر زندگی بسر کرنے کے قابل بنائے اس نقطۂ نگاہ سے تمام دوسرے مذہب ناکام ثابت ہو چکے ہیں۔ لہذا لوگوں نے انھیں چھوڑ دیا ہے۔ اور اسلام کے سوا کوئی اور مذہبی نظام مذکورہ بالا وظیفہ کے نقطۂ نگاہ سے دور حاضرہ کے انسانوں کیلئے تسلی اور اطمینان کا سرچشمہ نہیں بن سکتا۔

اسلام کی ہمہ گیری کا راز

اس کے بعد فاضل مصنف نے اسلام کی خوبیوں پر بحث کی ہے۔ اور لکھا ہے کہ اسلام کی ہمہ گیر مقبولیت کی ایک بڑی وجہ یہ ہے۔ کہ اس مذہب میں سائنس اور فلسفہ کی تمام ترقیات کو جذب کر لینے کی بہت بڑی صلاحیت موجود ہے مختلف مذاہب میں یہ صلاحیت مختلف حیثیتیں رکھتی ہے مثلاً ہندو دھرم اوہام کو جذب کرنے اور اپنا جزو لاینفک بنانے کیلئے ہر لحظ مستعد رہتا ہے۔ اس کے برعکس مسلمان ہمیشہ ہر مذہب کے بہترین اخلاقی خصائص کو اپنے اندر جذب کرتے ہیں اسلام کو پہلے یونان سے واسطہ پڑا۔ اور مسلمانوں نے یونانی فلسفہ کو بالکل نئے سانچے میں ڈھال لیا۔ جب انھوں نے ہندو دھرم کا مطالعہ کیا۔ تو اس میں سے ویدانت کو لے کر اوج کمال پر پہنچا دیا۔ حقیقت یہ ہے۔ کہ اس دنیا کے مذہبی یا غیر مذہبی نظاموں میں سے ایک نظام بھی ایسا نہیں ہے جس سے پیروان اسلام نے کچھ نہ کچھ اخذ نہ کیا لیکن اس کے باوجود انھوں نے اپنے مذہب کے ابتدائی اصول کو اصل رنگ میں قائم رکھا +

اسلام کا دوام

دنیا کتنی ہی ترقی کر جائے۔ اور فلسفہ اور سائنس کیسی ہی بلندیوں پر پہنچ جائے۔ لیکن اسلام اپنے نظام میں ان ترقیات کے کیلئے ہر حال گنجائش پیدا کرتا جائیگا۔ ترقی کے منازل طے کئے ہوئے انسانوں بڑے بڑے سائنسدانوں اور بڑے بڑے فلاسفروں کیلئے انسانی کمالات کی انتہائی رفعتوں پر پہنچ کر بھی اچھے اور عمدہ ترین مسلمان بننے میں کبھی کوئی

مشکل پیش نہ آئیگی۔ اور انھیں اپنے خیالات اور فلسفوں سے دستکش نہیں ہونا پڑیگا +

اخوت و مساوات

اسلام کی ہمہ گیر مقبولیت کی دوسری وجہ یہ ہے۔ کہ اس نے انفرادی آزادی پر بڑا زور دیا ہے یہ دعا اور یونان کی قدیم سلطنتوں میں یا امریکا اور یورپ کی ترقی یافتہ حکومتوں میں بھی انفرادی آزادی کا وہ منظر دکھائی نہیں دیتا۔ جسے اسلام تیرہ سو سال قبل پیش کر چکا تھا۔ اسلام میں اخوت اور برادری کا تصور اور اس پر خلوص نیت کے ساتھ پورا پورا عمل حقیقۃً بالکل نادر دیگانہ ہے۔ دوسرے مذاہب بھی اخوت اور انسانی مساوات کی تعلیم دیتے رہے ہیں۔ لیکن یہ تعلیم کبھی قول کے دائرے سے نکل کر فعل کے دائرے میں نہیں آئی لیکن اسلام جس اخوت کی تعلیم دیتا ہے وہ سچائی کی چٹان پر قائم ہے اور اپنی پوری شان کے ساتھ عمل میں جلوہ گر ہے +

رنگ اور نسل کے امتیازات

غیر مسلم دنیا میں رنگ کا جو تصادم اس وقت بپا ہے۔ انسانیت کے حسن و خوبی کو فنا کرتا چلا جا رہا ہے۔ جہاں کہیں سیاہ۔ گندمی اور زرد رنگ کے لوگ سفید رنگ کے لوگوں میں آباد ہیں سفید رنگ والے تفوق حاصل کرتے ہیں۔ اور دوسروں کی محنت سے فائدہ اٹھاتے ہیں۔ گویا نسل مذہب پر غالب آجاتی ہے مغرب میں بالخصوص نسلی قومی اور جماعتی جذبات کی بیداری نے مذہب کو پیچھے پھینک دیا ہے۔ لیکن اسلام میں سب سے مقدم مذہب بلا امتیاز نسل و رنگ مساوی حیثیت رکھتے ہیں۔ مغرب میں جس شخص سے پوچھو گے۔ کہ تو کون ہے؟ تو وہ جواب دیگا کہ میں فرانسیسی ہوں یا انگریز ہوں"۔ لیکن دنیائے اسلام میں خواہ افریقی سے سوال کیجئے۔ یا ایرانی یا ترک سے پوچھئے یا ہندوستانی سے ہر ایک کا جواب یہی ہوگا۔"کہ میں مسلمان ہوں"۔ اس سے صاف واضح ہوتا ہے۔ کہ اسلام میں مذہب ہر دوسری چیز پر مقدم ہے۔ اور سارے مسلمان برابر کا درجہ رکھتے ہیں +

سرمایہ داری کا دروازہ بند

اسلام میں جائداد قانوناً تقسیم ہوتی ہے۔ اور اس طرح ہر شخص کو موقع ملتا ہے۔ کہ وہ دولت حاصل کرے۔ اور خود مختار رہے۔ اشتراکیت جو یورپ کے اندر اب تک معرض عمل میں نہیں آسکی۔ اسلام میں تیرہ سو سال قبل ایک عملی نظام کی حیثیت سے رائج ہو چکی تھی۔ اسلام نے سرمایہ داری کا دروازہ بالکل بند کر دیا۔ سود کو ممنوع قرار دیا۔ اور ہر شخص کو اپنی روزی کمانے کیلئے کام کرنے کی ترغیب دی یہ چند حقائق ہیں جن پر برنارڈ شا نے اپنے اس دعوے کی بنیاد رکھی ہے جس کا ذکر مضمون کے آغاز میں کیا گیا ہے +

گوشوارہ آمد و خرچ دی ووکنگ مسلم مشن اینڈ لٹریری ٹرسٹ بابت ماہ جنوری سنہ ۱۹۳۲ء

تفصیل آمد	نمبر شمار	پائی	آنہ	روپیہ	تفصیل خرچ	نمبر شمار	پائی	آنہ	روپیہ
		ہندوستان و انگلستان					ہندوستان و انگلستان		
آمد مشن اسلامک ریویو۔ کتب خانہ	۱	7	8	4847	خرچ مشن۔ اسلامک ریویو کتب خانہ رسالہ اشاعت اسلام	۵	5	6	6303
فروخت رسالہ اشاعت اسلام	۲	0	4	474					
آمد مفت تقسیم اسلامک ریویو	۳	0	8	277					
آمد سرمایہ محفوظ	۴	7	6	219					
		2	11	5818	میزان		5	6	6303

دستخط۔ فنانشل سکرٹری ووکنگ مسلم مشن اینڈ لٹریری ٹرسٹ۔ عزیز منزل۔ لاہور

نقشہ ۱ تفصیل آمد مسلم مشن ووکنگ و اسلامک ریویو و کتب خانہ در ہندوستان و انگلستان

تاریخ	رسید نمبر	اسمائے معطی صاحبان	پائی	آنہ	روپیہ
2/1/32	1227	جناب خواجہ جلال الدین صاحب لاہور نصف مشن و نصف ریویو	0	0	20
″	″	″ خواجہ جلال الدین صاحب ″ مشن	-	0	2
″	″	″ ملازمین دفتر ″	-	8	1
4/1/32	1238	″ ڈاکٹر وزیر احمد صاحب جموں ″	-	-	5
5/1/32	1258	″ مسٹر سلطانی پرگنڈہ چک ″	-	-	50
6/1/32	1259	″ عبدالحق صاحب گجرات ″	-	-	5
8/1/32	1273	حضور نواب صاحب منگرول ″	-	-	99
9/1/32	1288	جناب منہاج الدین صاحب سرگودھا ″	-	-	10
″	1289	″ صاحبزادہ نورالحق صاحب ہزاری باغ کتب خانہ	-	-	4
	1294	″ فاطمہ بی بی صاحبہ۔ لاہور مشن	-	-	1
12/1/32	1298	″ حاجی میرزا غلام عیسیٰ صاحب جھنگ زکوٰۃ	-	-	10
″	1299	″ کے اے کے متیار صاحب بنگلور مشن	-	-	2
14/1/32	1314	″ سید مجید علی شاہ صاحب لاہور ″	-	-	6
15/1/32	1321	″ علی احمد خان صاحب۔ آرہ زکوٰۃ	-	-	25
″	1325	″ قاضی محمد شوکت حسین صاحب مرادآباد مشن	-	-	4
	1326	″ شیخ نیاز احمد صاحب حیدرآباد ″	-	-	10
	1327	آمد ووکنگ ماہ اکتوبر ۱۹۳۱ء از رسید نمبر ۵۵۳ تا ۵۹۹ (۳-۵-۲۱۱ پونڈ)؛ آمد ووکنگ بابت ماہ نومبر ۱۹۳۱ء از نمبر ۶۰۰ تا ۶۴۵ (۷-۸-۵۷ پونڈ)	10	8	3822
		بقایا مشن ریویو کتب			
16/1/32	1329	جناب صبیح الدین صاحب دہلی مشن	-	-	1
18/1/32	1334	″ ڈاکٹر ... اکبر خان صاحب ... مشن	-	-	2
″	1337	″ ڈاکٹر غلام محمد صاحب۔ لاہور ″	-	-	5
″	1338	″ مسز ملک ... ″	-	8	2

تاریخ	رسید نمبر	اسمائے معطی صاحبان	پائی	آنہ	روپیہ
	1329	جناب زیدی محمد حسن صاحب سابق ریاست ... ۸/۱ بمد مشن و ۱۲/۱/۶ بمد ریویو	-	4	13
	1361	″ محمد رحمٰن صاحب انگلینڈ مشن	-	-	3
	1383	″ محبوب خان صاحب مچھلی ″	-	-	2
21/1/32	1358	″ فضل حسین صاحب ... آباد ″	-	12	14
″	1386	″ محمد احسن صاحب لکھنؤ ″	-	-	1
″	1387	″ چودھری محمد نور ... صاحب گوجرانوالہ ″	-	14	7
″	1388	″ بلقیس فیروز ڈاکٹر غلام محمد صاحب لاہور ″	-	-	2
22/1/32	1405	″ ایم عبدالرحیم صاحب ... ″	-	-	27
22/1/32	1406	″ افضل حق صاحب دہلی ″	-	-	5
23/1/32	1419	″ سید محبوب علی صاحب گوالیار ″	-	-	24
	1431	″ عبداللہ بن عیسیٰ صاحب ... ″	-	-	12
″	1433	″ محمد ... خان صاحب ... ″	-	-	50
25/1/32	1436	″ کرم الٰہی صاحب ... ″	-	-	5
26/1/32	1448	″ ایس احمد علی صاحب۔ مدراس زکوٰۃ	-	-	25
27/1/32	1464	″ اے ایچ غزنوی صاحب کلکتہ مشن	-	-	2
	1465	″ لفٹننٹ رحمت علی خان صاحب جہلم ″	-	-	5
	1466	″ کرم اللہ خان صاحب ″ ″	-	-	3
28/1/32	1478	″ اے ایچ حافظ صاحب ... ″	-	-	25
″	1479	″ ایس اصغر حسین صاحب ... ″	-	-	25
29/1/32	1481	″ فضل قادر صاحب۔ حصار زکوٰۃ	-	-	20
″	1484	″ محمود عالم صاحب۔ رانچی ″	-	-	5
30/1/32	1488	″ ڈاکٹر ظہور الدین صاحب ... ″	-	-	5
″		فروخت رسالہ اسلامک ریویو بابت ماہ جنوری ۱۹۳۲ء	9	1	477
		میزان	7	8	4847

نقشہ فروخت رسالہ اشاعت اسلام بابت ماہ جنوری سنہ ۱۹۳۲ء

تفصیل	پائی	آنہ	روپیہ
فروخت رسالہ اشاعت اسلام بابت ماہ جنوری ۱۹۳۲ء	0	4	474
میزان	0	4	474

نقشہ ۳ تفصیل آمد برائے مفت تقسیم اسلامک ریویو بابت ماہ جنوری سنہ ۱۹۳۲ء

تاریخ	رسید نمبر	اسمائے معطی صاحبان	پائی	آنہ	روپیہ
۲ 1/۳۲	۱۲۸۴	جناب خواجہ عبدالغنی صاحب لاہور	۰	۸	۲
		،، کے۔ ایس محمود صاحب ، ایک کاپی	۰	۰	۵
۹ 1/۳۲	۱۲۹۰	،، سید لطف کریم صاحب رانچی ،،	۰	۰	۵
۱۳ 1/۳۲	۱۳۰۷	،، کپتان غلام محمد صاحب بہاولپور ۵ کاپی	۰	۰	۲۵
۱۴ 1/۳۲	۱۳۰۹	،، عبدالواحد صاحب پشاور ایک کاپی	۰	۰	۵
۱۵ 1/۳۲	۱۳۱۹	،، عبدالغنی صاحب دربھنگہ ۵ کاپی	۰	۰	۲۵
،،	۱۳۲۰	،، علی احمد صاحب ڈرگن بہاولپور ۲۰ کاپی	۰	۰	۱۰۰
۱۸ 1/۳۲	۱۳۳۳	،، سید [illegible] صاحب بنگال ۵ کاپی			۲۵
۱۹ 1/۳۲	۱۳۴۳	،، محمد ارشاد علی صاحب [illegible] کیمپ ایک کاپی			۵
۲۰ 1/۳۲	۱۳۵۸	،، صدیق احمد صاحب کلکتہ ۵ کاپی	-	۰	۲۵
،،	۱۳۵۸	،، سعادت علی خان صاحب رامپور ایک کاپی	-	۰	۵
۲۱ 1/۳۲	۱۳۸۴	،، عظیم الدین خان صاحب [illegible] ،،	-	۰	۵
۲۳ 1/۳۲	۱۴۱۵	،، ملک کمدن خان صاحب [illegible] ۲ کاپی	-	۰	۱۰
	۱۴۲۵	،، اے ایف ایم احمد صاحب [illegible] ترچناپلی ۳ کاپی	-	۰	۱۵
		،، آر اے کے [illegible] صاحب بنگلور ۲ کاپی	-	۰	۱۰
۲۸ 1/۳۲	۱۴۸۰	،، شیخ سعدی صاحب [illegible] ایک کاپی	-	۰	۵
		،، موسیٰ خان صاحب کشمیر ایک کاپی	-	۰	۵
		میزان	-	۸	۲۷۷

نقشہ ۴ تفصیل آمد سرمایہ محفوظ بابت جنوری سنہ ۱۹۳۲ء

تاریخ	رسید نمبر	اسمائے معطی صاحبان	پائی	آنہ	روپیہ
۲ 1/۳۲	۴۲	جناب ڈاکٹر ذکریا احمد صاحب جموں	۰	۰	۵
1/۳۲	۴۴	میسور مسلم بک سوسائٹی [illegible] سنہ ۱۹۳۱ء	۷	۶	۲۱۴
		میزان	۷	۶	۲۱۹

نقشہ ۵ تفصیل خرچ دی ووکنگ مسلم مشن ٹرسٹ در ہندوستان بابت ماہ جنوری سنہ ۱۹۳۲ء

تاریخ	بل نمبر	تفصیل خرچ	پائی	آنہ	روپیہ
۲ 1/۳۲	۲۵	تنخواہ عملہ لاہور بابت ماہ جنوری سنہ ۱۹۳۲ء	۴	۱۵	۱۰۰۴
،،	۸۶	بل سائر دفتر لاہور بہ تفصیل ذیل :- محصول ڈاک از رجسٹر ڈاک بی نمبر ۲۷۹۸ تا ۲۸۶۷ — ۶ پائی — ۵ آنہ — ۵۲ روپیہ طباعت۔ کاغذ برائے لفافے۔ ۴ رجسٹر لائبریری۔ کرافٹ پیپر اسلامک ریویو ۶ — ۵ — ۱۲ سٹیشنری ۳ رجسٹر ایک مقوی۔ دستی مطبع کی سیاہی ۰ — ۴ — ۴ تاریں ۰ — ۹ — ۲ بہ مد رسالہ اشاعت اسلام ایک ریم کاغذ ۹ پائی — ۱۱ آنہ — ۹ روپیہ — ترجمہ مضامین ۱۲ قتل برائے کاغذ ۳ — خرچ ٹانگہ ۳ } ۰ — ۱ — ۲۳ متفرق — ۳ عدد مرقع جات تصاویر نومسلمین کی جلد بندی ۱۲ کٹائی دو ریم کاغذ۔ کارڈ بورڈ۔ کھونٹیاں۔ وی۔ پی لسٹ۔ کتب خرید۔ بیرنگ خطوط دفتر۔ کرایہ ٹانگہ ۶ — ۷	۰	۰	۱۰۰
1/۳۲	۸۷	محصول ریل ویمبو ایسٹرن ایکسپریس کمپنی۔ کراچی بل نمبر جی ۲۸۷۶ اور لائف جیکٹ کی اطلاع مورخہ ۲ 1/۳۲	۰	۳	۱۸۹
۷ 1/۳۲	۸۸	بل سائر دفتر لاہور بہ تفصیل ذیل :- کتب خریدہ ۱ — ۹ — کرایہ دفتر دسمبر سنہ ۱۹۳۱ء — ۸ روپے رسالہ اشاعت اسلام کے ۸ ورق کیلئے کاغذ — ۸ آنہ — باہر کی ٹائپ کرائی — ۵ — ۲۰ — تاریں — ۱۲ سٹیشنری — ۱۴ — ۲ — طباعت ۲۰ — شرعی دار خانہ اسلامک ریویو — ۵ روپے محصول ڈاک از رجسٹر ڈاک بی نمبر ۲۸۶۸ تا ۲۸۸۳ — ۳ — ۱۳ — ۹ روپے متفرق ۲ عدد انگیٹھیاں۔ میخیں۔ قفل۔ کرایہ ٹانگہ۔ کوئلہ۔ بیرنگ خطوط ۹ — ۷ آنہ — ۲ روپے	۰	۰	۱۰۰
۸ 1/۳۲	۸۹	کاغذ رسالہ اسلامک ریویو کا خرچ محصول ریل از کراچی تا لاہور — محصول چونگی لاہور — گاڑیاں بابت مزدوری کاغذ از سٹیشن تا دفتر [illegible] خرچ ٹانگہ ہمراہ قلی سٹیشن [illegible] گاڑیاں کا سول ملٹری پریس تک کاغذ لے جانے کا کرایہ — محصول ڈاک ۲۹۱۹ متفرق کرایہ ٹانگہ ۱۱ — کوئلہ ۸	۰	۰	۱۶۶
	۹۰	پیشگی رقم برائے دفتر ووکنگ ۱۰۰ پونڈ حساب بینک	۰	۵	۱۳۴۸
	۹۱	بل سائر دفتر لاہور بہ تفصیل ذیل :- محصول ڈاک از ۲۹۲۰ تا ۲۹۵۵ رجسٹر ڈاک بی نمبر — ۶ — ۵۲ — تار ۱۳ — سٹینسل برائے ریڈیو [illegible] — متفرق اخبارات [illegible] کتب ۸ — سٹیشنری ۲ — موسمی خرابات — متفرق [illegible] اخبارات [illegible] تختیاں [illegible] بیرنگ خطوط (رقم واپسی) [illegible]	۰	۴	۶۹

بقیہ نقشہ نمبر ۵ تفصیل خرچ دی ووکنگ مسلم مشن ٹرسٹ در انگلستان و ہندستان ماہ جنوری سنہ ۱۹۳۲ء

تاریخ	بل نمبر	تفصیل خرچ	پائی	آنہ	روپیہ
۱۴ ۲/۳۲	۹۲	بل سفرخرچ سکرٹری ٹرسٹ - ڈیرہ نواب صاحب - - - - - -	۰	۴	۱۹
۱۵ ۲/۳۲	۹۳	ووکنگ بل بتفصیل ذیل :- کوئلہ برائے دفتر بابت جنوری سنہ ۱۹۳۱ء - - - ۲ (ووکنگ بل ۸ : ۲) کوئلہ برائے دفتر بابت ماہ مارچ سنہ ۱۹۳۱ء - - ۲ (ووکنگ بل ۵۷ : ۱۳) تالیف قلوب (ووکنگ بل ۳۳/۱۰۱) - - - ۱ - ۱۰ - ۱ تالیف قلوب (ووکنگ بل ۳۳/۱۰۹) - - - ۱ - ۱۰ - ۱ صفائی چیک (ووکنگ بل ۳۳/۱۰۰) - - ۱ - ۱ - ۱ تنخواہ عملہ بابت ماہ اکتوبر سنہ ۱۹۳۱ء (ووکنگ بل ۳۳/۱۲۵) ۱۱ - ۱۷ - ۹۲ متفرق خرچ بابت ماہ اکتوبر سنہ ۱۹۳۱ء (ووکنگ بل ۳۳) ۱/۲ - ۰ - ۱۶ - ۸۲ متفرق خرچ ماہ اکتوبر سنہ ۱۹۳۱ء (ووکنگ بل ۳۴/۱۳۴) ۶ - ۱ - ۴ متفرق بل بابت ماہ نومبر سنہ ۱۹۳۱ء (ووکنگ بل ۳۵) ۸ - ۶ - ۳۸ تنخواہ عملہ بابت ماہ نومبر سنہ ۱۹۳۱ء (ووکنگ بل ۳۶/۱۳۹) ۴ - ۵ - ۶۲ سفرخرچ بابت ماہ نومبر سنہ ۱۹۳۱ء (ووکنگ بل ۳۳/۱۴۶) ۱/۲ - ۴ - ۱۷ - ۳ بل واجب الادا - - - - - ۶ - ۳ - ۳۵۱۹ پیشگی - - - - ۴ - ۵ - ۳۰۳ ۱۰ - ۸ - ۳۸۲۲	۱۰	۸	۳۸۲۲
۱۸ ۲/۳۲	۹۴	میسرز کلکتہ پرنٹنگ پریس برائے طبعت اپیل لائبریری مع قیمت کاغذ (Propagandic value)	-	۱۵	۱۶۹
۲۲ ۲/۳۲	۹۵	کاتب برائے کتابت ۱۸ صفحات رسالہ اشاعت اسلام بابت ماہ جنوری سنہ ۱۹۳۲ء - -	-	۱۳	۲۴
۲۶ ۲/۳۲	۹۶	امپرنیسٹ دفتر لاہور بتفصیل ذیل :- محصول ڈاک از رجسٹر ڈاک بہی نمبر ۲۹۵۶ تا ۳۳۰۳ - ۴/۰ پائی - ۱۵ آنہ - ۱۹ روپے سٹینسل روغنیہ میسرز ملک پرنٹنگ پریس - کرافٹ پیپر - دفتری - کاغذ روتیو - - ۱۲ - ۹۳ روپے تاریں - ووکنگ ۴/۰ - ۱۲ آنہ - ۵ روپے - لکڑی کی صندوقچی نقدی کے لئے - - - ۹ روپے سٹیشنری ۷ روپے - متفرق - کرایہ تانگہ - بیرنگ خطوط - مہتر - موم بتی وغیرہ - - - ۸ - ۵ روپے	-	۰	۱۰۰
۲۶ ۲/۳۲	۹۷	میسرز غلام محمد سراج الدین - جلد بندی اسلامک ریویو ۲۵۱۶ عدد - - - -	۳	۲	۲۵
۲۸ ۲/۳۲	۹۸	بل سائر دفتر لاہور بتفصیل ذیل :- محصول ڈاک از رجسٹر ڈاک بہی نمبر ۳۳۰۴ تا ۳۴۰۷ - ۴/۰ پائی - آنہ - ۸۰ روپے میسرز مسلم پرنٹنگ پریس لاہور - بابت رسالہ اشاعت اسلام جنوری نمبر سنہ ۱۹۳۲ء - ۰ آنہ - ۲۰ روپے	-	۰	۱۰۰
۳۰ ۲/۳۲	۹۹	محصول ڈاک از رجسٹر ڈاک بہی نمبر ۳۴۰۸ تا ۳۶۰۳ - ۹ پائی - ۱۲ آنہ - ۸۱ روپے لفافے ۱۲ روپے - کتب خرید کردہ ۹ - ۱۲ - ۱۰ - میسرز ڈائمنڈ پریس دو صد ضمیمہ ۱۲ روپے ۶ رجسٹر اسلامک ریویو - - ۱۲ - ۲ روپے - کٹائی رسالہ اشاعت اسلام ۱۴ آنہ - متفرق - - ۸ - ۲ روپے	-	۰	۱۰۰
		میزان کل - -	۵	۶	۶۲۰۳

گوشوارہ آمد و خرچ دی ووکنگ مسلم مشن اینڈ لٹریری ٹرسٹ لاہور بابت ماہ فروری سنہ ۱۹۳۲ء

تفصیل آمد	نمبر نقشہ	رقم ہندوستان و انگلستان پائی	آنہ	روپیہ	تفصیل خرچ	نمبر نقشہ	رقم خرچ ہندوستان و انگلستان پائی	آنہ	روپیہ
آمد مشن کتب خانہ ریویو - - - - -	۱ ✓	۴	۱۴	۸۳۴۷	خرچ مشن کتب خانہ ریویو و رسالہ اشاعت اسلام بابت ماہ فروری سنہ ۱۹۳۲ء	۵ ✓	۱	۰	۶۲۰۳
آمد مفت تقسیم اسلامک ریویو - - -	۲ ✓	۰	۰	۴۰۲					
آمد از فروخت رسالہ اشاعت اسلام - - -	۳ ✓	۰	۰	۱۱۴					
آمد سرمایہ محفوظ - - - -	۴ ✓	۰	۰	۱۰۰					
میزان - - -		۰	۴	۸۹۶۳	میزان	۰	۱	۰	۶۲۰۳

دستخط - آنریری فنانشل سکرٹری ووکنگ مسلم مشن اینڈ لٹریری ٹرسٹ - عزیز منزل برانڈرتھ روڈ - لاہور

۱ نقشہ تفصیل آمد مسلم مشن ووکنگ و اسلامک ریویو و کتب خانہ در ہندوستان و انگلستان بابت ماہ فروری سنہ ۱۹۳۲ء

تاریخ	کوپن نمبر	اسمائے گرامی معطی صاحبان	پائی	آنہ	روپیہ	تاریخ	کوپن نمبر	اسمائے گرامی معطی صاحبان	پائی	آنہ	روپیہ
۱ ۲/۳۲	۱۴۹۳	جناب ایچ با محافظ صدر علیگڑھ مشن	۰	۰	۴		۱۴۹۹	جناب میسرز ایسٹ کو ٹولا پور (نوٹ) ایس کے سٹیشن ریو کو جرمل نمبر ... [illegible]	۰	۰	۵۰
۱	۱۴۹۴	میسرز سلطانی کیمپالا یوگنڈا	۰	۰	۵۰			[illegible]			

بقیہ نقشہ نمبر ۵ تفصیل خرچ مسلم مشن ووکنگ و اسلامک ریویو و کتب خانہ در ہندوستان و انگلستان بابت ماہ فروری سنہ ۱۹۳۲ء

تاریخ	ووچر نمبر	تفصیل خرچ	پائی	آنہ	روپیہ
۲۵ ۲/۳۲	۱۰۷	بل سائر دفتر لاہور بہ تفصیل ذیل :- محصول ڈاک از نمبر ۳۱۶۸ تا ۳۲۳۱ ـ ۳۶ روپے ـ ۶ ـ ۰ تاریں ـ ـ ـ ـ ـ ـ ۸ ـ ۷ روپے انعام عید ـ پوسٹمین ـ تارمین وغیرہ ـ کرایہ ٹانگہ ـ بیرنگ خط ۰ ـ ۱ ـ ۸ روپے میسرز پیکو آرٹ پرنٹنگ پریس ـ بلاک اشاعت اسلام ۹ ـ ۳ ـ ۶ ″ کاغذ برائے آرڈر و رسید بک ـ ـ ـ ۰ ـ ۱۲ ـ ۶ ″ کرافٹ پیپر برائے رسالہ اشاعت اسلام ـ ۰ ـ ۱۴ ـ ۶ ″ میسرز ڈائمنڈ پریس برائے بندھائی لفافہ اسلامک ریویو ۰ ـ ۱۳ ـ ۸ ″ کاغذ برائے اشاعت اسلام و خرچہ ٹانگہ فروری سنہ ۱۹۳۲ء ۹ ـ ۹ ـ ۱۵ ″ کرایہ بیل گاڑی بابت کاغذ لیجانے پریس کے ـ ۰ ـ ۱۲ ـ ۰ ″ اسلامک ریویو بلاک ـ محصول ریل ـ ۰ ـ ۷ ـ ۱ ″ سٹیشنری ـ پنسل و جاذب ـ ۰ ـ ۸ ـ ۱ ″	۰	۰	۱۰۰
۲۵ ۲/۳۲	۱۰۸	بابت حساب سابق سفیر دوم مشن :- تنخواہ از ۱۱/۳۱ ۲۵ تا ۱۲/۳۱ ۲۱ ـ ـ ۱۵ ـ ۲۱ روپے کرایہ سفر بل ۳ ـ ۷ ـ ۲۲ ″ ۳ ـ ۶ ـ ۴۴ روپے	۳	۶	۴۴
۲۹ ۲/۳۲	۱۰۹	بل سائر دفتر لاہور بہ تفصیل ذیل :- محصول ڈاک از نمبر ۳۲۳۲ تا ۳۳۷۴ ـ ۸ ـ ۱۲ ـ ۷ روپے رقوم واپسی ـ ـ ـ ـ ۱۳ ″ متعلق چھپائی ـ سیاہی رونیو ـ اپیل اشاعت اسلام ۳ ـ ۱ ″ کرایہ دفتر عامہ بابت جنوری سنہ ۱۹۳۲ء ـ ۱۲ ″ کرایہ دفتر سکرٹری بابت ماہ جنوری سنہ ۱۹۳۲ء ـ ۲۰ ″ متفرق ـ ـ ـ ۲	۰	۰	۱۰۰
″	۱۱۰	میسرز سول اینڈ ملٹری گزٹ پریس لاہور بابت طباعت اسلامک ریویو ماہ جنوری سنہ ۱۹۳۲ء بحوالہ بل ۱۸۱۴ و ۳۷۴	۰	۸	۳۲۹
″	۱۱۱	میسرز متھرا داس چھبن لال ـ لاہور ـ کاغذ ۸ ریم برائے رسالہ اشاعت ماہ جنوری سنہ ۱۹۳۲ء	۰	۸	۵۲
″	۱۱۲	میسرز جے ـ بی ایڈوانی اینڈ کو بحوالہ بل نمبر ۴۷ ۳۵۷ ـ ۳۵۶۵ متعلق کاغذ سرورق رسالہ اشاعت اسلام جنوری سنہ ۱۹۳۲ء	۹	۵	۱۳
″	۱۱۳	کاتب بابت لکھائی رسالہ اشاعت اسلام بابت ماہ فروری سنہ ۱۹۳۲ء	۰	۱۵	۲۴
″	۱۱۴	میسرز کلکتہ آرٹ پرنٹنگ پریس لاہور متعلق اسلامک ریویو چھپائی ـ ـ ـ ۳ روپے چھپائی سرورق رسالہ اشاعت اسلام ـ ـ ـ ۰ ـ ۴ ـ ۱۱ ″ ۱۹۲ سرکلر اسلامک ریویو لائبریری ـ ـ ـ ۱۰ ـ ۱۶ ″	۰	۱۴	۳۰
″	۱۱۵	پیشگی تنخواہ عملہ ووکنگ بابت ماہ فروری سنہ ۱۹۳۲ء بھیجی گئی ـ ـ ـ ۷۰ پونڈ	۰	۱۲	۹۲۳
		میزان	۲	۰	۶۰۱۹

مسٹر گاندھی اور مسئلہ خیر و شر

کیا خدا بدی کا خالق ہے؟

(از قلم حضرت خواجہ کمال الدین صاحب مبلغ اسلام)

"میں جانتا ہوں۔ کہ اس (خدا) میں بذاتِ خود کوئی بدی یا برائی موجود نہیں لیکن اگر دنیا میں بدی کا وجود ہے۔ تو اس کا باعث یا خالق وہی ہے۔ تاہم اسے بدی سے کسی قسم کا تعلق نہیں ہے" (گاندھی)

مسٹر گاندھی کے مذکورہ بالا قول نے۔ جو وکیلوں کی طرح پہلو بچا کر پیش کیا گیا ہے۔ اور میں سمجھتا ہوں کہ وہ طبقۂ وکلاء کے رکن بھی رہ چکے ہیں، کم از کم یہ تو صاف طور سے ثابت ہوتا ہے۔ کہ خدا بدی کا خالق ہے۔ میں جانتا ہوں۔ کہ مسئلہ خیر و شر میں بہت سے لوگوں کو اس قسم کی عقلی دشواریاں لاحق ہوتی ہیں۔ جن کا حل ابھی تک نہیں ہوا۔ یہ مسئلہ ایک قسم کا آہیاتی ہے۔ جو اگرچہ ابھی تک نہیں سلجھا ہے۔ تاہم اسکی وجہ سے بہت سے غلط اور گمراہ کن عقیدے پیدا ہو گئے ہیں۔ اور ان کے سبب سے لاکھوں انسانوں کی معاشرتی زندگی پر بہت برا اثر پڑا ہے۔ کلیسیائی مسیحیت نے تو بدی کے سامنے ہتھیار ہی ڈال دیئے۔ اور بے اختیار پکار اٹھی۔ کہ انسان کی نجات کا واحد ذریعہ صرف یہی ہے۔ کہ یسوع کے خون پر (کفارہ) ایمان لایا جائے۔ مہاتما بدھ نے بہرکیف، مسیحیت کی طرح کفارہ کا خیال پیش نہیں کیا۔ اگرچہ بدی کے ناقابلِ تسخیر ہونے کا اعتراف انھوں نے بھی کیا ہے۔ ان کی رائے میں نجات کا ذریعہ یہ ہے۔ کہ اپنی ہستی کو فنا کر دیا جائے۔ برہمنی مذہب نے یہ تعلیم دی۔ کہ ہم دنیاوی امور سے کنارہ کش ہو جائیں۔ اور جنگلوں میں سادھو کی زندگی بسر کریں۔ کیونکہ ان کے خیال کے مطابق، بدی سے بچنے کی صرف یہی ایک صورت ممکن ہو سکتی تھی۔ جس طرح قدیم یونانی، نیمی سس کی پوجا کرتے تھے۔ اسی طرح زرتشتی مذہب نے دنیا کو دو خداؤں کے مابین منقسم کر دیا۔ ایک نیکی کا خدا دوسرا بدی کا، اور انسان ان کے ہاتھ میں مثل کھلونے کے تھا۔ لیکن لوازماتِ نفسانی اور ان میں دلچسپی کی وجہ سے لازمی طور پر ہر سوسائٹی میں عیاشی کا رنگ پیدا ہو گیا۔ اور اسکی وجہ سے مختلف قسم کی برائیاں پیدا ہو گئیں۔ جو قدیم ہندی اور یونانی علم الاصنام کے دیوتاؤں سے مطابقت رکھتی تھیں۔ لوگوں نے بدی کی پرستش شروع کر دی۔

اور آنحضرت صلعم کی بعثت کے وقت تو یہ رسم نہایت عروج پر تھی۔ چنانچہ جب اسلام کا ظہور ہوا تو دنیا بباطن بدی میں غرق تھی تاہم تقدس کا جامہ پہنے ہوئے تھی۔ اسلام نے بدی کو مردود قرار دیا اور اس پیچیدہ مسئلہ کو سلجھایا اور بدی کو اس کے اصلی رنگ میں دنیا کے سامنے آشکار کر دیا۔ لیکن بایں ہمہ بدی ابھی تک دنیا سے دور نہیں ہوئی ہے۔ اور انسانوں پر اس کی حکومت بدستور قائم ہے۔ مسٹر گاندھی بھی بدی کے ہر جگہ موجود ہونے کا اعتراف کرتے ہیں، لیکن ان کا دماغ اس بات کو تسلیم نہیں کرتا کہ خدا کا بدی کے ساتھ کوئی تعلق ہے۔ چنانچہ انھوں نے ایک درمیانی راستہ اختیار کیا ہے۔ اور ظاہر ہے کہ یہ اصول کامیابی کا ضامن نہیں ہو سکتا۔ اگر بدی ہر جگہ پائی جاتی ہے۔ تو مسٹر گاندھی کے خیال میں خدا اس کا باعث یا خالق ہے۔ اور اگر وہ اس کا خالق ہے تو پھر وہ اس سے بے تعلق کس طرح قرار دیا جا سکتا ہے؟ بیشک وہ خود کسی قسم کی بدی کا مرتکب نہیں ہوتا جس طرح قدیم علوم الاصنام کے دیوتاؤں کے متعلق کہا جاتا ہے جو ہر قسم کی بدی کا ارتکاب کیا کرتے تھے۔ تاہم خدا بدی کے لئے ذمہ وار ہے۔ بیش از بیش یہ کہا جا سکتا ہے۔ کہ خدا بڑا رحم دل ہے۔ بلکہ مجبور ہے کہ وہ بدی کو ہر جگہ کار فرما دیکھتا ہے لیکن روک تھام نہیں کر سکتا لیکن اس صورت میں وہ الزام سے بری کس طرح ہو؟ یہ ہے وہ پوزیشن جو مسٹر گاندھی نے اس مسئلہ میں اختیار کی ہے +

دراصل یہ سب مسیحی نظریہ کا پرتو ہے۔ مسٹر گاندھی اکثر اپنے آپ کو "اہنسا" کا پیرو کہتے ہیں جس کی رو سے کسی کو تکلیف پہنچانا ممنوع ہے۔ اگرچہ بظاہر یہ مذہب بہت خوبصورت معلوم ہوتا ہے لیکن مسٹر گاندھی نے اس کے وکیل یا حامی ہونے کی حیثیت سے ایک ایسی بات کا اعلان کیا ہے جو ایمان کی روح کے منافی ہے۔ کیونکہ تکلیف دہی بہر حال بدی ہے۔ خدا کو ہمیشہ اُن صفات سے متصف کیا گیا ہے جو اسکے پیروؤں کی نظر میں بہترین ہو سکتے ہیں۔ اور اُسے تمام خوبیوں کا مرکز تسلیم کیا گیا ہے۔ اگر حضرت کرشن کے متعلق یہ کہا جاتا ہے (جیسا کہ پرانوں میں پایا جاتا ہے) کہ وہ عورتوں کی صحبت میں رہتے تھے۔ اور ہر قسم کی برائی جو جنسی تعلقات سے متعلق ہوا کرتے تھے تو میرا خیال ہے۔ کہ یہ سب باتیں اس مقدس انسان پر ایک بہتان ہیں لیکن یہ باتیں (کسی زمانہ میں) نیکی خیال کی جاتی تھیں۔ اور بخوشی اُس خدائے مجسم سے وابستہ کی جاتی تھیں۔ انسان نے اپنے معبود کو ہمیشہ اوصاف حمیدہ سے متصف کیا ہے۔ اور اگر میرا یہ دعویٰ صحیح ہے تو پھر مسٹر گاندھی خدا کے کندھوں سے بدی کو اچھائی سمجھنے کی ذمہ واری کس طرح ادا کر سکتے ہیں

اگر خدا ہی، مسٹر گاندھی کی رائے میں بدی کا خالق ہے؟

اندریں صورت وہ لوگ جو بدی سے متنفر ہیں، کس طرح تسلیم کر سکتے ہیں کہ خدا نیکی کا سرچشمہ ہے؟ مجھے یقین ہے۔ کہ مسٹر گاندھی بدی کے تصور کو بھی ناپسند کرتے ہونگے لیکن اس مسئلہ پر۔ جن خیالات کا اظہار اُنھوں نے کیا ہے، اُس کا منطقی نتیجہ یہی ہے جو میں نے نکالا +

بلا شک بدی اتنی ہی قدیم ہے جتنی کہ انسانیت۔ وہ نیکی کے ساتھ ساتھ قائم رہی ہے۔ لیکن اس وجہ سے ہم خدا پر کوئی الزام نہیں لگا سکتے۔ خدا بدی کا خالق نہیں۔ اگرچہ یہ مسئلہ بہت ہی مشکل ہے۔ تاہم قرآن شریف نے اس کا حل پیش کر دیا ہے۔ وہ کہتا ہے۔ کہ ہر شے بھلائی کا سبب ہے۔ چونکہ اشیاء مختلف لیاقتوں کے انسانوں کے استعمال کیلئے بنائی گئی ہیں، تو کسی چیز کی بھلائی یا خوبی اس اندازہ پر منحصر ہے۔ جس کے مطابق وہ شے استعمال کی جاتی ہے۔ پانی خدا کا بہترین عطیہ ہے لیکن جو مقدار انسان کیلئے معین ہے وہ اونٹ کیلئے بالکل ناکافی ہے۔ اگر اُسے انسانی مقدار سے بدرجہا زیادہ پانی نہ ملے تو وہ مر جائیگا۔ اور اگر ہم اتنا پانی پی لیں جو ہماری صحت کیلئے مضر ہے۔ تو یہ ایک بدی یا بُرائی ہے۔ افیون اکثر بیماریوں میں دوا ہے لیکن اگر مقدار معینہ سے زیادہ ہو جائے تو زہر ہو جاتی ہے۔ مقدار کا اصول اخلاقی اور طبعی حالات پر بھی منطبق ہوتا ہے۔ فی الجملہ تمام چیزیں، افعال اور خیالات، سب اچھائی کے لئے ہیں۔ اُن کا غلط طریق پر استعمال اُن کی اچھائی کو بُرائی میں تبدیل کر دیتا ہے۔ اگر نیکی ایک اضافی چیز ہے۔ اور اس پر عمل پیرا ہونے کے لئے بعض شرائط اور حالات کی ضرورت ہے تو اگر ہم ان کا لحاظ نہ رکھیں تو فوراً ہمارا فعل بدی کی شکل میں تبدیل ہو جائیگا۔ اِس طرح جب پہلی مرتبہ بنی نوع آدم نے اشیاء کا غلط طریق پر استعمال کیا خواہ وہ پہلا شخص قابیل تھا یا کوئی اور، تو بدی کا ظہور دُنیا میں ہُوا۔ اور در اصل مقدار کا اصول اس تمام مسئلہ کو بخوبی حل کر دیتا ہے۔ کوئی حرج نہیں۔ اگر بھلائی کے ساتھ ساتھ، بدی کا وجود بھی دنیا میں پایا جاتا ہے لیکن ہم بدی کو خدا سے منسوب نہیں کر سکتے خصوصاً جبکہ اس کے الہام نے ہمیں اس قدر وضاحت سے ساتھ، مقدار کے اصول کو سمجھا دیا ہے (۵۵ : ۸) اس اصول کی طرف (۹۶ : ۶) میں بھی اشارہ کیا گیا ہے جو کہ سب سے پہلی آیات ہیں، جو آنحضرت صلعم پر نازل ہوئیں۔ پس قرآن مجید نے شروع ہی میں ہمیں بدی کی نوعیت سے اور اس کے ازالہ کی ترکیب سے آگاہ کر دیا تھا۔ اصول مقدار کی خلاف ورزی سے بدی پیدا ہوتی ہے، اور

اصول مقدار کے صحیح علم سے ہم اس غلطی سے محفوظ رہ سکتے ہیں۔ ہم قرآن شریف میں یہ بھی پڑھتے ہیں کہ نیکی اور بدی کا پہلے ہی سے اندازہ ہو چکا ہے اور اسی کی وجہ سے بعض لوگوں کو یہ شبہ ہوا ہے۔ کہ قرآن شریف بھی "تقدیر اور قسمت" کے عقیدہ کی تعلیم دیتا ہے۔ حالانکہ قرآن مجید ان معنوں میں تقدیر کی تعلیم مطلق نہیں دیتا جو عام طور سے اُردو میں لئے جاتے ہیں۔ ہاں وہ نیکی اور بدی کے اندازہ قبل از آفرینش کی تعلیم ضرور دیتا ہے۔ کیونکہ وہی شے جو ایک خاص اندازہ کے ماتحت اچھی ہوتی ہے۔ دوسرے اندازہ میں بُری ہو جاتی ہے۔ اگر یہ بات صحیح ہے تو پھر ہم بڑے ادب کے ساتھ یہ کہہ سکتے ہیں۔ کہ اللہ تعالیٰ کیلئے ہمیں اس اندازہ سے آگاہ کر دینا ضروری ہے چنانچہ قرآن مجید نے بھی ہمارے مطالبہ کی درستگی کا اعتراف کیا ہے جیسا کہ سولھویں سورت کی نویں آیت سے معلوم ہوتا ہے۔ "اور اللہ ہی کے ہاتھ میں ہے صحیح راستہ دکھانا اور کچھ راہیں ایسی بھی ہیں جو صراطِ مستقیم سے ہٹی ہوئی ہیں"۔ اگر سورۂ فاتحہ میں ہمیں اللہ تعالیٰ سے صحیح رستہ (صراط مستقیم) کی طرف رہنمائی کی دُعا سکھائی گئی ہے۔ اور غلط راہوں سے بچنے کی دُعا سکھائی گئی ہے۔ تو دوسری سُورت کی دوسری آیت میں اس امر کا اعلان کر دیا گیا ہے۔ کہ یہ کتاب در اصل انہی لوگوں کی رہنمائی کیلئے نازل ہوئی ہے۔ جو اپنے آپ کو بدی سے محفوظ رکھنا چاہتے ہیں +

میں نے مسٹر گاندھی کے غور و فکر کرنے کے لئے، قرآن شریف سے چند نکات اس مضمون میں پیش کر دیئے ہیں میری رائے میں یہ بات نہایت افسوسناک ہوگی۔ کہ ان کا نام کسی ایسے پیغام قلمی کے ضمن میں ہمیشہ کیلئے مشہور ہو جائے۔ جس کی وجہ سے ان پر یہ الزام لگ سکے۔ کہ انہوں نے خدا کو بدی کا خالق بیان کیا ہے۔ اور جہانتک ان کے تصور ذات باری کا سوال ہے وہ تصور باوجود بعض نقائص کے تقریباً ایسا ہی ہے جیسا کہ مسلمان کا +

ایک غیر مُسلم کے قلم سے اسلام کی خوبیوں کا اعتراف

بقلم اے کیسی

بہت زمانہ گزرا جبکہ میں ایک تاروں بھری رات میں اپنے ایک دوست کے ساتھ جنوبی افق آسمان کا مشاہدہ کر رہا تھا مشہور ستارہ "فومل ہاٹ" کی رنگ برنگی روشنی سے متاثر ہو کر میں نے اپنے رفیق سے کہا کہ آپ بھی اس ستارہ کو دیکھیں۔ تاکہ جو دماغی سرور مجھے حاصل ہو رہا ہے۔ اس میں آپ بھی شریک ہو سکیں +

میرے دوست نے دوربین میرے ہاتھ سے لینے سے قبل ایک مشفقانہ انداز میں مُسکرا کر اس ستارہ کا نام لیا تاکہ جو غلطی اس نام کے تلفظ میں مجھ سے سرزد ہو گئی تھی۔ اس کی اصلاح ہو جائے۔ لیکن اس میں تفوق علمی کے اظہار

کا شائبہ بھی نہ تھا۔ چنانچہ وہ کہنے لگے۔ ہاں مجھے بھی "قم الحوت" سے بہت کچھ دلچسپی ہے۔ اب آپ خود اندازہ کر سکتے ہیں۔ کہ مجھے اس تلفظ کو سُن کر کس قدر حیرانی لاحق حال ہوئی ہو گی۔ میں تو یہ سمجھے ہوئے تھا۔ کہ یہ کسی عالم ہیئت کا نام ہے۔ کیونکہ "ھاٹ" کے معنی جرمن زبان میں "کھال" کے آتے ہیں، اور اُسی کے نام سے مشہور ہو گیا ہے۔ جیسا کہ آجکل عام قاعدہ ہے۔ کہ دریافت شدہ اشیاء کو اُن کے دریافت کرنے والوں یا مُوجد کے نام سے ہی مشہور کر دیتے ہیں۔ لیکن یہ تلفظ سُن کر مجھے فوراً یہ خیال پیدا ہُوا۔ کہ یہ کسی غیر یُورپین زبان کا لفظ ہے۔ میں اب اس ستارہ کو دیکھنا تو بھول گیا، اور گھبرا کر اپنے دوست سے پُوچھنے لگا۔ کہ اس لفظ کے معنی کیا ہیں؟ اور یہ کس زبان کا لفظ ہے؟ اُنھوں نے دوبارہ اُسی محبت آمیز لہجہ میں جواب دیا "یہ عربی زبان کا لفظ ہے۔ اور اس کے معنی ہیں "مچھلی کا مُنہ" چونکہ میں اس بات سے واقف تھا۔ کہ یہ ستارہ ستاروں کے اُس مجموعہ سے تعلّق رکھتا ہے جسے "ماہی جنوبی" کہتے ہیں، اس لئے مجھے اس لفظ کے معانی میں لُطف آ گیا۔ اپنی جہالت پر پردہ ڈالنے کے لئے میں نے معذرت گستاں لہجہ میں کہا۔ میں نے اپنے دو مسلمان شاگرد دوستوں کی معیّت میں بارہا ستاروں کا مشاہدہ کیا ہے لیکن اُنھوں نے نہ کبھی میرے تلفظ کو صحیح کیا اور نہ معنے بتائے"! میرے رفیق نے سنجیدگی کے ساتھ جواب دیا۔ بہت ممکن ہے۔ کہ ایسا ہُوا ہو۔ اکثر مسلمان طُلبہ عربی سے ناواقف ہوتے ہیں، سوائے اُن کے جن کی مادری زبان ہی عربی ہو۔ اور جو طلبہ عربی جانتے بھی ہیں۔ وہ عموماً علم ہیئت میں دلچسپی نہیں رکھتے" میں نے کہا "بیشک آپ صحیح کہتے ہیں۔ یہی بات مجھے یورپین محققین نے بھی بتائی ہے خصوصاً انگریزوں نے جنھوں نے مُسلمانوں کو اُنہی کے وطنوں میں دیکھا ہے وہ کہتے ہیں۔ کہ مُسلمان زیادہ تر جاہل ہوتے ہیں۔ اور حکمت و سائنس کی تحصیل کو گُناہ سمجھتے ہیں" اُنھوں نے کہا "اس قدر زبُوں حالت تو نہیں ہے۔ لیکن اس بات سے انکار بھی نہیں کیا جا سکتا کہ گزشتہ دو سو سال سے بعض مخالف حالات کی وجہ سے اُن کی تعلیم کا خاطر خواہ انتظام نہیں ہے۔ شاید تمہیں یہ سُنکر تعجب ہو۔ کہ اسلام دُنیا میں پہلا مذہب ہے جس نے سائنس کی تحصیل کو ایک مذہبی فرض قرار دیا ہے۔ نہ صرف مردوں کیلئے بلکہ عورتوں کیلئے بھی۔ اور یہی وجہ ہے کہ اسلام کی ابتدائی چھ صدیوں میں عُلوم و فنون نے اس سُرعت کے ساتھ ترقی کی تھی۔ میں نے حیرت سے پُوچھا کیا یہ بات سچ ہے؟ میں نے قصداً اس بات کا اظہار نہیں کیا۔ کہ یورپین مصنفین تو یہ لکھتے ہیں کہ اسلام

میں عورتوں کے ساتھ اچھا سلوک نہیں کیا جاتا۔ اور اسلام تعصب اور تنگنظری کی تعلیم دیتا ہے انہوں نے کہا "افسوس! مسیحی ممالک نے کس ہوشیاری کے ساتھ اسلامی تہذیب کے ہر نشان کو مسیحی نوجوانوں کی نگاہوں سے پوشیدہ رکھا ہے جس کا نتیجہ یہ ہے۔ کہ تمہارے جیسی اعلےٰ علمیت کا انسان بھی اس حقیقت سے آگاہ نہیں ہے کہ آنحضرت صلعم کی وفات سے چھ سو برس بعد تک مسلمان دُنیا میں علم و فن کی اشاعت کے اجارہ دار رہے ہیں۔ اور نہ صرف یہ بلکہ مسلمان ہی یورپ میں کاغذ لائے اس سے پہلے یہاں کاغذ کا نشان نہ تھا۔ ہم مسلمانوں ہی نے یورپ کو ہندسے عطا کئے ورنہ علم حساب بھی ترقی نہ کرتا۔ اور الجبرا اور کیمسٹری یہ دو لفظ خود بتاتے ہیں۔ کہ یہ دونوں عربی الفاظ کی بگڑی ہوئی شکلیں ہیں لیکن میں چند منٹوں میں گزشتہ ہزار سال کی تاریخ کس طرح بیان کرسکتا ہوں؟ یوروپین مؤرخوں کی تالیف کردہ تاریخوں سے بھی ایک خالی الذہن طالب علم کو اسلامی زمانہ میں علوم فنون کی ترقیات کا بہت کچھ حال معلوم ہوسکتا ہے۔ حضرت موسیٰ کے احکام عشرہ سے کہیں زیادہ فرائض مسلمانوں پر عاید کئے گئے ہیں لیکن جس حکم پر سب سے زیادہ زور دیا گیا ہے۔ وہ علم حاصل کرنا ہے۔ نماز پڑھنے پر بھی اتنا زور نہیں دیا گیا جتنا کائنات میں غور و فکر کرنے اور مظاہر فطرت کا مشاہدہ کرنے پر دیا گیا ہے تحقیق کرنا مسلمان کا مذہبی فرض ہے۔ اگر تم دُنیا کی ادبیت کا مطالعہ کرو۔ تو تمہیں معلوم ہو جائیگا۔ کہ ان میں سے اکثر کا آغاز اسلام یا مسلمانوں کی وساطت سے ہوا ہے۔ یوروپین تاریخ کا مطالعہ کرتے وقت تم نے کبھی یہ سوال کیا ہے کہ آخر سپین اور پرتگال جو گزشتہ چند صدیوں سے یورپ کے ان ممالک میں سے ہیں جو شائستگی تمدن اور علم و فن میں سب سے پیچھے ہیں، کس طرح دُنیا کی دریافت اور جہازی سفر کرنے کیلئے آمادہ ہو گئے تھے؟ اور جدید شاعری اور انشاء پردازی کی لہر صوبہ پراونس واقع سپین اور صقلیہ متصل اٹلی سے کیوں اٹھی تھی؟ آخر یہ تحریک شمالی جرمنی یا شمالی فرانس سے کیوں نہ اٹھی؟ تب چاسر جو انگریزی شاعری کا باوا آدم ہے، ان ذرائع کو صاف طور سے عیاں کرسکتا تھا جن کی بدولت وہ شاعر بنا۔ لیکن یہ موضوع بھی بہت تفصیل طلب ہے۔ کیونکہ اسمیں گزشتہ ہزار سال کی سائنس ادب مذہب اور فلسفہ کی تاریخ شامل ہو جاتی ہے۔ اور اس کے بالمقابل لوگوں نے ہر ممکن کوشش اس امر کی کی ہے۔ کہ اس تفصیل کی اہمیت کو اس قدر کم کیا جائے۔ کہ وہ لوگوں کی نظروں سے نہاں ہو جائے۔ اسکی وجہ سیاسی پیچیدگیاں اور پرانی رقابت ہے۔ اور جب ایک شخص موجودہ دُنیا میں اقتدار کا

مالک ہو تو اُسے تلخ حقائق کا اعتراف کرنے کی ضرورت بھی کونسی ہے ؟

"جب میں نوجوان تھا تو مجھے میرے والدین یورپین زبانوں اور خصوصاً انگریزی کے حاصل کرنے کی اجازت نہیں دیتے تھے۔ کیونکہ اُن کی رائے میں ان زبانوں میں ہمارے مذہب کے خلاف دروغ بافیوں کے انبار کے علاوہ اَور کچھ بھی نہیں ہے۔ اور کوئی نوجوان ان زبانوں کو پڑھ کر کوئی فائدہ حاصل نہیں کرسکتا۔ ہاں نقصان یقینی ہے۔ میں اُس زمانہ میں اس خیال پر ہنستا تھا۔ اور اُسے اُن کے تعصب پر محمول کرتا تھا لیکن افسوس کہ آگے چل کر مجھے اس تلخ حقیقت کا اعتراف کرنا پڑا کہ اُن کا خیال صحیح تھا۔ بعض لوگوں نے تو اسلام کے متعلق ناقابل یقین دروغ بافیاں کی ہیں۔ اور جو لوگ بہترین نقاد تسلیم کئے جاتے ہیں اُنھوں نے عمداً صداقت کا اعتراف کرنے سے گریز کیا ہے۔ تاہم اُن کی کتابوں میں کہیں کہیں صداقت کی جھلک نظر آجاتی ہے۔ اور یہ بھی اپنے اندر ایک پہلو تسکین کا ضرور رکھتی ہے۔ اَور میں خوش ہوں۔ کہ میں نے اُن کتب سے بالکل ہی قطع نظر نہیں کی، کیونکہ یہ جاننا بھی ایک رنگ میں مفید ہے۔ کہ ہمارے دشمن ہمارے خلاف بدترین الزام کیا لگا سکتے ہیں +

اور اس معاملہ میں شخصی عناد کی تو کوئی بحث ہی نہیں ہے۔ کیونکہ جب ایک آدمی عمداً حق بیانی سے گریز کرتا ہے تو وہ اپنے آپ کو بھی نقصان پہنچاتا ہے۔ اور اُس جماعت کو بھی جس کے عارضی مفاد کی وہ نگرانی کرتا ہے۔ موازنۂ مذاہب کا فن کبھی کا دُنیا سے مٹ چکا ہوتا۔ اگر مسیحی ممالک کی یہ تنگنظری دُور ہو جاتی۔ حقیقت یہ ہے۔ کہ نہ کوئی موازنہ مذہب ہے، اور نہ موازنۂ فلسفہ۔ لیکن مجھے یقین ہے۔ کہ عنقریب دُنیا کو صداقت کے معلوم کرنے کی ضرورت محسوس ہوگی۔ اور صداقت آشکارا ہو کر رہیگی" +

اس موقع پر ہماری گفتگو ختم ہوگئی۔ کیونکہ میرے دوست کو ایک جگہ ملنے کے لئے جانا تھا۔ اُنکے جانے کے بعد میں نے تاریخ کے مطالعہ کرنے کا عزم کر لیا۔ تاکہ مجھے حقیقت کا علم براہ راست حاصل ہو۔ اور مسیحی مؤرخین کا زاویۂ نگاہ بھی سامنے آجائے۔ اُن تمام کتابوں کی تفصیل تو غیر ضروری ہے جو میرے مطالعہ میں آئیں۔ بہت جلد مجھے گبن اور کارلائل کی تصنیفات کے پڑھنے کا موقع مل گیا۔ اس کے بعد سپین صقلیہ اور یورپین اور ایشیائی لٹریچر کی تاریخیں پڑھیں۔ اس کے ساتھ ساتھ میں نے مذہب کا مطالعہ از سر نو شروع کیا۔ اور قرآن مجید کو پڑھا لیکن جلد ہی مجھے معلوم ہوگیا۔ کہ قرآن پڑھنے

کی کتاب نہیں بلکہ غور کے ساتھ مطالعہ کرنے کی چیز ہے۔ ہر سطر میں کوئی نہ کوئی مفہوم پنہاں ہے۔ اور جب تک ہر سطر واضح نہ ہو جائے آگے بڑھنا اُلجھن میں پڑنا ہے۔ اور اس کے خلاف نہیں ہو سکتا۔ یہ ایک مختصر سی کتاب ہے لیکن شاعرانہ طور پر اسمیں فطرت تاریخ قانون معاشیات عالم غیب پیشگوئیوں اور تمثیلوں کا مذکور ہے۔ اور اس طرح کہ ہر سطر میں معانی پوشیدہ ہیں۔

قرآن مجید کا مطالعہ کرنے کے بعد جرمن شاعر گوئیٹے کے اُن الفاظ کی صداقت مجھ پر آشکار ہوئی جن کا حوالہ کارلائل نے اپنی تصنیف میں دیا ہے۔ تاکہ انگریزی دان طبقہ فائدہ اُٹھا سکے۔ اسی زمانہ میں میری ملاقات "دعوت اسلام" کے مصنف سے ہوئی۔ اور اس کتاب کی پہلی اڈیشن خود مصنف یعنی سر ٹامس آرنلڈ ہی نے مجھے عنایت کی تھی۔ مجھے خوب یاد ہے۔ کہ ایک دن دوران گفتگو میں صاحب موصوف نے مجھ سے کہا" تاریخ یورپ کا مطالعہ کرنیوالا اس حقیقت سے منکر نہیں ہو سکتا۔ کہ ہماری یوروپین تہذیب پندرھویں بلکہ سولھویں صدی تک تمامتر اسلامی تمدن پر مبنی تھی، ہاں اس کے بعد اسمیں آزادانہ ترقی ہوئی ہے لیکن یورپ اسلام کی بعض باتوں کو پسند نہیں کرتا مثلاً آسانی" طلاق" یہ واقعہ سنہ ۱۹۱۰ء کا ہے +

لیکن آج ہم خوب جانتے ہیں کہ یورپ اور امریکہ میں اصلاحی تحریک کا رُخ کس طرف ہے۔ حتےٰ کہ آج انقلابی اسپین بھی زبانِ حال سے اس امر کا اعتراف کر رہا ہے۔ کہ رومن کیتھولک قانونِ طلاق، آزاد اور معقولیت پسند افراد پر ایک ناقابلِ برداشت پابندی ہے۔ اس سلسلہ میں خود نکاح کا مسئلہ زیر بحث آجاتا ہے۔ کلیسیائی پابندی کے باوجود کہ نکاح ایک خالص مذہبی رسم ہے۔ اور اس کا انعقاد گرجوں میں ہونا چاہیئے نیز یہ کہ دولہن کو ایک شخص دولھا کے حوالہ کرتا ہے۔ اور وہ خاوند کی اطاعت کا عہد کرتی ہے۔ ہم دیکھتے ہیں۔ کہ یورپ میں تمام اقوام اپنے یہاں نکاح کے رجسٹر کھول رہی ہیں۔ اور اسلامی طریق نکاح کو، جس میں دو شخص ایک معاہدہ کرتے ہیں۔ اور دو گواہ ہوتے ہیں، کافی سمجھتی ہیں۔ جبکہ ہنری ہشتم شاہ انگلستان خانقاہوں کو بند اور رومن کیتھولک مذہب کے خلاف جہاد کر رہا تھا۔ تو اسپین نے اس سے کچھ ہی پہلے مسلمانوں اور یہودیوں کو ملک بدر کیا تھا۔ اور وہاں کے لوگ خانقاہوں کو آباد کر رہے تھے لیکن اس کے طرزِ عمل کی غلطی کو ہنری کی بیٹی ملکہ ایلزبتھ نے آشکارا کیا۔ جبکہ انگلستان نے اسپین کو اس وقت شکست دی جبکہ اس کے مقابلہ میں انگلستان کچھ بھی نہ تھا لیکن اسپین اپنی غلطی پر قائم رہا۔ اور اس کا نتیجہ یہ ہے کہ آج

ترقی کے لحاظ سے اسپین تمام ممالک یورپ سے پیچھے ہے۔ اور اب خود ہی اپنی سابقہ غلطی کا انتقام لے رہا ہے۔ اور وہی کررہا ہے جو ہنری نے آج سے پانچسو سال پہلے کیا تھا۔ اسلام نے کیسے سادہ اور دلپذیر الفاظ میں اس مسئلہ کا فیصلہ کیا ہے۔ کہ رہبانیت مسیحیوں کا خود ساختہ اصول ہے"۔

میں ناظرین کو مزید تکلیف نہیں دونگا۔ بلکہ یہ بتانا چاہتا ہوں۔ کہ میں نے یہ سب کیوں لکھا ہے؛ محض اپنے مسلمان دوست کے احسان کا معاوضہ ادا کرنا چاہتا ہوں۔ اگر میرے دوست نے آج سے چند سال پہلے مجھے روشنی نہ دی ہوتی تو میں آج بھی بہت سے اُن مسائل کے متعلق، جو آج ہمارے سامنے آتے ہیں۔ اور ہم سے ان کا صحیح حل نہیں ہوسکتا تاریکی ہی میں ہوتا۔ اور اُن کا کوئی حل دریافت نہ کرسکتا۔

میں نے رسالہ اسلامک ریویو کو اپنے اظہار خیال کا ذریعہ اس لئے بنایا ہے۔ کہ میں اپنے خیالات زیادہ تر مسلمانوں کے فائدہ کیلئے شائع کررہا ہوں۔ خواہ اُن کی قدر و قیمت کچھ ہی کیوں نہو۔ میرا ارادہ کسی شخص کے خیالات میں تبدیلی پیدا کرنے کا نہیں ہے۔ اور نہ میں اپنے خیالات کسی شخص پر زبردستی پیش کرنا چاہتا ہوں خصوصاً اُن لوگوں پر جو تعصب کی وجہ سے اپنی رائے میں تبدیلی کرنے کے لئے طیار نہیں ہیں۔

ممکن ہے کہ اُس شخص کے خیالات جو مسلمان نہو، ان لوگوں سے مطابقت نہ رکھ سکیں جو مسلمان ہیں، لیکن مجھے تسلّی ہے۔ کہ میں ان لوگوں سے خطاب کررہا ہوں، جن کے مذہب نے دنیا میں سب سے پہلے دیگر مذاہب کی صداقت کو تسلیم کیا۔ اور نہ صرف رواداری کی تلقین کی۔ بلکہ اُس زمانہ میں اس پر عمل کرکے دکھا دیا۔ جبکہ یورپ اور ایشیا دونوں میں کوئی شخص اس لفظ کے معنی سے آشنا نہ تھا۔ ہندوستان کے ہندو اس زمانہ میں یہ یقین کرتے تھے۔ کہ کسی غیر ہندو کا سایہ پڑ جانے سے اُن کا دھرم بھرشٹ ہو جائیگا۔ اور اس لئے سمندری سفر نہیں کرسکتے تھے۔ اور یورپ کے لوگ یہودیوں کو قتل کرنا ایک مذہبی فرض سمجھتے تھے۔ اور دونوں میں سے کوئی بھی اس حقیقت کو تسلیم نہیں کرتا تھا۔ کہ دوسرے مذاہب میں بھی جزوی صداقت پائی جاسکتی ہے۔ ممکن ہے میری اس تحریر سے کسی شخص کو اس طرح فائدہ پہنچ جائے جس طرح میں نے سعدی کا ایک مقولہ پڑھا ہے۔ کہ میں نے بے ادبوں سے ادب سیکھا ہے"۔ ممکن ہے کہ اسلامی ممالک میں بعض لوگ ایسے ہوں جو یورپ کی موجودہ تہذیب کی چمک سے متاثر ہو گئے ہوں اور انھیں اپنی

تہذیب میں شک ہو گیا ہو۔ اور اس وجہ سے وہ واقعات کو اسی رنگ میں دیکھتے ہوں جس طرح یورپ میں پیش کیا گیا ہے۔ اور انھیں اتنی جرات نہو کہ قرآن مجید کا خود مطالعہ کر سکیں۔ تاکہ انھیں یہ معلوم ہو سکے کہ خود اُن کی مقدس کتاب نے اِن مسائل کا حل کس رنگ میں لیا ہے +

مَیں اسی پر اکتفا کرتا ہوں۔ اگر میری یہ تحریر قدر کی نگاہوں سے دیکھی گئی تو مَیں حتے المقدور اُس مقدس کتاب کے متعلق بہترین خیالات پیش کرونگا۔ جس کے مضامین کا ایک تہائی ایسا ہے جسے صرف منتخب اور عقلمند لوگ ہی سمجھ سکتے ہیں اور وہ بھی آیندہ زمانہ میں +

ہستئ باری تعالےٰ

از قلم حضرت خواجہ کمال الدین صاحب

اب اس موضوع پر مفصل دلائل پیش کرتا چنداں ضروری نہیں۔ نیز سائنس خود اب اسبات کو بطور ایک حقیقت کے تسلیم کرتا ہے۔ آج سے سو سال پہلے علم الحیٰوۃ کی رُو سے یہ کائنات کو غیر شاعر فطرت کا غیر منظم کارنامہ تسلیم کیا جاتا تھا۔ اور اُس زمانہ کے ملحدانہ زاویۂ نگاہ کے اعتبار سے اُس میں نظم و نسق کی موجودگی سے یکسر انکار کیا جاتا تھا۔ لیکن آج ہر طبقہ کے عقلاء کائنات میں قانون کی حکومت کو تسلیم کرتے ہیں۔ کائنات میں ہر شے قانون کے شکنجہ میں جکڑی ہوئی ہے۔ اور اُس کے سامنے سرِ تسلیم خم کرتی ہے۔ فطرت میں باقاعدگی، اُستواری، صحت، پابندی شعور، قدرت، تحکم، ادراک، انتظام، ترتیب اور حفظ ما تقدم وغیرہ خصائص پائے جاتے ہیں۔ جو در اصل خالصتہً کسی نفسِ مُدرک کے وجود پر دلالت کرتے ہیں۔ اور اُن کی موجودگی میں کائنات کو محض حُسنِ اتفاق کا نتیجہ نہیں قرار دیا جاسکتا۔ اور اُسکی تخلیق ایک منظم اور مرتب ہستی کے وجود ما قبل کی متقاضی ہے۔ ایک زمانہ تھا۔ جبکہ "ڈیزائن" یعنی نظم و نسق کا لفظ ملحدانہ طبائع کو ناگوار معلوم ہوتا تھا۔ لیکن اب وہ اپنے مفہوم کے لحاظ سے وسعت پذیر ہو گیا ہے۔ اب تو اس کے مفہوم میں حکمت جدیدہ کی اس قدر موشگافیاں اور معلومات شامل ہیں۔ کہ انکار ہستئ باری در اصل منکر کی جہالت اور عدم علم کی دلیل ہے۔ قابلِ توجہ بات تو یہ ہے کہ قرآن شریف نے کس خوبصورتی کے ساتھ وہ تمام حقائق و براہین متعلق بوجود باری تعالےٰ پہلے ہی سے بیان کر دیے ہیں

جو سائنس نے آج دریافت کی ہیں۔ یہ بات بذات خود ہمیں ایک عالم الغیب ہستی کے وجود پر ایمان لانے کیلئے ترغیب دیتی ہے۔ اور اس کتاب کا منجانب اللہ ہونا بھی صاف طور پر مبرہن ہو جاتا ہے +

اگرچہ کتاب مقدس اس قسم کے دلائل سے لبریز ہے لیکن اس نے حقائق کے بیان کرنے کا ایک اور دلاویز اور جامع طریقہ بھی اختیار کیا ہے یعنی یہ کہ خدا تعالیٰ کے اسمائے صفات بیان کر دیئے ہیں۔ جو اپنے معانی کے لحاظ سے تعلیمات قرآنی پر بہترین ادلے کے طور پر بھی استعمال ہو سکتے ہیں۔ میں اس جگہ چند ایسے اسمائے باری کا ذکر کرونگا۔ جو فطرت میں ہر جگہ جلوہ کناں ہیں۔ اور ایک مدرک اور مدبر ہستی کے وجود پر بھی دلالت کرتے ہیں جس نے اس کائنات کو لباس وجود عنایت کیا۔ سب سے پہلے "الرّب" ہے۔ جس کا مذکور انہی صفحات میں کئی دفعہ ہو چکا ہے۔ اور اسکے ساتھ مفصلہ ذیل اسماء بطور اس کی صفات کے مستعمل ہیں +

(۱) البدیع وہ ہستی جو نیستی سے ہستی کر سکے (۲) الباری وہ ہستی جو مختلف استعداد رکھنے والی اشیاء کو خلق کر سکے (۳) الباطن وہ ہستی جو اشیاء کے بطون سے خبردار ہو (۴) الظاہر وہ ذات جو باعث ظہور اشیاء ہو (۵) الواحد وہ ذات جو اشیاء کو دریافت کر سکے (۶) الجامع وہ ذات جو اشیاء کو کسی ضروری نقطہ پر مجتمع کر سکے (۷) الجبار (۸) القہار وہ ذات جو دوسروں کو اپنا مطیع فرمان بنا سکے۔ اور اُن کو اپنی مرضی کے موافق چلا سکے تاکہ وہ اپنی بہبود کو پہنچ سکیں (۹) الخالق جو مختلف اشیاء کو اندازہ کے مطابق امتزاج دیکر نئی اشیاء پیدا کر سکے (۱۰) الرشید وہ ذات جو اشیاء کو قرینہ کے ساتھ رکھ سکے (۱۱) الھادی وہ ذات جو اشیاء کو ترقی میں مدد دے سکے (۱۲) الرزّاق پرورش کرنیوالا (۱۳) الرحمٰن ضروری چیزوں کا پہلے ہی سے انتظام کرنیوالا (۱۴) الباسط کھولنے والا (۱۵) القابض بند کرنیوالا (۱۶) المحصی احاطہ کرنیوالا (۱۷) المانع اشیاء کی غیر جنس کے حملوں سے حفاظت کرنیوالا (۱۸) المقیت نظم ونسق قائم کرنے والا (۱۹) الرقیب نگہبانی کرنیوالا (۲۰) الآخر اشیاء کو مرتبۂ کمال پر پہنچانیوالا +

یہ وہ صفات ہیں جو نفس مدرک کے مختلف افعال پر دلالت کرتے ہیں۔ اور کسی ایک شے کی تخلیق کے ضمن میں بھی نمایاں ہو سکتے ہیں +

قرآن پاک نے ان صفات الٰہیہ کی بدولت سائنٹیفک تحقیقات کو بہت کچھ تقویت پہنچائی، بلکہ تحقیق وتفتیش کا دروازہ کھول دیا۔ ان اسماء سے ہم کو بنیادی اور یقینی اصول حاصل ہوتے ہیں۔ جن پر کاربند ہو کر ہم مزید تحقیقات میں سرگرمی دکھا سکتے ہیں۔ کیونکہ قرآن شریف خود ہمیں تحقیق اور تفحص کی دعوت دیتا ہے۔ سورت نمبر ۳ میں صفت

طور پر لکھا ہے۔ کہ کائنات کے مظاہر کا مطالعہ کرنے کی صورت میں ہمیں ان اسمائے الٰہیہ کو سامنے رکھنا چاہیئے۔ چنانچہ مسلمان حکماء نے ان اسماء کو بطور ہادی اپنے سامنے رکھا۔ اور بہت جلد یہ معلوم کر لیا کہ کائنات میں قانون کا فرمان جاری و ساری ہے +

اُندلسی فاضل محی الدین ابنِ عربی کی تصانیف میں مجھے ایک نہایت دلچسپ نکتہ ملا۔ ایک دفعہ کسی نے اُن سے پُوچھا۔ کہ جب کائنات خدا سے سرزد ہُوئی تو نُورِ الٰہی نے کونسا رنگ اختیار کیا تھا؟ اُنھوں نے جواب دیا "سیاہ اور وجہ یہ بتائی۔ کہ اگر زمین اور آسمان نُور ہی بنائے گئے ہیں۔ تو نُور کا رنگ سیاہ ہوگا۔ کیونکہ یہ رنگ خُدا کی صفت بطُون سے مطابقت رکھتا ہے۔ اور الباطن کے معنی ہیں۔ وہ جو پوشیدہ اور غیب میں ہو۔ ایک زمانہ تھا۔ جبکہ کائنات کا وجُود نہ تھا۔ اُس وقت ہر شے پردۂ عدم میں تھی۔ یعنی مخفی و مستور تھی۔ جبکہ اُس نُور نے مختلف الوان اختیار کیئے تو وہ ایک دوسری صفت یعنی الظاہر کے ماتحت کام کرنے لگا۔ علامہ ابن عربی کو اس نتیجہ پر پہنچنے میں چند منٹ لگے ہونگے لیکن سائنس کو یہ بات دریافت کرنے میں صدیاں لگ گئیں۔ کہ ہر شئے کی ابتداء ایک غیر قابلِ لمس اور غلیظ مادہ سے ہوتی ہے جسے "اثیر" کہتے ہیں +

مسلمانوں پر قی زمانا جو نکبت و افلاس کا دَور طاری ہے اب اس قدر معلومات کے بعد اسکے اسباب کا معلوم کرنا دشوار نہیں ہے۔ اُنھوں نے بقول قرآن مجید اس کی تعلیمات سے مُنہ موڑ لیا ہے۔ لہٰذا انکی مصیبتوں کا باعث خُود اُن کا غیر مناسب طرزِ عمل ہے۔ انھیں چاہیئے کہ قرآن مجید نے ترقی کرنے کیلئے جو اُصُول وضع فرمائے ہیں۔ اُن کا مطالعہ کریں۔ اور وہ وہی ہیں جن پر عمل پیرا ہونے سے موجودہ اربابِ سائنس کو کامیابی حاصل ہُوئی ہے۔ اور اگر اُنھیں یہ معلوم ہو جائے۔ کہ وہ اصُول وہی ہیں۔ جو مَیں نے اس کتاب میں بیان کیئے ہیں۔ تو پھر اُنھیں اس دن کا ماتم کرنا چاہیئے۔ جبکہ اُنھوں نے قرآنی تعلیمات سے مُنہ موڑا تھا +

اب تمدنِ جدید کے متعلق ایک بات کہنی چاہتا ہوں۔ اگر یہ سچ ہے کہ ماقبل نزولِ قرآن دُنیا نے کسی قسم کی مادی ترقی نہیں کی تھی۔ اور یہ ترقی جو کچھ بھی ہُوئی سب اُن اصُولوں کی مرہُونِ منت ہے جو قرآن شریف نے بیان کیئے، تو پھر حامیانِ تمدنِ جدید۔ مذہب کی اہمیت کا کس طرح انکار کر سکتے ہیں؟ علاوہ بریں مَیں باقی مذہبی دُنیا سے اس امر پر غور کرنے کی درخواست کرونگا۔ کہ وہ مذکورہ بالا حقائق پر غور کریں اگر اُن کے الہامات یا اُن کی کتب مقدسہ اپنے اندر وہ جوہر نہیں رکھتیں، جو زندگی کیلئے ضروری ہے تو پھر سوال یہ ہے کہ اس تہذیب و ترقی کے زمانہ میں اُن مذہبی نظاموں سے بنی نوع آدم کو کیا فائدہ حاصل ہو سکتا ہے؟

جنگ عظیم کے بعد ملحدانہ تحریک کا کامیاب مقابلہ کرنے کی صورت

بقلم شیخ مشیر حسین صاحب قدوائی

کسی قوم کو اس حقیقت سے غافل نہیں ہونا چاہیئے کہ اسکے مستقبل کا انحصار صرف سائنس پر ہی ہے اور جنگ عظیم نے عملی طور پر سائنس کی ضرورت تہذیب کیلئے ثابت کردی ہے۔ یہ سچ ہے کہ اس جنگ میں سب سے زیادہ مسلمان قوم کو فتح نصیب نہیں ہوئی لیکن اس کی وجہ یہ ہے۔ کہ اسکے حریف تعداد میں اس سے بہت زیادہ تھے اور اس کو ہر چہار طرف سے اس طرح محصور کرلیا گیا تھا۔ کہ اُسے سامان خورد و نوش ملنا دشوار تھا۔ علاوہ بریں اس کی مدافعت اگرچہ منظم تھی لیکن سائنٹیفک طور پر اس کی نشو و نما نہیں ہوئی تھی۔ کیونکہ سائنٹیفک ایجادات اس زمانہ میں بالکل ابتدائی حالت میں تھیں، نہ کافی تعداد میں ہوائی جہاز تھے نہ آبدوز کشتیاں نہ دور تک مارنے والی بندوقیں۔ آئندہ جنگ جب کبھی ہوگی۔ خواہ دس سال میں یا بیس سال میں، وہ زیادہ تر ان ہلاکت آفرین ایجادات پر منحصر ہوگی۔ جو حضرت انسان سائنس کی مدد سے مہیا کر سکیگا۔ اور وہ جنگ واقعی تباہ کن ہوگی۔ اور یہی وجہ ہے۔ کہ ہر قوم خفیہ طور پر مہلک ایجادات کا ذخیرہ مہیا کر رہی ہے۔ افسوس کہ ایسا ہو رہا ہے۔ سائنس کو انسان کیلئے ایک نعمت ہونا چاہیئے تھا۔ لیکن وہ انسان کے تباہ کن خیالات میں اس کا مددگار ثابت ہو رہا ہے، یہی وجہ ہے کہ لوگوں میں اخلاقی کمزوری اور خدا پرستی کے خلاف تحریک پیدا ہو رہی ہے۔ اس تحریک کو ان مہمل خیالات سے اور بھی تقویت پہنچ رہی ہے۔ جو بعض لوگوں میں خدا کے متعلق پائے جاتے ہیں مسیحیت جس رنگ میں، مغربی اقوام میں پائی جاتی ہے، وہ ایک نہایت ہی خلاف عقل خدا کا تصور پیش کرتی ہے علاوہ بریں، مسیحیت کا تخیل الٰہ، کسی طرح بھی انسان کیلئے مفید نہیں۔ نہ اخلاقی طور پر نہ معاشرتی رنگ میں نہ عقلی پہلو سے +

پس اگر بنی نوع آدم کو ملحدانہ تحریک سے بچانا مد نظر ہے تو نہ صرف لوگوں کے سامنے ایک معقول تصور الٰہ پیش کرنے کی ضرورت ہے۔ بلکہ ایسے تصور کی، جو انسانوں کو اخلاقی، معاشرتی اور عقلی طور پر بلند کر سکے، اسلام کا گہرا مطالعہ کرنے کے بعد میں اس نتیجہ پر پہنچا ہوں کہ صرف اسلام ہی ایسا تصور پیش کر سکتا ہے۔ جو ایک معقولیت پسند انسان کو تسلی دے سکتا ہے +

اسلام کی سب سے بڑی کامیابی یہ ہے کہ اس نے خدا کا ایسا بلند اور اعلےٰ تخیل پیش کیا ہے۔ کہ وہ ایک فلسفی کو بھی مطمئن کر سکتا ہے۔ اور ایک معمولی آدمی کو بھی۔ یہی وجہ ہے کہ آج تک کوئی مسلمان باوجود سائنس اور فلسفہ میں اعلیٰ ترقی کرنے کے کبھی خدا سے منکر نہیں ہوا۔ اور نہ آج ایسا کر سکتا ہے بشرطیکہ اُسے اسلامی عقیدے کا علم ہو۔ مسلمان جس قدر عالم ہوگا۔ اسی قدر خدا پر زیادہ اس کا ایمان ہوگا۔ حضرت علیؓ نے فرمایا ہے۔ کہ مجھے دماغ سے زیادہ اپنی رُوح کی فکر ہے +

ایک قابل عالم طبیعیات کو لے لیجیے۔ وہ ضرور اس نتیجہ پر پہنچیگا۔ کہ ایک "علت اولیٰ" ہے۔ اسلام بھی یہی کہتا ہے کہ بیشک اس کائنات کی ایک علت اولیٰ ہے۔ اور اس کا نام "المبدع" ہے یعنی پیدا کرنیوالا۔ اس کے بعد اسلام ایک قدم آگے بڑھا کر اُس عالم سے کہتا ہے۔ کہ صرف علت اولےٰ کا تصور انسان کو تسلی نہیں بخش سکتا ایک ہستی سب سے پہلے اور سب کے بعد بھی ہونی چاہیئے۔ یعنی "ہوالاول ہوالآخر" لیکن علم حیات کے ماہر کو نہ علت اولےٰ سے تسلی ہو سکتی ہے اور نہ اول و آخر سے۔ وہ یہ معلوم کرنا چاہتا ہے کہ اُسکی توانائی کہاں سے آئی؟ اور حیات کا منبع کہاں ہے؟ بعض اوقات وہ سوچتا ہے۔ کہ وہ اتفاق سے پیدا ہو گیا ہے۔ یا کسی اور سیارہ سے یہاں چلا آیا ہے۔ اسلام اُسے بتاتا ہے۔ کہ اس کا خالق ایک حیّ وقیوم خدا ہے۔ پس اسلام کا خدا۔ نہ صرف ایک طبیعی اور منجم یا ہیئت دان کو ہی تسلی دے سکتا ہے۔ بلکہ ایسے شخص کو بھی تسلی دے سکتا ہے۔ جو ان دونوں علوم ہی سے ماہر ہے اور اس سے بھی زیادہ کر سکتا ہے۔ ایک معلم اخلاق، یا مدبر یا مقنن یا مصلح قوم اپنے سائنس دان دوست سے کہہ سکتا ہے کہ اگر ایک شخص منبعِ حیات یا علت اعلےٰ میں ایمان نہیں رکھتا تو اسکا کیا حرج ہے؟ بیشک ہر شخص کو رازِ کائنات معلوم کرنا چاہیئے۔ کہ اشیاء کی علت کیا ہے۔ اور اسلام کے علاوہ اور کوئی مذہب اس تحقیق میں انسان کی مدد نہیں کرتا لیکن اسلام کی امداد صرف سائنسدان تک محدود نہیں ہے۔ اور سائنسدان تو بہت تھوڑے ہیں۔ اسلام کی خوبی یہ ہے۔ کہ وہ علمائے اخلاق، نفسیات، معاشیات، قانون، تدبیر منزل، سیاست ملکی سب کی مدد کرتا ہے کیونکہ اسلام کا طغرائے امتیاز یہ ہے۔ کہ وہ ایک مذہب بھی ہے۔ اور ایک نظام معاشرت بھی ہے۔ اور دونوں پہلوؤں سے لاجواب ہے +

ایک عالم اخلاق اور قانون دان دونوں جانتے ہیں۔ کہ انسانی فطرت ایسی ہے۔ کہ اُسے اپنی مخفی قوتوں کے استعمال کیلئے اکثر خارجی امداد کی ضرورت ہوتی ہے۔ اور نیز یہ بھی کہ وہ اُن کا غلط استعمال کر کے اپنے آپ کو اور دوسروں کو نقصان نہ پہنچائے انسان مدنی بالطبع ہے۔ لہذا اُسے جماعت کا ایک مفید رکن ہونا چاہیئے۔ اسی لئے معلم اخلاق، اعلےٰ اخلاقی اصول اور ایک مقنن یا مدبر اعلےٰ قانون وضع کرتا ہے لیکن معلم اخلاق، مقنن اور

مُدبر یہ سب بہرحال انسان ہی ہیں۔ اور اُن کے بنائے ہُوئے قوانین کی پابندی کرنے کیلئے دوسرے لوگ مجبور تو نہیں ہیں۔ لیکن اعلےٰ سوسائٹی میں ضروری ہے۔ کہ ہر رُکن قوانین کی پابندی کرے۔ اس مقصد کے حصُول کیلئے مُدبّرین پولیس اور عدالتیں قائم کرتے ہیں لیکن پولیس کے افراد عالم الغیب نہیں ہوتے۔ اور اگر ایک شخص اُن سے محفوظ رہ سکے تو وہ حسب دلخواہ زندگی بسر کرسکتا ہے لیکن اسلامی محافظ وہ ذات ہے جو ہمہ دان اور ہمہ بین اور حیّ و قیُّوم ہے جو ہر جگہ موجُود ہے۔ نہ سوتا ہے نہ اُونگھتا ہے جسے ہمارے مخفی خیالات بھی معلوم ہیں۔ اور جس کے سامنے ہماری آنکھیں ہاتھ کان ناک اور زبان سب گواہی دینگے +

گویا اسلام کا خُدا ہماری عقل ہی کی تشفّی نہیں کرتا۔ بلکہ وہ ہمارے کیریکٹر کو بھی بلند کرتا ہے۔ اور ہم کو اپنے ہی لئے نہیں بلکہ سوسائٹی کیلئے بھی مفید بناتا ہے۔ خُدا کا اسلامی تصوّر ایسا ہے۔ کہ مغرور ترین مُلحد بھی اُس کے سامنے جُھکیگا۔ بشرطیکہ اُسے تعلیم اور عقل حاصل ہو۔ اور اس معاملہ میں مُلحد بھی میرے برابر مغرور نہ ہوگا میں اسلام کے خُدا کے علاوہ اور کسی خُدا کے سامنے جھکنے کیلئے تیار نہیں ہُوں میں مادّی ذرّات یا سالمات کے سامنے جُھکنے کیلئے ہرگز تیار نہیں ہُوں۔ اگر ان میں زندگی نہیں ہے۔ اسی طرح میں ہمہ گیر توانائی کی اطاعت کرنے کیلئے تیار نہیں ہُوں۔ اگر اُنہیں ادراک نہیں ہے۔ گویا سائنس کے پیش کردہ خُدا میری تسلی نہیں کرسکتے نہ دوسرے مذاہب کے +

میں اُس خُدا کے سامنے نہیں جُھکونگا جو کسی انسان کے اندر حلُول کرجائے لیکن میں اُس انسان کی عزّت ضرور کرونگا۔ جو اپنے آپ کو خدا تک کی بلندی پر لیجائے۔ اسی لئے میں وارث علی شاہ۔ کرشن۔ رام۔ بدھ۔ ایلیکیٹس اور سقراط کی عزّت کرتا ہُوں میں حضرت عیسیٰ حضرت موسیٰ اور دیگر انبیاء کی عزّت کرتا ہوں جو مقربین خدا تھے۔ اور سب سے بڑھ کر آنحضرت صلعم کی جو خُدا سے اس قدر قریب تھے جس قدر مُمکن ہے (۵ ۳/۹)

خُدا کے ننانوے نام اور اُنکے مُتعلقات کو پڑھ کر ایک شخص خُود اندازہ لگا سکتا ہے۔ کہ یہ نام انسان کی سیرت کو کس حد تک ارفع بنا سکتے ہیں۔ یہ اسمائے الٰہیہ کئی بار ان صفحات میں درج ہوچکے ہیں اور اُن سے آنحضرت صلعم کے اس قول کی صداقت معلوم ہوتی ہے۔ "کہ تم اپنے اندر ربّانی اخلاق پیدا کرو" +

آنحضرت صلعم اور آپ کے صحابہؓ نے اپنے کو الٰہی صفات میں رنگین کرلیا تھا۔ اور اسی لئے تو انھوں نے ایک قلیل عرصہ میں عربوں کی بُرائیوں کو دُور کردیا۔ وہ لوگ ان بُری عادتوں کی وجہ سے بالکل حیوان بن گئے تھے لیکن آپ نے انھیں فرشتہ بنادیا۔ اور اسی بیرونی آسمانی بادشاہت قائم کردی جس کا خواب جناب مسیحؑ نے دیکھا تھا۔ اور جنھیں اپنے عہد رسالت کے یکلخت منقطع ہوجانے کی وجہ سے اس خواب کی تعبیر نہ مل سکی۔

اسکے برعکس عربوں کے ان آئی صفت میں نگین ہو جانے ہی کا یہ اثر تھا۔ کہ انہوں نے ایک قلیل عرصہ میں جمہوریت کی بنیاد رکھ دی۔ اور ایک بین الاقوامی حکومت قائم کر دی۔ ایک قوم میں تحصیل علوم کی نہ بجھنے والی پیاس پیدا کر دی۔ اسکے برعکس عربوں کو دنیا کی فتح کیلئے نہ صرف مادی بلکہ عقلی اور تمدنی فتح کیلئے تیار کر دیا +

میں خیال کرتا ہوں کہ ان لوگوں کیلئے جو اسمائے الٰہیہ پر غور کرنا چاہتے ہیں۔ ایک تنبیہ بھی ضروری ہے انھیں اس حقیقت کو ہمیشہ مدنظر رکھنا چاہئیے۔ کہ خدا کی اسلامی تعریف یہ ہے لیس کمثلہ شئی یعنی کوئی شے خدا کی مانند نہیں ہے پس آپ خدائے اسلام کو اس طرح متمثل نہیں کر سکتے جس طرح ویدک یا دوسرے مذاہب کے خداؤں کو اور نہ اس سے انسانی صفات یا عیوب منسوب کر سکتے ہیں۔ اسی لئے قرآن نے لفظ باپ یا بیٹے کے استعمال سے احتراز کیا ہے۔ کیونکہ اس سے غلط فہمی پیدا ہونے کا امکان ہے۔ قرآن نے خدا کو رب العالمین قرار دیا ہے نہ کہ باپ + ایک مسلمان خدا کو "محبت" بھی نہیں کہتا۔ بلکہ "الودود" "الرحمٰن" کہتا ہے تاکہ مادی یا جسمانی علاقہ ثابت ہونے کا امکان پیدا نہ ہو سکے خدا تعالےٰ نے مسلمانوں کو بتا دیا ہے کہ میں تم سے تمہاری رگ جان سے بھی زیادہ قریب ہوں اور تمہیں اپنی دعاؤں کی قبولیت کیلئے آسمان کی طرف دیکھنا بھی ضروری نہیں ہے۔ "ادعونی استجب لکم" تم پکارو میں جواب دونگا +

اسلام نے ہمیشہ وحدت الوجودی خیالات سے احتراز کیا ہے۔ تاہم اس امر کی صراحت کر دی ہے۔ کہ صرف خدا تعالیٰ ہی ازلی و ابدی ہے۔ اور کسی وقت سوائے خدا کے اور کچھ نہ تھا۔ اور ایک وقت ایسا آئیگا جبکہ سوائے خدا کے اور کچھ نہ ہوگا نیز یہ کہ ہر شے خدا کی طرف سے ہے۔ اور انجام کار اسی طرف لوٹ جائیگی۔ ان تعلیمات کا نتیجہ ظاہر ہے پھر خدا کہتا ہے۔ کہ میں نے آدم کو پیدا کر کے اپنی روح اسمیں پھونک دی۔ گویا ہر انسان کے اندر خدا کی روح موجود ہے۔ اسلامی تصوف انہی باتوں پر مبنی ہے۔ ہندوؤں میں ویدانت کا فلسفہ اور عیسائیوں میں مسومات تصرعیہ کا سرچشمہ بھی یہی خیال ہے۔ تاکہ ان انسانوں کی تسلی خاطر کا سامان ہو سکے جو اس طرف جانے کی اہلیت رکھتے ہیں +

آپ ان ننانوے اسمائے الٰہیہ کو بار بار پڑھیں جو وقتاً فوقتاً انہی صفحات میں نکلتے رہے ہیں۔ ان پر غور و تدبر کریں۔ میں ایک مبسوط کتاب اسی موضوع پر لکھنا چاہتا ہوں جسمیں بتلانا چاہتا ہوں۔ کہ یہی ننانویں اسمائے الٰہیہ مسلم قوم کی سابقہ شان و شکوہ عزت و عظمت فلاح و بہبود و ترقی کا موجب ہوئے +

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

یورپ میں اشاعتِ اسلام

مسلم مشن ووکنگ انگلستان کی تبلیغی تگ و دو

یورپ میں اشاعت اسلام کے لئے ذیل کے ذرائع اختیار کئے جاتے ہیں۔ جو سب کے سب ہی مسلم امداد کے محتاج ہیں۔

(۱) رسالہ اسلامک ریویو انگریزی کی مفت اشاعت

یورپین نو مسلمین و غیر مسلمین اخوان و خواتین میں کی جاتی ہے

(۲) دنیا بھر کی مشہور و معروف لائبریریوں

کو رسالہ اسلامک ریویو مفت بھیجا جاتا ہے

(۳) مبلغین مشن کے ہفتہ واری لیکچر

ہفتہ میں ایک بار لنڈن میں اور ایک دفعہ مسجد ووکنگ میں لیکچر ہوتا ہے جن میں سامعین کی چائے سے تواضع کی جاتی ہے۔

(۴) لنڈن میں جمعہ و عیدین کی نمازیں

عیدین کے مجمع میں چار پانچ صد کے لگ بھگ نو مسلمین و مسلمین شامل ہوتے ہیں۔ نماز کے بعد انہیں دعوت دی جاتی ہے جس پر یکصد پونڈ فی عید صرف ہوتا ہے

(۵) رسالت مآب حضرت نبی کریم صلعم کے سالانہ یوم ولادت

کی تقریب پر چار پانچ صد سے زاید مجمع ہوتا ہے جن کی تواضع دعوت سے کی جاتی ہے یہ مجمع مسلمین نو مسلمین اور غیر مسلمین پر مشتمل ہوتا ہے۔

(۶) دور دراز ممالک کے غیر مسلمین

کو مبلغین مشن بذریعہ خط و کتابت تبلیغ کرتے رہتے ہیں۔ جس پر محصول ڈاک صرف ہوتا ہے۔

(۷) تالیف قلوب

بعض غیر مسلمین و نو مسلمین کی حسب ضرورت مالی امداد بھی کی جاتی ہے

(۸) انگریزی اسلامی ادبیات

کی مفت اشاعت کی جاتی ہے۔ نو مسلمین و غیر مسلمین کو مفت نذر کی جاتی ہیں۔

(۹) مسجد ووکنگ میں زائرین

کی آمد و رفت جس میں مسلم نو مسلم و غیر مسلم ہوتے ہیں۔ ان سب کی تواضع چائے سے کی جاتی ہے

(۱۰) عملہ مشن

کی آمد و رفت کے اخراجات اور ان کے ماہواری مشاہرے

(۱۱) اسلامک ریویو انگریزی مجریہ مسجد ووکنگ انگلستان

زیر ادارت

حضرت خواجہ کمال الدین صاحب بی اے ایل ایل بی وکیل۔ مبلغ اسلام مغرب میں اسلام کا واحد مشعل بردار ماہواری انگریزی رسالہ۔ جس میں زبردست اہل قلم حضرات کے مذہب۔ اخلاق۔ تمدن و معاشرت۔ اسلام میں تصوف اور حالات حاضرہ پر مسلمین اور نو مسلمین کے مضامین ہوتے ہیں۔ ہر رسالہ کو فوٹو سے زینت دی جاتی ہے۔ حضرت خواجہ کمال الدین صاحب کے قلم گوہر بار سے شرح قرآن مجید کا سلسلہ بھی آغاز سال ۱۹۳۲ء سے شروع ہے۔ جو از حد دلچسپ ہے سالانہ چندہ ... مفت تقسیم و طلبہ کو مع ... محصول ڈاک نمونہ مفت۔

(۱۲) رسالہ اشاعت اسلام اردو ترجمہ رسالہ اسلامک ریویو انگریزی

زیر ادارت

حضرت خواجہ کمال الدین صاحب بی اے ایل ایل بی وکیل مبلغ اسلام اس رسالہ میں اسلامک ریویو کے اردو تراجم کے علاوہ مشہور اہل قلم حضرات کے مضامین بھی ہوتے ہیں۔ جن میں حالات حاضرہ پر مذہبی نقطہ نگاہ سے بحث کی جاتی ہے۔ مسجد ووکنگ کی جملہ تبلیغی جد و جہد کے کوائف درج ہوتے ہیں۔ اس کے علاوہ حضرت خواجہ کمال الدین صاحب کی شرح قرآن کریم کا بھی اردو ترجمہ چھپتا ہے۔

تمام خط و کتابت بنام سکرٹری دی ووکنگ مسلم مشن اینڈ لٹریری ٹرسٹ عزیز منزل۔ برانڈرتھ روڈ۔ لاہور (پنجاب)

مسلم پرنٹنگ پریس لاہور میں باہتمام میاں ... خاں پرنٹر چھپ کر خواجہ عبد الغنی سکرٹری مسلم مشن ووکنگ عزیز منزل برانڈرتھ روڈ لاہور نے شائع کیا

MARCH, 1932. Registered L. No. 908.

ولتکن منکم امۃ یدعون الی الخیر ویامرون بالمعروف وینہون عن المنکر واولئک ہم المفلحون

رسالہ اشاعت اسلام

اردو ترجمہ رسالہ اسلامک ریویو انگریزی

مجریہ

شاہجہان مسجد ووکنگ انگلستان

زیر ادارت

خواجہ کمال الدین

بانی مسلم مشن ووکنگ

قیمت تین روپے آٹھ آنہ (عہ) سالانہ — قیمت پانچ روپے (صہ) ممالک غیر کیلئے

درخواستہائے خریداری بنام مینجر رسالہ اشاعت اسلام - عزیز منزل - برانڈرتھ روڈ - لاہور - پنجاب - انڈیا

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

دی ووکنگ مسلم مشن اینڈ لٹریری ٹرسٹ رجسٹرڈ

الف۔ ووکنگ مسلم مشن کا جملہ تبلیغی کاروبار ایک باضابطہ رجسٹری شدہ ٹرسٹ کے ماتحت ہے۔ اس ٹرسٹ میں (۱) ووکنگ مسلم مشن (۲) رسالہ اسلامک ریویو انگریزی (۳) رسالہ اشاعت اسلام (۴) کتب خانہ بشیر مسلم لائبریری (۵) مسلم لٹریری ٹرسٹ (۶) ریزرو فنڈ یعنی سرمایہ محفوظ مشن ووکنگ شامل ہیں

اغراض و مقاصد

(ب) (۱) ووکنگ مسلم مشن اور اس کی متعلقہ تحریکات کو انگلستان میں بغیر فرقہ وارانہ اصول پر چلانا و قائم رکھنا +
(۲) رسالہ اسلامک ریویو انگریزی و دیگر اسلامی ادبیات کو شائع کرنا اور مفت تقسیم کرنا +
(۳) انگلستان اور دیگر ممالک میں اسلام کی اشاعت کرنا +
(۴) سستے سستے قرآن کریم چھپا کر مفت تقسیم کرنا اور فروخت کرنا +
(۵) اس کے لئے تمام وہ امور انگلستان اور دیگر ممالک میں سرانجام دینے جن کی اشاعت اسلام کے لئے ضرورت ہو

بورڈ آف ٹرسٹیز

(ج) (۱) جناب دی رائٹ آنریبل سر رولینڈ جارج المنیر الفیس ون بیرن الحاج لارڈ ہیڈلے الفاروق بی اے کینٹب ایم۔ آئی سی۔ آئی۔ ای آئی آف آئی او ہاؤس کیلارنے۔ آئرلینڈ (چیرمین)
(۲) جناب سر عباس علی بیگ صاحب کے سی۔ آئی۔ ای سی۔ ایس آئی ایل ایل ڈی بی اے۔ ایف یو۔ بی آف بمبئی اینڈ کلکتہ
(۳) جناب سر محمد شفیع صاحب کے سی ایس آئی سی آئی ای ڈاکٹر آف لٹریچر بیرسٹر ایٹ لاء لاہور۔
(۴) جناب میاں احسان الحق صاحب بیرسٹر ایٹ لاء سشن اینڈ ڈسٹرکٹ جج لائل پور
(۵) جناب حکیم محمد جمیل خانصاحب رئیس اعظم فرزند جناب حکیم اجمل خانصاحب مرحوم دہلی
(۶) کنور شری بدرالدین صاحب فرزند عالیجناب ہز ہائینس شیخ جہانگیر میاں صاحب والئے ریاست منگرول (کاٹھیاواڑ)
(۷) جناب شیخ عبدالحمید صاحب مالک انگلش ویرہوس دی مال۔ لاہور
(۸) جناب شیخ محمد اسمٰعیل صاحب مالک کالونی فلور ملز۔ لائل پور
(۹) جناب خان بہادر غلام صمدانی صاحب یونیو اسسٹنٹ پشاور (سرحد)
(۱۰) خان بہادر مولوی غلام حسن صاحب آنریری مجسٹریٹ اینڈ وائس پریذیڈنٹ میونسپلٹی (سرحد) پشاور
(۱۱) جناب ملک شیر محمد خانصاحب بی اے اسپیشل اسسٹنٹ ٹو منسٹر مال ریاست جموں کشمیر
(۱۲) جناب خواجہ نذیر احمد صاحب بیرسٹر ایٹ لاء ایڈووکیٹ ہائیکورٹ لاہور
(۱۳) جناب مولوی عبدالمجید صاحب ایم اے بی ٹی (قائمقام امام مسجد ووکنگ انگلستان)
(۱۴) جناب خواجہ کمال الدین صاحب بی اے ایل ایل بی وکیل بانئی ووکنگ مسلم مشن (وائس پریذیڈنٹ)
(۱۵) جناب ڈاکٹر غلام محمد صاحب ایم بی آئی ایم ایس سابق سول سرجن سرحد آنریری فنانشل سکرٹری
(۱۶) جناب شیخ محمد رحمٰن صاحب بی اے ایل ایل بی ایڈووکیٹ ہائیکورٹ الہ آباد
(۱۷) مولوی مصطفےٰ خانصاحب بی۔ اے لاہور۔ مسلم مشنری۔
(۱۸) جناب خواجہ عبدالغنی صاحب (سکرٹری)

ٹرسٹ کی منتظمہ کمیٹی

(د) (۱) جناب سر میاں محمد شفیع صاحب کے سی۔ ایس آئی سی۔ آئی۔ ای ڈاکٹر آف لٹریچر بیرسٹر ایٹ لاء لاہور۔
(۲) جناب خانصاحب سعادت علی خانصاحب رئیس اعظم سکرٹری انجمن اسلامیہ پنجاب لاہور۔
(۳) جناب محمد دین جان صاحب بی اے ایل ایل بی ایڈووکیٹ۔ لاہور
(۴) جناب ملک شیر محمد خان صاحب بی۔ اے سپیشل اسسٹنٹ ٹو منسٹر مال صاحب بہادر ریاست جموں و کشمیر
(۵) جناب کنور شری بدرالدین صاحب بی اے خلف الصدق عالیجناب ہز ہائینس نواب صاحب بہادر۔ ریاست منگرول (کاٹھیاواڑ)
(۶) جناب خان بہادر شیخ محمد اسمٰعیل صاحب مالک دوکان احمدین پرلورز راولپنڈی
(۷) جناب خان بہادر مولوی غلام حسن صاحب آنریری مجسٹریٹ و وائس پریذیڈنٹ میونسپلٹی۔ پشاور (سرحد)
(۸) جناب میجر شمس الدین صاحب بی۔ اے فنانشل سکرٹری (ریاست بہاولپور)
(۹) خانصاحب جناب محمد اسلم خانصاحب برادر خان خلیل آنریری مجسٹریٹ رئیس اعظم۔ مردان (سرحد)
(۱۰) جناب احمد ملا داؤد صاحب مدنی سوداگر رنگون برہما
(۱۱) جناب شیخ محمد اسمٰعیل صاحب مالک کالونی فلور ملز۔ لائل پور
(۱۲) جناب خواجہ نذیر احمد صاحب بیرسٹر ایٹ لاء لاہور
(۱۳) جناب خواجہ کمال الدین صاحب بی اے ایل ایل بی وکیل بانئی ووکنگ مسلم مشن انگلستان (پریذیڈنٹ)
(۱۴) جناب ڈاکٹر غلام محمد صاحب ایم بی آئی ایم ایس۔ سابق سول سرجن سرحد۔ لاہور (آنریری فنانشل سکرٹری)
(۱۵) جناب خواجہ عبدالغنی صاحب (سکرٹری ٹرسٹ)

ضروری ہدایات

(ہ) (۱) ٹرسٹ کے متعلق جملہ خط و کتابت بنام سکرٹری ووکنگ مسلم مشن اینڈ لٹریری ٹرسٹ عزیز منزل برانڈرتھ روڈ لاہور (پنجاب) ہونی چاہئے
(۲) جملہ ترسیل زر بنام فنانشل سکرٹری دی ووکنگ مسلم مشن اینڈ لٹریری ٹرسٹ عزیز منزل برانڈرتھ روڈ لاہور (پنجاب) ہو۔
(۳) ہیڈ آفس عزیز منزل برانڈرتھ روڈ لاہور (پنجاب)
(۴) دفتر انگلستان دی ماسک ووکنگ سرے انگلینڈ
The Mosque Woking, Surrey, England.
(۵) بنکرس ملا بنک لمیٹڈ لاہور (پنجاب)
(۶) تار کا پتہ "اسلام" لاہور (پنجاب)
(۷) رسالہ اسلامک ریویو انگریزی کا سالانہ چندہ معہ محصول ڈاک
رسالہ اسلامک ریویو انگریزی کا سالانہ چندہ لائبریریوں، طلباء و مفت تقسیم کے لئے معہ محصول ڈاک

تمام خط و کتابت بنام سکرٹری دی ووکنگ مسلم مشن اینڈ لٹریری ٹرسٹ عزیز منزل برانڈرتھ روڈ لاہور پنجاب

The Late Mian Sir Muhammad Shafi.

فہرست مضامین

رسالہ

اشاعت اسلام

جلد (۱۸)   بابت ماہ مارچ سنہ ۱۹۳۲ء مطابق ماہ ذیقعد سنہ ۱۳۵۰ھ   نمبر (۳)

بسم اللہ الرحمن الرحیم نحمدہٗ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

اشاعت اسلام

جلد (۱۸) بابت ماہ مارچ سنہ ۱۹۳۲ء نمبر (۳)

القلب یحزن والعین تدمع ولا نقول الا ما یرضی بہ ربنا

حضرت نبی کریمؐ کی ذات پاک ہر مرحلۂ زندگی میں ہمارے لیے اسوۂ حسنہ ہے کلمات بالا وہ متبرک کلمات ہیں جو آپؐ کے بچے کی فوتیدگی پر آپؐ کے لب مبارک سے نکلے۔ ان میں آپؐ نے خداوند تعالےٰ کی قضا پر رضامندی کا اظہار فرمایا +

ایسے صدمات کے وقت دل کا پُرغم اور آنکھوں کا پُرنم ہونا فطرت انسانی کے عین مطابق ہے۔ وہ اُلفت جو خود دست قدرت نے نوع انسان میں ودیعت کی ہوئی ہے۔ اس امر کی مقتضی ہے۔ کہ جب انسان کا کوئی عزیز اس سے جدا ہو۔ تو اس کے قلب کو رنج پہنچے۔ اس کی آنکھیں اشکبار ہوں۔ اگر یہ باتیں حضرت محمد رسول اللہ صلعم کے اندر نہ ہوتیں۔ تو ہمارے لئے آپؐ خضر راہ نہ بن سکتے تھے۔ اگر جذبہ اُلفت اس قلب صافی میں نہ ہوتا تو اور کہاں ہوتا۔ ہاں آپؐ کی فطرت تو ایسی صحیح ایسی صراط مستقیم پر واقع ہے۔ کہ اُسکے تمام تریں جذبات ایک مکمل رنگ میں آپؐ کے اندر پائے جاتے ہیں۔ پس محبوبوں کی اُلفت جو فطرت انسانی کا ایک نہایت ہی صحیح جذبہ ہے۔ ضرور تھا۔ کہ آپؐ کے اندر پایا جاتا اور اس محبت کا تقاضا محبوبوں کی جدائی پر قلب حزین اور چشم پُرنم کا ہونا اس محبت سے علیحدہ نہیں ہو سکتا تھا۔

حضرت نبی کریم صلعم نے فرمایا :-

القلب یحزن والعین تدمع ولا نقول الا ما یرضی بہ ربنا

دل پُرغم ضرور ہے آنکھوں میں آنسو ضرور ہیں۔ یہاں تک ہی انسانی محبت اور انسانی فرائض تھے لیکن اس سے آگے اس سے

بالآخر ایک غرض اور اپنے مالک حقیقی کا ہے۔ اور وہ یہ کہ باپ ہو یا ماں۔ اولاد ہو یا مال یا صحت۔ یہ سب کچھ اللہ تعالے کی نعمتیں ہیں۔ جو انسان کو ایک وقت تک بطور امانت دیجاتی ہیں۔ اس کا حق نہیں کہ ہمیشہ کیلئے اُن کا مدعی بنے وہ ان باتوں سے جس قدر چاہتا ہے۔ اور جب تک چاہتا ہے کسی کو دیتا ہے جس طرح محض رحمانیت سے دیتا ہے کسی کے حق کے طور پر نہیں دیتا۔ اسطرح اُسی صفتِ مالکیت کے ماتحت جب چاہتا ہے لے لیتا ہے۔ اور جو کوئی کچھ دیتا ہے وہ خدا کی امانت اس کو واپس کرتا ہے۔ پس شکایت کے کیا معنی۔ خُدا نے کیوں ایسا کیا۔ کہ ہم سے ایک اپنی امانت کو واپس لے لیا۔ یہ سوال وہ نادان کرسکتا ہے۔ جو صفاتِ الٰہی سے ناواقف ہے کیونکہ یہ سوال اُس کے دل میں اُس وقت پیدا نہیں ہوتا جب اُسکو وہ نعمت ملتی ہے +

زیرِ عنوان پاک کلمات میں یہ بتایا ہے کہ تقاضے محبت سے جو بشر کی فطرت میں ودیعت ہے۔ دل غمگین آنکھ پرنم ہے تو دوسرے پہلو کو بھی ساتھ ہی بتادیا کہ ہم کوئی حرف شکایت زبان پر نہیں لاتے +

"ولا نقول الا ما یرضیٰ بہ ربنا"

کیا ہی پاک نقشہ اگر ایکطرف فطرت انسانی کا کھینچا ہے۔ تو دوسری طرف مالک حقیقی کی طرف جُھکایا ہے۔ اور وہ بھی درحقیقت فطرت انسانی ہی کا نقشہ ہے کیونکہ مالک کی طرف جُھکنا بھی فطرت انسانی میں ودیعت کیا گیا ہے۔ ہاں زیادہ خوشی اور زیادہ غم کے وقت میں بعض وقت اس تقاضے فطرت کو انسان بھول جاتا ہے۔ اسلیئے ان جامع الفاظ میں کہ دل پُرغم ہے۔ اور آنکھ پُرنم۔ مگر شکایت کا حرف زبان پر نہیں لاتے۔ **بلکہ خُدا کی قضا پر راضی ہیں** صدمہ کے وقت فطرت کے ان دونوں تقاضوں کو اپنے کمال میں ظاہر کردیا ہے۔ یہی وہ باتیں ہیں۔ جو تمام صحیح فطرتوں کو آہستہ آہستہ حضرت محمد رسول صلے اللہ علیہ وسلم کی محبت و غلامی کی طرف کھینچ کر لارہی ہیں۔ اللھم صل وسلم وبارک علیہ وعلی اصحابہ واٰلہ اجمعین +

آج آنریبل میاں محمد شفیع صاحب مرحوم کی وفات پر ہم بھی یہی الفاظ دوہراتے ہیں۔ جو ہمارے پیارے ہادی صلعم نے ہمیں ان مواقع پر سکھائے ہیں۔ القلب یحزن والعین تدمع ولا نقول الا ما یرضیٰ بہ ربنا۔ اسکی حکمت کاملہ نے ہی جو چاہا عطا فرمایا۔ اور اُس نے اپنی حکمت کاملہ سے جس کو چاہا۔ اور جب چاہا اپنی طرف واپس بلالیا آج اگر ہم یہی لفظ باتباع سنت نبی کریم صلعم کہتے ہیں۔ اور اپنے قلب کے اندر ایک سکون اور ٹھنڈک کی کیفیت پاتے ہیں تو

کس قدر سکون اور ٹھنڈک سے وہ قلب مطہر پُر ہوگا جس سے پہلے یہ لفظ پھوٹ کر نکلے اور عین اُس وقت نکلے جب اُس کا دل حزین ہے۔ جب اُس کی آنکھوں میں پیارے بیٹے کی جدائی کیلئے آنسو بھر آئے ہیں اُس وقت

لا نقول الا ما یرضی به ربنا

کے الفاظ کا جوش سے پھوٹ کر نکلنا بتاتا ہے کہ باوجود حزن قلب کے اللہ کی رضا پر کس قدر سکون اُس قلب صافی کو حاصل ہے۔ اللھم صل وسلم وبارک علیہ +

ہماری آنکھیں مولانا محمد علی صاحب مرحوم ایڈیٹر کامریڈ کے ماتم کے آنسوؤں سے ابھی خشک نہ ہوئی تھیں کہ دست اجل نے نہایت بیدردانہ ایک اَور جانکاہ چرکا لگایا۔ ایک اور مایۂ ناز فرزند ہم سے جدا ہو گیا

اس رسالہ کو ٹوٹے ہوئے دل، اشکبار آنکھوں اور مجروح جذبات کے ساتھ عالیجناب آنریبل میاں سر محمد شفیع صاحب مرحوم ہی کے فوٹو سے زینت دی جاتی ہے جو ۷ جنوری ۱۹۳۲ء کو بمقام لاہور صبح کے سوا آٹھ بجے ہمیشہ کیلئے ہم سے جدا ہو گئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون + میاں صاحب مرحوم کی اچانک موت مسلمانان ہند کیلئے ایک ناقابل تلافی نقصان ہے۔ اس قحط الرجال زمانہ میں مسلم قوم کی بے انتہا بدبختی ہے کہ اُن سے ایک عدیم النظیر مشیر جدا ہو گیا۔ مسلم قوم میں اس خالی جگہ کو پُر کرنے کیلئے مرحوم کا نعم البدل میسر آنا کئی سالوں تک ممکن نہیں الا ما شاء اللہ

میاں صاحب مرحوم اپنی سوانح حیات کے وہ درخشاں اور تابناک اوراق چھوڑ گئے ہیں جو اس ظلمت و جہل کے زمانہ میں مشعل راہ بن سکتے ہیں۔ اس لئے ہم اس رفیع المنزلت ہستی کی زندگی کے حسنہ حسنہ کارنامے ہدیۂ ناظرین کرتے ہیں جو اُمید ہے کہ مسلم قوم کیلئے سودمند ہونگے +

جناب میاں صاحب مرحوم باغبانپورہ کے مشہور خاندان کے چشم و چراغ تھے۔ میاں صاحب موصوف ۱۰ مارچ ۱۸۶۹ء کو بمقام باغبانپورہ (لاہور) پیدا ہوئے۔ اسلام کے ابتدائی اصول سیکھنے کے بعد آپ اُسی موضع کے ورنیکلر مڈل سکول میں داخل ہوئے۔ اس سکول سے مڈل کا امتحان پاس کرنے کے بعد آپ سنٹرل ماڈل سکول لاہور میں داخل ہوئے۔ ۱۸۸۰ء میں پنجاب یونیورسٹی سے میٹرک کا امتحان پاس کیا۔ مگر ابھی اُن کا ذوق علم تشنۂ تکمیل تھا چنانچہ پہلے پہل

گورنمنٹ کالج اور بعد میں مشن کرسچین کالج لاہور میں تعلیم حاصل کرتے رہے یہاں تک کہ اگست ۱۸۸۹ء میں آپ قانون کی اعلیٰ تعلیم حاصل کرنے عازم انگلستان ہوئے قانون کا کورس مکمل کرنے کے بعد آپ نے یکم اکتوبر ۱۸۹۲ء کو ہوشیارپور میں وکالت شروع کر دی سنہ ۱۹۱۰ء میں آپ کی قانونی خدمات کو پیش نظر رکھتے ہوئے حکومت ہند نے آپ کو خان بہادری کا خطاب دیا +

سنہ ۱۹۱۷ء میں میاں صاحب مرحوم کو بار ایسوسی ایشن کا صدر منتخب کیا گیا۔ اور یہ اعزاز اُس وقت تک آپ کو حاصل رہا جبتک آپ وزیر تعلیم نہ بن گئے +

سنہ ۱۹۱۸ء میں جسٹس میاں شاہدین صاحب مرحوم کی وفات پر حکومت نے چیفکورٹ پنجاب کی ججی کا عہدہ جلیلہ آپکے حضور میں پیش کیا لیکن آپ نے اُسے قبول کرنے سے انکار کیا +

آپ دس سال تک پنجاب کونسل اور امپیریل کونسل کے رکن رہے۔ اور نہایت دیانتداری سے اپنی رائے پیش کرتے رہے +

آپ نے محکمہ تعلیم میں امپیریل سروس کا دروازہ ہندوستانیوں پر کھولا۔ اور اُنھیں موقعہ دیا۔ کہ وہ اس سے پورا پورا فائدہ اُٹھائیں جس وقت آپ نے وزارت تعلیم کا چارج لیا کُل انتیس ۲۹ ہندوستانی امپیریل سروس میں تھے۔ سکے ساڑھے تین سال بعد انکی تعداد اکیسو میں تک پہنچ گئی حکومت نے آپ کی خدمات سے خوش ہوکر سنہ ۱۹۲۲ء میں آپ کو کے سی ایس آئی کا خطاب عطا کیا سنہ ۱۹۲۳ء میں آپ کونسل آف سٹیٹ کے لیڈر مقرر ہوئے +

وزارت کے عہدہ جلیلہ سے سبکدوش ہونے کے بعد آپ لاہور تشریف لائے۔ پھر پریکٹس شروع کی اسی اثنا میں نیت وائسریگل کے مشیر قانونی مقرر ہوئے

میاں صاحب مرحوم نے گول میز کانفرنس کے سلسلہ میں جو خدمات سرانجام دی ہیں وہ کسی سے پوشیدہ نہیں۔ آپ نے جس قابلیت سے مسلمانوں کا نقطہ نظر حکومت اور کانفرنس کے سامنے پیش کیا۔ اُس کی تعریف دوست دشمن سب کر رہے ہیں +

گول میز کانفرنس سے واپس آنے پر حکومت ہند نے آپ کو دوبارہ وزیر تعلیم کے عہدہ پر فائز کر دیا مگر افسوس کہ ملک اور

حکومت کو آپ کے قیمتی مشوروں سے فائدہ اُٹھانے کا موقع نہ ملا +

میاں صاحب مرحوم زندگی کے آخری لمحوں تک قوم و ملت کی خدمات سرانجام دیتے رہے۔ آپ آل انڈیا مسلم لیگ اور اُسکے آرگن روزنامہ ایسٹرن ٹائمز لاہور کے بانیوں میں سے تھے۔ آپ انجمن حمایت اسلام اور پنجاب پراونشل نیشنل لیگ کے صدر رہے اور یہ امر بھی فراموش کرنے کے قابل نہیں کہ آپ مسلم مشن ووکنگ کے ٹرسٹی اور اسکی مجلس منتظمہ کے قابل قدر ممبر تھے +

میاں صاحب مرحوم کی زندگی اس امر کی شاہد ہے کہ آپ اپنی قابلیت مستعدی ذہانت کی بدولت زندگی کے دشوار ترین مراحل میں اوّل سے آخر تک کامیاب رہے۔ وکالت میں ناموری اور شہرت کے ساتھ انہوں نے کافی دولت پیدا کی۔ جو قومی کاموں میں صرف کر دی +

آپ کی شخصیت بہت بڑی شخصیت تھی مگر اس کے باوجود آپ کے کریمانہ اخلاق قرونِ اولیٰ کے مسلمانوں کی یاد کو تازہ کرتے تھے۔ آپ امیر و غریب سے مساوات کا سلوک کرتے اور سچی ہمدردی سے پیش آتے +
کوئی انجمن ایسی نہ تھی۔ جسے میاں صاحب مرحوم کی کرم گستری نے محروم کیا ہو۔ آپ یتیموں کے باپ بیوہ عورتوں کے سرپرست اور غریبوں کے ملجا و ماوا تھے۔ آپ اسلام کے دلدادہ تھے۔ ذاتی وجاہت و امارت کے باوجود آپ نے اصُولِ قرآن کو کبھی پس پُشت نہیں ڈالا۔ اور ہمیشہ اس کی تعلیمات پر عمل کرنے کی کوشش کی +

آپ کی زندگی کی نمایاں باتوں میں حیا و احسان کو ممتاز درجہ حاصل ہے۔ جن لوگوں سے آپ کو کوئی شکایت ہوتی تھی۔ اُسکے ساتھ بھی درگذر اور چشم پوشی کا سلوک کرتے تھے۔ آپ کو کبھی بھی برآشفتہ یا کسی سے سخت کلامی سے پیش آتے ہوئے نہیں دیکھا گیا +

میاں صاحب مرحوم ایک سیر چشم و بامروت انسان تھے۔ وکیل کی حیثیت میں آپ ایک ذکی وار کُن کی حیثیت میں مخلص و سرگرم کارکن تھے

مرحوم و مغفور ایک بلند پایہ کے انسان تھے۔ آپ محض ایک خشک سیاست دان ہی نہ تھے قدرت نے جہاں آپ کو نہایت فیاضی سے دماغی قوتیں عطا کی تھیں وہاں احساسات و جذبات کی نعمت غیر مترقبہ سے بھی مالا مال کر رکھا تھا۔ آپ کی

تحریر و تقریر میں تخیل و جذبات کا نہایت خوشگوار امتزاج تھا +

مرحوم و مغفور بدرجۂ غایت خطا بخش و خطا پوش تھے معمولی خطائیں تو ایک طرف اکثر سنگین جرائم سے بھی چشم پوشی فرماجاتے غربا مساکین اور کمتر حیثیت کے لوگ جب حاضر خدمت ہوتے تو مالی امداد کے علاوہ انتہائی مشفقانہ حلم سے پیش آتے لطف و کرم سے باتیں کرتے +

آپ عزیزوں اور دوستوں سے انتہائی خلوص محبت و ایثار سے پیش آتے۔ دشمنوں کی کمینہ حرکات کو خاطر میں نہ لاتے خودداری کی وجہ سے آپ کمینہ دشمنوں سے کبھی بھی الجھنا پسند نہ فرمایا کرتے +

میاں صاحب مرحوم اُن معدودے چند بزرگان ملت میں سے ایک تھے جنہوں نے ملک و ملت کی خاطر ذاتی مفاد کو ہمیشہ پس پشت ڈالکر بڑی سے بڑی بے لوث قربانیاں کیں۔ آپ کا ایثار صدیقی ازاد ملت کے ذاتی مفاد کی خاطر اکثر محبت آمیز تڑپ کے ساتھ بروئے کار آیا +

آپ کی جود وسخا مشہور تھی ۔ کوئی بھی حاجتمند کبھی بھی بے نیل و مرام آپ کے در سے واپس نہیں لوٹا ۔ جو گیا۔ توقع سے زیادہ لایا آپ رقیق القلب تھے۔ اور آپ کا محبت بھرا دل سوز و گداز کا خزینہ تھا +

آپ کی ذات مشرقی و مغربی علوم کا یکجائی مجموعہ تھی آپ بردست ہستی جنہوں کے مالک ۔ وادار انسان وطن و ملت و بنی نوع انسان کے سرگرم وان تھک خادم تھے آپ ایک غیور و باحمیت مسلمان تھے۔ پبلک کاموں میں آپ کو بڑا اقتدار حاصل تھا مسلمانوں کی تعلیمی ترقی میں تو آپ نے نمایاں حصہ لیا۔ مسلم قوم کی تعلیمی پستی میں گہری دلچسپی لی آپ کی دلی تڑپ تھی کہ آپ کی قوم تعلیمی پستیوں سے ابھر کر معراج ترقی پر پہنچ جائے۔ اور ان میں تعلیمی بیداری پیدا ہو جائے۔ تعلیمی انہماک کی وجہ سے علیگڈھ یونیورسٹی نے آپ کو ڈاکٹر آف لٹریچر کی اعزازی ڈگری عطا کی +

سیاسی مسلک میں آپ ایک اعتدال پسند مدبر تھے۔ مقالہ بالا میں آپ کی مختصر سوانح حیات کو پیش کیا گیا ہے

جسمیں مختلف نوعیت کے قانونی تعلیمی سیاسی دینی کارناموں کو مختصراً سپرد قلم کیا گیا ہے +

گو مرحوم جسمانی طور پر ہم سے ہمیشہ کیلئے جدا ہو گئے ہیں۔ مگر آپ نے ایسے سبق آموز کارنامے اپنے پیچھے چھوڑے ہیں۔ جا بجا لاآباد تک دنیا کے دلوں سے محو نہیں ہو سکتے +
یہ روشن و درخشاں کارنامے۔ زندگی کے متلاطم سمندر پہ بھولے بھٹکے رہبران ملک و ملت کے لئے خضر راہ کا کام دینگے۔ گو مرحوم آنے والی مسلم پود کے سامنے راستہ کو بہت کچھ ہموار کر گئے ہیں۔ لیکن امت مرحومہ میں بہت ہی کم اشخاص ایسے قابل و مدبر نظر آتے ہیں۔ جو ان رستوں پر گامزن ہو کر قوم و ملت کو فائدہ پہنچا سکیں +

ہم کارکنان مشن ووکنگ کو دلی تاسف ہے کہ ہمارا ایک سرگرم کارکن مشن کے کاموں میں دلچسپی لینے والا بزرگ۔ اور مشن کو مفید ترین مشورے دینے والا مشیر ہمیشہ کیلئے جدا ہو گیا۔ آپ کے مفید مشوروں کو کارکنان و ٹرسٹیان مشن ووکنگ انگلستان نے ہمیشہ سے ہی قدر و منزلت کی نگاہ سے دیکھا۔ اور ان پر کاربند ہوئے +

ہماری دلی دعا ہے۔ کہ آپ کا درجہ و رتبہ دنیا سے کہیں بڑھ کر عقبےٰ میں ہو۔ اللہ تعالےٰ وہاں بھی آپکا حامی ہو اور حضرت محمد صلعم آپکے شفیع ہوں۔ خداوند تعالیٰ آپکو اپنے دامن رحمت میں جگہ عطا فرمائے آمین ثم آمین

ناظرین رسالہ کی خدمت میں التماس

ووکنگ مسلم مشن ٹرسٹ رسالہ اشاعت اسلام کی ظاہری باطنی خوبیوں کو ترقی دینے میں زر کثیر صرف کر رہا ہے یہ تو مسلم بھائیوں کو علم ہی ہے کہ رسالہ اسلامک ریویو انگریزی اور اسکے اردو ترجمہ رسالہ اشاعت اسلام کا منافع ہی بہت حد تک مسلم مشن ووکنگ کے اخراجات کثیر کا کفیل ہے۔ اس لئے جس قدر ان رسالوں کا حلقہ اشاعت وسیع ہو گا۔ اسی مشن کو مالی امداد پہنچیگی لہذا ناظرین کرام سے مؤدبانہ التماس ہے کہ اپنے حلقہ اثر میں مشن کے ہر دو رسالوں کی توسیع اشاعت فرما کر داخل حسنات ہوں والسلام

خادم۔ خواجہ عبد الغنی سکرٹری مسلم مشن ووکنگ دفتر لاہور

شذرات

مسیحیت کا طریق اشاعت | ہم مسلمانوں کیلئے یہ امر موجب صد فخر ہے۔ کہ اسلام اُن ممالک میں ترقی پذیر ہے جہاں اُسے کسی قسم کا سیاسی اقتدار حاصل نہیں ہے۔ اور اس بے نظیر کامیابی کا سہرا اسلام کی ذاتی خوبیوں کے سر ہے۔ لیکن کس قدر افسوسناک امر ہے۔ کہ مسلمانوں کے اندر اس حقیقت کی وجہ سے بجائے اشاعت اسلام کی تحریک پیدا ہونے کے اکثر اوقات لاپرواہی پیدا ہوتی دیکھی جاتی ہے۔ واقعات حاضرہ کا مطالعہ کرنے کے بعد یہ بات ظاہر ہو جائیگی کہ اس قسم کی غفلت زیادہ عرصہ تک جاری رہنی مناسب نہیں ہے +

لیکن ایسا معلوم ہوتا ہے۔ کہ اسلام کی غیر مسلموں کو اپنے اندر جذب کرنے کی صلاحیت اور اشاعت کی استعداد باوجودیکہ اس کے مقابلہ میں عیسائیوں کی طرف سے سخت مخالفت ہوتی ہے۔ اور روپیہ پانی کی طرح بہایا جاتا ہے۔ اب ہمارے عیسائی دوستوں کیلئے ناقابلِ برداشت صورت اختیار کر چکی ہے۔ چنانچہ وہ لوگ اب اُن مقامات میں جہانتک وہ بغیر دشواری تشدد کر سکتے ہیں۔ ایسا کرنے سے نہیں جھجکتے۔ علاقہ ٹنگانیکا میں ایک واقعہ اس قسم کا ہوا ہے جو اس طرز عمل پر شاہد ہے۔ وہاں کا اخبار آجکل ان معاملات پر رائے زنی کر رہا ہے جو عیسائی مبلغوں کے طرز عمل سے پیدا ہو رہے ہیں۔ اور وہ یہ جانتا ہے کہ یہ لوگ اسلئے بیخوف ہیں کہ اگر تحقیقات ہوگی تو ہم مذہب حکومت اُن کا بہرحال خیال کریگی۔ چنانچہ وہ لکھتا ہے:-

"اصولی طور پر ہم اسکے خلاف نہیں کہ اس علاقہ کے بُت پرستوں کو عیسائی بنا لیا جائے۔ اور چونکہ ہم جانتے ہیں کہ عیسائیت حکام ملک کا مذہب ہے۔ اور وہ لوگ اسکی اشاعت میں سرکاری طور پر امداد کرتے ہیں اسلئے ہمیں ان لوگوں کے مسیحی ہو جانے کو برداشت کرنا پڑتا ہے۔ خواہ ہم اسے پسند کریں یا نہ۔ اور یہ تبدیلی اُن ذرائع کے ماتحت عمل میں آتی ہے جو ہمیشہ قابل تعریف نہیں ہوتے۔ اس علاقہ میں ابھی تک تبلیغ دین عیسوی ابتدائی منازل میں ہے۔ اور ابھی تک لاکھوں باشندے ایسے ہیں۔ جن کو حسب اقتضائے حالات مختلف مذاہب اپنے اندر جذب کرنے کی کوشش کرینگے پس اس صورت میں یہ ضروری ہے کہ تبدیلی مذہب کے بعد ان لوگوں میں منافرت مذہبی پیدا نہ ہو +

عیسائیت کے بوسیدہ عقائد | اس تمام انتشار کے لئے جس سے مسلمان ناآشنا ہیں۔ جو موجودہ عیسائیت میں پایا جاتا ہے۔ شاگردوں کا عقیدہ، نائس کا عقیدہ، اتھنیسی اس کا عقیدہ اور کلیسیائے انگلستان کی ۳۹ تعلیمات ذمہ دار ہیں۔ اور ان عقائد میں جو خلاف عقل باتیں مذکور ہیں وہ ابھی تک ہمیں یہ بات بتا رہی ہیں کہ ان کا ماخذ قدیم بُت پرستوں کا مذہب ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اعلیٰ کلیسیائی عہدہ دار جو آئے دن کی اصلاح و ترمیم سے مطمئن نہیں ہیں۔ موجودہ عیسائیت میں زبردست اصلاح چاہتے ہیں۔ تاکہ اسے بُت پرستانہ عقائد سے بالکل پاک صاف کر دیا جائے۔ اور مسیحیوں کے تعلیم یافتہ عیسائی پادری مثلاً بشپ بارنز تو عقائد ہی کو تبدیل کر

چاہتے ہیں۔ اور اُن تمام عقاید کو یکسر خارج کرنا چاہتے ہیں جن کی وجہ سے عیسائیت سرتاپا مُشرکانہ عقاید کا مجموعہ بنکر رہ گئی ہے دوسرے لوگ مسیحی عقاید میں ایسی تبدیلی چاہتے ہیں جس کی وجہ سے نازک ضمیر پادریوں کے احساسِ مذہبی کو ٹھیس نہ لگ سکے جن کو ۳۹ تعلیمات کی صحت کا اقرار کرنا لازمی ہے لیکن یہ بات بھی حالت میں ممکن ہے جبکہ وہ عقل اور علم دونوں کو بالائے طاق رکھ دیں ڈاکٹر بارنز نے ایک کانفرنس میں بالکل ہی نئے عقاید شائع کرنے کی خواہش ظاہر کی (بحوالہ اخبار ڈیلی ٹیلیگراف مورخہ ۳ جون ۱۹۳۱ع) کیونکہ انکی رائے میں مروجہ عقاید مذہب اور سائنس دونوں بالکل اعتماد کے قابل نہیں ہیں۔ وہ شاگردوں کے عقیدہ میں سے بہشت یعنی اور دوزخ کے سر منزلہ تصور کو یکسر خارج کرنا چاہتے ہیں۔ کیونکہ یہ عقیدہ اس تصور کا حامل ہے جو اب متروک کر دیا گیا ہے +

یہ اعتراضات ان لوگوں کی طرف سے جو عیسائیت کے اندرونی معاملات سے واقف ہیں۔ چنداں تعجب خیز نہیں ہے چند سال پہلے تک لوگوں کو یہ تعلیم دیجاتی تھی۔ کہ وہ عہد جدید کو اپنے مذہب کی صحیح بُنیاد تصور کریں۔ اور اُسے تنقید سے بالاتر سمجھیں لیکن اب یہ معلوم ہوا ہے کہ سب سے پہلی انجیل بھی یسوعؑ کی وفات کے ستر سال بعد تحریر کی گئی ہے۔ اور عہد جدید میں وہ تحریرات شامل ہیں جو سو سال کے مابین وقتاً فوقتاً لکھی گئی ہیں۔ اور دُنیا میں کوئی محقق خواہ وہ پادری ہو یا کلیسیائی عہدہ دار یا دُنیاوی آدمی بائبل کو تمام وکمال لائق اعتماد نہیں سمجھتا۔ اور اس بات کے اعتراف میں مُطلق نہیں جھجکتا۔ کہ بائبل میں بہت سی غلطیاں غلط بیانیاں اور خلاف عقل باتیں راہ پاگئی ہیں پس اندریں حالات کوئی تعجب نہیں۔ اگر لوگوں کے دلوں میں بے اطمینانی پیدا ہو گئی ہو +

مختصراً یہ وہ دلائل ہیں جن کی بناء پر زمانہ حال کے لوگ نئے مذہب کی تلاش میں ہیں۔ اور اسلام کے علاوہ اور کونسا مذہب ہے جو جدید خیالات سے لوگوں کو تسلی دے سکتا ہے؟ اسلام ہی وہ مذہب ہے جو الٰہیاتی پیچیدگیوں سے مُبرا ہے۔ اور اُن تمام نقائص سے پاک ہے جو مسیحیت کے نظریہ میں پائے جاتے ہیں۔ اسلام ہی واحد مذہب ہے جو ہمیں کچھ اثباتی اور تعمیری حقائق عطا کرتا ہے۔ اسمیں کوئی خلاف عقل عقیدہ نہیں ہے۔ اسکی تعلیم صرف اسقدر ہے لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ اور یہ وہ بات ہے جسے ایک دُنیا تسلیم کرنے پر مجبور ہے +
اسلام تو خالصتہً ایک عقلی مذہب ہے۔ اور تاریخی اور نحوی دونوں اعتبارات سے اور عقلیت کی تعریف کہ وہ ایک نظام ہے جو مذہبی عقاید کو عقل کے ماتحت رکھتا ہے اس پر پُورے طور سے صادق آتی ہے۔ اور یہی بات پروفیسر مانٹے نے اپنی تصنیف میں لکھی ہے جو ۱۹۰۸ء میں شائع ہوئی تھی +

کلیسیائی مسیحیّت کی عملی تصویر

جہاں تک مسیحیّت کی عملی تصویر کا سوال ہے جسقدر خاموشی اختیار کی جائے اسیقدر بہتر ہے۔ تاہم اخبار سپیکٹیٹر مورخہ ۲۳ مئی ۱۹۳۱ء سے بعض اقتباسات ہدیہ ناظرین کئے جاتے ہیں۔ جسمیں مشہور ارباب قلم نے "مسئلہ رنگ" پر اظہار خیال کیا ہے۔ مسیحیت نے تعصبات نوعی کو کم کرنے کی بجائے ہم سمجھتے ہیں۔ اور بھی زیادہ کر دیا ہے۔ چنانچہ ذیل میں چند اقتباسات درج کئے جاتے ہیں +

"مسٹر ایل ہیوز نے اپنے جدید ناول میں لکھا ہے۔ اسود ملون پیدا ہوتا ایسا ہے۔ جیسا زندگی کے زیرین طبقہ میں پیدا ہونا۔ اور روشنی کی طرف کا دروازہ بند ہوتا اور گوشۂ تنگ کے لوگ بالائی حصہ میں رہتے ہیں"۔ سب جانتے ہیں کہ حبشی کیلئے ٹرینوں میں ایک پچھلا حصہ مخصوص ہوتا ہے۔ ڈراموں میں بھی پچھلا حصہ مخصوص ہوتا ہے بعض مشہور حبشی ٹیمیں میں سفر کر سکتے ہیں

لیکن انہیں نکال دینے کا حق گوروں کو حاصل ہے۔ اور جینا میں میں ایک حبشی دوست کے ساتھ کھانا نہ کھا سکا۔ کیونکہ ایسا کرنا خلاف قانون تھا۔ ہیمپٹن انسٹیٹیوٹ کے گرجہ کے دروازہ پر لکھا ہوا ہے۔ کہ ایک پرائیویٹ عمارت ہے۔ تاکہ کالے لوگ گورے لوگوں کے ساتھ بیٹھ کر عبادت نہ کر سکیں۔ ریاستوں میں میں نے پینے کے پانی کے نلکے بھی کالے اور گوروں کیلئے جُدا جُدا دیکھے اور ایک لانڈری پر یہ نوٹس لکھا دیکھا۔ کہ یہاں کالے آدمیوں کے کپڑے نہیں دھوئے جاتے۔ کسی زمانہ میں حبشیوں کو تعلیم دینا بھی خلافِ قانون تھا۔ ڈاکٹر مارٹن پرنسپل ٹسکیگی انسٹیٹیوٹ اور حبشیوں کا خاص حامی کہتا ہے کہ ہم تمہارے برادرانِ مذہبی بننا چاہتے ہیں نہ کہ برادرانِ قانونی یہ باتیں ان بلند دعووں کا نتیجہ ہیں جو امریکن اور انگلستانی کلیسائیں کیا کرتی ہیں۔ اور جنہوں نے اپنے الفاظ کو عملی جامہ پہنانے کی تکلیف کبھی گوارا نہیں کی۔ اور نہ آئندہ ایسا کرینگے۔ اسلام ہی ایک ایسا مذہب ہے جس نے رنگ کے مسئلہ کا صحیح حل پیش کیا ہے۔ اور رنگ کے تعصب کی رکاوٹ کو دور کرنے کا راز دنیا کو سمجھایا ہے۔ اور یہ وہ حقیقت ہے جس کا اعتراف خود مسیحی مشنریوں کو بھی ہے +

مسلم مشن ووکنگ کا مکتوب

ہمیشہ سے ہم اسباب کے شدومد سے کہتے رہے ہیں کہ اسلام سیاسی اقتصادی اعتبار سے ہر چند ہی کمزور و افتادہ کیوں نہ ہو۔ اسکی روحانی طاقت و قوت مغرب کی حکمران اقوام کے قلوب کو ہر لحاظ سے مسخر کرنے کے قابل ہے۔ چنانچہ گذشتہ بیس سال کے مسلسل واقعات ہمارے اس قول کی صداقت پر مُہر توثیق ثبت کرتے چلے آئے ہیں۔ اس وقت تک جو لاتعداد یورپین حلقہ بگوشِ اسلام ہو چکے ہیں۔ ان میں اکثر طور پر وہ لوگ ہیں جنہیں اپنی سیاحتِ مشرق کے دوران میں مسلمانانِ سلف کی بہ نسبت حال موجودہ نسل کی کسی نہ کسی طرح معاملہ و سابقہ پڑا۔ سچ تو یہ ہے۔ کہ یہ صورتِ حالات خود مسلمانوں کیلئے بھی سرمایۂ حیرت و استعجاب ہے کہ انکی درماندہ جماعت میں اب بھی اغیار کے دلوں کو موہ لینے والی خوبیاں موجود ہیں۔ یہ وہ حقائق ہیں جن میں ایک جویائے حق کیلئے جو سینہ میں دل اور دل میں خلوص و یقین کی روشنی رکھتا ہے کسی مزید تشریح کی کوئی گنجائش نہیں۔ ابھی مسلمانوں کی جماعتی زندگی میں روحانی آگ کی کچھ سسکتی ہوئی چنگاریاں موجود ہیں۔ جن کا سراغ اہلِ یورپ کی تشنہ روح خود مسلمانوں سے بھی زیادہ عمدگی سے لگا لیتی ہیں چنانچہ ذیل کا خط جو لارڈ ہیڈلے صاحب بالقابہ کے نام آیا۔ اور انہوں نے ہمیں بھیجا ہے۔ اس سچائی کی ایک تازہ مثال ہے +

آفتاب الدین احمد اسسٹنٹ امام شاہجہان مسجد ووکنگ (انگلستان)

مکتوب نمبر ۹

ازمقام تھیم آکسن
مورخہ ۲۳ دسمبر ۱۹۳۱ء

جناب عالی!

آج میں ایک ایسے مسئلہ کے متعلق آپ سے استصواب کرتا ہوں جو عرصہ سے میرے قوائے متخیلہ پر حاوی ہے۔ ساتھ ہی ملتجی ہوں کہ آپ میرے اس تکلیف دینے کو درخورِ اعتناء نہ فرمائیں +

میں ابھی ابھی ہندوستان سے سات سال کے بعد واپس آیا ہوں۔ نینی تال (ہندوستان) میں میں ملازم تھا۔ اپنی ملازمت کے

آخری سالوں میں میں ایک مذہب سے روشناس ہوا۔ چونکہ یہ سننے میں آیا ہے کہ آپ کی ذات گرامی اُسی مذہب کی ایک مشہور رکن ہے پس اسی سلسلہ میں یہ خط آپ کو لکھا گیا ہے +

میرے آقا! آپکے متعلق جو مجھے اطلاع ملی ہے۔ اگر وہ صحیح ہے۔ تو پھر گذارش ہے کہ ازراہ مہربانی مجھے وہ واقفیت بہم پہنچائیں کہ مسلمان ہو جانے کے سلسلے میں کون سے وسائط اختیار کروں۔ اور قرآن مقدس کس ذریعہ سے حاصل کروں +

بار ثانی عرض ہے۔ کہ میں آپ کو مسلم جان کر یہ استفسارات آپ سے کر رہا ہوں۔ پس اگر آپ اس بارہ میں میری دستگیری کرینگے تو میری نہایت خوشی کا باعث ہوگا۔ میں نے اب تک طمانیت قلب کی خاطر مختلف مذاہب کی چھان بین کی ہے۔ مگر سب میں علی العموم بعض امور ضروریہ کا فقدان نظر آیا۔ لیکن اسلام کے متعلق جو کچھ بھی میں نے ابھی تک پڑھا یا سنا اس سے مجھے یہ یقین ہو گیا ہے کہ یہی ایک مذہب ہے۔ جو بلحاظ المکلیت مجملہ دیگر مذاہب پر فوقیت رکھتا ہے اس لئے میں اسلام کو قبول کرنے کا نہایت ہی خواہاں ہوں لہذا اس بارہ میں آپ سے حتے الوسع استمداد کرتا ہوں +

میرے ایک دوست بھی جو میرے ہمراہ ہندوستان میں ملازم رہ چکے ہیں۔ اسلام قبول کرنا چاہتے ہیں۔

میرے آقا! اگر واقعہ میں مجھے آپ کے مذہب کے بارہ میں غلط اطلاع ملی ہے۔ تو پھر میں آپ سے معافی چاہتا ہوں +

ایم۔ جی میسٹر

القیامت

رشحات فکر از حضرت خواجہ کمال الدین صاحب مبلغ اسلام

ہر مذہب میں قیامت کا تذکرہ موجود ہے۔ اور جملہ انبیاء کرام نے حیات بعد الموت کے عقیدہ پر زور دیا ہے اور بدکاروں کی آئندہ زندگی میں سخت عذاب کا نقشہ نہایت موثر انداز میں کھینچا ہے۔ قرآن کریم خود بار بار حیات بعد الموت کا ذکر کرتا ہے۔ اور اسکی وجہ صاف ہے۔ کہ معاد کا عقیدہ کسی مذہب کا جزو اعظم نہ ہو تو وہ مذہب چل نہیں سکتا اور یہ عقیدہ ہماری روزمرہ اخلاقی زندگی کیلئے بمنزلہ بنیاد کے ہے +

ممکن ہے کہ تہذیب جدید اس عقیدہ کی چنداں پرواہ نہ کرے لیکن تاریخ تو بار بار یہی ثابت کرتی چلی آئی ہے۔ کہ اس عقیدہ کا انکار کرنے سے دنیا میں بدترین مصائب کا دروازہ کھل جاتا ہے۔ اور اسکی بناء پر افراد انسانی جسمانی اور اخلاقی دونوں طرح کی کمزوریوں میں مبتلا ہو جاتے ہیں۔ اور اعلے سے اعلے تمدن خاک میں مل کر رہ جاتا ہے۔ اس کا خاص فائدہ یہ ہے کہ برائی کی سزا ملے لیکن بہت سے جرائم دنیا میں پوشیدہ رہتے ہیں! اسلئے مجرم سزا سے بچ جاتے ہیں۔ لیکن یہ عقیدہ کہ مرنے کے بعد دوبارہ زندگی ہوگی جسمیں ان جرائم کی سزا ملیگی انسان کو بہت سی برائیوں سے باز رکھتا ہے +

افسوس کہ تہذیب جدیدہ نے اس عقیدہ کو چنداں اہمیت نہیں دی۔ اگرچہ رائے عامہ کے باعث یا لوگوں کے اعتراضات

سے مجرموں کو قانونی طور پر سزا مل سکتی ہے لیکن دنیا میں بہت کم لوگ ہیں۔ جو نیکی کی خاطر نیکی کرتے ہیں۔ سزا کا خوف انسان کو بہت کچھ محتاط بنا دیتا ہے۔ اور اگر ہمیں یقین ہو جائے۔ کہ ہم سے کوئی مواخذہ نہ کریگا۔ تو پھر ہم جو چاہیں کر سکتے ہیں لندا لوگ اسی کو سب سے بڑی بات سمجھتے ہیں۔ کہ کسی کو مواخذہ کرنے کا موقع نہ ملے۔ ہماری خوشدامنی زیادہ تر ہماری خانگی زندگی سے وابستہ ہے۔ اور یہ تمام تر جنسی اخلاق کی پاکیزگی پر منحصر ہے۔ لیکن خانگی زندگی تو آجکل بہت کمزور ہو گئی ہے مغربی ممالک میں شادی تو ایک لاٹری کی قسم ہو کر رہ گئی ہے۔ اور جدید تقریرات نے بھی اس معاملہ میں کوئی خاص اصلاح نہیں کی ہے کیونکہ جنسی بدفعالیاں تعزیرات کی گرفت میں یا حدود میں نہیں آتیں اور جہاں بدفعالی کا ارتکاب کرنیوالے شادی کی قیود سے آزاد ہیں۔ وہاں ضابطہ دیوانی بھی کوئی مداخلت نہیں کر سکتا۔ اور جو کچھ قیود ہیں بھی وہ آہستہ آہستہ کمزور ہوتی جاتی ہیں۔ کیونکہ ان تمدنی خرابیوں پر پردہ ڈالنے کیلئے بہت سی تجویزیں بروئے کار آتی جاتی ہیں مثلاً طریق استناع ولادت اس معاملہ میں ایک خاص اہمیت رکھتا ہے +

اگرچہ مروجہ قانون زنا پر کوئی سزا عاید نہیں کرتا لیکن فطرت بعض اوقات عیاشی کی سزا امراض تناسل کی شکل میں ضرور دیدیتی ہے۔ اور وہ بہت سخت ہوتی ہے۔ اس سزا سے بچنے کے طریقے بھی سوچے جاتے ہیں۔ اور مبتلا ہو جانے کی شکل میں بذریعہ ادویہ معالجہ بھی کرایا جاتا ہے۔ اور ممکن ہے کہ سائنس فطرت پر غالب آ جائے لیکن یہ بات یاد رہے۔ کہ فطرت سزا دہی میں کسی کی رعایت نہیں کرتی۔ اور بیماریوں سے بچنے کیلئے جو حفظ ماتقدم اختیار کئے جاتے ہیں وہ انسان کو مزید عیاشی کی طرف مائل کرتے ہیں جس کی وجہ سے کیرکٹر تباہ ہو جاتا ہے اور جسمانی کمزوری رونما ہو جاتی ہے اور یقینی طور پر عیاش قوم جسمانی اور اخلاقی دونوں پہلوؤں سے تباہ ہو جاتی ہے۔ اور جلد صفحۂ ہستی سے مٹ جاتی ہے۔ لازم ہے کہ موجودہ زمانہ کے ارباب فکر کوئی تدبیر ایسی سوچیں کہ اس برائی کا سدباب ہو سکے۔ مغربی مفکرین کو خصوصاً اس طرف متوجہ ہونا چاہیئے کیونکہ یہ خرابی سب سے زیادہ مغرب ہی میں رونما ہے میرا خیال تو یہ ہے۔ کہ حیات بعد الموت پر اعتقاد ہی ایک ایسی چیز ہے جو اس مرض کا علاج ثابت ہو سکتا ہے۔ اس برائی نے قانون اور رائے عامہ دونوں کو پس پشت ڈال دیا ہے۔ ہاں یہ خیال کہ مرنے کے بعد ہمیں اپنے اعمال کی جوابدہی کرنی پڑیگی۔ بیشک اس برائی پر غالب آ سکتا ہے +

قرآن کریم نے حیات بعد الموت کے تین خصائص بیان فرمائے ہیں (۱) ہمارا آئندہ جسم ہمارے اس دنیا کے فعل پر مبنی ہوگا (۲) وہ ہمارے تمام اخلاقی عیوب کو آشکار کر دیگا (۳) ہمارا جسم ہمارے موجودہ افعال کے مطابق سزا یا جزا کے طور پر اپنے اندر راحت یا رنج کے عنصر کا حامل ہوگا۔ اس زندگی میں برائیوں سے روکنے کی قوت اس زندگی میں ہمارے جسم میں ظاہر ہوگی جبکہ تمام مخفی فساد ظاہر ہو جائینگے۔ یہ بیان سرتاپا صحیح ہے۔ بطور مزید تجربہ اس پر غور کیا جائے کہ بعض تناسلی امراض کے اثرات مریض کے جسم پر باقی

رہ جاتے ہیں۔ اور اُن سے بہت تکلیف ہوتی ہے۔ پس جو چیز عالم مادی میں ممکن ہے وہ رُوحانی عالم میں بہت ہی صفائی سے ظاہر ہوگی۔ کیونکہ وہاں جُرم کو مخفی کرنے کیلئے تمام ذرائع مفقود ہو نگے +

اگرچہ اس اعتقاد کے متعلق یہ شبہ پیش کیا جا سکتا ہے کہ ضرور دہریت کے لئے ایک بائیولوجی کا رنگ دے دیا ہے۔ لیکن دراصل یہ ایک صداقت ہے۔ قرآن کریم نے اُسے ادعائی رنگ میں پیش نہیں کیا۔ جیسا کہ دوسرے مذاہب میں ہے بلکہ اسکی صداقت پر دلائل مُہیا کئے ہیں۔ واضح ہو کہ یہ اصول سب سے پہلے قرآن کریم ہی نے دُنیا کے سامنے پیش کیا تھا۔ ڈارون کی "اصل انواع" کا اس وقت پتہ بھی نہ تھا۔ الکتاب نے فرمایا کہ جملہ اشیاء کے اندر اپنی ابتدائی حالت ہی میں وہ تمام استعدادیں مخفی ہوتی ہیں جو آگے چلکر بروئے کار آئینگی نیز یہ حالت ارتقائی اشیاء کے مرتبہ تکمیل کو پہنچنے تک قائم رہتی ہے۔ چنانچہ لفظ "رب" جو قرآن میں خدا کا پہلا اسم صفت ہے، لوازم ارتقائی کے مُہیا کرنے والے پر دلالت کرتا ہے +

قیامت کا ذکر اگرچہ قرآن میں متعدد بار کیا گیا ہے، اور اصول ارتقاء اسکے ثبوت میں پیش کیا گیا ہے۔ تاہم قرآن میں ایک سورت ہی سُورۃ قیامت کے عنوان سے موجود ہے۔ عربی لفظ قیامت کے لغوی معنی ہیں "کھڑا ہونا"۔ قرآن شریف نے کیا خوب کہا ہے کہ تمام حقائق قرآنی کا ثبوت خود ہماری شخصیت[ف] میں موجود ہے۔ سورت مذکورہ ابتدا ہی میں ایک نفسیاتی نمو کیطرف اشارہ کرتی ہے جسے "نفس لوامہ" یعنی برائی پر افسوس کرنیوالا نفس کے نام سے موسوم کیا گیا ہے۔ نیز نطفہ کے رحم مادر میں جا گزین ہونیکے بعد جو حالات جنین پر طاری ہوتی ہیں۔ ان کا ذکر بھی کیا گیا ہے۔ اور اُن حالات میں ارتقائی عمل و قُوت کے پیدا ہونے سے پہلے ہی شروع ہو جاتا ہے۔ یہ سب کچھ ایک نظام کے ماتحت ظہور پذیر ہوتا ہے کسی اتفاق کا نتیجہ نہیں ہے۔ جسطرح تخم حسب قوانین مُقررہ ترقی کر کے درخت بن جاتا ہے۔ اسی طرح نطفۂ انسانی رفتہ رفتہ شعور کی صورت میں مُتبدل ہو جاتا ہے۔ اور قرآن میں اُسے خلق جدید[ف] سے تعبیر کیا گیا ہے۔ لیکن الکتاب کا منشاء یہ نہیں ہے کہ رُوح جسم انسانی سے جداگانہ کوئی شئے ہے۔ اور خارج سے اسکے اندر داخل ہوئی ہے۔ وہ اُسے جسم سے ہی پیدا شدہ قرار دیتی ہے۔ قُوت اگرچہ عالم حیوانات میں بھی ظاہر ہو جاتا ہے لیکن انسان میں آکر اسمیں ایک خصوصیت پیدا ہو جاتی ہے۔ حقوق کا کوئی علم نہیں ہوتا۔ لیکن انسانوں میں یہ احساس عمر کے ساتھ ساتھ بڑھتا رہتا ہے۔ ہم اپنی جائداد کی حفاظت کرتے ہیں اور یہی احساس حفاظت، ترقی پا کر ہمیں دوسروں کے مال و اسباب اور حقوق کی نگہداشت پر مائل کر دیتا ہے۔ اور جب دوسروں کے حقوق پامال ہوتے ہیں۔ تو اسی وقت دُنیا میں بُرائی کا آغاز ہوتا ہے۔ دراصل گناہ نام ہے دوسروں کے حقوق پر دست درازی کرنے کا۔ اور اس منزل میں جب ہم دوسروں کے حقوق کی پامالی دیکھتے ہیں تو ہمارے اندر جذبہ تا سّف

ف وفی انفسکم افلا تبصرون (۵۱:۲۱) اور تمہارے نفوں میں بھی ہیں کیا تم غور نہ کرو گے؟

ف ثم جعلنٰہ نطفۃ فی قرار مکین ثم خلقنا النطفۃ علقۃ فخلقنا العلقۃ مضغۃ فخلقنا المضغۃ عظاماً فکسونا العظام لحماً ثم انشانٰہ خلقاً اٰخر فتبارک اللہ احسن الخالقین پھر رکھا اسکو بوند کر کے ایک جمے ٹھیراؤ میں پھر بنائی اس بوند سے پھٹکی پھر بنائی اس پھٹکی سے بوٹی پھر بنائیں اس بوٹی سے ہڈیاں پھر پہنایا ان ہڈیوں پر گوشت پھر اُٹھا کھڑا کیا اسکو اس کو ایک نئی صورت میں سو بڑی برکت اللہ کی جو سب سے بہتر بنانے والا ہے (۲۳:۱۴)

ولا اقسم بالنفس اللوامۃ [illegible]

پیدا ہوتا ہے +

قرآن شریف نے اس حیوانی ہستی کو نفس لوّامہ سے تعبیر کیا ہے۔ اگرچہ ہم رُوح کو جسم کی مخلوق قرار دیتے ہیں لیکن یہ خلق جدید
نفس کی ابتدا ہی ہے۔ اور ہم میں سے ہر شخص کو اس کا تجربہ ہے۔ اسی کو عرفِ عام میں ضمیر کی آواز کہا جاتا ہے۔ اگر اس کی طرف توجّہ
دی جائے تو وہ مُردہ ہو جاتی ہے۔ اگر اس نفس یا رُوح کی مزید ترقّی کا امکان نہ ہوتا۔ تو ہم یہ خیال کر سکتے تھے۔ کہ موجودہ زندگی
ہمارے مقصود کی آخری منزل ہے۔ لیکن ہمیں رُوح کی ترقّی کا تجربہ ہے۔ نفسِ لوّامہ کی بنا پر ہمارے اندر ایک رُوحانی جنگ شروع
ہو جاتی ہے۔ اور اگر ہماری بہیمیّت ہمیں دوسروں کے حقوق غصب کرنے کی طرف مائل کرتی ہے۔ اور ہمارے جذبات کو بھڑکاتی
ہے (اس نفس کو نفسِ[53] امّارہ کہتے ہیں) تو دوسری طرف نفسِ لوّامہ اس کی مزاحمت کرتا ہے، وہ ہمارے جذبات کو روکتا ہے،
اور ہمیں اُن افعال سے باز رکھتا ہے جن کی وجہ سے دوسروں کے حقوق تلف ہو جائیں یا اُن کی شادمانی مبدّل
بہ الم ہو جائے۔ اور ہم دوزخ میں ڈالے جائیں۔ نفسِ امّارہ اور نفسِ لوّامہ کی یہ باہمی جنگ دراصل ہمارے دل کے اندر ہی
رہتی ہے۔ اگر امّارہ غالب آ جاتا ہے تو ہم "حیوان" بلکہ اُس سے بھی بدتر بن جاتے ہیں لیکن اگر لوّامہ غالب آ جاتا ہے تو یہ تنازع
ختم ہو جاتا ہے، ہم کو بُرے کاموں سے نفرت ہو جاتی ہے۔ اور بُرائی میں ہمارے لئے کوئی دلچسپی باقی نہیں رہتی۔ اور ہماری رُوح اُس مرتبہ پر
پہنچ جاتی ہے۔ جسے قرآن کریم میں نفسِ مطمئنہ سے موسوم کیا گیا ہے ہم اس دُنیا ہی میں جنّت حاصل کر لیتے ہیں۔ اور سنجیدگی کے ساتھ
نیکی کی طرف مائل ہو جاتے ہیں کشمکش باطنی ختم ہو جاتی ہے۔ اور ہمیں کامل سکون حاصل ہو جاتا ہے۔ قرآن کریم نے اس زندگی کا
ایک نام دار السلام بھی رکھا ہے۔ لیکن یہ حالت مبارکہ جو ہمیں نفسانی خواہشات سے یکسر پاک کر دیتی ہے، ہر شخص کے حصہ میں نہیں
آتی ہم میں سے بہت تھوڑے اس مرتبہ پر پہنچتے ہیں لیکن یہ بات ممکن الحصول ضرور ہے۔ یہ دوسری بات ہے کہ ہر شخص کے امکان
میں نہ ہو لیکن اُس کا قابلِ حصول ہونا اگرچہ یہ بہتوں کی زندگی میں ایک مخفی استعداد کی شکل میں رہتی ہے۔ اس کا متقاضی ہے کہ مرنے کے بعد
زندگی ہو جس میں ہماری استعدادیں مرتبۂ کمال کو پہنچ سکیں۔ جس طرح ہمارا نفس لوّامہ یعنی ضمیر ہماری رُوح کی ایک ترقّی یافتہ صورت
ہے۔ اسی طرح نفسِ مطمئنہ بھی اُسی رُوحانی بیداری کی ایک مزید ترقی یافتہ شکل کا نام ہے۔ اگر
زندگی مسلسل چیز ہے۔ جیسا کہ اب ـــــ ٹکنس بھی تسلیم کرتا ہے۔ تو
قرآن کریم نے بھی اس زندگی کے بعض خصائص کا ذکر کیا ہے۔ یہ زندگی، ہماری رُوح کی ترقی یافتہ شکل ہے، جو موت کے بعد واقع ہو گی جبکہ
ہم علائق جسمانی سے بالکل آزاد ہو جائیں گے۔ حشر اجساد ضرور ہو گا جسے قیامت بھی کہتے ہیں لیکن قرآن کریم اور دیگر کتب میں بیان کیا گیا

۵۳ وما ابرّئ نفسی ان النفس لامارۃ بالسوء الا ما رحم ربی ان ربی غفور رحیم (۱۲: ۵۳) اور میں پاک نہیں کہتا اپنے جی کو، جی تو سکھاتا ہے بُرائی مگر جو رحم کرے میرا رب، بیشک میرا رب بخشنے والا ہے مہربان +

ہے کہ اسکے ساتھ نہایت تکلیف دہ حادثہ رونما ہوگا لیکن یہ بات بھی محض دعوے کے طور پر تسلیم نہیں کی جا سکتی۔ یہ تو ایک حقیقت ہے تاریخ ہمیں بہت سے حوادث روزگار کا پتہ دیتی ہے ہر خوش آیند تبدیلی کے پہلے کوئی نہ کوئی تکلیف دہ حادثہ ضرور رونما ہوا ہے تاریخ سے معلوم ہوتا ہے کہ ان حوادث کی بدولت دنیا میں اخلاق اور روحانی بیداری بھی پیدا ہوئی ہے۔ جب کبھی دنیا میں بدی کا دور ہوا تو انبیا ظاہر ہوئے اور انھوں نے اسکے خلاف وعظ کیا لیکن کم تر لوگوں نے اُن کی آواز پر کان دھرے۔ اس کے بعد عذاب نازل ہوا لیکن اُس کا نتیجہ اصلاح انسانی کی شکل میں ظاہر ہوا۔ روحانی بیداری پیدا ہوئی اور نعمتوں کا پھل ملا۔ یہ بات صرف ایک ہی دفعہ نہیں ہوئی کہ فرعون کے خدم و حشم دریائے نیل میں غرق ہو گئے اور انکے بعد یہود کے خیر خواہ لوگ انکی جگہ پیدا ہو گئے بلکہ تاریخ نے ہمیشہ ہندوستان میں بھی اسی قسم کے واقعات پیش کئے ہیں۔ ایک تشکی مزاج انسان اس واقعہ کی توجیہ جس طرح چاہے کر سکتا ہے لیکن اس کو تین باتیں ہر جگہ ساتھ ساتھ ملینگی بدی کا وجود عذاب کا نزول اور آخر میں نیکی کا دور۔ اور یہی بات ہمارے زمانہ میں بھی ظہور پذیر ہوئی ہے تہذیب زمانہ آخر بالکل خراب ہو گئی تھی اور بدی مہذب شکل میں ہر جگہ موجود تھی اور ایسا ہی اب بھی ہے۔ اگرچہ میں سمجھتا ہوں کہ اب اس کا انجام نزدیک ہے۔ عذاب بھی جو برائی کے وجود کا ثبوت ہے دنیا میں نازل ہو چکا ہے۔ جسے دنیا جنگ عظیم کے نام سے جانتی ہے۔ اور جو اقوام اس عذاب سے متاثر نہیں ہوئی ہیں ممکن ہے کہ ان پر کسی دوسری شکل میں عذاب وارد ہو۔ لیکن نیکی روحانی بیداری کا ثبوت یہاں بھی ملتا ہے۔

جنگ عظیم کا میدان مغربی ممالک ہی تھے اور روحانی بیداری کے نشان بھی نہیں ظاہر ہوئے ہیں۔ جنگ عظیم کی بدولت کلیسیائی مسیحیت اور دہریت دونوں کا عملی طور پر خاتمہ ہو چکا ہے۔ اگر آخر الذکر کی وجہ سے عذاب نازل ہوا تو اول الذکر اگرچہ بظاہر محبت کا مذہب ہے لیکن عذاب کو رد کرنے سے قاصر رہی۔ بلکہ صلح کے شاہزادے کے پیرو تو در اصل حقیقی مجرم تھے۔

یہ یقینی ہے کہ عذاب پرانے دستور کو فنا کرنے کیلئے نازل ہوتا ہے اور نیا نظام اسکی جگہ لیتا ہے لیکن اسکی وجہ سے ہمیں اُس خوف اور تکلیف کی یاد تازہ ہو جاتی ہے جس کا انبیاء نے ذکر کیا ہے کہ قیامت کا لازم ہے اگر اپنے طویل سفر میں نظام اثیری نے قوت انسانی کی شکل اختیار کر لی اور وہ پھر نفس لوامہ بن گیا تو یقینی طور پر مزید ترقی کے بعد نفس لوامہ یا ضمیر نفس مطمئنہ کی شکل اختیار کر سکتا ہے لیکن ہر نئے نظام سے پہلے عذاب کا آنا یقینی ہے اور اسی کو قرآنی اصطلاح میں قیامت کہتے ہیں۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ۔ نحمدہ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

تفسیر القرآن

باب سوم

تمہید

قرآن شریف کی دیگر امتیازی خصوصیات

از قلم حضرت خواجہ کمال الدین صاحب مبلغ اسلام

بائبل کی طرف اشارات

قرآن مجید نہ تو رگوید کی طرح جو ہندو کی مقدس کتاب ہے۔ مجموعہ رسوم ہی اور نہ بائبل کی طرح کسی قبیلہ کی تاریخ ہی۔ بیشک اسمیں رسوم کا بھی ذکر ہی مگر اس نے رسوم کو کسی قسم کی اہمیت نہیں دی۔ بلکہ انھیں بلند تر مقاصد کے حصول کا ذریعہ قرار دیا ہی مقصود یہ ہے۔ کہ عابد میں اتقا پیدا ہو جائے۔ اسمیں بعض تاریخی واقعات بھی مندرج ہیں۔ مگر ایک خاص مقصد کیلئے ہیں۔ اسمیں بنی اسرائیل کی تاریخ کی طرف اشارات بھی ہیں۔ اُس زمانہ میں دُنیا میں صرف یہود کی قوم ایسی تھی۔ جس کے پاس اپنی تاریخ لکھی ہوئی موجود تھی۔ اسلام سے پہلے دُنیا میں بہت سے مذاہب و تمدن برپا ہو چکے تھے لیکن صحیح تاریخ کا وجود قبل اسلام تقریباً کہیں نہ تھا۔ جدید تحقیقات سے بھی قدیم اقوام کی لکھی ہوئی تاریخ کا پتہ نہیں چلتا۔ پس قرآن مجید اپنے مقاصد کی تکمیل کیلئے کسی دوسری قوم کی تاریخ کی طرف اشارہ نہیں کرسکتا تھا جو حسب ذیل ہیں:۔

(۱) قرآن مجید بعض امور کی طرف اشارہ کر کے بعض باتوں کو مبرہن کرنا چاہتا تھا۔ مثلاً وہ اُن لوگوں کو جو آنحضرت صلعم کے زمانہ عسرت میں آپ کے گرد و پیش تھے۔ یہ بتانا چاہتا تھا۔ کہ آپ کو اپنے مقاصد میں کامیابی ہوگی جس طرح دیگر انبیاء کو آخر کار کامیابی اور ان کے دشمنوں کو ناکامی نصیب ہوئی۔ اور اسلئے الکتاب نے حضرت موسیٰؑ اور فرعون کا بار بار تذکرہ کیا ہی مخالفت کے باوجود دوسرے انبیاء کی کامیابی کا تذکرہ بھی کیا گیا ہی (ملاحظہ ہو سورت یونس ہود یوسف ابراہیم) قرآن شریف نے ان انبیاء کی زندگیوں کے بہت سے واقعات کو جن میں پڑھنے والوں کیلئے کوئی سبق مضمر نہیں ہی قصداً حذف

کر دیا ہے۔ کیونکہ وہ قصہ کہانی کی کتاب نہیں بلکہ حکمت اور اخلاق کی کتاب ہے۔ برعکس اس کے اس میں حضرت یوسفؑ کا تذکرہ تفصیل سے ساتھ کیا گیا ہے، کیونکہ اس قصہ سے بہت سے سبق مل سکتے ہیں۔ حضرت یوسف کے دشمن خود اُن کے بھائی تھے جنہوں نے اُن کو خاندان سے جدا کیا۔ اور اسلئے اُنھیں بہت سی مصائب کا سامنا کرنا پڑا۔ لیکن انجام کار اُن کے بھائی اُن کے سامنے مجرموں کی حیثیت میں آئے اور معافی کے طالب ہوئے۔ اس طرح انھیں کامیابی نصیب ہوئی۔ آنحضرت کے دشمن بھی آپ کے قریبی رشتہ دار ہی تھے۔ سورت یوسف اُس وقت نازل ہوئی تھی جبکہ آپ کے دشمن آپ کی جان لینے کی فکر میں تھے۔ دوست دشمن دونوں نے آپ سے سوال کیا کہ اس کا نتیجہ کیا ہوگا؟ پس سورہ یوسف نازل ہوئی۔ کیونکہ ایسے سوالات کا جواب اس میں کافی موجود ہے۔ وہ یہ کہ حضرت یعقوب کے دوسرے بیٹوں کی طرح آپ کے رشتہ دار بھی ایکدن آپ کے قدموں میں آگر گر پڑینگے۔ چنانچہ وہ دن آیا اور آپ نے دیکھا کہ وہ لوگ سخت ترین سزاؤں کے خیال سے کانپ رہے تھے لیکن آپ نے اعلان فرما دیا۔ کہ آج کے دن تمہارے ساتھ وہی سلوک کیا جائیگا جو حضرت یوسف نے اپنے بھائیوں کے ساتھ کیا تھا (۱۲: ۹۲)

(۲) یہود کی مقدس کتاب اگرچہ الہامی کہلاتی تھی لیکن اغلاط اور تحریف سے پاک نہیں تھی۔ بائبل میں بہت سی غیر درست باتیں بھی مندرج تھیں۔ قرآن مجید نے اُن کی اصلاح کی۔ اس جگہ ایک واقعہ کی طرف اشارہ کرنا کافی ہوگا۔ یعنی واقعہ غرقابی فرعون۔ اسی طرح بائبل میں لکھا ہے۔ کہ ہارون نے بھی اپنی قوم کے ساتھ بُت پرستی کی باوجودیکہ حضرت موسیٰ نے منع کر دیا تھا۔ جنہوں نے اُن کو وہ پانی پینے پر مجبور کیا تھا جس میں سوختہ بچھڑے کی راکھ ملی ہوئی تھی۔ یہ سب غلط باتیں ہیں۔ اور قرآن مجید نے ان سب باتوں کی تردید فرمائی ہے +

(۳) بائبل میں بعض انبیاء کا تذکرہ نہایت نامناسب انداز میں کیا گیا ہے۔ اکثر انبیاء کو جو بقول بائبل خداوند کی راہوں پر چلتے تھے۔ نہایت بُرے رنگ میں پیش کیا گیا ہے لیکن یہ سب کچھ ان معاندین کی کارستانی تھی۔ جن کو حضرت داؤدؑ یا حضرت سلیمانؑ سے پرخاش تھی یا وہ آنحضرت صلعم کے بزرگوں کو بدنام کرنا چاہتے تھے۔ جیسا کہ موبائش نے کیا ہے۔ جیسے کہ انہوں نے حضرت ابراہیم کو بھی نہیں چھوڑا۔ اور اُن کو دروغگو ظاہر کیا ہے یہی کچھ حضرت یوسف کے متعلق لکھا ہے۔ اور حضرت لوطؑ پر یہ الزام لگایا گیا ہے کہ انہوں نے شراب کے نشہ میں اپنی بیٹیوں سے زنا کیا۔ حضرت نوحؑ طوفان سے نجات پا کر بجائے شکر ادا کرنے کے شراب پی کر بدمست ہو گئے۔ حضرت داؤدؑ نے بھی اپنے اتقاء کو شہوت پرستی کی نذر کر دیا۔ اور حضرت سلیمان تو بقول بائبل ایک نبی کی جگہ ایک عیش پسند شاعر نظر آتے ہیں۔ بقول قرآن مجید بائبل میں ان مقدس ہستیوں پر نہایت نازیبا الزامات لگائے گئے ہیں۔ اور اس پاک کتاب نے اُن پاکبازوں کو جملہ اتہامات سے بری قرار دیا +

(۴) بائبل میں تخلیق کائنات کا بیان نہایت فرسودہ اور خلاف عقل ہے۔ خواہ اصولی طبقہ کچھ ہی کیوں نہ کہے لیکن سائنس نے اس معاملہ میں قرآنی بیان کی سراسر تائید کی ہے۔ علاوہ ازیں قرآن مجید میں اور بھی بے نظیر خوبیاں ہیں جو حد اعجاز تک پہنچی ہوئی ہیں۔ اور میں اس جگہ اُن کا ذکر کرونگا۔ یہ باتیں اس کا طرۂ امتیاز ہیں۔ اور ایک رنگ میں اُسے معجزہ کا رتبہ دیتی ہیں +

زبان

عربی زبان مہذب ہے قرآن مجید جس زبان میں نازل ہوا جو ہنوز زندہ ہے۔ اور بالمقابل دُنیا کی باقی ماندہ زبانوں کے جن میں سے تا یا تغیر ہو چکا ہے۔ اس میں کسی طرح کی تبدیلی نہیں ہوئی ہے۔ دوسری زبانوں میں بڑے تغیرات ہو چکے ہیں۔ انکے الفاظ اپنے پرانے مفہوم

اعلانداز کو ضائع کر چکے ہیں اور یا تو اُن کا مفہوم بدل چکا ہے یا اُنمیں ترمیم ہو گئی ہے۔ بلکہ میں بالیقین کہہ سکتا ہوں کہ سوائے حجازی زبان کے دُنیا کی کوئی زبان علیٰ حالہٖ قائم نہیں ہے یعنی اس صُورت پر نہیں جس پر کہ وہ آنحضرت صلعم کے زمانہ میں تھی۔ اگر دوسری الہامی کتابیں ہمارے سامنے اپنی پُوری پاکیزگی اور صحت کے ساتھ بھی موجود ہوں۔ تو بھی ہم انکی تعلیمات کو وہ معنی نہیں دے سکتے جو اُن کے الہام کے وقت میں دیئے گئے تھے۔ فی الجملہ زبان کی تبدیلی کی وجہ سے ہم ملہمین کی ذہنیت کے سمجھنے سے بالضرور قاصر رہینگے لیکن قرآن جس زبان میں نازل ہُوا وہ اب بھی زندہ ہے اسمیں نہ کوئی تبدیلی ہُوئی ہے۔ اور نہ آئندہ ہوگی۔ اور اس لئے اس کا پیغام آج بھی اسی طرح سمجھا جاسکتا ہے جس طرح اس کے نزول کے وقت۔ لہٰذا خُدا کی طرف سے کسی مذہب کی زبان بننے کی موعود صرف عربی زبان ہی ہوسکتی ہے کیونکہ مرورِ ایام سے اسمیں کوئی تبدیلی پیدا نہیں ہُوئی +

ہر مذہب میں بعض حقائق کا تذکرہ کیا گیا ہے لیکن الفاظ جو کہ استعمال ہُوئے ہیں۔ وہ اس مفہوم کو پُورے طور سے ظاہر نہیں کرتے۔ مثلاً ہر مذہب میں "خیر" اور "شر" کا ذکر موجود ہے لیکن جو الفاظ مستعمل ہیں وہ اس تصور کو پُورے طور سے ظاہر نہیں کرتے۔ میں نے اس کے ضمن میں اپنی رائے "خیر و شر کے متعلق قرآنی نظریہ" میں دی ہے۔ اور وہاں لکھا ہے۔ کہ قرآن کی رُو سے کوئی شے بذاتہٖ نہ بُری ہے نہ بھلی۔ ایک طرزِ استعمال کسی شئے کو مفید بنا دیتا ہے دوسرا طرز اسی شئے کو مُضر بنا دیتا ہے ہمیں پہلے طرز کو اختیار کرنا اور دوسرے کو ترک کرنا چاہیئے۔ ان کیلئے عربی الفاظ بہت کچھ واضح ہیں (۲۱: ۷۲) خیر کے لفظی معنے ہیں "شئے اختیار کردہ شد"۔ اور شر کے لفظی معنے ہیں "شئے مردُود" +

بلاغت علاوہ بریں عربی زبان میں ہر لفظ معانی کی کثرت سے مالامال ہے۔ اور یہ بات بھی دوسری زبانوں کو نصیب نہیں ہے۔ اور یہ حقیقت وہ ہے جو مذہبی صداقتوں کے اظہار میں مذہب کی حقیقی طور پر خدمت کرتی ہے۔ قرآن شریف کے الفاظ اس قدر فصیح اور واضح ہیں۔ کہ اُن کی تشریح کیلئے کسی تفسیر کی ضرورت نہیں ہے مثلاً گناہوں پر پچھتانے کیلئے قرآن شریف میں "توبہ" کا لفظ استعمال ہُوا ہے جسکے لفظی معنی ہیں "لوٹنا"۔ اور گناہ کیلئے جسقدر الفاظ استعمال ہوئے ہیں مثلاً جناح اثم عصیان عدوان وغیرہ اُن کے لفظی معنی ہیں۔ اصلی مرتبہ یا حالت چھوڑکر اپنی اصلی جگہ سے ہٹ جانا۔ گویا صداقت و پاکبازی نے ہمارے قیام کیلئے ایک خاص جگہ مُتعین کردی ہے۔ اور جب ہم اُس جگہ سے ہٹتے ہیں۔ تو گُناہ کرتے ہیں۔ اور جب ہم پھر اصلی جگہ پر واپس آتے ہیں تو توبہ کرتے ہیں۔ اور جب تک ہم دوبارہ پاکیزہ زندگی اختیار نہ کریں ہماری توبہ لائق قبول نہیں ہوسکتی +

اسی طرح الفاظ کے معانی سمجھ لینے کے بعد تمام قرآنی تعلیمات ہمارے لئے آسان ہو جاتی ہیں۔ اسکے برخلاف دوسری الہامی کتب کے سمجھنے کیلئے ہمیں تفاسیر کی ورق گردانی کرنی ضروری ہے جن میں ہر مُصنف نے اپنا ذاتی خیال پیش کیا ہے۔ اور اصل تعلیمات کو اپنے خیالات میں ملبُوس کردیا ہے +

قرآنی زبان کی الہامی خاصیت ان حقائق کی وجہ سے مجھے حجازی زبان کی الہامی حیثیت کے متعلق کچھ عرض کرنے کی جرأت ہوتی ہے اور خُدا کی آخری کتاب اسی زبان میں نازل ہُوئی ہے خدا کا آخری پیغام انسانی ساختہ زبان میں نازل نہیں ہوسکتا

اور محدود انسانی دماغ، ذات لامتناہی کے خیالات کو ظاہر کرنے کیلئے مناسب اور موزوں الفاظ نہیں بنا سکتا۔ یہ بات کہ عربی زبان الہامی زبان ہے یا نہیں محل نظر ہو سکتی ہے۔ لیکن اسمیں شک نہیں کہ خدا تعالیٰ کے پیغام کو تمام و کمال ظاہر کرنے کیلئے اس سے موزوں تر کوئی دوسری زبان نہیں ہے۔ اور ہم بالیقین کہ سکتے ہیں کہ عربی زبان میں وہ تمام خصائص موجود ہیں جو عام طور پر اشیائے فطرت میں پائے جاتے ہیں۔ مثلاً اشیائے فطرت اپنی ساخت کے لحاظ سے ناقابل تغیر ہیں۔ اور ان میں ہماری ضروریات کو پورا کرنے کیلئے غیر معمولی استعداد یں مخفی ہیں یہی حال معانی کے لحاظ سے قرآن کے الفاظ کا ہے! اور جس جگہ میں نے لفظ رب کی لغوی تحقیق پیش کی ہے وہاں اس بات کو مبرہن کر دیا ہے +

قرآنی الفاظ میں فلسفہ مضمر ہے

لیکن جو بات زبان میں نمایاں ترین حیثیت رکھتی ہے! اور جس کی وجہ سے عربی زبان کا الہامی الاصل ہونا پایۂ ثبوت تک پہنچ جاتا ہے یہ ہے۔ کہ اس کے الفاظ ترکیبی میں فلسفہ اور حکمت پنہاں ہے ہر لفظ میں اسکی وجہ انتخاب موجود ہے! اور وہ ایک مخصوص مفہوم پر دلالت کرتا ہے۔ یہ موضوع نہایت دلچسپ ہے اور تفصیل طلب ہے۔ جس کی یہاں گنجائش نہیں ہے میں نے اس موضوع پر اردو میں ایک کتاب لکھی ہے جس کا نام "ام الالسنہ" ہے یعنی زبانوں کی ماں میں نے اس کتاب میں مختلف الفاظ، اس خصوصیت کو ظاہر کرنے کیلئے پیش کئے ہیں۔ یہاں میں صرف دو تین الفاظ پیش کرونگا +

انسان یا مرد اور عورت! اسیقدر قدیم ہیں جس قدر انسانیت قدیم ہے! اور سوسائٹی کے قیام کے ساتھ ساتھ ایسے الفاظ ضروری ہیں جو اس مفہوم کو ظاہر کر سکیں۔ دوسری زبانوں کی طرح عربی میں بھی دو الفاظ ہیں "رجل" اور "نساء" یعنی مرد اور عورت۔ یہ دو الفاظ کثیر المعانی ہیں مرد فطرتاً محنت مشقت کے لئے پیدا کئے گئے ہیں! اور انھیں ایسے ایسے کام کرنے پڑتے ہیں۔ جو عورتوں کی دسترس سے باہر ہیں۔ تندرستی کیلئے ضروری ہے۔ کہ حرارت غریزی جسم میں قائم رہے۔ اسلئے ہمارے جسم پر کسی ایسے مادہ کا ہونا ضروری ہے۔ جو جو ہماری گرمی کو باہر نہ نکلنے دے علاوہ ازیں اگر مرد کی ضروریات زندگی جسمانی طاقت کی متقاضی ہیں۔ تو عورت کا حسن و جمال جو کہ اس کا زیور ہے نزاکت و لطافت کا متقاضی ہے! ان باتوں کو ملحوظ رکھ کر اب انتظام قدرت ملاحظہ ہو کہ اس نے مرد کو بال اور عورت کو چربی عطا کی ہے۔ اور یہ دونوں چیزیں مانع اخراج حرارت ہیں! اگر عورت کے جسم پر بھی بال ہوتے تو یقیناً اس کا حسن و جمال تلف ہو جاتا! اس کے برعکس چربی اس کے جسم کو ملائم بھی بنا دیتی ہے۔ یہ امر مسلم ہے کہ بال سے بڑھ کر کوئی چیز مانع اخراج حرارت نہیں +

بال تو جسم پر نمایاں ہیں! لیکن کچھ عرصہ قبل یہ بات معلوم نہ تھی کہ عورتوں کی جلد کے نیچے چربی کی ایک تہ پائی جاتی ہے اور یہی وجہ ہے عورتوں کو مردوں کے مقابلہ میں سردی کم محسوس ہوتی ہے۔ یہ تو حال کی تحقیقات ہے! لیکن عربی زبان نے جو الفاظ منتخب کئے ہیں۔ وہ ان صداقتوں کو بھی اپنے اندر لئے ہوئے ہیں +

اگر لفظ "رجل" کے معنی ہیں سخت اور بالوں والا! تو "نساء" کے معنے ہیں ملائم اور چربی والی۔ یہ الفاظ سوسائٹی کی ابتدا ہی میں وضع کئے گئے ہونگے۔ کیونکہ ماں اور باپ کے بعد یہی لفظ کثیر الاستعمال کئے جا سکتے ہیں! اب سوال یہ ہے کہ غیر تربیت یافتہ دماغ خود کس طرح ایسے الفاظ وضع کر سکتا تھا۔ جو ایسے کثیر المعانی ہوں! اور ایسی صداقت کے حامل ہوں جس کا علم صدیوں بعد ہوا! پس لازمی ہے کہ یہ الفاظ خدا کی طرف سے آئے ہوں! ان الفاظ کے اور معانی بھی ہیں۔ جو مرد اور عورت کے خصائص پر دلالت کرتے ہیں میری

کتاب اُم الالسنہ میں دیکھیں اس قسم کے الفاظ موجود ہیں بعض الفاظ میں مخصوص فلسفہ مضمر دیکھ کر لامحالہ حیرانی ہوتی ہے مثلاً "خفا" اور "خوف" دونوں میں حرفِ علت کا فرق ہے ایک کے معنے ہیں پوشیدہ دوسرے کے ڈرنا۔ ظاہر ہے کہ ہم ایسی چیز سے ڈرتے ہیں جس کے متعلق ہمیں علم نہیں ہوتا پس یہ دو خیالات جو باہم نسبت رکھتے ہیں، بادنیٰ تغیر ایک ہی لفظ سے ظاہر کر دیئے گئے ہیں ایسی قسم کی باتوں سے معلوم ہوتا ہے کہ حجازی زبان انسان کی بنائی ہوئی نہیں بلکہ منزل من اللہ ہے +

تکمیلِ پیغامِ الٰہیہ

اگر الہام ربانی کا مقصد انسان کو صحیح رستہ پر چلانا تھا تو تکرار نزول سے ہمیں کوئی اختلاف پیدا نہیں ہو سکتا۔ ممکن ہے کہ انسانوں کی صلاحیتِ ذہنی کے لحاظ سے وہ قدرے قدرے نازل ہو لیکن حقیقت کا اعادہ ضروری ہے۔ اور ایک دن اس پیغام کو مرتبۂ کمال تک پہنچنا ضروری ہے (۵ : ۱)۔ اگر دو نقطوں کے درمیان خط مستقیم ایک سے زیادہ نہیں ہو سکتا، تو پھر وہ الہام جو انسانوں کی ہدایت کا مدعی ہے۔ آخری اور قطعی ہونے کا بھی دعوے کر سکتا ہے۔ آخری کتاب الہامات ماقبل کی تردید کیلئے نازل نہیں ہوئی بلکہ اُن کی تصدیق کیلئے (۴۸ : ۲۵) اُس نے اسی مذاہب کی اشاعت کی جس کی حضرت نوحؑ اور دیگر انبیاء نے اشاعت کی تھی (۴۲ : ۱۶۳) لیکن کتاب کا مقصد اس پیغام کی تکمیل تھا۔ اور اسی لئے قرآن مجید آخری کتاب ہے۔ خدا کے طریقے تو یقیناً غیر محدود ہیں، اور اُن کے متعلق ہمارا علم کبھی مکمل نہیں ہو سکتا۔ ایسی برابر ترقی ہی ہوتی رہیگی لیکن انکے متعلق صحیح طریقہ غور و فکر کرنے کا ایک ہی دفعہ بتایا جا سکتا ہے۔ اگر علم کی بحث ہے اور خدا اس کا سرچشمہ ہے تو بیشتر جلد اُس پانی کا رستہ دنیا کو معلوم ہو جائے اسی قدر اچھا ہے۔ پس ابتدا ہی سے ایسا کیا گیا تھا۔ اور میں تو یہاں تک کہہ سکتا ہوں کہ اگر سابقہ الہامات اصلی حالت میں ہوتے تو خدا کی آخری کتاب کی کچھ اور ہی نوعیت ہوتی لیکن سابقہ الہامی کتب یا تو بالکل غائب ہو گئی ہیں یا اُن کی اصلیت اور صحت میں فرق آگیا ہے۔ پس نبی کریم صلعم کی بعثت پر ضروری تھا کہ خدا کی مرضی کا آخری دفعہ اعلان ہو جائے اور یہ اعلان انسانی تحریف سے پاک تھا۔ جس وقت دوسرے اہل مذاہب قرآن کو الہامی کتاب تسلیم کرنے میں پس و پیش کرتے ہیں اُس وقت مجھے یہ دلیل نہایت تشفی بخش معلوم ہوتی ہے۔ اگر وہ الہام جو اُن کے آباؤ اجداد کو دیا گیا آج اپنی اصلی حالت میں نہیں ہے تو پھر خدا کی طرف سے نیا اور پاکیزہ الہام آنا نہایت ضروری ہے۔ کیونکہ ہدایت سے بہرہ اندوز ہونے کا ہمیں بھی وہی حق حاصل ہے جو ہمارے آباؤ اجداد کو تھا۔ یا تو سرچشمۂ علم اُس ہدایت کو اُسکی اصلی صورت میں قائم رکھے یا ہمیں از سر نو الہام عطا کرے۔ اور ہمیشہ سے اُس کا طریق یہی رہا ہے۔ اور جملہ فطرت اس صداقت پر گواہی دے رہی ہے، کائنات میں جب کبھی ہماری ضروریات میں سے کوئی ایک چیز زائل ہو جاتی ہے تو خدا فوراً دوسری چیز عنایت کر دیتا ہے۔ اور جب وہ خدا ہماری جسمانی ضروریات کو اس طرح پورا کرتا ہے تو روحانی ضروریات کو کیوں نہ پورا کریگا؟ جبکہ یہ ظاہر ہے کہ روح جسم سے بہت زیادہ قیمتی چیز ہے۔ اگر خدا نے اگلوں کو ہدایت عطا کی تھی تو آخر ہم کیوں محروم رہیں؟ یقیناً اگر قرآن شریف میں کسی طرح کی تحریف ہو جاتی تو اللہ تعالےٰ دوسری کتب نازل فرما دیتا (۱۰۶ : ۲-۱) +

یہ معلوم کرنا بھی دلچسپی سے خالی نہیں کہ قرآن شریف کا نزول اس وقت ہوا جبکہ دنیا کو ہدایت کی سخت ضرورت تھی۔ اور

ہر قوم ایک نبی کے آنے کی منتظر تھی۔ کیونکہ تحریف اور تلبیس کی وجہ سے جملہ الہامی کتب اپنی پاکیزگی اور اثر کھو بیٹھی تھیں۔ چونکہ انبیاء کی فراست نے اُنھیں بتا دیا تھا کہ آئندہ چل کر اُن کی تعلیم میں آمیزش ہو جائیگی اسلئے سبھوں نے یہ کہا کہ ہمارے بعد ایک نبی آئیگا۔ اور یہ کہ ہمارا الہام آخری نہیں ہے۔ اگر حضرت موسیٰؑ نے یہ فرمایا (۱۸: ۱۸ استثنا) کہ خدا میرے بعد ایک نبی برپا کریگا۔ جسکے ہاتھ میں آتشیں شریعت ہوگی، تو ظاہر ہے کہ یہ پیشگوئی حضرت عیسیٰؑ کے آنے پر پوری نہیں ہوئی۔ کیونکہ نہ تو وہ کوئی نئی شریعت لائے نہ پرانی شریعت سے سر مُو انحراف کیا۔ وہ تو خود صداقت کی رُوح کے منتظر تھے۔ بعض لوگ اپنی ناواقفیت کی وجہ سے یہ سمجھتے ہیں کہ جب پینٹیکوسٹ کے دن زبانوں کا معجزہ ظاہر ہُوا۔ تو جناب یسوعؑ کے الفاظ پُورے ہو گئے (یوحنا ۱۴: ۱۶ و اعمال ۲: ۱ تا ۳) لیکن یہ تاویل تسلی بخش نہیں ہے، جناب یسوعؑ جیسا کہ اُن کے قول سے ظاہر ہے، تمام صداقت دُنیا کو بطور خود نہیں دے سکتے تھے وہ تو خود اُس آنیوالے کے منتظر تھے (۱۶: ۱۲-۱۳) کلیسیاء جو آج کل اُن کے نام سے مشہور ہے، وہ بھی اس کی مصداق نہیں ہو سکتی، کیونکہ اُس نے آج تک اُس علم میں ایک شمہ بھر اضافہ نہیں کیا جو جناب یسوعؑ کے دُنیا سے رخصت ہونے کے وقت لوگوں کو حاصل تھا۔ علاوہ بریں نبی موعود کیلئے آتشیں قانون لانا ضروری تھا تاکہ وہ پُرانے قانون کی تکمیل کر سکے جیسا کہ جناب یسوعؑ کو اُمید تھی لیکن مروجہ کلیسیاء نے سرے ہی سے اُس کا اِلغا کر دیا ہے۔ بائبل میں بھی یہ پیشگوئی موجود ہے کہ خدا کوہ سینا سے آئیگا اور شعیر پر ظاہر ہوگا۔ اور فاران کی چوٹیوں سے جلوہ گر ہوگا (۳۳: ۲ استثنا) اگر سینا اور شعیر موسوی اور عیسوی شریعتوں کی طرف اشارہ کرتے ہیں تو فاران سوائے عرب کے اور کسی ملک میں نہیں اور مکّہ اُسی پہاڑ کی وادی میں واقع ہے لیکن آنیوالے نبی کا ذکر صرف بائبل ہی میں نہیں ہے۔ خدا کے تمام بزرگ انبیاء نے جن میں حضرت کرشن بھی شامل ہیں، اور حضرت بُدھ بھی اللہ تعالےٰ کے آخری نبی کی آمد کا شاندار الفاظ میں تذکرہ کیا ہے +

عالمگیر کتاب { قرآن شریف ایسی کتاب ہے جس نے عالمگیر مذہب کی تبلیغ کی ہے۔ اس سے پہلے ہر کتاب مختص بالقوم تھی۔ لوگ قبائلی خداؤں کی پرستش کرتے تھے۔ اور اُنھوں نے دوسری قوموں کو خدائی نُور سے محروم قرار دیا تھا۔ سابقہ مُعلمین اِس مُعاملہ میں بڑے سخت تھے یہودی مشائخ تو اپنے منتخب اور برگزیدہ ہونے پر خصوصیت کے ساتھ فخر کرتے تھے اور اُسی وجہ سے وہ اپنے آپ کو خُدا کے بیٹے قرار دیتے تھے۔ اگر قدیم ہنود دوسروں کو "راکھشش" کہتے تھے اور ملیچھ سمجھتے تھے یعنی شیطان اور دیو کے بچے تو جناب یسوعؑ نے غیر یہودی اقوام کو کُتّے اور سؤر کے القاب سے یاد کیا تھا وہ تو انھیں بچّوں کا کھانا دینا بھی پسند نہیں کرتے تھے لیکن اُس کے برخلاف اسلام ایک عالمگیر پیغام لایا (۲۵: ۱) اُس نے تمام دُنیا کو اپنے دائرۂ تبلیغ میں شامل کر لیا، اور اپنی صداقت تمام دُنیا کے سامنے پیش کی اُس نے عالمگیریت کی تبلیغ کی اُس نے جملہ بنی آدم کو ایک قسل در ایک نسل قرار دیا۔ قرآن مجید نے تمام انسانی امتیازات کو یکسر مٹا دیا۔ جن کی وجہ سے ایک قوم دوسری قوم سے جدا رہتی تھی۔ اور گورے اور کالے دونوں کو ایک سلک میں منسلک کر دیا۔ اور تمام دنیا میں ایک عالمگیر اخوت قائم کر دی۔ اگرچہ دنیا اب عالمگیریت کی طرف راجع ہے لیکن ابھی اسے آنحضرت سے بہت کچھ سیکھنا ہے، تب کہیں رنگ اور ملک کے تعصب داغوں سے دُور ہو سکینگے۔ اور بیچارے حبشیوں کو مُہذب گوری اقوام کے طعنوں سے نجات ملیگی۔ یُوں تو مسیحی لوگ بڑی بلند آواز سے یہ گیت گاتے ہیں کہ اے ہمارے باپ تُو جو آسمان میں ہے لیکن مغربی ممالک کے عیسائی مشنری عیسائیوں کو ایک باپ کی

اولاد نہیں سمجھتے صرف اسلام ہی ایک ایسا مذہب ہے، جو عالمگیریت کیلئے قول و عمل دونوں پیش کر سکتا ہے۔ اس نے ایسے اصول قائم کر دیئے ہیں جن کی وجہ سے مغرور سے مغرور انسان بھی دوسروں کو اپنا ہمسر سمجھنے کیلئے مجبور ہے ۔

جملہ مذاہب خدا کی طرف سے ہیں قرآن شریف فرماتا ہے کہ جملہ مذاہب خدا کی طرف سے ہیں۔ اور کوئی مذہب عالمگیریت لانے کا مدعی نہیں ہو سکتا۔ اگر وہ ابتداء سے مذہبی معاملہ میں خدا کی عالمگیر تربیت پر اعتقاد نہیں رکھتا۔ اگر ہم سب اسکی مخلوق ہیں تو وہ اپنی ہدایت بھیجنے کے معاملہ میں کسی خاص قوم کی پاسداری کا مجرم نہیں ہو سکتا۔ وہ یہ نہیں کر سکتا کہ کسی خاص قوم کو ہدایت سے سرفراز کرے۔ اور باقی ماندہ اقوام کو اس سے محروم کر دے۔ اسکے بالمقابل ہر قوم اس امر کی مدعی ہے۔ کہ ہمیں خدا کی طرف سے ہادی آئے ہیں پس عالمگیر مذہب کیلئے ضروری ہے۔ کہ وہ دیگر مذاہب کا احترام کرے۔ ممکن ہے۔ کہ وہ مذاہب اصلیت سے دور ہو گئے ہوں۔ اور انکی کتب کی صداقت زائل ہو چکی ہو۔ لیکن یہ کہنا کہ دوسری اقوام کو خدا کی طرف سے ہدایت نصیب نہیں ہوئی۔ دوسرے لفظوں میں مشیت الٰہی کی توہین ہے۔ یہ بالکل مہمل اور غیر فطری امر ہے۔ علاوہ بریں کل دنیا ایک جھنڈے کے نیچے کبھی بھی جمع نہیں ہو سکتی نہ اب تک ایسا ہوا ہے اور نہ آئندہ ہو گا۔ لہٰذا دنیا کے مختلف مذاہب میں ایک درمیانی راہ اپنانی ضروری ہے۔ جو مختلف متضاد عناصر میں مطابقت پیدا کر دے تاکہ دنیا کا امن و امان قائم رہ سکے اور بدنظمی واقع نہ ہو ۔

یہ صراط وسطیٰ قرآن مجید نے بنی نوع آدم کو عطا کر دی۔ جس نے اعلان کر دیا کہ دنیا میں کوئی قوم ایسی نہیں جس میں ڈرانے والا نہ آیا ہو۔ (۲۶ : ۱۹) اگر جمہوریت کا پسندیدہ ترین اصول مساوات انسانی کو قرار دیا جائے تو اگر ہم عالمگیریت الہام میں ایمان نہ رکھیں تو پھر اس پر کیا ایمان رکھ سکتے ہیں۔ قرآن مجید فرماتا ہے کہ انبیاء تمام اقوام میں مبعوث ہوئے۔ لیکن ان کے پیروؤں نے آپس میں جھگڑنا شروع کر دیا۔ اور انجام کار وہ اس رستہ سے بھٹک گئے جس پر نبی نے ان کو چلایا تھا۔ اور دیگر اقوام کو بھی ان کے ہادیوں نے صحیح رستہ ہی بتایا تھا (۱۰ : ۱۹) اگر ہم اس تعلیم پر غور کریں تو ہمارے اندر سے مذہبی منافرت کی روح بالکل دور ہو سکتی ہے۔ مسلمان تو قرآنی تعلیم کی رو سے ہر مذہب کو منجانب اللہ تسلیم کرتا ہے۔ اور اسے حکم دیا گیا ہے۔ کہ وہ انبیاء کے درمیان کوئی تفریق نہ کرے (۳۵ : ۲۴) اور سب کی یکساں عزت کرے۔ اگر ہم بغیر مذہب کے زندگی نہیں بسر کر سکتے اور سب کے سب ایک مذہب کے ماتحت بھی نہیں ہو سکتے (اور اختلاف مذہبی کی بدولت منافرت پیدا ہوتی ہے) تو پھر قرآنی تعلیم کے ضروری ہونے سے انکار نہیں کیا جا سکتا صرف یہی وہ شئے ہے جو امن اور ہم آہنگی قائم کر سکتی ہے۔ ایک باپ کی اولاد ایک دوسرے سے علیحدہ رہتی ہے۔ اور ممکن ہے کہ وہ اپنے اپنے مشاغل میں محو ہو جائیں لیکن وہ ایک دوسرے کے دشمن تو نہیں ہو جاتے۔ لہٰذا ہمیں بھی کسی اصول اخوت کی ضرورت ہے جو ہم مذہبی دائرہ میں استعمال کر سکیں۔ اور یہ اصول ہمیں قرآن نے عطا کر دیا ہے۔ اسکی تعلیم کی رو سے ہمیں جملہ انبیاء کو اپنا باپ سمجھنا چاہئے۔ اور مختلف مذاہب کے لوگوں کو اپنا بھائی۔ ہم باہم بعض عقائد میں اختلاف رکھ سکتے ہیں لیکن اگر ہم جملہ انبیاء کو لائق عزت اور ان کی تعلیم کو صحیح تسلیم کر لیں تو پھر ہمارے اندر صلح ہونا بالکل آسان ہے۔ اگر ہم یہ تسلیم کر لیں کہ دوسرے مذاہب کے بھائیوں نے صداقت میں جزوی تبدیلی کر لی ہے تو ہم آپس میں مواخات کر کے صلح کی راہ بہت آسانی سے نکال سکتے ہیں۔ ہم کسی مشترک عقیدہ کیلئے تعاون بھی کر سکتے ہیں۔ اور ایک مقام پر جمع بھی ہو سکتے ہیں

جو لوگ خدا پر یقین رکھتے ہیں انھیں اپنی قوتوں کو ایک مرکز پر جمع کر کے اس لامذہبیت کا مقابلہ کرنا چاہئیے جو مذہب کی سب سے بڑی دشمن ہے اور اس وحدت مقصد سے جیسا کہ قرآن شریف فرماتا ہے۔ مزید اتحاد پیدا ہوگا +

ہمیں کوئی شک نہیں کہ تمام مذاہب کا سرچشمہ ایک ہی ہے کیونکہ دنیا میں ہر انسان خدا سے ہدایت پانے کا حق رکھتا ہے سب انبیاء نے ایک ہی پیغام کی اشاعت کی ہے لیکن اسلام سے پہلے یہ حقیقت کسی پر منکشف نہیں ہوئی۔ اور میں بالیقین کہہ سکتا ہوں کہ آنحضرت صلعم کو نبوت کا منصب اگر کسی اور وجہ سے نہیں تو صرف ایک اس وجہ سے زیب دیتا ہے کہ آپ نے اس صداقت کا اعلان فرمایا بیشک خدا کو کسی شخص کو مبعوث کرنا تو ضروری تھا جو اس صداقت کا اعلان کرتا اور یہ مبارک خدمت آنحضرت صلعم کے حصہ میں آئی +

معقولیت قرآن شریف نے پیغام الٰہی کی اشاعت کا انداز بھی دیگر کتابوں سے جداگانہ ہی رکھا ہے یہ تو وہ ادعائی رنگ رکھتا ہے۔ اور نہ تحکمانہ۔ اگر وہ کسی بات یا عقیدہ کی تعلیم دیتا ہے۔ یا کسی مروجہ عقیدہ کی تردید کرتا ہے، تو وہ ان امور کے متعلق معقول دلائل پیش کرتا ہے۔ دوسری الہامی کتب کا یہ انداز بیان نہیں ہے۔ اور قرآن شریف اپنی تعلیمات کو ایسے معقول انداز میں پیش کرتا ہے۔ جو فوراً ہماری عقل میں آجاتی ہیں۔ اسی لئے قرآن شریف نے اپنا ایک نام حکمت بھی قرار دیا ہے (۱۷ : ۲۹) ہم بچوں کو جو بات چاہیں منوا سکتے ہیں لیکن جب وہ بڑے اور سمجھدار ہو جاتے ہیں تو پھر جب تک ہماری بات میں معقولیت نہ ہو وہ ہرگز اُسے تسلیم نہیں کرتے۔ جب وقت دنیا میں عقل کا دور ہو تو جبر سے کام نہیں چلتا۔ چنانچہ قرآن شریف نے تبلیغ مذہب کے سلسلہ میں ایک زریں اصول بیان کر دیا ہے کہ "لا اکراہ فی الدین" یعنی دین کے معاملات میں کوئی جبر نہیں۔ کیونکہ ہدایت اور کجروی دونوں متمیز ہو چکی ہیں (۲ : ۲۵۶) اگر صحیح راستہ معقول طور پر بتا دیا گیا ہے۔ اور تجربہ نے اس کی صحت بھی ثابت کر دی ہے تو پھر اُسکے منوانے کیلئے کسی جبر کی ضرورت ہی کیا ہے؟ قرآن شریف نے اس بات پر بار بار زور دیا ہے۔ اور ہم کو اس قسم کی بہت سی آیات قرآن شریف میں ملتی ہیں۔ مثلاً (۱۸ : ۲۹) سچائی تمہارے رب کی طرف سے آگئی ہے۔ اب جس کا جی چاہے وہ اس پر ایمان لائے اور جس کا جی چاہے نہ لائے۔ اس اصول کا سارا فلسفہ لفظ رب میں مضمر ہے "رب" وہ ہستی ہے، جو مخلوقات کو پالتی اور اُن کی پرورش کرتی ہے اور اُن کی مخفی استعدادوں کو پایۂ تکمیل تک پہنچاتی ہے، وہ اُن کی تکمیل کے قوانین مرتب کرتا ہے۔ پس ہم میں سے ہر ایک کو اُس کے کاموں میں دلچسپی لینی چاہئیے۔ اور ہمیں سمجھنا چاہئیے۔ کہ وہ ہمارے پالنے اور ترقی دینے والے کے پاس سے آئے ہیں۔ لہٰذا اگر وہ ایسے نہیں تو پھر ہم کسی شخص کو کس طرح ان پر ایمان لانے کیلئے مجبور کر سکتے ہیں؟ میری رائے میں ہر شخص کو اپنے فیصلہ میں آزاد ہونا چاہئیے۔ ان آیات میں وہ معیار بیان کیا گیا ہے جس پر ہمیں ہر تعلیم کو پرکھنا ضروری ہے ہمیں دیکھنا چاہئیے کہ جو کتاب ہماری ہدایت کی مدعی ہے وہ اپنے اندر ہماری روحانی ترقیات کا سامان بھی رکھتی ہے یا نہیں اور ہماری استعدادوں کو درجہ تکمیل پہنچا دیتی ہے یا نہیں؟ اور ہم تو قرآن شریف کو بھی اسی معیار پر پرکھینگے +

ہر عقیدہ کی معقولیت ہر مذہب مختلف عقاید کی تلقین کرتا ہے۔ لیکن سوائے قرآن شریف کے اور کوئی کتاب اپنے پیش کردہ عقاید کو معقولی رنگ میں ثابت نہیں کرتی۔ یہ فخر صرف قرآن شریف ہی کو حاصل ہے۔ کہ وہ ہر عقیدہ کے متعلق ہماری عقل سے اپیل کرتا ہے۔ مثلاً تمام الہامی کتب خدا، ملائکہ، الہام، نبوت و رسالت، معاد اور قیامت کا ذکر کرتی ہیں، اور ہم سے کہتی ہیں کہ ان باتوں کو بطور صداقت قبول کریں۔ لیکن موجودہ تعلیم نے قبل اسلام کی جملہ کتب الہامی کے متعلق ہمارے دلوں میں شکوک پیدا کر دیئے ہیں کیونکہ ان باتوں کے متعلق اُن کتابوں میں عقلی دلائل موجود نہیں ہیں لیکن مسلمانوں کو اپنی کتاب کی تعلیمات کے متعلق کوئی شک و شبہ نہیں ہے۔ کیونکہ اگر تعلیم نے ہماری عقل کو ایمان کے مقابلہ میں لا کھڑا کیا ہے۔ تو قرآن شریف نے عقل کو الحاد کا مقابلہ کرنے کیلئے تیار کر دیا ہے۔ میں نے ان صفحات میں ان دلائل کا ذکر کیا ہے جو قرآن شریف نے ہستی باری تعالیٰ کے متعلق پیش کئے ہیں۔ اور میں نے اُن وجوہ کو بھی لکھا ہے جن کی بناء پر قرآن شریف نے اللہ تعالیٰ کی طرف سے الہام ہونے کی ضرورت کو پیش کیا ہے۔ اس جگہ میں دو مزید دلائل کتاب اللہ میں سے لکھتا ہوں +

(۱) ہر شئے کے متعلق یہ دکھا دیا گیا ہے۔ کہ وہ ترقی کر رہی ہے۔ اور جب وہ اللہ تعالیٰ کے مقرر کردہ اصولوں پر گامزن ہوتی ہے۔ تو اسکی ساری استعدادیں بروئے کار آ جاتی ہیں۔ یہ اصول کائنات مادی میں ہر جگہ کارفرما ہے۔ اور شعوری معاملات میں بھی اس کے خلاف نہیں ہو سکتا لیکن ہم ماں کے پیٹ سے کسی قسم کا علم لے کر دنیا میں نہیں آتے، جس کی بدولت ہماری دماغی پرداخت ممکن ہو سکتی ہے۔ جملہ اقسام کے علوم ہمیں خدا ہی کی طرف سے حاصل ہوتے ہیں +

(۲) تمام اشیاء کے اردگرد ایسی چیزیں موجود ہیں جو انکی ترقی کیلئے مفید یا مضر ہیں لیکن اشیاء میں کوئی مخفی قوت ایسی موجود ہے جو انھیں مفید اجزاء کو اپنے اندر جذب کرنے کی طرف راغب کرتی رہتی ہے۔ اور مضر اجزاء کو ترک کرا دیتی ہے۔ طبعی طور پر ہمارا جسم بھی یہی کرتا ہے لیکن دماغی طور پر ہمارے پاس کوئی ایسا رہنما نہیں ہے۔ اور کوئی علم ہے۔ لہذا لازمی ہے۔ کہ یہ علم ہمیں خارج سے حاصل ہو۔ اور واقعی ہوا بھی یونہی کہ یہ ہمیں بذریعہ الہام حاصل ہوا +

(۳) قرآن شریف نے اکثر ان پرندوں کا ذکر کیا ہے جو ہوا میں معلق رہتے ہیں۔ اور وہ اپنی غذا اُس شئے سے حاصل کرتے ہیں جو فضا میں موجود ہوتی ہے۔ اس سے ظاہر ہوتا ہے۔ کہ مشیت الٰہی نے ہر مخلوق کی خوراک کا انتظام کیا ہے۔ اب چونکہ انسانی دماغ کی غذا علم ہے۔ لہذا یہ غذا بھی خدا نے ضرور دی ہو گی یعنی الہام کا نزول ثابت ہو گیا +

حشر اجساد چونکہ الہام کا اسلوب ساڑھے تیرہ سو برس ہوئے بدل گیا اس سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ انسان اپنی ابتدائی حالت سے ترقی کر چکا تھا۔ دو ہزار سال گزرے جب مسیح ناصری سے صدوقیوں نے حیات بعد الموت کا ثبوت طلب کیا تو جناب یسوع نے کہا۔ کہ تم لوگ حضرت ابراہیم اور حضرت یعقوب کو اپنا جد امجد تسلیم کرتے ہو۔ تو معلوم ہوا کہ یہ بزرگ زندہ ہیں ورنہ تم ان کی طرف اشارہ نہ کرتے۔ ممکن ہے کہ اس جواب سے اُس زمانہ کے لوگوں کی تسلی ہو گئی ہو لیکن اسمیں شک نہیں کہ موجودہ زمانہ کے لوگوں کو اس جواب سے تشفی نہیں ہو سکتی +

اگر کسی مذہب کے پیرو حیات بعد الموت پر اعتقاد نہیں رکھتے تو وہ مذہب زندہ نہیں رہ سکتا۔ درحقیقت مذہب کا پہلا فرض یہ ہے کہ وہ ہمیں آئندہ زندگی کے متعلق معلومات عطا کرے یعنی ان باتوں سے متنبہ کرے جو ہماری آئندہ راحت کو زائل کر سکتی ہیں کیونکہ آئندہ زندگی موجودہ زندگی کا عکس ہے (۱۷ : ۷۲) تاہم چونکہ آئندہ زندگی عالم غیب سے متعلق ہے اسلئے جس وقت ہماری خوش اعتقادی عقل سے مغلوب ہو جاتی ہے اسی وقت سے ہم اس مذہب کی صداقت پر شک کرنے لگتے ہیں جو ہمیں حیات بعد الموت کے متعلق عقلی دلائل نہیں دے سکتا۔ ہم عقلی طبقہ سے تعلق رکھتے ہیں۔ اور ہم اس چیز پر ایمان نہیں رکھ سکتے جو ہمارے مشاہدے یا تجربے کے دائرہ کے اندر نہ ہو اور عقلی طور پر ثابت نہ ہو سکے۔ لہٰذا مذہب کا فرض ہے کہ وہ ہمیں حیات بعد الموت کے متعلق مضبوط عقلی دلائل دے اگر وہ یہ چاہتا ہے۔ کہ ہم پاک زندگی بسر کریں! افسوس ہے کہ مروجہ کلیساء نے ہمیں اپنے پیش کردہ عقاید کے متعلق مضبوط عقلی دلائل نہیں دیئے بس ایمان لانے پر ہی سارا زور طبع صرف کیا گیا۔ جس کا نتیجہ یہ ہوا۔ کہ مغربی اقوام کے دلوں سے مذہب کی عظمت اٹھ گئی اور جوں جوں تعلیم عام ہوتی گئی۔ کلیساء کے اقتدار کا خاتمہ ہوتا گیا۔ اسی وقت سے مذہب کا زوال بھی شروع ہو گیا۔ لیکن بعض جگہ روحانیت نے گرتی ہوئی عمارت کو تھام لیا۔ اگرچہ اسکی بدولت حیات بعد الموت کا عقیدہ مغربی لوگوں کے دماغوں میں راسخ ہو گیا۔ تاہم یہ نظام بھی خطرات سے خالی نہیں ہے۔ اگر ایکطرف وہ ہمیں بعد مرگ ہمارے افعال کا ذمہ دار قرار دیتا ہے تو دوسری طرف وہ ہمیں کوئی عمدہ دستور العمل حیات عطا نہیں کرتا۔ جیسا کہ قرآن شریف نے دیا ہے جس کی بدولت ہم اپنے آیندہ کو نہایت شاندار بنا سکتے ہیں۔ علاوہ روحانی زرقہ کے لوگ اب زیادہ تر روحی معاملات میں مشغول ہو گئے ہیں وہ مردوں سے پیغامات حاصل کرنے میں دلچسپی لیتے ہیں۔ اور آیندہ زندگی کو بہتر بنانے کی کوئی کوشش نہیں کرتے بجائے فائدہ مند اصولوں کے وہ اب نت نئی دلچسپیوں میں الجھے ہوئے ہیں۔ اور زندوں اور مردوں کے مابین واسطہ کا کام دنیا ایک تجارت ہو گئی ہے۔ اور دھوکہ باز لوگوں نے اس کام کا وقار کم کر دیا ہے۔ اور اُن کی وجہ سے مقصد اصلی فوت ہو گیا ہے۔ اور ان پیغامات کی نوعیت ایسی غیر اہم ہے۔ کہ بقول سر آلیور لاج جیسا کہ انہوں نے کیمبرج کانفرنس میں جدید ارکان کلیسا کو خطاب کرتے ہوئے اعتراف کیا۔ کہ "روحانیت" کا پہلا سا اثر اب لوگوں پر قائم نہیں رہا۔ مردوں کی ارواح کا اس دنیا میں واپس آنا مسلمان علماء کے لئے کوئی نئی بات نہیں ہے۔ لیکن نہ تو وہ اس کو پیشہ بنا کر روٹی کماتے ہیں اور نہ اسکا اعلان کرتے پھرتے ہیں +

الحق، حشر اجساد پر یقین لانے کیلئے ہمیں زبردست عقلی دلائل درکار ہیں۔ اگرچہ جملہ مذاہب اس عقیدہ کا ذکر کرتے ہیں لیکن وہ سوائے ابتدائی یا معمولی باتوں کے کوئی ٹھوس بات نہیں کہتے۔ ہاں قرآن شریف اس کلیہ سے مستثنٰی ہے۔ حیات بعد الموت اور اس کے متعلقات کو ثابت کرنے کیلئے زبردست عقلی دلائل کی ضرورت ہے۔ اور قرآن پاک نے اس مسئلہ پر ایسی عمدگی کے ساتھ روشنی ڈالی ہے۔ کہ یہ عقیدہ بیچ چم آنکھوں کے سامنے پھرنے لگتا ہے۔ قرآن نے اس مسئلہ کے ثبوت کو ارتقاء کے اصول سے شروع کیا ہے۔ اور آخر میں ثابت کیا ہے کہ حیات بعد الموت دراصل ہماری ارتقائی ترقی کے

سلسلہ کی لازمی کڑی ہے۔ اس کے علاوہ اور دلائل بھی دیئے ہیں۔ حیات بعد الموت کے اس مظاہرہ کی طرف بھی اشارہ کیا ہے جو عالم نباتات میں ہر سال رونما ہوتا ہے۔ موسم خزاں میں درخت بے برگ و بار ہو جاتے ہیں۔ اور ان کی پتیاں پھول پھل سب کچھ گر کر گل سڑ جاتے ہیں۔ اور اپنے عناصر ترکیبی میں تحلیل ہو جاتے ہیں۔ اور وہ عناصر فضا میں منتشر ہو جاتے ہیں۔ لیکن جب موسم بہار آتا ہے۔ تو وہ عناصر ترکیبی پھر مجتمع ہو جاتے ہیں۔ اور پھر اسی نظام عضوی سے وابستہ ہو جاتے ہیں۔ قرآن شریف نے اس طرز عمل کا نہایت واضح طور پر نقشہ کھینچا ہے اور آخر میں نہایت زور دار طریقہ پر کہا ہے۔ یہ ہے دوبارہ زندہ ہونا (۵۰ : ۱۱)

اجزاء کی تحلیل و ترکیب یہ ایک روزمرہ کا مشاہدہ ہے اور حیات بعد الموت کا قطعی ثبوت ہے۔ لیکن ایک منکر یا شک کرنیوالے کے لئے اس میں دوبارہ زندگی پانے کا کوئی نشان نہیں وہ کہتا ہے۔ کہ ممکن ہے کہ ہمارا جسم عناصر میں تحلیل ہو جائے۔ اور پھر نئی شکل اختیار کرے لیکن اس کے یہ معنی تو نہیں کہ ہماری پہلی شخصیت بھی واپس آگئی۔ یہ اعتراض میری رائے میں بالکل غیر مناسب ہے۔ کیونکہ اس سے سائل کی ناواقفیت کا ثبوت ملتا ہے۔ عالم نباتات میں تمام انواع ایک ہی مادہ سے مرکب ہیں۔ تاہم انکے عناصر ترکیبی انفرادی طور پر مختص شکل اختیار کر لیتے ہیں۔ مثلاً درخت پودے وغیرہ۔ اور انسان کتا اور پرند یہ سب ایک مادہ سے ہیں۔ ہاں فطرت ہر نوع کو ایک مختص انفرادیت عطا کر دیتی ہے۔ اسی لئے درخت اور پودوں میں مختلف قسم کے پھل لگتے ہیں۔ حالانکہ ان کی اصل یکساں ہے۔ اور ایک ہی پانی سے سیراب ہوتے ہیں (۱۳ : ۴) لیکن ایک پھل دوسرے پھل سے رنگت ذائقہ اور نوعیت میں مختلف ہوتا ہے۔ قرآن شریف نے فطرت کی اس کار فرمائی کا ذکر کر کے یوں ارشاد کیا ہے۔ "اگر تم تعجب کرو گے تو ان کا یہ کہنا بھی حیرت انگیز ہے کہ کیا جب ہم خاک ہو جائیں گے تو کیا پھر پیدا ہوں گے" ؟ (۱۳ : ۵) در اصل سارا اختلاف جو مختلف اشیاء میں نظر آتا ہے مقدار اور اندازہ کی وجہ سے ہے۔ جس کے مطابق اشیاء کے عناصر ترکیبی مرتب ہوتے ہیں۔ اور اسی وجہ سے ان کی شکل و صورت اور پھل پھول وغیرہ بھی باہم مگر مختلف ہوتے ہیں۔ قرآن شریف نے اسکے علاوہ ایک اور نظیر بھی پیش کی ہے جو اس سے بھی زیادہ موثر ہے۔ یعنی آگ کی طرف اشارہ کیا ہے۔ جبکہ وہ جلتی ہے (۳۶ : ۷۹ و ۸۰) آگ ہی روشنی اور دھوپ ہے جو درختوں کے اجسام میں جمع ہوئی جبکہ وہ زمین سے برآمد ہوتے۔ اس لئے ان کو سائنس کی زبان میں خزانہ روشنی کہتے ہیں سورج اپنی روشنی اور گرمی کرنوں کے ذریعہ زمین کے جسم میں یعنی اس کے اندر داخل کرتا ہے۔ یہ روشنی اور گرمی دوسری چیزوں سے ملکر عالم نباتات کا باعث ہوتی ہے۔ لیکن دھوپ ایک درخت میں مثلاً روح کے ہے۔ اور اسکے دیگر اجزا اسکے لئے بمنزلہ لباس ہیں۔ درختوں سے ہمیں آگ جلانے کیلئے لٹھے حاصل ہوتے ہیں لیکن جسے ہم آگ کا جلنا کہتے ہیں۔ وہ در اصل دھوپ کا دوسرے عناصر مثلاً کاربن آکسیجن اور ہائیڈروجن سے جدا ہونا ہے۔ اور یہ عناصر اسی سبب سے خارج ہوتے ہیں جس سبب سے وہ درخت میں منتقل ہوتے تھے۔ دھوپ میں بھی اس کے ساتھ عناصر بدستور قائم ہوتے ہیں۔ لیکن وہ اس لٹھے میں سے ایسی صورت میں نکلتی ہے۔ جو اس کی اصل سے نزدیک تر ہوتی ہے۔ سورج جبکہ نکلتا ہے۔ فرض کیجئے موسم سرما ہے۔ تو اس کا رنگ آگ کی طرح ہوتا ہے۔ لیکن دھوپ جبکہ وہ اس جرم آتشین سے نکلتی ہے۔ تو زمین تک آتے آتے اپنی گرمی قدرے ضرور کھو بیٹھتی ہے

اور کچھ رنگت بھی لیکن وہ ان دونوں چیزوں کو جس وقت وہ کسی نباتی جسم سے جدا ہوتی ہے، دوبارہ حاصل کر لیتی ہے۔ لیکن سارے شعلوں کا ایک ہی سا طریق نہیں ہے بعض لکڑیوں میں سے دھواں زیادہ اور شعلہ کم نکلتا ہے۔ اور انمیں گرمی بہت کم ہوتی ہے وہ سورج کی طرح گرم نہیں ہوتا۔ اس کے برعکس بعض لکڑیوں کی آنچ بہت تیز ہوتی ہے۔ اور دھوآں بہت کم جب وقت ہم رحم مادر میں تھے تو ہمارے اندر بھی فطرت نے خدا کی روح پھونکی تھی، اور جسم خاکی چھوڑتے وقت ہمیں اس روح کی پوری روشنی دکھائی جانی چاہیئے لیکن بعض ہم میں ایسے ہیں جنمیں سے تر ادھوآں ہی نکلتا ہے، اور اسلئے ہمیں دھوئیں کے طبقہ ہی میں رہنا ہوگا۔ جب تک کہ وہ خدائی شعلہ پورے طور پر تیز نہ ہو جائے (۵۶: ۴۲) پس روح اجسام کے دوبارہ زندہ ہونے پر اپنی شخصیت کو بھی حاصل کر لیگی +

قرآن شریعت نے، جس جگہ یہ ثابت کیا ہے کہ مردہ جسم سے شعور مخصوصہ نئے جسم میں منتقل ہو جاتا ہے، اور اسی اندازہ اور کیفیت کے ساتھ، جو اسکو پہلے جسم سے جدا ہوتے وقت حاصل تھی۔ وہاں ایک دلیل بھی دی ہے۔ لیکن اگر عورت اور مرد کا نطفہ جو بظاہر ایک معمولی سی چیز ہے۔ آئزاشیدہ میں الدین کے خصائص شعوری پیدا کر دیتی ہے۔ تو پھر نئی شکل میں بھی وہ اسی اصول پر کارفرما ہو سکتی ہے۔ ممکن ہے کہ بر وقت وفات ہمارے جسم سے کوئی چیز غیر مشہود طور پر خارج ہو جائے۔ اور وہ فطرت کے رحم میں مثل جنین کے محفوظ رہے۔ اور اسکی مدد سے حیات بعد الموت پر نیا بچہ پیدا ہو جائے پس الکتاب فرماتی ہے (۳۶: ۷۸) +

منکر کہتا ہے کہ جب ہڈیاں گل سڑ جائینگی۔ تو کون انھیں دوبارہ زندہ کریگا۔ تو کہہ جس نے انھیں پہلے بنایا تھا وہی انھیں دوبارہ زندگی دیگا۔ اور وہ اپنی تمام مخلوقات سے واقف ہے" +

اس آیت میں قرآن شریف نے اللہ تعالیٰ کی قدرت کا ایک اور سبب بھی بیان فرما دیا ہے، اور یہ کہ اللہ تعالیٰ کو ان تمام عناصر کا علم پہلے ہی سے ہے جن سے مختلف اشیاء مرکب ہیں پس یہ آیت اللہ تعالیٰ کے عالم الغیب ہونے پر بھی دلالت کرتی ہے +

حیات بعد الموت

یہ مسئلہ واقعی ایک نہایت پیچیدہ مسئلہ ہے لیکن کتاب اللہ، جس موقع پر ہم سے اس مسئلہ پر ایمان لانے کیلئے اپیل کرتی ہے، تو اس جگہ ایک عملی مشورہ بھی دیتی ہے یعنی وہ ہمیں اردگرد کی اشیاء کو بنظر غور دیکھنے کی دعوت دیتی ہے، جو کہ اپنے طویل ارتقائی سفر میں اخیری حالت سے ترقی کر کے ایک منظم اور خالق ہستی کی دانشمندانہ ہدایات کے ماتحت انسانی شعور تک پہنچی ہیں، اور اس سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ جسم انسانی اپنی مادی حالت میں آخری منزل نہیں ہے۔ قرآن شریف نے اس کا تذکرہ نہایت واضح طریق پر کیا ہے۔ اس نے سات تدریجی وقفوں میں زمین و آسمان کی ساخت کا ذکر کیا ہے، جس سے کسی دوسرے مقصد کی تکمیل مدنظر ہے جس کو ہم فضاء یا خلاء کہتے ہیں، وہ اس زمانہ میں بخارات سے لبریز تھا۔ اس کے بعد ایک غار سے مرکب مادہ تھے جو آگ کی مانند گرم تھا، اور خلاء میں تیر رہا تھا ابتدائی حالت میں زمین کی شکل اختیار کر لی۔ آسمان و زمین اس زمانہ میں ایک بند چیز تھے، اور ان کے معمولات بھی غیر مرتب حالت میں تھے۔ تب پانی نے آکر اس بند صندوق کو کھولا اور اس طرح زمین پر حیات کا آغاز ہوا۔ زمین جیسا کہ قرآن شریف میں مذکور ہے، اس وقت متحرک حالت میں تھی اس میں پہاڑ اور چٹانیں پیدا

کی گئیں۔ تاکہ اُسے سکون حاصل ہو جائے۔ زمین کی فضا میں وسعت پیدا ہوئی۔ تاکہ ساکنانِ زمین کو صحیح طریق پر زندگی بسر کرنے کا
موقع ملے اور آسمان کی فضا میں چراغ روشن کیے گئے۔ تاکہ انسانوں کی رہنمائی ہو سکے یا دلوں سے کافی مقدار میں پانی آیا تاکہ مُردہ زمین میں جان
پڑ جائے۔ وہ پانی زمین میں جاگزین ہوا۔ اور اُسکی بدولت سبزہ نمودار ہوا۔ ترکاریاں، باغات، پودے، پھل، پھول اور
مختلف قسم کے اناج ہمارے فائدے کیلئے پیدا ہوئے۔ اسی مقصد کیلئے دن اور رات بنائے گئے۔ نیز زمانۂ قیام میں تبدیلی
رکھی گئی۔ جس کی بدولت ہوائیں چلنے لگیں اور بادل آئے۔ ان ہواؤں کی بدولت کشتیاں اور جہاز چلنے لگے۔ اور
جہازرانی سے ہمیں سمندری نعمتوں سے بہرہ اندوز ہونے کا موقع ملا۔ پھر وہ زمانہ آیا۔ جبکہ ہم مختلف پیشوں میں مشغول ہونے لگے۔
رات آرام کیلئے اور دن کام کے لئے مقرر کیا گیا۔ قرآن شریف نے ہماری تخلیق کی طرف بھی اشارہ کیا ہے۔ اور بتایا ہے کہ مختلف
اشیاء نے مرکب ہو کر ایک مخصوص طریق میں ارتقاء پا کر مادہ منویہ کی شکل اختیار کی۔ جو دراصل زیرِ انسانی ہے۔ اور اس
مادہ نے رحمِ مادر میں قرار پایا۔ جہاں وہ سات مختلف منازل میں سے گزرا۔ اور ایک نئی مخلوق بن گیا۔ زمین سے مختلف
قسم کے جانور بھی پیدا ہوئے جو ہمارے کام آتے ہیں۔ کتاب اللہ نے بڑے زور کے ساتھ تمام کائنات کو ہمارا خادم
قرار دیا ہے۔ اور اَن گنت نعمتوں کا جو ہمیں عطا کی گئی ہیں تذکرہ کیا ہے۔ فی الجملہ ہماری جملہ ضروریات پہلے ہی سے مہیا کر دی گئی
ہیں۔ اس تجویز کے بانی کے دماغ میں جس کو اس کام کی تکمیل میں لاکھوں برس لگے ہیں ضرور کوئی صحیح مقصد ہو گا۔
یہ سب کارخانہ بیکار نہیں بنایا گیا ہے۔ اس تمام تخلیق کا منشا یہی ہے۔ کہ یہ سب کچھ کسی ہی عزت ہستی کے لئے بنایا گیا ہے

اور وہ ہستی حضرت انسان ہی ہے جو خدا کا خلیفۃ علی الارض ہے

قرآن اسلئے آیا۔ کہ انسان کو اس کے مرتبہ سے آگاہ کرے اور اس بلند مرتبہ پر فائز کرے۔ اگر انسان کو اس دُنیا میں صرف
ساٹھ ستر سال ہی رہنا ہوتا۔ اور پھر فنا ہو جانا تھا تو میرا خیال ہے کہ اسقدر مختصر عرصہ کیلئے خدا کا یہ سب کچھ پیدا کرنا محض
ایک دل لگی قرار پاتا ہے۔ لیکن کیا ہم کہہ سکتے ہیں۔ کہ خدا نے یہ سب کچھ رائیگان پیدا کیا ہے؟ جیسا کہ اُسکی ہر مخلوق گواہ ہے۔ یہ مادی
اشیاء کسی مقصد کے لئے پیدا کی گئی ہیں۔ اور مقصد حاصل نہیں ہو سکتا تاوقتیکہ زندگی مسلسل نہ ہو۔ اور اس دُنیا سے چلے جانے کے
بعد بھی زندگی کا سلسلہ جاری نہ رہے جبکہ ہم حیات بعد الموت میں ترقی مزید کرینگے۔ قرآن شریف نے حیات بعد الموت کا بار بار
ذکر کیا ہے اور اسے ہمارے ایمان کا جزو لاینفک قرار دیا ہے +

ہدایت کیلئے مخصوص الہام کیوں ہوا کہا جاتا ہے۔ کہ ہمیں کسی نئے الہام کی ضرورت نہیں ہے اور کسی الہام
کی پابندی کی حاجت ہے۔ قدیم الہامی کتب میں اور بعض فلاسفہ کی کتابوں میں ہماری رہنمائی کا کافی سامان موجود ہے
اور ان میں سے صداقت ضرور اخذ کی جا سکتی ہے۔ ہمارے زمانہ میں بعض نو ساختہ مذاہب نے اس امر کا بڑے زور سے اعلان کیا ہے لیکن
حکمت منتشر میں سے انتخاب کا کام تو بہر حال انسانی عقل ہی کے سپرد کیا گیا ہے۔ اور سابقہ الہامات میں جو خرابیاں رونما ہو گئیں
ان کا ذمہ دار بھی انسان ہی ہے تو وہی انسان اصلاح کا کام کس طرح کر سکتا ہے۔ اگر ایک بات جو کل حسین تھی۔ آج بُری ہے تو جو بات

آج بھی ہے۔ وہ کل کس طرح اچھی رہ سکتی ہے؟ علاوہ بریں اگر خدا تعالیٰ نے اپنی مہربانی سے زمانہ گزشتہ میں ہمیں الہام سے سرفراز کیا تھا تو ہمیں مناسب نہیں کہ ہم آج اس کا منصب ہدایت خود اختیار کر لیں۔ قرآن شریف نے آج سے تیرہ سو سال پہلے ہی انسانی ضروریات کا جائزہ لے لیا تھا۔ اور وہ فرماتا ہے۔ کہ انسان کے لئے ناممکن ہے کہ وہ اپنی عقل سے ہدایت کا سامان اپنے لئے مہیا کر سکے۔ وہ کائنات کی طرف اشارہ کرتا ہے۔ کہ کس طرح فطرت ہماری ضروریات زندگی ہمیں مہیا کرتی رہتی ہے۔ بعض ضروریات زندگی سال کے سال خراب ہو جاتی ہیں۔ اور بعض اشیاء استعمال کے بعد اپنے ترکیبی عناصر کی صورت میں مبدل ہو جاتی ہیں۔ لیکن کسی انسان سے یہ نہ ہو سکا کہ اُن کو اصلی حالت پر لانے کے لئے کوئی طریقہ اختراع کرے۔ یقیناً یہ تو خدا ہی کا کام ہے۔ اور ہم سب اپنی ضروریات کے لئے اسی کے دست نگر ہیں۔ اس اصول کی تشریح میں قرآن شریف نے سورۃ النحل میں پورے دو رکوع صرف کر دیئے ہیں۔ جس میں وحی و الہام کے متعلق سیر کن بحث کی گئی ہے۔ رکوع مذکورہ میں پہلے تو سابقہ الہامات کا ذکر کیا گیا ہے۔ ان کی منجانب اللہ ہونے کا اعتراف کیا ہے۔ لیکن آگے چل کر بتایا ہے۔ کہ وہ اپنی اصلی حالت میں نہیں ہیں۔ لہٰذا نئی وحی کی ضرورت ہے۔ اس سلسلہ میں وہ ان مختلف اشیاء کا ذکر بھی کرتا ہے*۔ اگر اول الذکر اشیاء بطور غذا پیش کی گئی ہیں۔ تو شہد کا ذکر دوا کے طور پر کیا گیا ہے۔ خدا کے ان انعامات کی کوئی شخص تحقیر نہیں کر سکتا اور نہ ان کی ضرورت کا انکار کر سکتا ہے۔ ایک مرتبہ کے استعمال کے بعد یہ اشیاء خراب ہو جاتی ہیں۔ ہاں اُن کے عناصر ضرور کائنات میں موجود رہتے ہیں۔ لیکن ہم اللہ سے اس امر کے ضرور متوقع رہتے ہیں۔ کہ وہ اپنی مہربانی سے ان اشیاء کا نعم البدل عنایت فرمائیگا۔ اور وہ اس طرح کہ انہی اشیاء کے عناصر دوبارہ مرکب ہو جاتے ہیں۔ اس اصول کو سمجھانے کے لئے قرآن نے پہلے تو پانی کی مثال پیش کی ہے کہ سمندروں میں لاتعداد پانی موجود ہے۔ لیکن دوسری اشیاء کے ساتھ ملنے کی وجہ سے اس کی حیات بخش خاصیت دور ہو گئی ہے۔ لہٰذا ہم اب اور کسی چیز سے اس قدر پانی کی مقدار حاصل نہیں کر سکتے جو کائنات میں زندگی کا باعث ہو سکے۔ اس کا ازالہ اس طرح ہوتا ہے۔ کہ خدا پانی برساتا ہے۔ اور یہ پانی تمام بیجان چیزوں کو حیات تازہ بخشتا ہے۔ پانی کے بعد انسان کیلئے ضروری چیز دودھ ہے۔ اس میں پانی، چربی اور شکر شامل ہوتی ہے اور یہاں سات اشیاء میں سے ہیں جو انسان کے جسم کو پرورش کرتی ہیں۔ دودھ اُس گھاس اور اناج میں موجود ہے جو جانور کھاتے ہیں۔ یہ غیر منفک طریق پر خون اور فضلے میں مخلوط ہوتا ہے جیسا کہ قرآن فرماتا ہے۔ لہٰذا ہم اسکو باقیمانده دو چیزوں سے جدا نہیں کر سکتے۔ اس کی آخری نشوونما جانوروں کے معدے میں ہوتی ہے جو ہمیں تازہ دودھ دیتے ہیں۔ غذائی قیمت کے اعتبار سے دودھ کے بعد پھل اور اناج کا نمبر ہے۔ وہ ہر فصل کے بعد ختم ہو جاتے ہیں لیکن انکے عناصر ترکیبی ضائع نہیں ہوتے۔ وہ دوسری چیزوں کے ساتھ مخلوط ہو کر فضا میں باقی رہتے ہیں۔ خدا تعالیٰ موسم بہار میں ہوائیں چلاتا ہے۔ تاکہ ضروری اشیاء غیر ضروری اشیاء سے جدا ہو جائیں۔ جو اجزا پھل یا اناج کے لئے ضروری ہیں۔ وہ خودبخود علیحدہ ہو کر اپنے مقام مطلوبہ پر پہنچ جاتے ہیں۔ اور اس نئی تقسیم میں

* [illegible]

کسی قسم کا اختلال رونما نہیں ہوتا ہے۔ اس کے بعد قرآن شہد کا ذکر کرتا ہے۔ جیسا کہ مذکور ہو چکا ہے جس طرح ہمیں غذا کی ضرورت ہے، اسی طرح بعض اوقات دوا کی ضرورت ہوتی ہے۔ غذا اور دوا دونوں خدا ہی کی طرف سے ملتی ہیں۔ اور ہم دواؤں سے جسمانی عوارض کا ازالہ کر سکتے ہیں۔ قرآن شریف نے کئی وجوہ سے شہد کو نظیر میں پیش کیا ہے۔ شہد در اصل بے شمار پھلوں اور پھولوں کا جوہر ہے۔ لیکن یہ ترکیب کسی انسان کی دماغی کوشش کا نتیجہ نہیں ہے۔ خدا نے شہد کی مکھی سے عطار کا کام لیا ہے۔ جو اس جوہر لطیف کی تیاری میں سیکڑوں میل کا سفر کرتی ہے۔ وہ کبھی اپنے راستے سے نہیں بھٹکتی۔ اور اس مفید دوا کو بڑی احتیاط سے تیار کرتی ہے۔ طویل عرصہ کے بعد تمام مرکبات خراب ہو جاتے ہیں لیکن شہد خراب نہیں ہوتا۔ اس طرح الہام ربانی روح کی غذا ہے۔ اگر خدا ہمارے جسم کی پرداخت کیلئے ان اشیاء کو دوبارہ نازل کر دیتا ہے جو ضروری ہیں تو وہ الہام بھی عطا کریگا۔ اگر الہام ناقص ہو گیا ہو +

قرآن شریف نے فرشتوں کو ذی شعور ہستی بیان کیا ہے جو کائنات کی قوتوں کو حرکت دیتے ہیں۔ تا کہ نئی اشیاء وجود میں آسکیں۔ ہم اس قسم کی فاعل ہستیوں کے وجود سے انکار نہیں کر سکتے لیکن ہم اپنی غذا کے مضمون کو جاری رکھیں گے یہ سب اُن عناصر سے حاصل ہوتی ہیں۔ جو خود بخود امتزاج قبول کرتے ہیں۔ تا کہ سلسلہ تخلیق میں معاون ہوں۔ یہ بہت منضبط اور باقاعدہ ہوتے ہیں۔ اور مقررہ رستوں پہ چلتے ہیں۔ اور ایک دوسرے کے ساتھ معینہ مقداروں میں مخلوط ہوتے ہیں۔ اور تمام طریق کار سے معلوم ہوتا ہے کہ انھیں علم حاصل ہے۔ اگرچہ وہ نطق و گویائی سے بکسر محروم ہیں اُن کے افعال سے ہندسی صحت اور استواری مترشح ہوتی ہے جس سے یہ بات صاف عیاں ہو جاتی ہے کہ وہ کسی دانا اور حکیم ہستی کے ماتحت کام کر رہے ہیں لیکن وہ خود صاحب شعور نہیں ہیں۔ خدا بیشک علت اولے ہے۔ اور مدرک بالذات لیکن وہ مختلف کارندوں کی معرفت کام کرتا ہوا معلوم ہوتا ہے۔ بیشک وہ قادر مطلق ہے لیکن اسکی یہی مرضی ہے کہ وہ وسائط سے کام لے۔ فرشتے اس کائنات میں اسطرح کام کرتے ہیں جس طرح روح اور دماغ جسم انسانی میں۔ اور وہ خدا کے احکام کی بلا چون و چرا تعمیل کرتے ہیں۔ اور جس طرح وہ اطاعت کرتے ہیں۔ اگر ہم بھی کریں تو ہم بھی فرشتے بن سکتے بلکہ ان سے بھی بڑھ کر اس کائنات پر حکمرانی کر سکتے ہیں۔ قرآن میں فرشتوں کے سہ گانہ وظائف کا ذکر ہے اولاً فطرت کی قوتوں کو حرکت دینا تا کہ وہ اپنا اپنا فرض انجام دے سکیں۔ باقیماندہ دو وظائف انسانوں سے متعلق ہیں۔ وہ ہمارے اندر نیکی کی تحریک کرتے ہیں۔ اور اگر بعض غیر مشہود قوتیں ہمیں بدی کی طرف مائل کرتی ہیں تو اس پوشیدہ طریق پر بعض قوتیں ہمیں نیکی کی طرف رہنمائی کرتی ہیں۔ اور یہ تحریکات فرشتوں کی طرف سے آتی ہیں۔ اور یہ سب باتیں عموماً ایک ہوشمند کے تجربہ میں آسکتی ہیں۔ اگر ہم ملائک کی آواز پر کان دھریں تو وہ ہمارے محافظ بن جاتے ہیں۔ اور ہم کو بری باتوں سے بچاتے ہیں۔ اور آخرکار ہمارے خادم بن جاتے ہیں بشرطیکہ ہم فطرت اور اس کے رموز سے آشنا ہو جائیں سائنس کی بدولت عناصر فطرت کے ملائکہ بڑی حد تک ہمارے خادم بن گئے۔ آپ انھیں قوانین فطرت کہ سکتے ہیں لیکن قوانین

بذات خود بیجان اور غیر ذی شعور ہیں۔ انکے پس پردہ ایک مُدرک ہستی کارفرما ہے۔ یہ ہستی وہ ہے۔ جسے قرآن شریف نے اللہ کے نام سے پکارا ہے۔ اور اُسی نے فرشتوں کو مُتعین کیا ہے۔ کہ اُس کے قوانین کا نفاذ کریں +

شاہزادی سردک کا قبول اسلام

قریباً دس سال کے بعد ہماری کوششیں نتیجہ خیز ہوئیں

قریباً دس سال کے بعد ہماری کوششیں نتیجہ خیز ثابت ہوئیں۔ بورنیو کے راجہ بروک کی بیوی ہیں۔ وہ بھی انگریز شہزادی ہیں۔ سنہ ۱۹۲۰ء میں ان کو اسلام کیطرف شوق ہوا۔ لندن کے ضلع ویمبلڈن میں یہ مقیم تھیں جہاں ان کا تبادلۂ خیالات حضرت خواجہ کمال الدین صاحب سے ہوا۔ تب سے اُن کی خدمت میں اسلامی لٹریچر و رسالہ اسلامک ریویو باقاعدہ پہنچتا رہا۔ پچھلے سال انھوں نے فرانس میں ایک رسالہ اسلام کی حقانیت پر نکالنا چاہا جسمیں غالباً انھیں کامیابی نہیں ہوئی۔ خدا کا احسان ہے۔ کہ آخر شہزادی موصوف نے اسلام قبول کیا۔ آپنے اپنا اعلان اسلام رود بار انگلستان کو طیارہ میں عبور کرتے ہوئے کیا۔ آپ کا اسلامی نام خیر النساء رکھا گیا ہے +

ووکنگ مسلم مشن کی تبلیغی سرگرمیوں کا یہ ثمر شیریں ہے۔ ہماری دلی دعا ہے۔ کہ کارکنان مسلم مشن ووکنگ کی کوششوں کو اللہ تعالےٰ زیادہ بارآور کرے۔ اور اسلام کا سورج مغرب کی ظلمت کو بہت جلد منور کرنے کا موجب ہو +

لندن میں نماز عید

ووکنگ مسجد میں شاندار اجتماع

لندن ۹ فروری سنہ ۱۹۳۲ء آج مسجد شاہجہان (ووکنگ) میں عید الفطر کی تقریب پر نماز عید ادا کرنے کے لئے شاندار اجتماع نظر آیا۔ حاضرین میں ایرانی سفیر مقیم لندن مصری سفیر۔ ہندوستانی ہائی کمشنر لارڈ اور لیڈی ہیڈلے اور مسٹر ایم۔ اے جناح بھی شامل تھے۔ مولوی عبد المجید صاحب ایم۔ اے نے خطبہ پڑھا جسمیں آپ نے مسلمانوں کو مخاطب کرکے کہا۔ کہ وہ تمام دُنیا کی اقتصادی اور تمدنی مُشکلات کو حل کرنے کی اہلیت رکھتے ہیں +

اس کے بعد لارڈ ہیڈلے نے اس کام پر تبصرہ کیا۔ جو کنسنگٹن میں مسجد کی تعمیر کے لئے ہو چکا ہے۔ اور کہا کہ اس مقصد کیلئے اراضی حاصل کر لی گئی ہے۔ اور سر ریول ٹامسن نے نقشہ تیار کیا ہے۔ آپنے مزید فنڈ کی ضرورت پر زور دیا +

اسلام نپولین کی نظر میں

(از ڈاکٹر محمد شہید اللہ صاحب)

اسلام فخر کر سکتا ہے کہ اس کے دامن سے نپولین بونا پارٹ سے زیادہ عظیم الشان مشاہیر بہ تعداد کثیر وابستہ ہیں۔ اسلام کسی اُس شخص یا اُس فرد سے پروانہ تصدیق حاصل کرنے کا محتاج ہے۔ تاہم نپولین ایسے جلیل القدر فرانسیسی کا مذہب سے متعلق عموماً اور اسلام سے متعلق خصوصی نقطہ نظر کا معلوم کرنا ایک دلچسپ چیز ہے۔ نپولین اگرچہ ایسے زمانہ میں پیدا ہوا جبکہ فلسفہ تشکیک یا سوفسطائیت کا عروج تھا اگرچہ خود دلدادہ دہریت نہ تھا۔ بونا پارٹ پورے خلوص سے ایک خدا کا قائل اور برکات مذہب کا معترف تھا لیکن بدقسمتی یہ ہے کہ مذاہب مختلفہ کے مطالعہ سے وہ اس نتیجہ پر پہنچا۔ کہ تمام مذاہب تخیلات انسانی کی مخلوق ہیں۔ میں اسکے وقائع سینٹ ہلینا سے ایک موزون مبحث واقعہ نقل کرتا ہوں:۔

شام کو بعد از طعام مذہب کے مضمون پر سلسلہ کلام آغاز پذیر ہوا۔ شہنشاہ نے اسمیں بہت دیر تک حصہ لیا۔ میں اس کا ملخص سپرد قلم کرتا ہوں۔ اسلئے کہ اس کا تعلق ایک ایسے مبحث سے ہے جس نے بلا شک و شبہ بسا اوقات اکثر انسانوں کو متحیر کیا ہے۔

شہنشاہ نے بڑی حیات افروز سرگرمی سے کہا:۔

"خدا کی ہستی کے بلاریب سب قائل ہیں۔ لیکن ہمارے تمام مذاہب ظاہر ہے کہ تخیلات انسانی کی مخلوق ہیں" ۔

کیا وجہ ہے کہ ایک مذہب کا معتقد دوسرے کے مذہب پر جرح قدح کرتا ہے؟ اُن کی باہمی آویزش کس چیز پر مبنی ہے؟ ہمیں کیا اطلاع ہے کہ مذہبی جنگ ہر وقت اور ہر مقام پر برپا ہوئی ہے۔ اسکی ایک علت یہ ہے کہ انسان ہمیشہ انسان ہی رہیگا۔ دوسرا سبب یہ ہے کہ پادریوں اور عالموں نے کذب و فریب کی کشور گیر اشاعت کی ہے۔ جب سے مجھے اقتدار حاصل ہوا میں نے مذہب کو نئی بنیادوں پر مستحکم کرنے کی ضرورت محسوس کی ہے۔ اگر مجھے موقع ملتا۔ تو میں اسے معاشی زندگی کی بنیاد بنا دیتا۔ میرے خیال میں تمام اعلیٰ اخلاق اصول اور شائستہ عادتوں کا سرچشمہ مذہب ہے۔ یہ ایک حقیقت ہے۔ کہ مجھے دہریت سے دُور کا واسطہ بھی نہیں لیکن اس کے ساتھ ہی یہ بھی ہے کہ میں پادریوں کی تمام باتوں کو تسلیم نہیں کر سکتا۔ اسلئے کہ انکی تعلیم کو میری عقل قبول نہیں کرتی۔ اُن کی نصیحت کو مان لینا اخلاص سے ہاتھ دھونا اور ریاکار بن جانا ہے۔ میں کہاں سے آیا ہوں؟ میں کیا ہوں؟ مجھے کہاں جانا ہے؟ یہ سوالات بلاشبہ میری سمجھ سے ماوراء واقع ہوئے ہیں۔ اس عدم علم کے باوجود میں ایک گھڑی ہوں جس کا وجود ہے۔ لیکن اپنی ہستی کا علم نہیں۔"

ملے یہ مضمون کتاب بوناپارٹ اینڈ اسلام مصنفہ عیسائی فاضل چرفلس (پیرس ۱۹۱۴ء) پر مبنی ہے ۔

نپولین نے عہد نامۂ عتیق اور جدید کا بہ ژرف نگاہی مطالعہ کیا۔ جس کے باعث اُسکے دل میں شخصیت یسوع اور انجیل کے مستند کلام ربانی کے باعث شبہات پیدا ہوگئے۔ میں ذیل میں اس کے سالہ Journal inedit de (جرنل ان ایڈٹ دی سینٹ ہیلینا ۱۸۱۵-۱۸۱۸ء) کا ایک اقتباس پیش کرتا ہوں (یہ رسالہ سینٹ ہیلینا (جہاں نپولین نظر بند تھا) سے شائع ہوتا تھا اور اسکے اڈیٹر جنرل بیرن گورگاڈ تھے) +

جہانتک میں اپنی نسبت کچھ کہہ سکتا ہوں۔ وہ یہ ہے کہ میں اپنی رائے قائم کرچکا ہوں میں یہ نہیں مانتا۔ کہ کوئی یسوع اس دُنیا میں کبھی بھی بقید حیات موجود تھا۔ اگر کوئی شخص دُنیا میں بنام یسوع گزرا ہوتا۔ تو میں عیسویت کو تسلیم بھی کرلیتا۔ بفرض محال ہو سکتا ہے، کہ کسی یسوع نے مسیح رسُول کا پارٹ ادا کرنے کی خواہش کا اظہار کیا ہو۔ اور اُسے بھی دیگر مجانین مذہب کی مانند پھانسی پر چڑھا دیا گیا ہو۔ ہر ایک دَور میں ایسے اشخاص ہوئے ہیں۔ مجھے میلان میں تاریخ یہود مصنفہ [illegible] (جوزفس) کا ایک نسخہ ملا۔ جسمیں ایک شخص دیکھ سکتا ہے۔ کہ کسی شخص نے یسوع کی بابت چار یا پانچ سطریں اپنی طرف سے بڑھا دی ہیں۔ اسلئے کہ خود جوزفس نے یسوع کا کوئی تذکرہ نہیں کیا۔ اس نسخہ کو میرے پاس دیکھ کر پوپ نے مجھے سخت تنگ کیا۔ اسقدر یقینی امر ہے کہ رائے عامہ واحد خدا کی پرستش کے حق میں تھی۔ اور اسلاف میں سے جن ہستیوں نے خدائے واحد کی پرستش کے متعلق اپنی زبان کھولی۔ عامۃ الناس نے ان کا خیر مقدم کیا۔ اس لئے کہ حالات ہی ایسے تھے۔ میری حالت بھی اس سے ملتی جلتی ہے اگرچہ مجھے جماعت کا ایک ادنٰے ترین فرد ہونے کے باوجود شہنشاہ ہونے کا موقع ملگیا ہے۔ تو یہ بھی خاص واقعات کے باعث ہی۔ اور اسکی وجہ یہی ہے۔ کہ رائے عامہ میرے حق میں تھی +

میں نے انجیل کا مطالعہ کیا ہے موسٰی ایک قابل انسان تھا۔ مگر یہودی دغاباز، بزدل اور بے رحم ہیں۔ کیا کوئی چیز لوطؑ اور اسکی لڑکیوں کے قصہ سے زیادہ دہشتناک ہوسکتی ہے؟

سائنس جس نے ثابت کیا ہے۔ کہ زمین سیارگان فلکی کا مرکز نہیں ہے۔ مذہب پر ایک سخت ضرب رسید کی ہے یوشع سورج کو ٹھیرا لیتا ہے۔ یا ایک شخص دیکھتا ہے۔ کہ ستارے سمندر میں گر رہے ہیں میں کہتا ہوں کہ تمام سیارے اور ثوابت وغیرہ

ایک شہزادہ اطالیہ نے گرجے میں ایک پادری کو سونے کا ایک ٹکڑا اس لئے دیا۔ کہ اُسے چند ایک نفوس کو دوزخ کے عذاب سے بچانا تھا۔ پادری اس تحفہ کو لیکر بہت خوش ہُوا۔ اور اس نے بڑے زور سے پکار کر کہا۔ اے خُدا تیرے نام کی تقدیس ہو میں تین رُوحوں کو جنت الفردوس کی طرف جاتے ہُوئے دیکھ رہا ہوں" +

کیا آپ بھی اُنھیں دیکھ رہے ہیں؟ پادری نے شہزادے سے استفسار کیا۔

ہاں میرے آقا میں انھیں دیکھ رہا ہوں؟ شہزادے نے جواب دیا +

میں اس صورت میں اپنا پارہ طلا واپس لیتا ہوں اسلئے کہ یہ ارواح دوبارہ جہنم میں نہیں ڈالے جائینگے +

آپ نے دیکھا کہ یہ لوگ کس طرح مخلوقِ خدا کو دھوکا دیتے اور لوٹتے ہیں +

مذاہب کی مبنیاد معجزات پر رکھی جاتی ہے اور ایسی چیزوں کو مذہب کا اساس بنایا جاتا ہے جنھیں کوئی شخص سُن نہیں سکتا مثلاً یہی تثلیث یسوع نے اپنے آپ کو خدا کا بیٹا بھی کہا۔ اور باایں ہمہ وہ داؤد کی اولاد بھی تھا!

مَیں محمدؐ کے مذہب کو ترجیح دیتا ہوں۔ اُس میں اتنی زیادہ قابلِ تمسخر باتیں نہیں ہیں جتنی ہمارے ہاں ہیں۔ ترک بھی ہمیں اصنام پرست کہتے ہیں +

یہ تصورات ہمیشہ ہی نپولین کے دل میں موجزن رہے۔ ہاں یہ ضرور صحیح ہے کہ سینٹ ہلینا کے زمانہ میں جلاوطنی میں اپنی فرصت کی گھڑیوں میں اُس نے ان خیالات کو زیادہ صراحت اور زیادہ گرمجوشی سے ظاہر کیا۔ نپولین ایک معقولیت پسند انسان تھا اسلئے کوئی تعجب نہیں۔ کہ اسلام جو اس کے اکثر خیالات کے مطابق تھا۔ اُس کے دل کو اپنی جانب کھینچ لیا ہو +

اس صداقت کو پیش نظر رکھ کر کہنا پڑتا ہے۔ کہ مصر میں اسلام کے متعلق اس کے اقوال خلوص پر مبنی تھے۔ جو شخص طویل عرصہ کے بعد بھی یہ کہتا ہے "کہ میں مذہبِ محمدؐ کو ترجیح دیتا ہوں" اس کی بابت یہ نہیں کہا جاسکتا۔ کہ اُس نے مصر میں اسلام محض سیاسی اغراض کے حصول کیلئے قبول کیا ہو۔ ہاں ہم اس سے انکار نہیں کرتے۔ کہ اس میں سیاسی جھلک یا رنگ ضرور تھا۔ نکولا بیان کرتا ہے۔ کہ قاہرہ کی مجلسِ علماء فضلا اور شرفا میں بونا پارٹ نے اعلان کیا:۔

یقیناً تمہیں مختلف اوقات میں اس حقیقت سے آگاہ کیا ہے۔ اور میں نے متعدد ذرائع سے آپکو اپنا یہ عقیدہ پہنچایا ہے۔ کہ میں ایک موحد مسلمان ہوں میں حضرت محمدؐ کی مدح و توصیف کرتا ہوں۔ اور مجھے مسلمانوں سے محبت ہے" +

بونا پارٹ کا اعلان بنام اہلِ مصر محرّرہ ۲ جولائی ۱۷۹۸ء ان الفاظ سے شروع ہوتا ہے +

"بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ لا الٰہ الا اللہ۔ اس کا کوئی بیٹا نہیں۔ اور وہ مالک الملک بغیر کسی شریک کے حکومت کرتا ہے"

ایک دوسرے مقام پر اعلان کرتا ہے:۔

اے قاضیان و شیوخ و امامانِ قاہرہ! اے امراء و رؤسائے قاہرہ! اپنے اپنے حلقۂ اثر کو اس امر سے آگاہ کردو کہ فرانسیسی مخلص مسلمان ہیں۔

ہوسکتا ہے۔ کہ اس اعلان میں "مسلمان" کا مفہوم قرآن کے مطابق قوانینِ الٰہی کی پابندی کرنیوالے انسان کے معنوں میں استعمال کیا گیا ہو۔ ہمیں اس ضمن میں گوئٹے کے ان الفاظ کو یاد رکھنا چاہیئے:۔

اگر اسلام یہی ہے۔ تو کیا ہم سب کے سب مسلمان نہیں ہیں؟ ہاں ہم میں سے جو شخص کسی طرح کی اخلاقی زندگی بسر کر رہے ہیں۔ اسلام کی اطاعت کر رہے ہیں +

اس سال نپولین بونا پارٹ نے عید میلاد النبی بڑی تزک و احترام سے منائی۔ ذیل میں تحریراتِ نپولین میں سے بعض

اقتباسات کا ترجمہ درج کرتا ہوں (از کنت بونا پارٹ اینڈ الاسلام صفحہ از ۱۰۵ تا ۱۲۵)

"موسیٰ نے اپنی قوم کو خدا کی ہستی سے آگاہ کیا۔ یسوع مسیح نے دنیائے روم کو اس رازِ سرمدی سے مطلع کیا۔ محمدؐ نے ساری کائنات کو توحید کا درس دیا" +

یسوع سے چھ سو سال بعد کا واقعہ ہے۔ کہ عرب بُت کدہ تھا۔ محمدؐ نے ابراہیمؑ کے خدا۔ اسمٰعیلؑ کے خدا۔ موسیٰؑ کے خدا اور یسوع کے خدا کی تعلیم دی۔ ایرین اور بعض دیگر فرقوں نے باپ۔ بیٹا۔ اور روح القدس کی حقیقت کا سوال پیدا کر کے مشرق کی جمعیتِ خاطر کو پریشانی میں تبدیل کر دیا۔ محمدؐ نے لا اِلٰہ اِلا اللہ کا اعلان کیا۔ محمدؐ نے یہ تعلیم دی کہ نہ خدا کا کوئی باپ ہے۔ نہ بیٹا نہ شریک۔ تثلیث نے صنم پرستی کے خیال کی تائید کی +

محمدؐ نے صفحاتِ قرآن پر یہ حقیقت ثبت کی: "لا اِلٰہ اِلا اللہ" +

محمدؐ ایک شاہزادہ تھا اُس نے اپنے اصحاب کو اپنے اردگرد اکٹھا کیا مسلمانوں نے چند سال میں نصف دُنیا فتح کر لی۔ اُنھوں نے پندرہ سال کے عرصہ میں اتنے انسانوں کو جھوٹے خداؤں کی غلطی سے نجات دلائی۔ اتنے بتوں کو سپردِ خاک کیا۔ اتنے صنم کدوں کو مسمار کیا۔ کہ موسیٰؑ اور یسوع کے پرستار پندرہ صدیوں میں اتنا کچھ نہ کر سکے +

محمدؐ ایک عظیم الشان انسان تھا۔ جو انقلاب اس نے پیدا کیا۔ اگر حالات اُس کے سازگار نہ ہوتے۔ تو محمدؐ واقعی خدا کہلانے کا مستحق ہوتا۔ جب محمدؐ کی بعثت ہوئی۔ عرب مدت مدید سے خانہ جنگیوں کا شکار رہا۔ جن اقوام نے عظیم الشان کامیابیاں حاصل کی ہیں۔ اُن کو ضرور ان مراحل سے گذرنا پڑا ہے۔ جب تک ارواح و ابدان میں نئی سرگرمی پیدا نہیں ہوتی۔ یہ فائز المرامیاں نصیب نہیں ہو سکتیں مسلمانوں نے اسلام کے جھنڈے کو دریائے جیحون و سیحون کے سواحل اور سرحدات چین پر نصب کر دیا اُنھوں نے اجنادین اور یرموک کے میدانوں میں فتوحات حاصل کیں۔ جن کا نتیجہ یہ ہوا۔ کہ شام اور مصر میں اُنکی حکومت قائم ہو گئی۔ اگر خالدؓ۔ زرارؓ۔ اور عمروؓ کو شکستیں ہو جاتیں۔ اور اُن کو طویل و عریض صحراؤں میں واپس جانا پڑتا۔ اور عربوں کو از سرِ نو خانہ بدوشانہ زندگی بسر کرنی پڑتی۔ اور وہ ایسے ہی مفلوک الحال ہو جاتے۔ جیسے کہ اُن کے آباؤ اجداد تھے۔ اس صورت میں دُنیا محمدؐ۔ علیؓ اور عمرؓ کے نام سے آشنا نہ ہو سکتی +

منگولوں۔ تاتاریوں۔ ترکوں وغیرہ غیر عرب مسلم اقوام نے اپنے آپ کو دشمنانِ علوم و فنون ثابت کیا ہے لیکن عرب اس سے بری ہیں۔ اور محمد صلے اللہ علیہ وسلم پر تو قطعاً یہ الزام نہیں لگایا جا سکتا۔ اموی خاندان کا خلیفۂ اوّل معاویہ ایک شاعر تھا اس نے ایک عرب شاعر کو چار اشعار تحریر کرنے پر انعام مرحمت کیا۔ اس کا فرزند یزید بھی شاعر تھا۔ مسلمانوں نے شاعری کی اتنی قدر و منزلت کی۔ کہ اس نا شجاعت کے مساوی قرار دیا۔ المنصور۔ ہارون الرشید اور المامون نے

علوم و فنون کی ترویج میں اعلیٰ درجہ کا انہماک ظاہر کیا۔ یہ سلاطین علم ادب کیمیا۔ اور علم حساب کے بیحد دلدادہ تھے۔ یہ لوگ ارباب علم و فضیلت کی صحبتوں میں زندگی بسر کرنا موجب افتخار جانتے تھے۔ انہوں نے یونانی اور لاطینی مصنفین سیلینڈ اوڈیس۔ اور یوکلڈ وغیرہ کی تصنیفات کا عربی زبان میں ترجمہ کرایا۔ انھوں نے ہیئت۔ ادویات اور اخلاقیات کے مدارس و مکاتب قائم کئے۔ انہوں نے رصد گاہیں بنائیں۔ مساحت فلاحت کیمیا سیمیا طب منطق اور فلسفہ وغیرہ میں انھوں نے کمال حاصل کیا۔ علم کیمیا علم تحلیل مرکبات ملسئو اعشاریہ۔ الجبرا۔ اعداد۔ اور گھڑیاں وغیرہ انہی کی ایجادات ہیں۔ انکی اخلاقی کہانیاں اپنا جواب نہیں رکھتیں۔ اُن کی شاعری شجیعانہ جوش و خروش سے لبریز ہے۔ محمدؐ (صلے اللہ علیہ وسلم) نے علماء و فضلاء کی بہت تعریف کی ہے۔ اور جو لوگ غور و فکر کرتے ہیں۔ اور تحقیق اشیاء اور خدمت علوم میں مصروف رہتے ہیں۔ ان کے بڑے بڑے درجات بیان کئے ہیں۔ اگر مسلمانوں نے علم و صنائف الاعضاء سے تعلق برتا۔ تو اس کا راز اس علم سے ان کا تعصب مذہبی پر موقوف ہے۔ یہ دعوےٰ بے حقیقت ہے مترجم۔ دار الکتب قاہرہ میں صرف ۶ ہزار جلدیں علم ہیئت و نجوم پر تھیں۔ اور ایک لاکھ سے زیادہ کتابیں دیگر علوم کی تھیں۔ قرطبہ کی لائبریریوں میں ۳ لاکھ کتابیں تھیں خلفائے عرب کے پانچسو سال کے دور حکومت میں علوم و فنون کی سلطنت رہی۔ اور ان میں عظیم الشان ترقیاں ہوئیں منگولوں کی یورش نے ترقی کی اس قیامت خیز رَو کو یکسر روک دیا +

کثرت ازدواج

محمدؐ سے پیشتر ایک شخص جتنی عورتوں کو چاہے۔ اپنے نکاح میں لا سکتا تھا۔ امراء متعدد عورتوں سے شادیاں کر لیا کرتے تھے۔ محمد (صلے اللہ علیہ وسلم) نے غیر معینہ تعداد کی حدبندی کی۔ بنا بریں آپ نے کثرت ازدواج کو روک دیا۔ عورتیں مردوں سے زیادہ متولد نہیں ہوتیں۔ پھر کیا وجہ ہے۔ کہ محمدؐ کے مذہب میں ایک سے زیادہ بیویاں کرنے کی اجازت ہے۔ سوال یہ ہے کہ کیوں محمدؐ (صلے اللہ علیہ وسلم) نے اس خصوص میں تعلیم مسیح کی تقلید نہ کی؟ یورپ میں قانون سازان اقوام نے خواہ یونانی ہوں یا جرمن خواہ رومن ہوں یا گال۔ خواہ ان کا تعلق سرزمین ہسپانیہ سے ہو یا برطانیہ سے ایک سے زیادہ بیویاں کرنے کی اجازت نہیں دی۔ بخلاف ازیں مشرق میں کثرت ازدواج کی اجازت رہی ہے۔ تاریخ کے اوراق شاہد ہیں۔ کہ ایک زمانہ میں تمام فرزندان آدم یہودی۔ اعشاری۔ عرب ایرانی تاتاری یا افریقی سب کے سب ایک سے زیادہ بیویوں کے شوہر تھے بعض اشخاص نے مشرق و مغرب کے اس تفاوت کو جغرافیائی اسباب پر محمول کیا ہے۔ ایشیا اور افریقہ میں مختلف رنگوں کی اقوام آباد ہیں اُن کو ایک دوسرے سے ملانے اور پیوستہ کر دینے کا واحد علاج کثرت ازدواج ہے۔ تاکہ کالے گوروں کو نہ مار سکیں۔ اور گوری چمڑی والے سانولوں پر ظلم نہ کر سکیں۔ کثرت ازدواج کا دستور اُن کو ایک ماں کے بیٹوں کی مانند بنا سکتا ہے۔ اور وہ ایک دسترخوان پر بلا روک ٹوک بیٹھ کر کھانا تناول کر سکتے ہیں۔ مشرق میں کسی خاص رنگ والی قوم کو دوسری پر کوئی فوقیت نہیں ہے۔ تاہم اس مدعا کیلئے محمد (صلے اللہ علیہ وسلم) نے چار بیویاں تک کر لینے کی اجازت کو کافی تصور کیا۔

اس پر کیل ہو سکتا ہے۔ کہ جب عورتوں کی تعداد مردوں سے زیادہ نہیں ہے۔ تو چار عورتوں تک سے نکاح کر لینے کی اجازت دینا کن امکانات پر معقول خیال کیا جا سکتا ہے؟ امر واقعہ یہ ہے۔ کہ طبقہ اُمرا کے علاوہ متوسط اور غربا شاذ و نادر ہی اس اجازت سے فائدہ اٹھاتے ہیں۔ اور یہی لوگ کرتے صرف ہوتے ہیں مختلف رنگ والوں کو بذریعہ رشتہ ہائے نکاح ایک دوسرے سے پیوستہ کر دینا باہمی محبت و مودت کا ایک موثر ذریعہ ہے۔ اگر ہم چاہتے ہیں۔ کہ ہماری نو آبادیات میں کالے بھی آزادی والے بن جائیں۔ اگر ہم اس تعصب کے داغ کو دھلانا چاہتے ہیں۔ جو اختلاف رنگ پر مبنی ہے۔ تو ہمارے واضعانِ آئین کو کثرت ازدواج کی اجازت دینے سے مجتنب نہیں رہنا چاہیئے، +

غلامی

مشرق میں غلامی کی نوعیت بھی مغربی نوعیت غلامی سے یکسر متفاوت ہے۔ مشرق میں غلامی عہد نامہ عتیق کی تصریحات کے مماثل ہے۔ غلام اپنے مالک کی جائداد سے حصہ حاصل کر لیتا ہے۔ اور مرحوم مالک کی لڑکی سے نکاح بھی کر سکتا ہے۔ اکثر پاشا ترک غلام تھے۔ اکثر وزرائے اعظم۔ تمام ممالیک علی بے مراد بے وغیرہ غلام تھے + انھوں نے اپنے مالکوں کے گھروں میں ادنےٰ ترین خدمات سے انجام دیکر اپنی تمدنی زندگی کا آغاز کیا۔ اور آخر کار اپنی فضیلت و قابلیت یا حکومت وقت کی خاص عنایت سے اٹھے اور درجات پر متمکن ہوئے مغرب میں غلاموں کی حیثیت گھر کے نوکروں میں سے بھی کم ہوتی ہے۔ اور ان کو ذلیل و حقیر ترین تصور کیا جاتا ہے۔ اس خصوص میں مشرق و مغرب کے تخیلات میں اس قدر فرق ہے۔ کہ مصری مدت عرصے تک یہ نہ سمجھ سکے۔ کہ تمام فرانسیسی فوج نپولین بونا پارٹ کے مملوکہ غلاموں پر مشتمل نہ تھی گھر کا بڑا آدمی مجسٹریٹ بھی ہوتا ہے۔ اسے اپنی بیویوں بچوں۔ اور غلاموں پر کامل آزادانہ اختیارات حاصل ہوتے ہیں۔ اس کے اختیارات میں کوئی تعرض نہیں روا رکھا جاتا۔ نظم و نسق عامۃ المسلمین کا ذمہ دار گھر کے اندرونی معاملات میں قطعاً کوئی مداخلت نہیں کرتا۔ ضوابط دیوانی کی رو سے اسکی ازواج کو خاص گونہ احترام حاصل ہوتا ہے، +

نپولین کا خواب

نپولین ایک بہت بڑا کارکن۔ اور کارفرما شخص تھا۔ اور تمام کارفرماؤں کی طرح دلدادہ تخیلات بھی تھا۔ اس کا ایک خواب جو کہ اس کے دل میں تا دمِ آخر چٹکیاں لیتا رہا۔ اسکی تعبیر پر اس کی مندرجہ ذیل تحریر شاہد ہے:۔

مجھے امید ہے۔ کہ وہ وقت دور نہیں۔ کہ جب میں تمام جہاں کے ارباب علم و فراست کو متحد و متفق کرنے میں کامیاب ہو جاؤں گا۔ اور قرآن کے اصول کے مطابق ایک مشترکہ دستور حیات کے ارکان ہیئت عاملہ کو قائم و مستحکم کر سکوں گا۔ اس لئے کہ صرف قوانین قرآن ہی ایسے ہیں جو صداقت پر مبنی ہیں۔ اور بنی نوع انسان کو خوشحالی اور فارغ البالی کی منزل کا راستہ دکھا سکتے ہیں +

لیکن یہ خواب عملی جامہ نہ پہن سکا۔ دیکھنا یہ ہے۔ کہ یہ خواب کبھی کسی اور کی زندگی میں پورا ہوگا یا نہیں۔ اس کا جواب خود وقت دیگا +

تجدید فی المذاہب

از قلم جناب کے قدوس صاحب

اسلام اُن چیزوں میں کسی جدت طراز کا حامی نہیں ہے۔ جو خدا تعالیٰ کی طرف سے آتی ہیں۔ اور ہمارا یہ خیال کرنا کہ ہماری جدت طرازی سے خدائی کاموں میں اصلاح ہو سکتی ہے، سراسر گستاخی ہے۔ اگر اشیائے کائنات کسی عالم الغیب خدا کی منشاء کے مطابق مخلوق ہوئی ہیں تو وہ خدا خود ہی آئندہ تغیرات کو مدنظر رکھ کر ضروریات لازمی کو پہلے سے مہیا کر دیگا۔ اور تمام کائنات میں ہمیں یہی بات نظر آتی ہے نئے حالات کے ماتحت مروجہ قوانین کی منسوخی ضرور عمل میں آتی ہے لیکن اُس مواد میں جو فطرت نے مہیا کیا ہے کوئی تبدیلی واقع نہیں ہوتی۔ نئی ضروریات کے پورا کرنے میں اُسی کو استعمال کیا جاتا ہے۔ موجودہ صدی کو ایجادات کا زمانہ کہہ سکتے ہیں لاسلکی، نشر صوت، ہوائی جہاز اور آبدوز کشتیاں یہ سب ہمارے سامنے عالم وجود میں آئی ہیں لیکن ہم نے اُن کیلئے مادہ ایجاد نہیں کیا ہم نے ان چیزوں کو جو دنیا میں پہلے ہی سے موجود تھیں۔ ایک خاص ترتیب سے منتظم کر لیا ہے۔ یہ سچ ہے کہ ان نئی مشینوں میں مختلف اشیاء سے مطابقت پیدا ہو گئی لیکن وہ خواص تو اشیاء میں پہلے ہی سے موجود تھے۔ اُن کے نئے خواص ہمارے علم میں آتے جاتے ہیں لیکن ہم ان کو ایجاد نہیں کرتے بلکہ محض دریافت کرتے ہیں۔ اُس کے بالمقابل انسانی ساختہ اشیاء نئے حالات کے پیدا ہونے پر خارج از استعمال ہو جاتی ہیں۔ اور نئے نظام کے ماتحت انسانی محنت کی از سر نو ترتیب ضروری ہو جاتی ہے۔ اور قدرتی اور مصنوعی اشیاء میں یہی فرق ہے۔ قدرتی اشیاء میں کسی تغیر کی ضرورت نہیں ہوتی لیکن مصنوعی اشیاء پر حسب زمانہ بدلتی رہتی ہیں +

اس تسلیم شدہ اصول کی بناء پر ان کتب کے متعلق بھی فیصلہ ہو سکتا ہے جو الہامی الاصل ہونے کی مدعی ہیں۔ اگر وہ خدا کی طرف سے ہیں تو پھر انہیں تجدید کی ضرورت ہے نہ تاویل معانی کی۔ زندگی کی نئی ضرورتوں میں نئی آیت کی بھی ضرورت ہے۔ لیکن اگر کوئی کتاب فی الواقع کلام الٰہی ہو تو پھر اُس کی زبان ایسی وسیع المعانی ہونی چاہیے کہ نئی ضرورتوں کو پورا کر سکے۔ جو مذہب انسانی روایات پر مبنی ہیں انہیں نئے خیالات سے تطابق پیدا کرنے کی ضرورت لازمی طور پر محسوس ہوتی رہتی ہے۔ اور چونکہ ہمیں اپنے اپنے مذاہب سے شدید وابستگی ہوتی ہے اسلئے ہم مجبوراً ہر قدم پر تجدید مذہب کیلئے مجبور ہو جاتے ہیں +

بدقسمتی سے حضرت یسوع کی تعلیمات ابتداء ہی سے محرف و مبدل ہو گئیں۔ اور چونکہ اُنکی قوم نے اُنکے پیش کردہ مذہب کو رد کر دیا اسلئے اُنکے پیروؤں نے غیر یہودی اقوام کا سہارا ڈھونڈا۔ مسیحی بزرگان دین نے اپنے مذہب کو بت پرستوں میں مقبول بنانے کیلئے، حضرت یسوع کے سیدھے سادے مذہب کو غیر یہودی اقوام کے خیالات کے ماتحت رکھ دیا۔ اس غرض کیلئے پے در پے بہت سی مذہبی مجالس منعقد ہوئیں۔ جن کا مقصد یہ تھا کہ مسیحی مذہب کو مشرکوں کے عقائد کے سانچے میں ڈھال دیا جائے۔ حتٰی کہ پانچویں صدی میں مسیحی مذہب کی قلب ماہیت ہو گئی جب احیاء العلوم کا دور شروع ہوا تو لوگوں کی طبائع کا میلان اس طرف ہوا۔ کہ مذہب کو نئی بنیادوں پر مبنی کیا جائے۔ چنانچہ دور اصلاح شروع ہوا۔ اور مسیحی دنیا کو ایک

معین عرصہ کیلئے تسلی حاصل ہو گئی اس کے بعد سائنس اور مذہب میں شدید معرکہ آرائی شروع ہوئی۔ اگرچہ مسیحی مذہب نے سائنس کا گلا گھونٹنے کیلئے ایڑی چوٹی کا زور لگایا، لیکن سائنس ایسا سخت جان نکلا کہ مذہب کی تمام ممکن کوششوں کے باوجود مغلوب نہ ہو سکا اور انجام کار مسیحیت پر غالب آگیا۔ تب کلیسیاء نے مصالحانہ رویہ اختیار کیا۔ اور اس موقع پر تحریک جدید مسیحیت کی مدد کیلئے آن پہنچی جس نے پرانے عقاید کو نئے انداز میں پیش کیا گیا لیکن چونکہ اصلاح و تنسیخ کا کام تعلیمیافتہ طبقہ یعنی جدید الخیال ارباب کلیسیاء کے ہاتھ میں آگیا۔ اسلئے اُسے ناکارہ سمجھ کر چھوڑ دیا گیا۔ مینچیسٹر ڈاکٹر بارنز (بحوالہ ڈیلی ٹیلیگراف جون ۱۹۳۱ء) تو اب نئے عقاید کے خواہشمند ہیں کیونکہ بقول ڈاکٹر موصوف قدیم مسیحی عقاید مذہب اور سائنس دونوں کے اعتبار سے اغلاط سے پاک نہیں ہیں۔ سچ تو یہ ہے کہ فاضل موصوف نے ایک حقیقت کا اعتراف کیا ہے لیکن اگر مذہب الہام ربانی پر مبنی ہے تو اُن کا قول مستند نہیں ہو سکتا +

ہندو مذہب میں جو تبدیلیاں ہوئیں اُن کا ہمیں کوئی علم نہیں کیونکہ قدیم ہندوؤں کی تاریخ محفوظ نہیں لیکن چونکہ یہ مذہب بھی انسانی روایات پر مبنی تھا اسلئے ہمارا خیال ہے کہ تجدید و ترمیم سے محفوظ نہ رہ سکا ہوگا۔ گذشتہ صدی میں ہندوؤں کے درمیان ایک جدید تحریک کا حامی پیدا ہوا جس کا نام راجہ رام موہن رائے تھا اور انکے قابل شاگرد کیشب چندر سین انکے جانشین ہوئے۔ ان دونوں نے ملکر ایک مذہبی سوسائٹی موسوم بہ برہمو سماج کی بنیاد موحدانہ رنگ میں ڈالی۔ انہوں نے قرآن مجید سے بہت کچھ استفادہ کیا لیکن چونکہ وہ اس بات کے قائل نہیں تھے کہ الہام کا سرچشمہ خارجی ہے اسلئے انہیں مجبوراً ایک نئے مذہب کی بنیاد رکھنی پڑی۔ انہوں نے توحید باریتعالیٰ پر ایمان لاکر ہندو مذہب سے جدائی اختیار کرلی۔ راجہ موصوف کے بعد ہندوؤں میں ایک شخص پیدا ہوا جس نے تجدید کی آواز بلند کیا۔ یہ شخص دیانند تھے۔ انہوں نے آریہ سماج کے نام سے ایک نئی جماعت کی بنیاد رکھی اگرچہ ہندوؤں نے انکی تفسیر وید کو تسلیم نہیں کیا لیکن انہوں نے یہ لکھا ہے کہ ویدوں میں ایک سے زیادہ خداؤں کی تعلیم نہیں ہے۔ لیکن تجدید کی سپرٹ اُن کو حدود مناسب سے بڑھا لے گئی۔ انہوں نے تمام اختراعات جدیدہ کو ویدوں سے نکالنے کی کوشش کی۔ انکے قول کے مطابق ویدوں میں سٹیم انجن اور بجلی وغیرہ کا ذکر موجود ہے۔ انکی وفات سے قوم کو بہت نقصان پہنچا اور کوئی شخص انکے نقش قدم پر نہیں چل سکا ورنہ آج ہمیں یہ اطلاع بھی ملتی کہ ویدوں میں لاسلکی آلہ نشر صوت آبدوز وغیرہ کا بھی ذکر موجود ہے۔ افسوس تو یہ ہے کہ ہندوؤں میں جو لوگ قابل ہیں وہ سیاست کے میدان میں آگئے ہیں جس کی مقتضیات ویدک تعلیم کے مطابق نہیں ہیں۔ ہندو دھرم میں علیحدہ رہنے کی سپرٹ موجود ہے۔ اور اسکے ماننے والے نہ صرف مختلف ذاتوں میں منقسم ہیں بلکہ وہ لاکھوں انسانوں کو جنہیں ہندو اصطلاح میں اچھوت کہتے ہیں معمولی انسانی حقوق بھی عطا نہیں کرتا۔ یہ سپرٹ اس حد تک سرایت کرتی ہے جس کی آج ہر طرف صدا بلند ہو رہی ہے کہ ہندو قوم کے لیڈروں نے اس دشواری کو دیکھ لیا تھا اور اپنے مذہب کے عجز کا اعتراف کر لیا چنانچہ اب ہر ممکن کوشش اس امر کیلئے کی جا رہی ہے کہ اچھوت پن کے داغ کو اُن انسانوں کے ماتھے سے دور کر دیا جائے لیکن یہ کوشش کبھی بارآور نہیں ہوگی +

اسکے بالمقابل اسلام اور قرآن مجید ان دونوں کو کسی تجدید کی ضرورت نہیں ہے کیونکہ یہ کتاب اس قدر وسیع المعانی ہے کہ ہر نئی ضرورت کا حل اس کے اندر موجود ہے۔ اگر ایسا نہ ہوتا تو پھر اس کتاب کو الہامی ہونے کا دعویٰ نہیں کرنا چاہیئے تھا۔ درحقیقت بھی یہی ہے کہ جو کتاب منجانب اللہ ہونے کی مدعی ہو۔ اسلئے لازم ہے کہ ان تمام باتوں کا حل عطا کرے جن کی وجہ سے مذاہب میں تجدید کی ضرورت پیش آتی ہے +

تصنیفات حضرت خواجہ کمال الدین صاحب بانیٔ مسلم مشن ووکنگ انگلستان
توحید فی الاسلام بلا جلد عہ مجلد
مسلک مروارید معرکۃ الآرا دس لیکچروں کا مجموعہ بلا جلد
ینابیع المسیحیت بلا جلد مجلد
ضرورت الہام بلا جلد ۱۲ مجلد
راز حیات یا انجیل عمل بلا جلد مجلد
مکالمات ملیہ بلا جلد ۱۳ مجلد
مطالعہ اسلام بلا جلد ۱۲ مجلد
اسلام میں کوئی فرقہ نہیں بلا جلد ۱۴ مجلد
لمعات انوار محمدیہ بلا جلد ۶ مجلد ۱۰
مذہب محبت موضوع القرآن
حورات عالم کا مذہب ۸
اسوہ حسنہ معروف بہ زندہ و کامل نبی بلا جلد ۷
ام الالسنہ معروف بہ زندہ و کامل زبان بلا جلد ۱۲ مجلد
براہین نیرہ بلا جلد ۱۲ مجلد
پیام اسلام ۸
مقصد مذہب ۳
خطبات عربیہ بلا جلد ۱۲ مجلد
سیر افکار یا روحانیت فی الاسلام بلا جلد ۱۲ مجلد
ہستی باری تعالی بلا جلد ۶
یسوع کی الوہیت اور اسکی کامل انسانیت پر ایک نظر ۴
اسلام اور علوم جدیدہ ۴
صلائے نصرت بہ اہل ہمت ۳
حیات بعد الموت ۱۲
جہد اللبغار
دیگر مصنفین
جمع القرآن ۱۲
قرآن شریف مترجم شاہ رفیع الدین صاحب محدث دہلوی مجلد
دنیا کے مشہور شہدائے ثلاثہ بلا جلد ۷
اسلامی نماز کا فلسفہ قیمت صرف ۳
تفسیر سورۃ فاتحہ قیمت ۲
اسلام یعنی ہمدردی بنی نوع کا مذہب ۲
اسلامی نماز اور اس پر مغربی اعتراض ۱۰
نبوت کا ظہور اتم المعروف نبی کامل مصنفہ حضرت خواجہ صاحب
سیرت نبوی قیمت صرف ۴
لنڈن میں جلسہ مولود النبی صلعم ۲
قرآن اور جنگ ۳
پادری صاحبان کے لئے حل طلب معمہ ۱
سیرۃ خیر البشر مجلد مقام حدیث بلا جلد مجلد
تصاویر مسلمانان یورپ فی درجن ۱۰ رنگین درجن مجلد
تصاویر نماز عیدین مسجد ووکنگ قیمت فی درجن ۱۰
تمدن اسلام حصہ اول مصنفہ حضرت خواجہ صاحب
تمام درخواستیں بنام
سکرٹری دی ووکنگ مسلم مشن اینڈ لٹریری ٹرسٹ عزیز منزل برانڈرتھ روڈ لاہور پنجاب ہونی چاہئیں

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

یورپ میں اشاعت اسلام

مسلم مشن ووکنگ انگلستان کی تبلیغی تگ ودو

یورپ میں اشاعت اسلام کے لئے ذیل کے ذرائع اختیار کئے جاتے ہیں جو سب کے سب ہی مسلم امداد کے محتاج ہیں۔

۱
رسالہ اسلامک ریویو انگریزی کی مفت اشاعت

یورپین نومسلمین و غیر مسلمین اخوان و خواتین ہیں کی جاتی ہے۔

۲
دنیا بھر کی مشہور و معروف لائبریریوں

کو رسالہ اسلامک ریویو مفت بھیجا جاتا ہے۔

۳
مبلغین مشن کے ہفتہ واری لیکچر

ہفتہ میں ایک بار لنڈن میں اور ایک دفعہ مسجد ووکنگ میں لیکچر ہوتا ہے۔ جن میں سامعین کی چائے سے تواضع کیجاتی ہے

۴
لندن میں جمعہ و عیدین کی نمازیں

عیدین کے مجمع میں چار پانچ صد کے لگ بھگ نومسلمین و مسلمین شامل ہوتے ہیں نماز کے بعد انہیں دعوت دیجاتی ہے جس پر کثیر ہی عید صرف ہوتا ہے۔

۵
رسالت مآب حضرت نبی کریم صلعم کے سالانہ یوم ولادت

کی تقریب پر چار پانچ صد سے زاید مجمع ہوتا ہے جنکی تواضع دعوت سے کیجاتی ہے یہ مجمع مسلمین و نومسلمین اور غیر مسلمین پر مشتمل ہوتا ہے

۶
دور دراز ممالک کے غیر مسلمین

کو مبلغین مشن بذریعہ خط و کتابت تبلیغ کرتے رہتے ہیں۔ جس پر محصولڈاک صرف ہوتا ہے۔

۷
تالیف قلوب

بعض غیر مسلمین و نومسلمین کی حسب ضرورت مالی امداد بھی کی جاتی ہے۔

۸
انگریزی اسلامی ادبیات

کی مفت اشاعت کی جاتی ہے۔ نومسلمین و غیر مسلمین کو مفت دیجاتی ہیں۔

۹
مسجد ووکنگ میں زائرین

کی آمد و رفت جس میں مسلم نومسلم و غیر مسلم ہوتے ہیں۔ ان سب کی تواضع چائے سے کی جاتی ہے۔

۱۰
عملہ مشن

کی آمد و رفت کے اخراجات اور ان کے ماہواری مشاہرے

۱۱
اسلامک ریویو انگریزی مجریہ مسجد ووکنگ انگلستان

زیر ادارت

حضرت خواجہ کمال الدین صاحب بی اے ایل ایل بی وکیل مبلغ اسلام مغرب میں اسلام کا واحد مشعل بردار ماہواری انگریزی رسالہ جس میں زبردست اہل قلم حضرات کے مذہب۔ اخلاق۔ تمدن و معاشرت اسلام میں تصوف اور حالات حاضرہ پر مسلمین اور نومسلمین کے مضامین ہوتے ہیں ہر رسالہ کو نومسلم کے فوٹو سے زینت دیجاتی ہے حضرت خواجہ کمال الدین صاحب کے قلم گوہر بار سے شرح قرآن مجید کا سلسلہ بھی آغاز سال ۱۹۳۲ء سے شروع ہے جو از حد دلچسپ ہے سالانہ چندہ ۱۰؎ مفت تقسیم طلباء سے صرف محصولڈاک۔ نمونہ مفت

۱۲
رسالہ اشاعت اسلام اردو ترجمہ رسالہ اسلامک ریویو انگریزی

زیر ادارت

حضرت خواجہ کمال الدین صاحب بی اے ایل ایل بی وکیل مبلغ اسلام اس رسالہ میں اسلامک ریویو کے اردو تراجم کے علاوہ مشہور اہل قلم حضرات کے مضامین بھی ہوتے ہیں جن میں حالات حاضرہ پر مذہبی نقطہ نگاہ سے بحث کی جاتی ہے۔ مسجد ووکنگ کی عملہ تبلیغی جد و جہد کے کوائف درج ہوتے ہیں۔ اس کے علاوہ حضرت خواجہ کمال الدین صاحب کی شرح قرآن کریم کا بھی اردو ترجمہ چھپتا ہے۔

تمام خط و کتابت بنام سکرٹری دی ووکنگ مسلم مشن اینڈ لٹریری ٹرسٹ عزیز منزل برانڈرتھ روڈ لاہور (پنجاب)

مسلم پرنٹنگ پریس لاہور میں باہتمام خواجہ نور احمد خاں پرنٹر چھپکر خواجہ عبدالغنی سکرٹری مسلم مشن ووکنگ لاہور نے عزیز منزل برانڈرتھ روڈ لاہور سے شائع کیا۔

JUNE, 1932. Registered L. No. 908.

شاہجہان مسجد ووکنگ ۔ انگلستان

زیر ادارت

خواجہ کمال الدین

بانیِ مسلم مشن ووکنگ

قیمت تین روپے آٹھ آنہ (عہ) سالانہ
قیمت پانچ روپے (صہ) ممالک غیر کیلئے
درخواستہائے خریداری بنام مینیجر رسالہ اشاعت اسلام ۔ عزیز منزل ۔ برانڈرتھ روڈ ۔ لاہور ۔ پنجاب ۔ انڈیا

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

دی ووکنگ مسلم مشن اینڈ لٹریری ٹرسٹ رجسٹرڈ

الف۔ ووکنگ مسلم مشن کا جملہ تبلیغی کاروبار ایک باضابطہ رجسٹری شدہ ٹرسٹ کے ماتحت ہے۔ اس ٹرسٹ میں (۱) ووکنگ مسلم مشن (۲) رسالہ اسلامک ریویو انگریزی (۳) رسالہ اشاعت اسلام (۴) کتب خانہ بشیر مسلم لائبریری (۵) مسلم لٹریری ٹرسٹ (۶) ریزرو فنڈ یعنی سرمایہ محفوظ مشن ووکنگ شامل ہیں۔

اغراض و مقاصد

ب۔ (۱) ووکنگ مسلم مشن اور اس کی متعلقہ تحریکات کو انگلستان میں غیر فرقہ وارانہ اصول پر زندہ قائم رکھنا۔

(۲) رسالہ اسلامک ریویو انگریزی و دیگر اسلامی ادبیات کو شائع کرنا اور مفت تقسیم کرنا۔

(۳) انگلستان اور دیگر ممالک میں اسلام کی اشاعت کرنا۔

(۴) سستا سے سستا قرآن کریم چھپا کر مفت تقسیم کرنا اور فروخت کرنا۔

(۵) ہر سکے لئے تمام وہ امور انگلستان اور دیگر ممالک میں سرانجام دینے جن کی اشاعت اسلام کے لئے ضرورت ہو۔

بورڈ آف ٹرسٹیز

ج ۱۔ جناب دی رائٹ آنریبل سر رولینڈ جارج الن البنسن بیرن الحاج لارڈ ہیڈلے بالقاب الفاروق۔ بی اے (کینٹب) ایم۔ آئی سی۔ ای آئی آف کاڈا ہوس۔ کیلارنے۔ آئرلینڈ (چیرمین)

۲۔ جناب سر عباس علی بیگ صاحب کے۔ سی۔ آئی۔ ای۔ سی۔ ایس۔ آئی ایل۔ ایل۔ ڈی۔ بی۔ اے۔ ایف۔ یو۔ بی۔ آف بمبئی اینڈ کلکتہ۔

۳۔ جناب میاں احسان الحق صاحب بیرسٹر ایٹ لا سشن اینڈ ڈسٹرکٹ جج لائل پور

۴۔ جناب حکیم محمد جمیل خاں صاحب رئیس اعظم فرزند جناب حکیم اجمل خاں صاحب رئیس اعظم دہلی

۵۔ کنور شری بدر الدین صاحب فرزند عالیجناب ہز ہائی نس شیخ جہانگیر میاں صاحب والئے ریاست منگرول (کاٹھیاوار)

۶۔ جناب شیخ عبد الحمید صاحب مالک انگلش ویر ہوس دی مال۔ لاہور

۷۔ جناب شیخ محمد اسمٰعیل صاحب مالک کالونی فلور ملز۔ لائل پور

۸۔ جناب خان بہادر غلام صمدانی خاں صاحب ریونیو اسسٹنٹ پشاور (سرحد)

۹۔ خان بہادر مولوی غلام حسن صاحب آنریری مجسٹریٹ اینڈ وائس پریزیڈنٹ میونسپلٹی (سرحد) پشاور۔

۱۰۔ جناب ملک سعید محمد خاں صاحب بی اے سپیشل اسسٹنٹ ٹو منسٹر مال ریاست جموں و کشمیر

۱۱۔ جناب خواجہ نذیر احمد صاحب بیرسٹر ایٹ لا ایڈووکیٹ ہائی کورٹ لاہور

۱۲۔ جناب مولوی عبد المجید صاحب ایم اے۔ بی ٹی (قائم مقام امام مسجد ووکنگ انگلستان

۱۳۔ جناب خواجہ کمال الدین صاحب بی اے ایل ایل بی وکیل بانی ووکنگ مسلم مشن (وائس پریزیڈنٹ)

۱۴۔ جناب ڈاکٹر غلام محمد صاحب ایم بی بی ایس سابق سول سرجن سرحد (آنریری فنانشل سکرٹری)

۱۵۔ جناب شیخ محمد دین جان صاحب بی اے ایل ایل بی ایڈووکیٹ ہائیکورٹ لاہور

۱۶۔ جناب مولوی مصطفٰے خاں صاحب بی اے لاہور۔ مسلم مشنری

۱۷۔ جناب خواجہ عبد الغنی صاحب (سکرٹری)

ٹرسٹ کی منتظمہ کمیٹی

د ۱۔ جناب سر میاں محمد شفیع صاحب کے۔ سی۔ ایس۔ آئی۔ سی آئی۔ ای۔ ڈاکٹر آف لٹریچر۔ بیرسٹر ایٹ لا لاہور

۲۔ جناب خانصاحب سعادت علی خانصاحب رئیس اعظم سکرٹری انجمن اسلامیہ پنجاب لاہور

۳۔ جناب محمد دین جان صاحب بی اے ایل ایل بی ایڈووکیٹ۔ لاہور

۴۔ جناب ملک شیر محمد خاں صاحب بی اے سپیشل اسسٹنٹ ٹو منسٹر مال صاحب بہادر ریاست جموں و کشمیر

۵۔ جناب کنور شری بدر الدین صاحب بی اے خلف الصدق عالیجناب ہز ہائی نس نواب صاحب بہادر۔ ریاست منگرول (کاٹھیاوار)

۶۔ جناب خان بہادر شیخ محمد اسماعیل صاحب مالک دکان احمد دین برادرز راولپنڈی۔

۷۔ جناب خان بہادر مولوی غلام حسن صاحب آنریری مجسٹریٹ و وائس پریزیڈنٹ میونسپلٹی۔ پشاور (سرحد)

۸۔ جناب میجر شمس الدین صاحب بی اے۔ فنانشل سکرٹری (ریاست بہاولپور)

۹۔ خانصاحب جناب محمد مسلم خانصاحب بمہ خان خیل آنریری مجسٹریٹ رئیس اعظم مردان (سرحد)

۱۰۔ جناب احمد ملا داؤد صاحب مدنی سوداگر۔ رنگون۔ برہما۔

۱۱۔ جناب شیخ محمد اسمٰعیل صاحب مالک کالونی فلور ملز۔ لائل پور۔

۱۲۔ جناب خواجہ نذیر احمد صاحب بیرسٹر ایٹ لا۔ لاہور۔

۱۳۔ جناب خواجہ کمال الدین صاحب بی اے ایل ایل بی وکیل۔ بانئے ووکنگ مسلم مشن انگلستان (پریزیڈنٹ)

۱۴۔ جناب ڈاکٹر غلام محمد صاحب ایم بی بی ایس۔ سابق سول سرجن سرحد لاہور (آنریری فنانشل سکرٹری)

۱۵۔ جناب خواجہ عبد الغنی صاحب (سکرٹری ٹرسٹ)

ضروری ہدایات

ھ ۱۔ ٹرسٹ کے متعلق جملہ خط و کتابت بنام سکرٹری ووکنگ مسلم مشن اینڈ لٹریری ٹرسٹ عزیز منزل برانڈرتھ روڈ لاہور (پنجاب) ہونی چاہیئے

۲۔ جملہ ترسیل زر بنام فنانشل سکرٹری دی ووکنگ مسلم مشن اینڈ لٹریری ٹرسٹ عزیز منزل برانڈرتھ روڈ لاہور (پنجاب) ہو۔

۳۔ ہیڈ آفس عزیز منزل برانڈرتھ روڈ لاہور (پنجاب)

۴۔ دفتر انگلستان دی ماسک ووکنگ سرے انگلینڈ

The Mosque Woking
Surrey, England.

۵۔ بنکرس۔ لائیڈ بنک لمیٹڈ لاہور (پنجاب)

۶۔ تار کا پتہ۔ "اسلام" لاہور (پنجاب)

۷۔ رسالہ اسلامک ریویو انگریزی کا سالانہ چندہ ۔۔ معہ محصول ڈاک۔

رسالہ اسلامک ریویو انگریزی کا سالانہ چندہ لائبریریوں۔ طلبہ و مفت تقسیم کے لئے ۔۔ معہ محصول ڈاک

تمام خط و کتابت بنام سکرٹری ووکنگ مسلم مشن اینڈ لٹریری ٹرسٹ عزیز منزل برانڈرتھ روڈ لاہور (پنجاب)
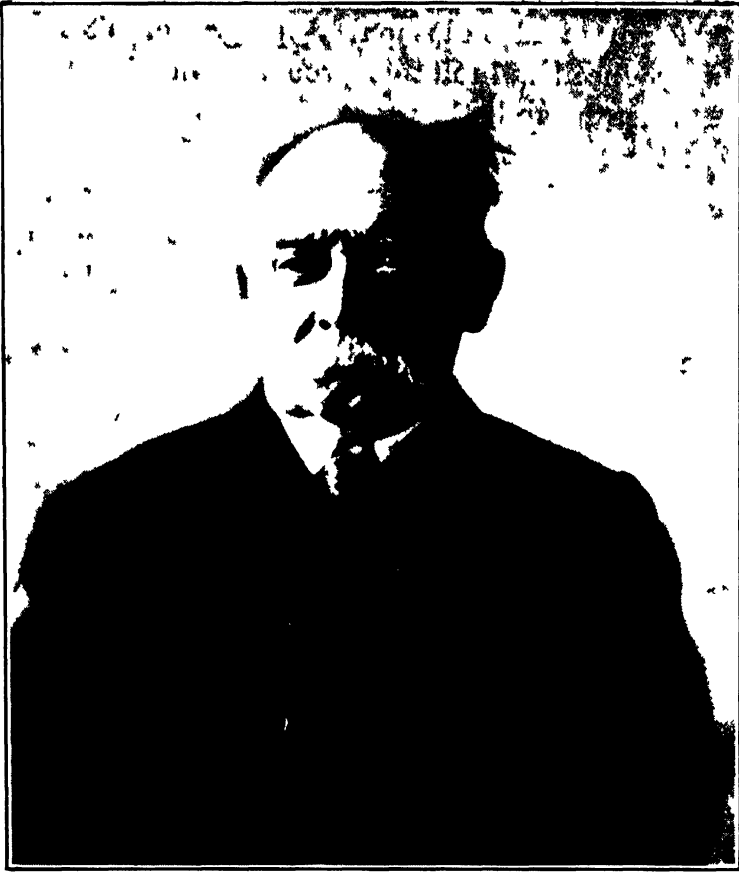
MOLD, FLINT, WALES.
October 15th, 1931.

THE IMAM,
THE MOSQUE,
WOKING.

DEAR SIR,

I have reached Islam through a great maze of studies—rationalism, metaphysics, science, philosophy and the doctrines of various Christian sects—extending over many years. All these doctrines and "isms" offered in turn divergent specifically individual points of view. They seemed at first sight to afford satisfactory solutions of the great problems of life and death (and the hereafter) but when examined critically they produced no evidence of the continuity of the life after death.... ....

(*See overleaf.*)

I owe to psychical research my emergence from all such doctrines and philosophical quagmire. To my mind it has produced indubitable proofs of man's survival of physical death, and, therefore, disposes of the agnostic's contentions about it as thoroughly as it does the Christian's claim to an exclusive and privileged place in the Kingdom of Heaven. Once satisfied that man does continue his existence of this physical life, I began to need a religion more free from dogma and mediævalism—in short, a religion more conformed to explications in accordance with the whole manifestation of Nature and the Universe, and I have found that, to my entire satisfaction and peace, in the teaching and practice of Islam.

Very respectfully yours,
HENRY SANDBACH.

فہرست مضامین رسالۂ اشاعت اسلام

جلد (۱۸) بابت ماہ جون سنہ ۱۹۳۲ء مطابق ماہ صفر سنہ ۱۳۵۱ھ نمبر (۶)

اسلامی ترقی قرآن کریم سے وابستہ ہے

ان گذشتہ پچیس تیس سالوں میں نہ ہمارے اس طریق عمل نے ہی اُسے مُتحقق کر دیا۔ بلکہ مصائب بیش آمدہ کے پیدا ہونے پر ہم نے قرآن کریم کو پس پشت ڈال کر جو خارج از قرآن راہیں اختیار کیں۔ ان سب میں ہم ناکامیاب ہوئے ہیں اس وقت چاروں طرف سے مشکلات نے آگھیرا ہوا ہے۔ ہماری قومی ہستی مخدوش ہو چکی ہے۔ دوسروں نے ہمیں کم از کم اس ملک میں صفحہ ہستی سے مٹانے کی ٹھان لی ہے۔ ہم ان باتوں کو اب سمجھ چکے ہیں لیکن ہمارے سامنے کوئی راستہ نہیں اگر قرآن کریم بھی اس راستہ کے بتلانے سے عاجز ہے۔ تو کیا وجہ ہے۔ کہ ہم اس سے روگردان نہ ہو جائیں اگر مغربی تمدن نے ہمیں اپنا شیدا کر رکھا تھا۔ تو یہ تمدن نہ تو صرف ناقص ہی ثابت ہو چکا ہے بلکہ ایک دو سو برس کے عرصے میں آج چند دن کا مہمان نظر آتا ہے۔ اس کے مقابل اسلامی تمدن نے تو کمال شان و شوکت کے ساتھ گیارہ سو برس تک دنیا پر حکومت کی۔ اور اسی وقت دنیا سے غائب ہونے لگا۔ جب مسلمانوں نے اس کے اساسی اصولوں کو چھوڑ دیا۔ جب ایک دنیا جانتی ہے کہ اسلامی ترقی خالصتہً قرآن شریف سے وابستہ تھی۔ تو پھر ہم کیوں قرآن کریم کی طرف متوجہ نہیں ہوتے قرآن کریم میں ایک لفظ فلاح بھی آتا ہے۔ جس کے معنی ہر قسم کی ترقی اور بہبودی پر حاوی ہیں۔ **تہذیب و تمدن** بھی فلاح کے مفہوم میں آجاتی ہیں۔ ہمارے لئے تو آسان راستہ یہ تھا۔ کہ ہم ان سب آیات پر غور کرتے۔ جن میں لفظ فلاح کا استعمال ہوا ہے۔ پھر ان راہوں پر چلتے۔ جو ان آیات نے حصول فلاح کیلئے تجویز کی ہیں۔ اور اگر تجربے پر ہم اپنے مقصد میں کامیاب نہ ہوتے۔ تو ہمیں حق پہنچتا تھا کہ ہم قرآن کریم کو چھوڑ دیتے لیکن ہم نے تو ایسا نہیں کیا +

مختلف سیاسی تحریکات میں ہماری ناکامی اور ہمسایہ قوم کا گرویدہ ہوتے جانا

اس وقت سیاسی مشکلات نے کُل مطلع اسلام کو تاریک کر رکھا ہے۔ دشمنوں نے ہماری ہستی کے دن گن لئے ہیں۔ برادران وطن ہمیں اس لئے مٹانا چاہتے ہیں۔ کہ ہم اصول سوراج میں ان کا راہ روکے ہوئے ہیں حکمران قوم یہ سمجھ چکی ہے۔ کہ ہمارا وجود کوئی اہمیت نہیں رکھتا۔ بلکہ ان کیلئے یہاں خوشگوار ایام تو ہی مل سکتے ہیں۔ جب ہندوؤں سے راضی ہیں۔ ہاں وہ یہ بھی نہیں چاہتے۔ کہ ہندو اس قدر غلبہ پا جائیں۔ کہ جس سے حکمران قوم کو یہاں ٹھہرنا مشکل ہو جائے۔ ہندو بھائیوں کا بھی یہی نصب العین ہے۔ الغرض ہماری ہستی اس وقت دوسروں کی نگاہ میں کوئی حقیقت نہیں رکھتی۔ پولیٹیکل اغراض کے حصول کیلئے دوسروں نے

ان قومی اتخذوا ھذا القرآن مھجورا +

ہمیں اپنا آلۂ کار بنا رکھا ہے۔ اگر میری ان باتوں میں کوئی حقیقت نہیں۔ تو مسلم بھائی گذشتہ تیس سال کی تاریخ کو دیکھ لیں۔ کونسی بات ہے۔ جو ہم نے حاصل کی۔ ہماری حقیقی قوت اور غیر حقیقی جس قدر بھی گذشتہ صدی میں تھی۔ اس کی ایک چوتھائی بھی آج نہیں۔ دوسری طرف برادرانِ وطن جس مقام پر سنہ ۱۹۰۰ء سے پہلے کھڑے تھے۔ آج سنہ ۱۹۳۰ء میں کوسوں آگے اس پولیٹیکل دوڑ میں آگے آ کھڑے ہیں۔ ہجرت خلافت (ترکیہ) مقاطع (نان کوآپریشن) سول نافرمانی۔ شرکت کانگرس بالآخر اتحاد بین الہنود والمسلمین۔ الغرض وہ کونسی بات ہے۔ جو ہم نے نہیں کی۔ عام اس سے کہ یہ تحریکیں مفید تھیں یا غیر مفید مسلمانوں کو ان سے کیا فائدہ ہوا۔ ہاں ہماری حالت بد سے بدترین ہوگئی۔ آخر الذکر اتحاد بظاہر ایک خوبصورت چیز تھی۔ لیکن جس بےعزتی کے ساتھ ہندو بھائیوں نے ہمیں اپنی رفاقت سے جدا کیا۔ وہ خود مقام عبرت ہے۔ برادرانِ وطن ایک دوربین قوم ہے۔ ان کا عمل **"یارِ غالب شو کہ تا غالب شوی"** پر تھا۔ اُنھوں نے ہمیں نکما پایا۔ اُن کے مقاصد کیلئے ہم کسی رنگ میں بھی مفید ثابت نہ ہو سکتے تھے۔ اسلئے انھوں نے ہم کو الگ کر دیا۔ ان کا یہ محاکمہ صحیح ہے یا غلط۔ واقعات نے یہ ثابت کر دیا۔ کہ ہم نہ برادران وطن کی نگاہ میں اور نہ حکمرانوں کی نظر میں کوئی حقیقت و حیثیت رکھتے ہیں۔ جس قدر پاپڑ ہم بیل سکتے تھے وہ بیل چکے۔ ہم بری طرح ناکام ثابت ہوئے۔ کیا یہ حالات ہمارے لئے کافی سبق نہیں کہ ہم ان سب باتوں کو چھوڑ کر اپنی مرض کے علاج کیلئے کوئی ایسا نسخہ تلاش کریں۔ جو ان معاملات میں مجرب ثابت ہو چکا ہو۔ **وہ نسخہ قرآن کریم ہے**۔ میں بھی ذاتی طور پر صاحب تجربہ ہوں۔ میں تمام مسلم سیاست دانوں یا حکماے پالٹیکس کو چیلنج کر کے پوچھتا ہوں۔ کہ وہ اس نسخے کو غیر صحیح ثابت کریں +

اشاعت اسلام میں علاوہ طاقت کی افزائش کا راز مضمر ہے۔ انگلستان میں اشاعت دین ہماری سیاسی الجھنوں کو سلجھا سکتی ہے +

میں ابھی لفظ فلاح پر بحث کر رہا تھا۔ اس لفظ میں وہ ہماری حالت بھی آجاتی ہے۔ کہ جس سے ہم ساری موجودہ سیاسی مشکلات کا خاتمہ کر کے اپنے لئے ایک بہترین اور خوشگوار حیثیت پیدا کر سکتے ہیں۔ آیت مرقومۃ الصدر نے فلاح کے حصول کا ایک راستہ اشاعت اسلام تجویز کیا ہے۔ اشاعت کی غرض غیروں کو اپنے میں شامل کرنا ہوتا ہے یعنی انھیں اپنا ہمخیال اور ہم مذہب بنانا ہوتا ہے۔ اگر کسی قوم کی شماری طاقت اس قوم کی سیاسی

قوت کو بڑھا سکتی ہے۔ تو اس کے اصول کیلئے اشاعت ہی ایک بہترین طریق ہے۔ مغربی اقوام نے اس راز کو سمجھا۔ انہوں نے اسلام کی اتباع میں فوراً مشن قائم کئے۔ پھر اس وقت ہندوؤں نے پہلے شدھی کا راگ گایا۔ لیکن آج اچھوتوں کو اپنے میں ملانے کیلئے تیار ہو گئے۔ اس ساری سرگرمی کی تہ میں وہی شماری طاقت مضمر ہے۔ جو آیت بالا نے فلاح کی ایک راہ تجویز کی ہے۔ غیر قومیں تو مذہباً ایسا نہ کرسکتی تھیں۔ لیکن ان سب نے انجیل۔ توریت اور شاستر کی خلاف ورزی کر کے اپنی قوت اپنے مذہب کی توسیع میں دیکھی۔ پھر عجیب بات ہے کہ یہ لوگ اپنے اپنے مذہب پر عملی ایمان نہیں رکھتے۔ لیکن پھر بھی پولیٹیکل اغراض سے اپنے ہی مذہب کی اشاعت میں کوشاں ہیں۔ بالمقابل قرآن حکیم نے نہ صرف اشاعت دین کو ہمارا ایک فرض قرار دیدیا ہے۔ بلکہ دوسرے لوگ اپنے اپنے مذہب کو چھوڑ کر خود بخود اسلامی حقائق کو قبول کر رہے ہیں۔ ان حالات میں کیا ہمارا فرض نہیں۔ کہ ہم اشاعت اسلام میں کوشاں ہوں جبکہ ان پچیس تیس سالوں میں ہم ہر ایک دوسری کوشش اور مختلف قومی تحریکوں میں ناکام ہوئے۔ تو کیا ہمارا فرض نہیں ہے۔ کہ اس امر کو بھی بطور تجربہ اختیار کرلیں۔ اگر بالفرض ہم آئندہ دس سال میں حکمران قوم کے دس ہزار نفوس کو اپنے اندر شامل کرلیں تو جس قدر ہماری سیاسی قوت بڑھ سکتی ہے۔ اس کا اندازہ صرف تصور ہی کرسکتا ہے۔ تجربے نے ہمیں دکھلا دیا ہے۔ کہ ہمارے حکمران کس قدر قومی رائے کی عزت کرتے ہیں۔ ہندو بھائیوں نے اس راز کو سمجھا۔ گذشتہ پچاس سال سے انہوں نے انگلستانی رائے کو اپنے مفید مطلب بنانے کی کوشش کی۔ ان میں سے اکثر وہاں جاکر آباد ہوگئے۔ بعض نے دوسرے تیسرے سال چند ماہ وہاں رہنا ضروری سمجھا۔ ان میں سے اکثر کسی نہ کسی تعلق سے وہاں پہنچے مدت تک وہ یہ کہتے رہے۔ کہ ہندوستان میں کل ہندو ہی ہندو ہیں۔ اور مسلمان ان کا ایک فرقہ ہے۔ آج اگر انگلستان کی غالب رائے انکے حق میں ہے۔ تو یہ دو تین سال کا نتیجہ نہیں۔ یہ کوشش تو نصف صدی سے اوپر کی ہو رہی ہے۔ انگلستان میں اس پیدا کردہ ہندو فضاء کو چند مسلم مدبران سیاست کی تقریریں ایک بیس سال میں بھی بدل نہیں سکتیں۔ لیکن دوسری طرف اگر خود اس قوم کا ایک کافی حصہ حلقہ بگوش اسلام ہو جائے۔ تو ہمیں کسی کو ہم رائے کرنے کی ضرورت نہیں۔ وہ خود بخود وہی کہینگے۔ جو ہم چاہتے ہیں۔ اس سے صاف ظاہر ہے۔ کہ ہماری موجودہ سیاسی الجھنوں کا بہترین سلجھاؤ

انگلستان میں فریضۂ اشاعت اسلام کو ادا کرنا ہے۔ یُوں تو مغرب کے اور ممالک بھی محض پولیٹیکل ہم آہنگی پیدا کرنے کیلئے اشاعت اسلام کے دائرے میں آنے چاہئیں لیکن انگریزی قوم میں اشاعت اسلام ہمارا اولین نصب العین ہونا چاہیئے۔ عجیب بات ہے۔ کہ

حضرت مرزا غلام احمد صاحب علیہ الرحمۃ

کی توجّہ بھی اسی طرف ہُوئی۔ چُونکہ اشاعت اسلام کیلئے آپ اپنے کو مامُور سمجھتے تھے۔ اِس لئے اُنکی توجہ سب سے پہلے مغرب کی طرف ہُوئی پھر مغرب میں سے بھی اُنھوں نے انگلستان کو انتخاب کیا۔ اور اس مُلک میں اُنہوں نے اسلام کی اشاعت پر اس قدر زور دیا۔ کہ کسی اَور مُلک کا نام تک بھی بالتحقیق آپ کی تصانیف میں نظر نہیں آتا +

انگلستان نخلِ اسلام کی تخم ریزی کیلئے ایک بہترین سرزمین ہے۔

یُوں تو اشاعت اسلام ہمارے فرائض میں سے ہے لیکن گزشتہ بیس سالہ تجربے نے ثابت کر دیا ہے۔ کہ انگلستان نخلِ اسلام کی تخم ریزی کیلئے ایک بہترین سرزمین ہے۔ سنہ ۱۹۱۲ء کے زمانے کو یاد رکھو۔ جب میں نے پہلے انگلستان میں قدم رکھا میرے ان ہمچشموں نے خواہ وہ اپنے تھے یا بیگانے میرے اس کام کو مجنون کا فعل قرار دیا۔ میری چلتی وکالت کو چھوڑنے پر بعض ہمدردوں نے آنسو بہائے۔ انگلستان میں اشاعت اسلام ایک ایسا خیالِ دیوانہ قرار دیا گیا کہ ایک خاندان کا خاندان اس دیوانے کو دیکھنے وہاں آیا۔ لیکن خدا کی شان ہے۔ کہ اُسی خاندان کے ممبر شیاہین اسلام کے شکار ہُوئے لیکن آج کے انگلستان کو دیکھ لو جس قدر خیالات فاسد وہاں اسلام کے متعلّق تھے۔ وہ مٹ چکے غلط فہمیاں دُور ہو چکیں۔ اسلام نے جا کر نہ صرف اپنی عزّت و وقعت وہاں کے قلوب میں پیدا کی۔ بلکہ خُود مذہب کی گئی گزری عزّت کو بچا لیا۔ مذہب اس صدی میں وہاں تقویم پارینہ ہو چکا تھا لیکن آج مذہب ہی وہاں ایک قابلِ توجّہ امر ہو گیا ہے مگر اس سے مُراد وہ مذہب نہیں جس کا نام کلیسیت ہے۔ وہاں کے لوگ گرجوں کو تو چھوڑ چکے لیکن وہی مذہبی کشش مختلف اداروں کی شکل میں اظاہر ہُوئی ہے۔ ان سب مذہبی اداروں کا عنصر غالب۔ اسلام۔ اسلامی تائید۔ اسلامی تخیلِ معاد۔ معاشی اور مجلسی اصُول ہائے اسلام چاروں طرف نظر آ رہے ہیں۔ ان ہی اندرونی و بیرونی حالات کو دیکھ کر وہاں کا ایک مشہور سوشلسٹ حکیم برنارڈ شا نام اپنی سنہ ۱۹۲۹ء میں تصنیف موسومہ

حکیم زمانہ ڈرامہ مشہور فلسفی کی پیشگوئی کہ انگلستان کے اندر اسلام کی سلطنت کامل کامل مسلمان ہو جائے گی +

گیٹنگ میریڈ (Getting Married) میں لکھتا ہے۔ کہ ایک سو سال کے اندر برطانیہ کی سلطنت کل کی کل مسلمان ہو جائیگی۔ مذہبی انقلابات میں سو سال کا عرصہ کوئی بڑی میعاد نہیں لیکن حکیم موصوف کی دُور بین نگاہ عالم الغیب نہیں۔ اُسے کیا معلوم تھا۔ کہ ایک ڈیڑھ سال کے اندر مغرب کی ایک بڑھتی ہُوئی۔ لیکن فاضل جماعت مذہب۔ کل کے کل اصولہائے کلسیت سے انکار کر دیگی۔ اس جماعت سے میری مُراد موڈرنسٹ چرچ (فرقۂ جدیدین) سے ہے۔ مغربی کلیسیہ کے بہترین فاضل اور ان میں کے بشپ اور ڈین آج موڈرنسٹ ہو چکے ہیں۔ اسی فرقہ کے نمائندوں نے برمنگھم میں جمع ہو کر جون سنہ ۱۹۳۱ء کو اعلان کیا۔ کہ ہم عیسوی کریڈ (مُروّجہ اصُول ہائے عیسویت) کو ترک کرتے ہیں۔ اور اپنے لئے کوئی نیا کریڈ تجویز کرتے ہیں۔ نصرانی مذہب سے تو فاضل طبقہ پہلے ہی بیزار ہو چکا تھا۔ اب ان میں سے ایک بہترین مذہبی جماعت نے علے الاعلان انکار کر دیا۔ گویا سو سال تو بڑی چیز ہے۔ ایک بیس پچیس سال میں حکیم برنارڈ شا کی پیشگوئی پُوری ہونیوالی ہے مگر اس امر کا ظہور ہماری کوشش پر منحصر رکھتا ہے۔ مغرب میں از سر نو مذہب کی طرف توجہ ہو گئی ہے۔ یہ کوئی توہمات کا نتیجہ نہیں۔ مذہب سے مُراد کسی مفروضہ عقیدے کا ماننا نہیں سمجھا گیا۔ اگر اس کائنات پر کوئی برتر ہستی حکمران ہے۔ اور اس حکومت کے ماتحت صحیح طور پر آنا حقیقی فلاح پیدا کرتا ہے۔ تو ایسی حکومت کی پیروی کا نام ہی آج مذہب سمجھا گیا ہے۔ آج علمی کاوشوں نے اس امر کو ثابت کر دیا ہے۔ کہ یہ کائنات ایک نظام ابلغ کے ماتحت چل رہی ہے جس نظام کے سمجھنے اور اس کے مطابق چلنے پر انسانی فلاح وابستہ ہے۔ اسی کا نام اُنھوں نے مذہب سمجھا ہے۔ یہ وہ تخیل مذہب ہے۔ کہ جس سے نہ صرف انکار ہی نہیں ہو سکتا۔ بلکہ اس سے بہتر کوئی اَور مذہب کا مفہوم تصور میں آ نہیں سکتا۔ یہ تو ظاہر ہے۔ کہ اس بلند تخیل کے مقابل عیسائیت یا کوئی اور غیر اسلامی مذہب قائم نہیں رہ سکتا۔ اب اگر اسلام ان مطالبات کو پُورا کرے۔ تو کیا وجہ ہے۔ کہ اسلام مغرب کا مذہب مستقبل نہ ہو اسی حقیقت نے صدیوں کا کام یُورپ کے اندر برسوں میں کر دیا۔ اگر تو یورپ کا موجودہ مذہبی نکتہ خیال وہی ہوتا۔ جو پچھلی صدی میں تھا۔ یا اسلام کے باہر دیگر اکناف مذہب میں نظر آتا۔ تو پھر تو

کلیسوی عقائد سے اظہار بیزاری

صدیوں میں کوئی اسلام کی طرف توجہ نہ کرتا لیکن خدا کی طرف سے ایک وقت آچکا تھا۔ ادھر ہم نے مغرب میں قدم جا رکھا۔ اُدھر آناً فاناً واقعات نے پیدا ہو کر مذہبی زاویۂ نگاہ میں ایک زبردست انقلاب پیدا کر دیا۔ جنگ عظیم نے نہ صرف نصرانیت اور دہریت کا ہی خاتمہ کر دیا۔ بلکہ خدا کا وجود منوا کر اس کی سلطنت کا نام مذہب قرار دیا۔ قرآن نے سورۂ نحل کے شروع میں اسی سلطنت کا نام اسلام رکھا۔ اور اسی سلطنت کے قواعد کو قرآن میں منضبط کیا۔ اور یہ وہی آسمانی بادشاہت تھی جس کا ذکر جناب مسیح نے اپنی مشہور دعا میں کیا +

یورپ میں مخالفان اسلام کی اسلام کے متعلق دروغبافی اسلام کے حق میں رحمت اور اسکی ترقی کا موجب ہوئی +

الغرض اگر نئے علوم نے اس آسمانی سلطنت کے خط و خال بتلائے تو یہ تو وہی خط و خال تھے جن کا ذکر قرآن کریم نے کیا۔ اور جب سے اس وقت مغرب میں مبلغانِ اسلام نے پیش کیا۔ یہ حقیقت ہے جس سے اس قدر جلد مغرب کے لوگ اسلام کی طرف متوجہ ہوئے۔ گو پولیٹیکل اور مذہبی اغراض سے رومی کلیسیا نے ایک طرف اور فرانس کے پولیٹیکل مصنفوں نے دوسری طرف اسلام کو بخیال خود بدنما رنگوں میں پیش کیا ہوا تھا۔ بعض باتیں تو ان مخالفانِ اسلام کی دروغبافی تھیں لیکن بعض امور ان مخالفوں کے منہ سے کچھ ایسے نکلے۔ کہ انہوں نے تو اسی میں اسلام کی بیخ کنی دیکھی لیکن وہی باتیں آج اسلام کی زیب و زینت ہو گئیں۔ انھوں نے اسلام کی عیب چینی میں اور فضیلت عیسائیت میں یہ کہنا شروع کیا۔ کہ عیسائیت اگر مذہب فضل ہے۔ تو اسلام اسکے بالمقابل مذہب شریعت و قوانین یعنی جہاں نجات اُخروی صرف مسیح کے خون پر ایمان لانے سے حاصل ہو جاتی ہے وہاں اسلام نے حصول نجات کیلئے ایک نہایت ہی کٹھن رستہ تجویز کیا۔ وہ قوانین آلٰہیہ کی اطاعت چنانچہ اسلام کے معنی ہی اطاعت اوامر آلٰہیہ ہے۔ ان نادانوں نے یہ نہ سمجھا۔ کہ جس میں وہ اسلام کی ذلت دیکھتے ہیں۔ وہی اس کی فضیلت کا موجب ہے۔ انکشافات سائنس نے زبردست رنگوں میں آج اہل مغرب کے نزدیک یہ امر متحقق کر دیا ہے کہ جس چیز پر دنیا اور اس کا نظام چل رہا ہے وہ قوانین ہی قوانین ہیں۔ ان ہی کی تحت پر انسانی فلاح اور بہبودی منحصر ہے۔ وہی قوم اپنی کامیابی کے لحاظ سے صف اول میں ہوگی۔ جو شرائع الٰہیہ یعنی قوانین فطریہ پر کاربند ہوگی۔ اب اگر اسی مذہب کو قرآن لایا ہے۔ اور اسی کا اصطلاحی نام اسلام ہے۔ تو پھر کیوں تھوڑے سے تھوڑے عرصے میں اسلام ہی دنیا کا مذہب مستقبلہ ہو۔ اسی امر

کی طرف قرآن کریم نے کھلے لفظوں میں اشارہ فرمایا ہے۔ ھو الذی ارسل رسولہ بالھدیٰ و دین الحق لیظھرہٗ علی الدین کلہ ولو کرہ المشرکون ۔
ترجمہ۔ وہی (ذات پاک) ہے۔ جس نے اپنے رسول (محمدؐ) کو ہدایت اور دین حق دے کر بھیجا تاکہ اس کو تمام دینوں پر غالب کرے۔ گو مشرکوں کو برا (ہی کیوں نہ) لگے + یہ آیت ایک آنیوالے وقت کی طرف اشارہ کرتی ہے۔ جب اصولہائے اسلام دیگر مذاہب کے اصولوں پر غالب آجائیں میں یہاں چند باتیں لکھتا ہوں۔ جس سے نظر آجائیگا۔ کہ وہ وقت آچکا ہے۔ ایک طرف میں ان معتقدات کو لکھتا ہوں جو اسلام سے باہر دنیائے مذہب نے قبول کئے ہوئے تھے اور اس کے مقابل میں اسلامی اصول لکھتا ہوں۔ یہ یاد رہے۔ کہ چند اصولوں کے کے مجموعے کا نام ہی مذہب ہوا کرتا ہے۔ کسی مذہب کے چند امور مثبتہ ہی کے مجموعہ کو مذہب ملت سے تعبیر کیا جاتا ہے +

غیر اسلامی معتقدات بطور اصول متعارفہ	اسلامی اصولہائے متقابلہ
۱۔ انسان پست فطرت لیکر دنیا میں آیا ہے جس میں کوئی خیر و خوبی نہیں +	۱۔ انسان فطرت اللہ پر پیدا ہوا۔ اور ہر خیر و خوبی کا منبع ہے +
۲۔ بدی سے کوئی نجات نہیں بعض کے نزدیک بدی بھی مخلوق الٰہی ہے سے ہے۔ اس سے اس کا وجود لازمی ہے +	۲۔ خدا نے نیکی ہی پیدا کی ہے۔ یہ بدی انسان کی پیدا کردہ ہے بدی (شیطان) پر انسان غالب آسکتا ہے +
۳۔ انسان کی نجات۔ کفارہ۔ قربانی اور داں مٹن پر حصر رکھتی ہے +	۳۔ انسان کی نجات اس کے اپنے اعمال سے ہی وابستہ ہے کفارہ یا قربانی کوئی چیز نہیں ہاں صدقات غضب الٰہی کو ٹھنڈا کر دیتے ہیں۔ جو ہمارے گناہ سے بھڑکتا ہے +
۴۔ دنیا میں کوئی خیر و خوبی نہیں +	۴۔ دنیا میں ہر طرح کی خیر و خوبی اور ہمیں فلاح کے خزائن موجود ہیں۔ جو انسانی کوشش سے روبراہ ہو جاتے ہیں +

۵۔ انسانی اعمال امور نجات میں کوئی حقیقت نہیں رکھتے +	۵۔ دینی و دنیوی فلاح ہر دو اعمال سے ہی حاصل ہوتے ہیں
۶۔ جہنّم ابدی ہے +	۶۔ جہنّم صرف انسانی تطہیر کیلئے ہی انسانی نسل کے پاکیزہ ہوتے پر جہنّم کا دروازہ بند ہو جائیگا
۷۔ مادہ اور رُوح انادی ہیں۔ جو بعد میں مل کر پھر جُدا ہوتے ہیں +	۷۔ رُوح جسم سے پیدا ہوتی ہے۔ اور پھر جسم کو یہاں چھوڑ جاتی ہے +

یہاں میں نے چند اساسی اصُول لکھ دیئے ہیں۔ جن پر دنیوی تہذیب و تمدن چل رہی ہے۔ غیر اسلامی معتقدات میں عیسوی معتقدات تو صاف طور پر آجاتے ہیں مگر غیر عیسائی اور غیر مسلم دنیا فروعی اختلاف کے سوا اپنے عقائد کی بُنیاد بھی قریب قریب ان ہی مُسلّمات پر رکھے ہُوئے ہے۔ کفارہ۔ ابنیت مسیح۔ الُوہیت مسیح۔ انسانی سرشت کا ناپاک ہونا بالمقابل دوسرے غیر مُسلموں کا مادہ و رُوح کو انادی ماننا مسئلہ اواگون وغیرہ وغیرہ۔ گو یہ سب اس وقت تک غیر اسلامی مذاہب کے عقائد ہیں لیکن ان سب کی بُنیاد مذکُورہ بالا امور پر رکھی گئی ہے جس سے آج دُنیا منکر ہو رہی ہے۔ اور اس انکار کا لازمی نتیجہ مذکُورہ بالا اصُول ہائے مذہب کا انکار ہے یعنی ان مذاہب کا مٹ جانا ہے۔ یہ امر کچھ دیر کے بعد ظہور پذیر ہو جائیگا۔ لیکن اگر مُسلم متکلمین اس طرف رُخ کر کے دُنیا کو یہ سمجھا دیں۔ کہ مذاہب مختلفہ کی بُنیاد وہی امور ہی تھے۔ جن کا ذکر میں نے جدول بالا کے دائیں طرف کیا ہے۔ اور جو دوسروں کے نزد بھی اب غلط ہو گئے ہیں۔ تو ہماری اس کوشش کا لازمی نتیجہ مذاہب دیگرہ کا بطلان ہوگا +

مزید آنحضرت صلعم کی ایک پیشگوئی اور اس پر واقعات حاضرہ کی مُہر توثیق +

عیسائی مذہب کی گذشتہ پندرہ سالوں کی تاریخ کو دیکھ کر یہاں آنحضرت صلعم کی ایک اور پیشگوئی نظر آجاتی ہے۔ جو غلبۂ اسلام کے قریب پُوری ہونی تھی۔ آپ فرماتے ہیں۔ کہ **اس وقت واقعات زمانہ اس طرح یکے بعد دیگرے ظہُور میں آئینگے۔ جس طرح کہ تسبیح کے دانے ایکدوسرے کے بعد گرتے ہیں**۔ اب صرف پچیس سال گذشتہ کے واقعات کو دیکھا جائے۔ تو وہ حیرتناک رنگ میں اس پیشگوئی کو پُورا کرتے نظر آتے ہیں۔ مثلاً سیاسی امُور میں اس صدی کے آغاز پر ملوکیت کا وہ زور تھا۔ کہ بعض مشرقی مغربی ممالک کے فرمانروا ایسے نظر آتے ہیں۔ جو اپنے استبداد

میں انتہائی درجہ کو پہنچے ہوئے تھے۔ لیکن آج وہ نظر نہیں آتے۔ آج ان ہی کے ممالک میں جمہوریت
جلوہ نمایاں کر رہی ہے۔ پچھلی صدی میں اگر دہریت اور مذہب سے بے اعتنائی کا زور تھا۔ تو
آج مغرب میں خدا شناسی اور مذہب کی طرف توجہ ہو رہی ہے۔ ہندوستان جس مذہب کا کل پرستار
تھا۔ آج اس کا دشمن ہو گیا ہے۔ جن بنیادی اصولوں کا میں نے اوپر ذکر کیا ہے۔ وہ
مشرق و مغرب میں مخالفین اسلام کے جزو مذہب تھے۔ آج ان سے انکار ہو چکا ہے۔
اور اُن کی جگہ وہ امور تسلیم ہو چکے ہیں۔ جن کی ایک بالغ شکل کا نام
اسلام ہے۔ اب ایک پچیس سال میں اس قسم کا انقلاب مذکورہ بالا تسبیح والی پیشگوئی کو پورا کرتا
ہے۔ ایک مؤرخ کی نگاہ تو اس انقلابِ عظیم کو دیکھ کر حیران ہو جاتی ہے۔ لیکن خدا کے نبی
نے دیکھ لیا۔ کہ جب **مصلحت ربّی کا ظہور واقعات مختلفہ کو ایک وقت**
دانہ ہائے تسبیح بنا دیگا۔ تو وہ وقت اسلام کے غلبے کا وقت ہوگا
گویا جب تاریخ دنیا اس جلدی کے ساتھ اپنے صفحات گردانی کریگی۔ تو مسلمانوں کو
سمجھ لینا چاہئے۔ کہ غلبۂ اسلام کا وقت قریب ہے۔ **مذکورہ بالا اصولہائے اساسی**
کا انقلاب ہی کہتا ہے۔ کہ یہ غلبہ اب عنقریب ہے۔ حیرت کا مقام
ہے۔ کہ ۱۹۱۵ء میں فضلائے مسیحیت کی ایک کانفرنس اکسفورڈ میں ہو۔ اور وہاں کسی قدر
گھبراہٹ کے ساتھ یہ اعلان کیا جائے۔ کہ مروجہ کلیسیہ (متدائرہ اصول عیسویت) تو مسیح کا
تجویز کردہ نہیں۔ اور اس کے بعد دس سال کے اندر عیسویت کے ایک ایک اصول کو چن چن کر ترک
کیا جائے۔ اور پھر اس واقعہ کے سولھویں سال کل اصول ہائے مذہب (کریڈ) سے علی الاعلان
انکار ہو۔ **واقعات نے تو مغرب میں تسبیح کے دانے بن کر اشاعتِ اسلام**
کی بنیاد صاف کر دی۔ اب اس کا غلبہ ہم مسلمانوں کی کوشش
سے وابستہ ہے۔ گو اس وقت بظاہر چند ہزار نفوس ہی مشرف بہ اسلام ہوتے ہوئے
نظر آئیں۔ لیکن اس وقت تو مغرب کا گوشہ گوشہ بہ آوازِ بلند پکار کر کہہ رہا ہے۔ کہ اب سابقہ مذاہب کی
صف لپیٹی گئی ہے۔ اور اب لیظہرہ علی الدین کلہ (غلبۂ اسلام) کا وقت اب آ چکا ہے۔ میں اس
موقعہ پر چند ایک اور واقعات کا بھی ذکر کر دیتا ہوں۔ جن کے ظہور پر اسلام نے دنیا میں پھیلنا ہے

یورپ میں سابقہ مذہب کی صف لپیٹی جا چکی ہے۔ اب غلبۂ اسلام کا وقت ہے

وہ واقعات نہ صرف اس مبارک وقت کی تعیین ہی کرتے ہیں۔ بلکہ اگر ہم صرف ان ہی کو دُنیا کے آگے پیش کریں۔ تو وہ بذات خُود اسلام کی صداقت پر ایک زبردست شہادت ہیں۔ یہ واقعات برنگ پیشگوئی آنحضرت صلعم نے فرمائے ہیں۔ جس مخبر صادق کی نبیاّنہ نگاہ اس قدر تیز ہے۔ تو اس کے سچے نبی ہونے میں کیا شبہ ہوسکتا ہے۔ مثلاً ایسے ہی وقت کے متعلق آپؐ ایک سواری کے ظہور کا ذکر فرماتے ہیں۔ جس کے ہوتے ہوئے اُونٹ بیکار ہو جائینگے۔ وہ سواری پانی اور آگ کے امتزاج سے چلیگی یعنی جس آگ سے ایک آگ پیدا ہوگی۔ ساٹھ ستر گز اسکی لمبائی لکھی ہے۔ یہ بھی بیان ہوتا ہے۔ کہ اس سواری کے آگے پیچھے دُھوئیں کے بادل ہونگے۔ پھر مسافروں کے جمع کرنے کیلئے ایک آواز بھی نکلیگی۔ یہ سواری ہر وقت چلیگی۔ اگر صبح مشرق میں ہوگی۔ تو شام کو مغرب میں نظر آئیگی وغیرہ وغیرہ۔ یہ الفاظ خواہ کچھ ہی معنی رکھتے ہوں لیکن آج ان کا پڑھنا بالفاظِ ریلوے گاڑی کو ہمارے سامنے لے آتا ہے۔ مثلاً اگر خاتم النبیّین علیہ الصلوٰۃ والسلام کے سامنے رویا میں ریلوے گاڑی گذرتی۔ اور یہ تو ظاہر ہے۔ کہ اسکو بحیثیت مجموعی ظاہر کرنے کے کوئی لفظ نہ تھے۔ تو پھر آپ ریل کا نقشہ یہی دینگے۔ جو مذکورہ بالا الفاظ سے ظاہر ہوتا ہے۔ ایسے وقت کے نشانوں میں عورتوں کا بکثرت ہونا۔ یا بعض عورتوں کا مردانہ شکل اختیار کرنا۔ یا ایسا لباس پہننا جس سے جسم عُریاں نظر آئے سُود کا عام طور سے رائج ہونا۔ پھر اسی طرح ایک قوم کی طرف اشارہ کرتے ہوئے آپ کا فرمانا کہ وہ قوم ایک ہتھیار بنا کر آسمان کی طرف پھینکیگی۔ اور وہاں سے خُون آئیگا۔ اس وقت کے جنگوں کے متعلق لکھا ہے۔ کہ اس وقت گھوڑے کم استعمال ہونگے مسلمانوں کا کیا صحیح نقشہ دیا ہے۔ کہ ان کا اس وقت نہ کوئی امام ہوگا۔ نہ کوئی لیڈر اور نہ وہ خُود جماعت ہونگے واقعات کی تیزی کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا۔ کہ اس وقت کا سال اُس وقت کے ایک ماہ کے برابر۔ اور ماہ ایک ہفتہ۔ اور ہفتہ ایکدن کے۔ اور دن ایک گھنٹہ کے برابر ہوگا۔ یہ امور اور کثرت سے دیگر امور کہیں ظہور دجال کے متعلق بیان کئے گئے ہیں۔ کہیں مھدی کے ذکر میں ہیں لیکن ان کے ساتھ یہ بھی ذکر ہے۔ کہ اس وقت اسلام کے سوا باقی کُل ملل ہلاک ہونگے یعنی وہ غلبہ اسلام کا وقت ہوگا۔ یہ واقعات بہ بانگ دہل کہتے ہیں کہ جو کچھ حضرتؐ نے فرمایا وہ آجکل کے دنوں کا نقشہ ہے میرا مقصد ان کا ذکر کرنے کا یہ ہے کہ غلبہ اسلام کا وقت آچکا ہے۔ اس غلبہ سے متعلق آنحضرت صلعم کی زمودہ پیشگوئیاں پوری ہو رہی ہیں۔ وہ وقت یہی وقت ہے۔ اب اس وقت کسیقدر

کوشش کی ضرورت ہے +

اگلان احادیث کا مجموعہ طبع کرا کر یورپ میں شائع کردیا جائے جو واقعات کی روشنی میں پوری ہوچکی ہیں تو ان سے نصف سے زیادہ اہل مغرب مسلمان ہو جائینگے

یہ تمام کی تمام پیشگوئیاں حدیث کی مختلف کتابوں میں موجود ہیں صحت حدیث کے پرکھنے کا یہ ایک بہترین اصول ہے - کہ اگر کسی حدیث کے مندرجہ واقعات پیشگوئی کے رنگ میں ثابت ہو جائیں - تو وہ حدیث صحیح تسلیم کیجاتی ہے میں تو اس سے بھی آگے جاتا ہوں - اگر بالفرض یہ واقعات صرف آج سے ایکسو برس پہلے قلم و کاغذ کے حوالہ شدہ ثابت ہو جائیں - تو نقادان تاریخ ان کی صحت کو قبول کر لینگے - اور یہ حدیثیں تو صدیوں سے کتابوں میں نظر آتی ہیں - صرف ان حدیثوں کو اگر جمع کر کے مغربی دنیا کے آگے پیش کیا جائے - تو نصف سے زیادہ مغرب کو مسلمان کرنے کیلئے یہ کافی ہیں خصوصاً ان کے واقعات کا ظہور اس وقت ہوتا ہے جب اسلام نے شدومد کے ساتھ دنیا میں پھیلنا ہے اس تحریر میں ایک اور پیشگوئی کا ذکر کرتا ہوں - آپ فرماتے ہیں - کہ غلبۂ اسلام کا وہ وقت ہوگا - جب دنیا کی نگاہ میں اسلام مٹنے کو ہوگا - میں علے وجہ البصیرت یہ کہہ سکتا ہوں - کہ میں نے یہ دونوں رنگ دیکھے - اگر اس صدی کے آغاز میں واقعات نے اسلام کو پورے انحطاط تک پہنچا دیا - تو آناً فاناً مغرب نے وہ پلٹا کھایا - کہ آج اہل مغرب اسلام کے سامنے جھکتے نظر آتے ہیں - میں اپنے بیان کی تصدیق میں اگر ذیل کا شعر پڑھوں - تو حق بجانب ہوں :-

آسماں بارد نشان الوقت میگو ید زمیں
ایں دو شاہد از پئے تصدیق من استادہ اند

غلبۂ اسلام ہوکر رہیگا لیکن اس کا جلد تر ہونا مسلمانوں کی ہمت و کوشش نے البتہ ہے

مسلمانو! ان واقعات پر غور کرو - زمین و آسمان پکار پکار کر کہہ رہے ہیں - کہ غلبۂ اسلام کا وقت آچکا - اب اس واقعہ کا جلد تر ہونا محض تمہاری کوششوں سے تعلق رکھتا ہے - یوں تو یہ واقعہ ہوکر رہیگا ع

قضائے آسمان است ایں بہر حالت شود پیدا

مگر تمہاری مساعی اسے قریب تر کر دینگی تمہاری کوششیں ہمیں اس واقعہ کو دیکھنے کے قابل کردینگی جیسے کسی نئی نسل نے ضرور دیکھ لینا ہے خدارا اس سنتِ الٰہیہ کو نہ بھولو - کہ قومی غفلت نصرتِ الٰہی کے ظہور میں تعویق ڈال دیتی ہے - جناب موسیٰ سے ارضِ مقدس کا وعدہ تھا - لیکن اسرائیلی غفلت نے اسکے

ظہور میں تعویق ڈال دی ۔ جناب موسیٰ نے چاہا۔ کہ ان کے ساتھ والے اس سرزمین کے مالک ہوں۔ لیکن انکی غفلت نے جیسا کہ جناب موسیٰ نے فرمایا۔ چالیس سال کا وقفہ ڈال دیا۔ جناب موسیٰ کی قوم تو تباہ ہوگئی لیکن یوشع بن نون نے دوسری نسل کو اسی موعود زمین کا مالک بنا دیا۔ آنحضرت صلعم کے ساتھ بھی شروع ہی میں کامیابی کے وعدے ہوئے۔ جنہیں صحابہ کرام کی سرگرمیوں نے آناً فاناً پورا کردیا۔ خود قرآن کریم نے اس واقعہ کا ذکر کیا۔ اسی مخبرِ صادق کو اسلام کی آئندہ پستی کے دن دکھلا کر اس کی ترقی کے ایام بھی ظاہر کئے۔ اس وقت کی شناخت کیلئے چند واقعات کے ظہور کو بطور پیشگوئی بیان کر دیا۔ جن کو پورا ہوتے تم نے خود دیکھ لیا۔ خدا کی سنت اللہ کو مت بھولو۔ کامیابی تمہارا دروازہ کھٹکھٹا رہی ہے۔ غفلت اور سستی کو چھوڑ دو۔ اور جاکر دروازہ کھولو۔ کیا تمہیں اپنی پستی کا بھی احساس نہیں۔ ہم پست ہو چکے ہیں تباہ ہو چکے ہیں۔ ہمارے دن ہمارے دشمن گن چکے ہیں۔ تمہارے لیڈر خود کہتے ہیں۔ کہ تم زندہ نہیں رہ سکتے۔ کیونکہ تاریخ انھیں یہی بتلاتی ہے کہ جو قوم پیچھے رہگئی رہ گئی۔ لیکن مخبر صادق تو تمہارے غلبہ کا ذکر کرتے ہیں۔ اس موجودہ زندگی کے بعد کسی زبردست زندگی کا اشارہ کرتے ہیں۔ پھر وہ کوئی گول مول وعدہ نہیں کرتے ہاتھ کنگن کو آرسی کیا ہے جن واقعات کا وہ ذکر کرتے ہیں۔ وہ پورے ہو چکے ہیں۔ مذہبی انقلاب چند سالوں سے ظاہر ہو چکا ہے۔ اسلامی حقائق نے علمی دنیا میں تفوق حاصل کرلیا ہے۔ اب جو غلبۂ عامہ باقی رہ گیا ہے۔ وہ تمہاری کوشش کو چاہتا ہے۔

میرا سفر انگلستان قسمت آزمائی نہ تھا

یاد رکھو۔ میں انگلستان میں قسمت آزمائی کرنے نہیں گیا۔ کسی روزگار کی تلاش میں نہیں گیا میں تو ایک چلتی وکالت کا مالک تھا۔ میری تو اس وقت کی آمد بھی میری اس موجودہ آمد سے زیادہ تھی یہ صحیح ہے۔ کہ ۱۹۱۲ء میں میرے جانے کے اسباب اچانک پیدا ہو گئے۔ اس کے بعد کی آسانیاں اس نئے راہ میں خود بخود پیدا ہوتی گئیں۔ لیکن میں ایک بات کو سامنے رکھ کر گیا۔ میں نے جس بزرگ کو اپنا ہادی سمجھا۔ اس کی تحریروں میں جو ۱۹۱۲ء سے بیس بائیس سال پہلے کی تھیں۔ یہ لکھا ہوا تھا۔ کہ ان کا کوئی شاگرد لندن میں جاکر اشاعتِ اسلام کریگا۔ اور اس کے ہاتھ پر انگریز مسلمان ہونگے۔ چنانچہ میں ۱۹۱۳ء کے آخیر میں آپ کے اس مکاشفہ کی طرف

بہ الفاظ ذیل اشارہ کیا۔ یہ شعر اسی وقت چھپ گئے ۵

آنچہ بنمودی بہ پیر ما بخواب   روز روشن دیدہ ام با چشم باز
من کہ سرگرداں پئے مرغاں شدم   تو عطا کردی مرا یک شاہباز

یہ شعر ظاہر کرتے ہیں۔ کہ ولایت جانے سے پہلے میں اس مکاشفہ سے واقف تھا۔ جس کے ماتحت اس ہادی برحق نے کہا تھا۔ کہ **میرا کوئی شاگرد لندن میں جائیگا۔ اور اسلام پھیلائیگا**۔ جس جرأت و طاقت سے میں نے کام کیا۔ اور جس دلاوری سے میں نے دنیوی تعزز کو خیرباد کہکر درویشانہ زندگی اختیار کی۔ وہ وہمی اعتقادات کا نتیجہ نہ تھی۔ کیونکہ آنحضرت صلعم کی پیشگوئیوں میں سے اکثر پوری ہوچکی تھیں۔ اور مجھے یقین کامل تھا۔ کہ غلبۂ اسلام کا وقت آچکا۔ اور دنیا کے واقعات دانہ ہائے تسبیح کی طرح یکے بعد دیگرے کچھ پورے ہوچکے ہیں۔ اور باقی ہونیوالے ہیں۔ میں اگر ظہور دجال کے وقت کو بھی غلبۂ عیسائیت کا وقت تعبیر کرلوں۔ تو پھر میں نے ایک اور پیشگوئی کو بھی پورے ہوتے دیکھا۔ کہ آنحضرت صلعم نے فرمایا۔ کہ دجال [۱] کو دنیا کی کوئی طاقت مٹا نہ سکیگی لیکن یہ خود بخود پانی میں نمک کی طرح گل جائیگا۔ میں نے اگر ۱۹۱۲ء میں دجال کو مذکورہ شوکت میں دیکھا تو آج میں نے دجال کو خود بخود نمک کی طرح پانی میں گلتے دیکھا۔ اسکی تباہی کا موجب کوئی بیرونی

نام یورپ ... میں نے اپنی ... آنکھوں ... حضرت نبی کریم ... کی پیشگوئیاں ... پوری ہوتی ... دیکھیں +

حاشیہ

۱ ۵ دجال کے ظہور اور اس کی شخصیت کی تعیین میں بعض حدیثیں ایکدوسرے کی معارض نظر آتی ہیں۔ اگر ان کا اطلاق ایک پر سمجھا جائے یہی حالت مہدی کے متعلق بعض حدیثوں کی ہے مثلاً ایک حدیث نے مہدی کا نام محمد ان کے ماں باپ کا نام عبداللہ اور آمنہ بتلایا ہے۔ انھیں فاتح قسطنطنیہ بھی کہا گیا۔ غالباً امام غزالی اس حدیث کا ذکر فرما رہے تھے۔ کہ ایک ترکی نوجوان نے عرض کی کہ میرا اور میرے ماں باپ کا بھی یہی نام ہے آپ دعا فرمائیں۔ کہ میں ہی وہی ہوں۔ چنانچہ آپنے دعا کی۔ اور آیندہ چند سال کے واقعات نے اسی نوجوان کو فاتح قسطنطنیہ دیکھا۔ لیکن باقی کی حدیثیں ہمیں کسی اور مہدی کا منتظر ٹھیراتی ہیں چنانچہ بعض متکلمین نے یہی طریق دجال کی حدیثوں کے متعلق اختیار کیا۔ مثلاً ابن صیاد کو بعض صحابہ نے دجال سمجھا اس کے علاوہ اسود عنسی سجاح بنت الاحرث سلیمان قرمطی وغیرہ بھی دجال سمجھے گئے۔ اگر دجال کا ظہور اصفہان میں ہے تو اسے دنیا میں مدینہ کے ارد گرد بھی طواف کرتے دیکھا گیا ہے پھر تمیم داری کی حدیث نے دجال کا مسکن مغربی سمندروں سے پار ایک جزیرہ کو ٹھیرایا۔ اسیطرح سے اس کے ظہور

نہیں ہوئی۔ اندر ہی اندر معلمان کلیسیہ میں کلیسہ کے بعض عقائد کے خلاف مخالفت
پیدا ہوگئی۔ یہ مخالفت برسوں اندر ہی اندر کام کرتی رہی۔ بیرونی دنیا نے اس اختلاف سے اچانک ۱۹۱۵ء
میں اس وقت اطلاع پائی۔ جب مذکورہ بالا کانفرنس آکسفورڈ میں بیٹھی۔ یہ کانفرنس ہر سال منعقد
ہوتی رہی۔ حتیٰ کہ ۱۹۲۵ء تک دس سال کے اندر ان کانفرنسوں نے کل مذہب کا خاتمہ کر دیا
اور آج ۱۹۳۱ء میں اس کے تمام اصولوں سے انکار کر دیا۔ اسی عرصہ میں گرجے خالی ہوتے لگے
ان میں چاروں طرف خالی میزیں نظر آنے لگیں سبت کا دن جو صدیوں سے منایا جاتا تھا
۱۹۱۸ء میں اس کی تقدیس کے اڑانے کی بنیاد رکھی گئی۔ اتوار کا دن گیند بلا۔ گولف۔
دیگر کھیل تماشوں کیلئے وقف ہو گیا۔ اور اس وقت ۱۹۳۲ء میں یہ لوگ مذہب کے نئے اصول
بنانے کی فکر میں لگ گئے انہوں نے اپنے قدیمی اصولوں کے خلاف اسلام کے دو بنیادی اصول

بقیہ حاشیہ صفحہ ۲۱۶۔ کے متعلق بھی مختلف حدیثیں ہیں۔ بعض مستند حدیثوں میں لکھا گیا ہے۔ کہ دجال کا
فتنہ دنیا کے کل فتنوں سے بڑا ہوگا۔ آنحضرت صلعم نے اس فتنہ سے بچنے کیلئے فرمایا ہے۔ کہ سورہ کہف کی ابتدائی
اور آخری چند آیتوں کی تلاوت کی جائے۔ ان آیات میں مسیح کو خدا کا بیٹا بنانے کا ذکر ہے پھر عیسائیوں کی
صنعت و حرفت کا بھی اشارہ ہے۔ دجالی فتنہ کو ایک بھاری فتنہ کہا گیا ہے تمیم داری والی حدیث اور
حدیث پادریوں کے اسی فتنہ کو فتنہ دجال ٹھیراتی ہیں۔ خود دجال کو عیسائی تاجروں کی ایک جماعت لکھا ہے اور
یہ ظاہر ہے۔ کہ جس ملک میں یہ فتنہ گیا وہاں اس قوم کے لوگ پہلے بطور تاجر گئے۔ دجال کے ایک معنے
زمین میں سفر کرنے والے کے ہیں۔ بہر حال آسان اور محفوظ راستہ یہی ہے۔ کہ اس مسیحی کلیسہ کو ہی دجال کا ایک ظہور سمجھا جائے
ممکن ہے کہ آخیر ایام میں کوئی دجال اسی لباس میں نظر آئے۔ جیسا کہ بیان کیا جاتا ہے کوئی واحد العین پولس جیسا
بدشکل انسان بھی ہو لیکن مذکورہ بالا حدیث کے ماتحت پولوسی تعلیم (ابنیت مسیح) کے غلبے کو ظہور دجال سے نسبت دینا
ایک امر واقعہ ہے۔ انجیل نے انگریزی میں جو دجال کا نام تجویز کیا ہے۔ وہ اینٹی کرائیسٹ (Anti Christ)
یعنی جس کی تعلیم مسیح کے خلاف ہوگی۔ اور آج یہ امر ثابت ہو گیا۔ کہ گرجہ جو آج تعلیم کرتا ہے وہ تعلیم مسیح کے خلاف ہے،
گذشتہ سترہ سال میں ماڈرنسٹ کانفرنسوں نے یہی ثابت کیا ہے۔ یہاں ایک بات لکھتا ہوں جس کو اہل ذوق ہی سے تعلق ہے حقیقت سے
تو خدا آشنا ہے لیکن ایک دجالی لطیفہ ہے تعلیم کلیسیہ کا بانی پولوس جس کے نام سے دنیا کا بڑا کنیسہ لندن میں بمقام لڈگیٹ
(Lud gate) واقعہ ہے۔ اور عجیب بات ہے۔ کہ مذکورہ بالا تحریک کا جو روح رواں ہے وہ اسی کنیسہ کا افسر اعظم ہے وہ گویا باب لد پر
دجالیت کو قتل کر رہا ہے۔ ان کا نام ڈاکٹر ڈین انج ہے + صنہ

قبول کر لئے۔ مروجہ عیسائی مذہب کی بنیاد اس بات پر ہے۔ کہ انسان پست اور گناہ سے ملوث فطرت لے کر دنیا میں آیا۔ اس کی جگہ ۱۹۲۴ء میں یہ قرار دیا گیا۔ کہ انسان صحیح اور مکمل سرشت (فطرت اللہ) لے کر آیا۔ انسان کی نجات کلیسیہ نے اس امر پر رکھی تھی۔ کہ خدا نے آسمان سے اتر کر ہماری سرشت کو پاکیزہ بنانے کے لئے مصلوبیت اختیار کی ۱۹۲۵ء میں اس کی بجائے یہ اسلامی عقیدہ اختیار کیا گیا۔ کہ انسان ہی اپنی پاک فطرت کو اخلاق آلہیہ میں ملبوس کر لیتا ہے۔ یہ صریح اسلامی اصول ہیں۔ چنانچہ اسے دیکھ کر خود باقی کے عیسائی پکار اٹھے۔ کہ یہ تو اسلامی اصول ہیں جن کی تعلیم ووکنگ مسجد (انگلستان) میں ہوتی ہے۔ تم لوگ (یعنی موڈرنسٹ) کیوں مسلمان نہیں ہو جاتے۔ در اصل بروئے تعلیم قرآن ہم فطرت اللہ لے کر آئے۔ جسے ہم نے

صبغۃ اللہ

میں متشکل کرنا ہے۔ باقی جو کچھ قرآن میں ہے۔ وہ اسی فطرت اللہ کو صبغۃ اللہ بنانے کے متعلق تعلیم دیتا ہے۔ اب جون ۱۹۳۱ء میں اس جماعت نے یہ اعلان کیا ہے۔ کہ ہم اپنے پرانے عقائد کو ترک کر کے نئے عقاید بنانا چاہتے ہیں۔ یہ کل کے کل عیسوی عقاید چھوڑ چکے ہیں۔ اب ان کا غرض بالا کے لئے تعلیم قرآن کو اختیار کرنے کے ماسوا اور کیا چارہ ہے۔ کیا اب بھی ہمارا فرض نہیں۔ کہ ہم تعلیم قرآن کی تبلیغ کریں۔ اگر نئی تعمیر کے لئے پرانی عمارت کا انہدام ضروری ہے۔ تو سرزمین مغرب تو پرانی تعمیری عیسائیت سے صاف ہو چکی ہے۔ وہ نئی تعمیر کیلئے مصالحہ چاہتے ہیں مسلمان جائیں۔ اور انھیں وہ قرآنی تعلیم بتائیں۔ جو انسانی فطرت کو اخلاق الٰہیہ سے متصف کر دیتی ہے۔ اب کوئی لمبا چوڑا کام نہیں رہا۔ اسلام کی اشاعت کے لئے کیسا آسان راستہ خدا تعالیٰ نے نکالدیا ہے۔ انگریزی قوم تو جیسا کہ موجودہ رفتار کہہ رہی ہے چند دنوں میں ہی مسلمان ہونیوالی ہے۔ پھر اور باتوں کو چھوڑ دو۔ ہماری کونسی سیاسی الجھن ہے جو آسانی سے سلجھ نہ جائیگی۔ تمنے روئنڈ ٹیبل کانفرنس کی کھیل کو بھی دیکھ لیا۔ ہندو مسلم اتحاد بھی کر دیکھا۔ مقاطعہ اور سول نافرمانی میں ان سے مل کر ہم نے نقصان اٹھا لیا۔ خود ولایت جا کر تمہارے سیاسی رہبروں نے دیکھا تو یہ دیکھا۔ کہ انگریزی قوم کے بعض اکابر تو ہندوؤں کی حمایت میں ہیں۔ اور باقی مسلمانوں کی اشک شوئی کر رہے ہیں۔ خوب یاد رکھو! ہمارے حکمران

اسلام کی اشاعت کیلئے آسان راستہ اللہ تعالیٰ نے نکالدیا ہے

ایک اجنبی قوم ہیں۔ انہوں نے دیکھ لیا۔ کہ ہندوستان میں عنصر غالب کون ہے۔ وہ

"یار غالب شو کہ تا غالب شوی"

پر عمل کرنے کیلئے مجبور ہیں۔ وہ تمہارا کیوں ساتھ دیں میرے نزدیک وہ حق بجانب ہیں۔ اگر وہ ہندوؤں سے بچنے کیلئے تمہارے خلاف ان کے ساتھ ہو جائیں۔ خود تمہاری اپنی حالت ایک نمائش بین کی ہے۔ جو آخر کار نقصان اٹھایا کرتے ہیں۔ انگریزی افسر تمہیں کہہ چکے ہیں کہ تمہارا کوئی لیڈر نہیں یعنی تم میں کوئی اتحاد و اتفاق نہیں۔ الغرض تم تمام باتیں کر چکے۔ اور جو کیا اخلاص ہی کیا۔ لیکن خدا تعالےٰ نے تمہیں کسی میں کامیاب نہ کیا۔ اب تم اس کا بتایا ہؤا راستہ اختیار کرو۔ اشاعت اسلام کیلئے تیار ہو جاؤ۔ پھر خود بخود وہ لوگ تمہارے ہم ملت ہو کر وہی کریں گے۔ جو تم چاہتے ہو۔ اور تم نہ صرف ووکنگ کی کامیابی سے ہی دیکھ چکے بلکہ واقعات مذکورہ بالا یہ ظاہر کرتے ہیں۔ کہ انگلستان میں اشاعت اسلام کا وقت آچکا ہے۔ جو ہماری کسی قدر کوشش کا محتاج ہے +

میں نے چند پیشگوئیوں کا ان ہی اوراق میں ذکر کیا ہے۔ جن کا تعلق غلبۂ اسلام ہی سے ہے یعنی آنحضرت صلعم کے ارشاد کے بموجب یہ واقعات ظہور میں آجائیں۔ تو تم یہ سمجھ لو۔ کہ غلبۂ اسلام کا وقت قریب ہے۔ اور دجالی نصرانیت کے مرنے کے دن آگئے ہیں۔ وہ پیشگوئیاں لفظاً لفظاً پوری ہو چکی ہیں۔ ان واقعات نے ظاہر ہو کر ببانگ دہل اطلاع دی۔ کہ اشاعت اسلام کا یہی وقت ہے۔ پھر کیا غفلت ہے +

واقعات زمانہ ببانگ دہل کہہ رہے ہیں کہ غلبۂ اسلام کا وقت قریب ہے۔ سکون وقت اشاعت اسلام کی تحریک دیتا ہے۔

میں ووکنگ کے کاروبار کو بھی غافل قوم کیلئے ایک اطلاع سمجھتا ہوں۔ میں نے شروع ہی سے یہی سمجھا۔ کہ اگر میں کامیاب ہو گیا۔ تو وہ کام۔ جسے لوگوں نے ناممکن سمجھا ہے احاطۂ امکان میں آکر مسلمانوں پر یہ ظاہر کر دیگا۔ کہ یہ امر آسان ہے۔ چنانچہ ایسا ہی ہؤا۔ میں سمجھتا ہوں کہ میں صرف اسی کام ہی کیلئے ولایت گیا تھا جو پورا ہو چکا۔ مجھے خدا تعالےٰ نے ہر رنگ میں کامیاب کر کے اپنے

مسجد ووکنگ انگلستان کا تبلیغی ادارہ مسلم قوم کے لئے

قرض سے سُبکدوش کر دیا۔ اور وہ قرض یہی تھا۔ کہ انگلستان اور اس کے ساتھ مغربی اقوام اسلام کے قبول کرنے کے لئے تیار نظر آئیں۔ میری تحریک نے جو خوشکن فضا پیدا کر دی ہے۔ اب اس کے مطالبات کو پورا کرنا میرے حد و امکان سے باہر ہے۔ ان بیس سالوں کے تجربے نے مجھے وہ ارزاں سے ارزاں رستہ بھی بتلا دیا۔ کہ جس سے سیکڑوں میں لاکھوں کا کام ہو جائے۔ اس غربت و بیکسی کے زمانہ میں ہم کو کہاں توفیق تھی۔ کہ ہم ہر مغربی گوشے میں اپنے تبلیغی مشن بھیجیں پھر یہ بھی ہمیں کہاں توفیق ہے۔ کہ ہم مختلف قوموں کی زبانوں پر دستگاہ حاصل کریں۔ تبلیغ مذہب کے لئے کسی زبان پر جس حکومت کی ضرورت ہے۔ وہ بفضلہٖ انگریزی زبان ہے۔ جس پر ہمیں توفیق حاصل ہے۔ یوں تو کُل کا کُل مغرب ہماری اشاعت کے ماتحت آنا چاہئے۔ لیکن اپنے حالات کو دیکھ کر ہمیں اوّل انگلستان اور پھر انگریزی بولنے والی قوموں کو مخاطب کرنا چاہئے ہاں جس ارزاں سے ارزاں راستے کا میں ذکر کرتا تھا۔ وہ یہ ہے کہ ہم انگریزی زبان میں لٹریچر پیدا کریں۔ اور اس لٹریچر کی اشاعت کثرت سے کریں۔ میرے گذشتہ دس سال کے تجربے نے خصوصاً یہ ثابت کر دیا ہے۔ کہ جو کام انگریزی کتابوں سے نکال سکتے ہیں۔ وہ مشنری بھیج کر نہیں حاصل ہو سکتا۔ ہمیں کثرت سے مشنری ملازم رکھنے کی کہاں توفیق ہے۔ سو آسان رستہ یہ ہے۔ کہ ہم نے جو انگلستان میں انگریزی مشن قائم کر رکھا ہے۔ اسمیں صرف دو اور مشنری بڑھا دیں۔ باقی کل کا کل زور انگریزی لٹریچر کی تصنیف اور اس کی اشاعت میں خرچ کریں۔ اس وقت بھی جس قدر کتابیں لکھ دی گئی ہیں۔ وہ کثرت سے چھپ جائیں۔ اور ان کو نہایت معمولی قیمت پر شائع کر دیا جائے۔ ایسا ہی رسالہ اسلامک ریویو انگریزی کو عام طور پر پبلک کتب خانوں میں بھیجد یا جائے تو بہت ارزاں طریق پر اشاعت اسلام کا کام ہو جاتا ہے۔ چنانچہ تجربہ سے ایسا ہی ثابت ہُوا ہے ایک تو اسلامک ریویو انگریزی کو افریقہ۔ یورپ و امریکہ۔ آسٹریلیا کی بعض لائبریریوں میں مفت بھیجا جاتا ہے۔ اور ایسا ہی انگریزی تصنیف کی کتابیں بھی بھیج دی جاتی ہیں۔ مگر وہاں کچھ اس قسم کا انتشار رُوحانیت ہو چکا ہے۔ کہ آئے دن ان کتب خانوں سے مستفید ہونے والے لوگ خطوط بھیجتے ہیں کسی میں مزید استفسار ہوتا ہے کسی میں قبولیت اسلام کا اظہار ہوتا ہے۔ لیکن مستفسرانہ خطوط کے بھیجنے والے بھی دو چار خطوط کے تبادلہ پر اسلام کی طرف آ جاتے ہیں۔ جو خط آتا ہے عموماً

مصلحت ربی نے انگریزی قوموں کو ہم پر حکمران کر کے ہمیں مجبوراً انگریزی زبان پر مجبور کرا دیا

رسالہ اسلامک ریویو انگریزی و انگریزی اسلامی کتب کی لائبریریوں میں مفت و منفرد اشاعت سے یورپ میں احباب میں ایک انتشار و حقانیت پیدا ہو چکا ہے آئے دن خوشکن استفسار آ رہے ہیں

اسمیں یہ ذکر ہوتا ہی۔ کہ میں اپنے مذہب کی طرف سے بیزار تھا۔ لوکل لائبریری میں اچانک آپ کا رسالہ اسلامک ریویو۔ اسلامی انگریزی فلاں کتاب پڑھی۔ جو باعث اطمینان ہوئی۔ کچھ ایسا معلوم ہوتا ہے۔ عام طور سے لوگوں میں ایک طرف عیسائیت سے تنفر اور دوسری طرف کسی اور مذہب کی تلاش نظر آتی ہے۔ امریکن دنیا کے خطوط سے تو معلوم ہوتا ہے۔ کہ یا تو انھیں اسلام کا علم تک نہیں۔ اور اگر ہے۔ تو بہت ہی تھوڑا اور مزیل شان اسلام ہی۔ مگر اسلام کچھ ایسا بہترین مذہب ہے۔ کہ صرف چند باتوں سے ہی لوگ اس طرف آجاتے ہیں۔ ان خطوط میں سے بعض بجنسہ انگریزی رسالہ اسلامک ریویو اور اس کے تراجم اردو رسالہ اشاعت اسلام لاہور میں چھاپ دیئے جاتے ہیں۔ جن کو دیکھ کر مسلم بھائی خود سمجھ سکتے ہیں۔ کہ انھیں کس قدر اشاعت کی ضرورت ہے۔ اور کس قدر ارزاں قیمت پر لوگ اسلام کے سائے تلے آسکتے ہیں۔ آج ہم تقریباً ایک ہزار سے اوپر انگریزی رسالہ چند صد اردو رسالہ اور پانصد چھ صد کتاب ہر نئی تصنیف پر مختلف ممالک کی لائبریریوں میں مفت بھیج دیتے ہیں۔ لیکن یہ تو ہزاروں کی تعداد میں بھیجی جانی چاہئیں۔ ہم اس لٹریچر کو تاجرانہ اصول پر تقسیم نہیں کرتے۔ انگریزی رسالہ پانچ روپیہ سال پر اردو اڑھائی روپیہ سالانہ اور دیگر اسلامی کتابیں لاگت پر دو تین آنے بڑھا کر مفت بھیج دیتے ہیں۔ یہ گویا لاگتی قیمت ہوتی ہی۔ ان سطور کے پڑھنے والے خود غور کر سکتے ہیں۔ کہ وہ چند روپے خرچ کر کے اشاعت اسلام جیسا عظیم الشان کام کس آسانی سے کر سکتے ہیں۔ ہزاروں میں نہیں سیکڑوں میں نہیں۔ چند روپوں میں اشاعت جیسا فریضہ ادا ہو سکتا ہے +

قارئین کرام اب ان واقعات پر غور کریں۔ جو میں نے اوپر دیئے ہیں۔ اور جس فضاء کو میں دیکھتا ہوں۔ وہ تو میں بیان بھی نہیں کر سکتا۔ ان واقعات کے ہوتے ہوئے اشاعت اسلام پر کیسے شبہ ہو سکتا ہی۔ جب یکہ و تنہا کوشش اس طرح مثمر ہو سکتی ہی۔ تو من حیث القوم جو کام ہوگا۔ وہ کس قدر بابرکت ہوگا۔ یہ یاد رہے۔ کہ **تبلیغی معاملات میں مجھے کسی فرقے سے تعلق نہیں**۔ اور در اصل اسلام میں تفریق پیدا کرنیوالا کوئی فرقہ نہیں۔ نفسانیت تو کوئی اور چیز ہے۔ و الا جن امور کی ہم نے اشاعت کرنی ہے۔ وہ سب کے سب ایک ہی ہیں۔ میرے ساتھ سنی شیعہ اہلحدیث احمدی سب کے سب مسلم بھائی اشاعت اسلام کرتے رہے۔ میں نے ان کو کوئی خاص ہدایت بھی نہیں دی۔ لیکن

در اصل اسلام میں کوئی فرقہ نہیں اور مجھے تبلیغی معاملات میں کسی فرقہ سے تعلق نہیں +

سب نے جو تعلیم کیا۔ وہ واحد چیز تھی کبھی کسی نومسلم نے یہ بات نہیں کہی۔ کہ اس نے ایک مبلغ سے وہ بات سُنی جس کے خلاف دوسرے نے بیان کیا۔ یہ کسی حکمت عملی کے ماتحت نہیں۔ بلکہ میں دعویٰ سے کہتا ہوں۔ کہ اسلام ایک مذہب واحد ہے۔ اور آج تو ووکنگ والوں کو تبلیغ کرتے ہوئے میں سال گذر گئے۔ ہر فرقہ وملت کے فضلاء وہاں پہنچے۔ وہاں تو سب ایک تھے۔ حتیٰ کہ اگر پچھلے سال عرب لی کونسل کے سفیر جناب شیخ وہبہ صاحب نے جماعت عید کرائی۔ تو اس سال ایک نومسلم انگریز امام بنا۔ مجھے تو بعض وقت حیرت آجاتی ہے۔ کہ کس طرح ہم آہنگی کا رنگ کُلیتہً ووکنگ کی نمازوں میں نظر آتا ہے۔ اگر اس کی اتباع ہر جگہ ہو تو کوئی فرقی تنازعات نظر نہ آئیں۔ اگر بالفرض یہ کہا جاتا تھا۔ کہ اس مشن کے بعض کارکن کسی خاص فرقے سے تعلق رکھتے ہیں۔ تو آج وہ بات بھی نہیں ہے۔ میں ان دنوں خطرناک طور پر اکثر بیمار رہا۔ آخر میں نے اپنے خاص دوستوں کے مشورے سے مشن کو ایک ایسے ٹرسٹ کے حوالے کر دیا۔ جس کے ارکان مختلف فرقوں کے دوست ہیں۔ اور اسی اصول پر اس ٹرسٹ کے انتظام کی انتظامی کمیٹی بنا دی جو غیر فرقہ دارانہ اصول پر مبنی ہے۔

ووکنگ مشن کی نمازوں میں کبھی فرقہ وار امتیاز نہیں ہوئے۔

ضروری سو ضروری لٹریچر پیدا ہو چکا ہے۔ ہاں دو تین کتابوں کی از بس ضرورت ہے۔ اوّل تو قرآن کریم کا ارزاں سے ارزاں ترجمہ شائع ہو۔ جو ڈھائی تین روپیہ پر بیچا جا سکے اور اس کا زیادہ حصہ مفت تقسیم کیا جائے۔ دوسرا اسی کتاب پاک کی تصویر ہو جو آجکل کے علمی مذاق اور سائنٹیفک صداقتوں کو سامنے رکھ کر لکھی جائے۔ ہیں ایسا نہ ہو۔ کہ بعض متکلمین کی طرح قرآن پاک کو سائنس کے ماتحت کیا جائے۔ بلکہ حقیقی سائنس کو کتاب مقدس کا خادم رکھا جائے۔ اور میں تو دیکھتا ہوں۔ کہ سائنس اس رنگ میں قرآن و اسلام کی خدمت کیلئے پیدا ہوئی ہے۔ قرآن کریم کے ہر صفحہ میں علمی حقائق نظر آتے ہیں۔ یہ میں خوش کن باتیں نہیں لکھ رہا ہوں۔ میں نے تفسیر شروع کر دی ہے۔ جس کے چند فصل چھپ بھی گئے ہیں۔ نقاد پڑھنے والوں نے تفسیر کو علمی باتوں سے معمور پایا ہے۔ اور ایک پانچ چار ماہ میں ان تفسیری اوراق نے علمی دنیا کو اپنی طرف جذب کرنا شروع کر دیا ہے۔ افسوس یہ ہے کہ میری صحت آئے دن مخدوش ہو جاتی ہے۔ ورنہ یہ کام آج تک ختم ہو جاتا۔ اب بھی اگر صحت قائم رہے۔ اور میری مسلم بھائیوں سے التجا ہے۔ کہ وہ میرے لئے دعا کریں۔ تو یہ کام سرما کے شروع تک

اپنے عقاید پھر اس سے کیا تعلق۔ یہ کام مسلمانوں کا ہے ٹرسٹ کا ہے۔

قرآن کریم کی تمہیدی تفسیر لکھی جا چکی ہے۔

انشاء اللہ ختم ہو جائیگا - ڈھائی سو صفحہ سے اوپر تمہیدی تفسیر لکھی جا چکی ہے - شاید پانصد صفحوں کے بعد میں اصل متن کی طرف آجاؤں - اس تفسیر کے ذریعہ میں نے قرآن کے ایک نئے پڑھنے والے کو مصحف پاک کے ساتھ اچھی طرح متعارف کرانے کی کوشش کی ہے خواہش یہ ہے کہ اس تمہید کے پڑھنے والے کے ذہن میں خواہ وہ مسلم ہو - یا غیر مسلم - قرآن کریم کا ایک صحیح نقشہ بیٹھ جائیگا - اس تصنیف میں خاص طور پر یہ کوشش کی گئی ہے - کہ خدا کا آخری الہام اہل دنیا میں تمدن و تہذیب پھیلانے آیا چنانچہ موجودہ تمدن کے کل کے کل اصولوں کو سامنے رکھ کر ان پر قرآنی تنقید کی گئی ہے اور عجیب بات ہے - کہ بعض اخلاقی مکروہات کے سوا جسے مغربی تہذیب نے اپنا سرمایہ ناز قرار دیا ہے وہ قرآن کی اتباع ہے اس تمہید کے ساتھ ہی ترجمہ اور ضروری تفسیری نوٹ بھی ہونگے - قیمت بھی سہل الحصول انداز پر رکھی جائیگی - شاید سو صفحہ کی قیمت ایک روپیہ سے زیادہ نہ ہوگی - قرآن کریم کے بعد حدیث کے مجموعے کی ضرورت ہے - اگرچہ ایک مختصر سا مجموعہ لکھ دیا گیا ہے سیرۃ نبوی پر جو کتاب لکھی گئی - وہ اپنی تاثیر میں معجزنما ثابت ہوئی - وہ کئی ہزار میں نکل چکی ہے لیکن اب میں ارزاں اڈیشن کی فکر میں ہوں - جو شاید ڈیڑھ دو روپیہ میں ہو عیسائیت کی بیخ کنی میں ینابیع المسیحیت ایک فیصلہ کن کتاب ثابت ہو چکی ہے - یہ کتابیں کئی بار شائع ہو کر عام طور پر فروخت ہونی چاہئیں - اب دو کتابوں کی اور ضرورت ہے - پرانی مغربی تہذیب ختم ہو چکی ہے - اور روسی تہذیب اس کی قائمقام پیدا ہو گئی ہے جس کا منتہی پہلو سوشل ازم یا اشتراکیت ہے - لیکن جس طرز سے اسے یورپ نے سمجھا - وہ نہ صرف ناقص ہی ہے بلکہ مقبول عام نہیں - اسلامی تمدن ایک بہترین انسٹیٹیوشن ہے - جس کے پھیلنے پر یورپ حقیقی تہذیب کو پا سکتا ہے - میرے مکرم دوست شیخ مشیر حسین صاحب ایل ایم - ایس رئیس لکھنؤ نے آج سے کچھ پہلے اس موضوع پر کتاب لکھی - جو از حد مفید ثابت ہوئی اور میں چاہتا ہوں - کہ اس کا قابل مصنف اس کے دوسرے اڈیشن کی طرف رخ کرے - اس طرح جنگ عظیم کے بعد جو وہاں کے مذہب اور سائنس کے تصادم نے ایک خاص کیفیت پیدا کر دی ہے - اس کا اگر کوئی علاج ہے تو قرآن کریم ہے - اس مضمون پر بھی ہمارے شیخ صاحب مکرم نہایت قابلیت کے ساتھ قلم اٹھا چکے ہیں - ان کی تھوڑی سی توجہ پر یہ دونوں کتابیں ہماری ضرورت کو پورا کر سکتی ہیں - شیخ صاحب تو میری استدعا کو ضرور پورا کر دینگے - ہاں میں چاہتا

اس تصنیف میں خاص طور پر یہ بتلانے کی کوشش کی گئی ہے کہ خدا کا آخری الہام اہل دنیا میں تہذیب و تمدن پھیلانے آیا +

بعض ضروری اسلامی ادبیات کی طباعت کے لئے سرمایہ کا مسلم بھائی فکر کریں +

ہوں۔ کہ مسلم بھائی اُن تصنیفات کی مفت اشاعت میں حصہ لیں۔ وہ سمجھ لیں۔ کہ یہ بہت ہی آسان کام ہے کیسی قسم کا متاقع بھی ہمارے سامنے نہیں۔ اور شیخصاحب مکرم تو اس معاملہ میں ایک لے نفس انسان پیدا ہوا ہے۔ میں کوئی سینکڑوں ہزاروں کا چندہ نہیں مانگتا۔ قطرہ قطرہ بہم شود دریا کیطرف دوستوں کو متوجہ کرتا ہوں +

مشن ورکنگ کا کام بڑھ گیا۔ موجودہ ذرائع آمد مکتفی نہیں

ہاں اس ضمن میں مجھے ایک ضروری امر عرض کرنا ہے۔ میں اس بات کا تو مشکور رہوں کہ مسلم بھائیوں نے ہمیشہ میری آواز کو سنا۔ آج تک تو میں ایک کامل صحت میں تھا مسلم دروازوں پر جا کر دستک دے سکتا تھا۔ لیکن اس وقت تو میں کئی سال سے رہین بستر ہو چکا ہوں۔ ان پانچ سالوں میں ان اسباب کے ماتحت مشن کی ناؤ ڈوبتی ہوئی بھی نظر آئی ہے۔ اب وہ نازک مرحلہ تو گذر چکا۔ لیکن کام اس قدر بڑھ گیا ہے۔ کہ مشن کے موجودہ ذرائع آمد مکتفی نہیں۔ دراصل یہ نئی پیدا شدہ حالت تو ایک گونہ تشفی بخش ہے۔ یعنی اگر مشن کی ضروریات پہلے کی سی ہوتیں۔ تو پھر کوئی فکر کی بات نہ تھی۔ اس وقت تو حالت ہی اور ہو گئی ہے چاروں طرف سے مغربی دنیا لٹریچر کو مانگتی ہے۔ نیا لٹریچر تو درکنار موجودہ لٹریچر بھی مکتفی نظر نہیں آتا۔ کئی کئی ایڈیشن بعض کتابوں کے نکل چکے ہیں۔ ان کی مانگ اب بھی ہے۔ لیکن ہمارا سرمایہ مکتفی نہیں۔ مثلاً "اسلام اور اسلامی نماز" ایک انگریزی کتاب اس وقت پانچویں ایڈیشن کیلئے مطبع میں گئی ہے۔ اس پر دو ہزار روپیہ کے قریب خرچ ہوگا۔ اور جس قدر مفت تقسیم ہوگی۔ تجربہ یہ ثابت کرتا ہے۔ کہ اسی قدر مفید ثابت ہوگی یہی حالت ینابیع المسیحیت انگریزی (یعنی مسیحیت کا اصلی سرچشمہ کیا ہے؟) کا ہے۔ جس کا اب چوتھا ایڈیشن چھپیگا ممکن نہیں کہ ایک پیرو مسیحیت اسے پڑھے اور وہ اپنے عقاید میں متزلزل نہو جائے۔ اس کی قیمت بھی گھٹا دیجائیگی شاید دو روپیہ ہوگی۔ حدیث کا مختصر مجموعہ بھی کوئی ساتویں دفعہ اب چھپیگا۔ اس طرح چاہتا ہوں۔ کہ مختلف مضامین پر مختلف پمفلٹ چھپ جائیں۔ جن پر کوئی لمبی چوڑی لاگت نہیں آئیگی۔ مگر اُن کی اشاعت از حد مفید ہوگی۔ الغرض یہ کام ایک معقول خرچ کو چاہتا ہے۔ جس کے لئے مسلم بھائیوں کی توجہ کی از حد ضرورت ہے +

تاکید اشاعت ختم نبوت کیطرف اشارہ کرتی ہے

یہ جو قرآن کریم اور حدیث میں اشاعت پر اس قدر زور دیا گیا ہے۔ اسمیں ایک لطیف اشارہ اس طرف بھی ہے۔ کہ نبوت حضرت محمد مصطفٰے علیہ الصلوٰۃ والسلام پر ختم ہو چکی۔ آپ سے پہلے مسلسل انبیاء علیہم السلام کا تشریف لانا۔ لیکن اپنی اپنی تعلیم کو صرف اپنی ہی قوم پر محدود کر کے اس کو مزید اشاعت سے روک دینا اور ساتھ ہی کسی صاحب شریعت تکمیلہ کے ظہور کا اشارہ کرنا۔ پھر سب کے بعد آپ کا آنا۔ شریعت کامل کو لا کر آپ کا اعلان فرمانا۔ کہ میں قصر نبوّت کی آخری اینٹ ہوں اور خاتم النبیّین ہوں۔ پھر لا نبی بعدی فرما کر عالمگیر اشاعت پر زور دینا۔ یہ سارے واقعات اس بات کا حتمی ثبوت ہیں۔ کہ جو تعلیم آنی تھی۔ آ چکی۔ اب جس بات کی ضرورت ہے وہ صرف اشاعت ہے۔ وہ تعلیم محفوظ ہو چکی جس کے لئے نبی کی ضرورت تھی۔ اور اس کی اشاعت کیلیے نبی نہیں بلکہ مبلغ بصورت مجدد آئینگے۔ جن پر شریعت کے غوامض بذریعہ مبشرات کھلتے رہینگے۔

مسئلہ نبوّت اس زمانہ میں خاص کر مزید تشریح کا محتاج ہو گیا ہے۔ ایک طرف تو وہ لوگ ہیں۔ جنہوں نے نبوّت کی حقیقت اور اہمیت سے نا آشنا ہو کر ہر نئی صداقت کے معلم کو نبی سمجھ لیا ہے۔ چنانچہ بعض انگلستان کے لوگ میری تبلیغ نبوت کو بھی ناواقفیت کی شکل میں دیکھتے ہیں۔ دوسری طرف ہمارے اپنے بھائیوں میں ایک جماعت پیدا ہو گئی ہے۔ جنہوں نے تیرہ سو برس کے بعد ایک مجدد وقت کو نبی قرار دیدیا ہے۔ یہ سب لاعلمی اور نادانی کی باتیں ہیں۔ ان لوگوں نے نبوّت کی شان کو سمجھا ہی نہیں۔ اگر تعلیمات محمّد صلعم سے یا خود قرآن کریم سے نبوّت کی حیثیت کو متحقّق کیا جائے۔ تو مجھے سابق انبیاء علیہم السلام میں گو میں ان کی نبوّت پر حسب ارشاد قرآن عقیدہ رکھتا ہوں۔ بہت کم ایسے نظر آتے ہیں۔ جنہیں میں نبی تسلیم کروں۔ چہ جائے کہ کسی ایسے متکلم کو صاحب نبوّت پاؤں۔ جو آنحضرت صلعم کے دین کی خدمت کے لئے پیدا ہوئے۔ نبوّت صرف ربوبیّت انسان کے لئے آئی۔ اسکے ذریعہ صرف انہی قوائے انسانی نے نشو و نما پانا تھا جو نسل انسانی سے مختص ہیں۔ اور وہ صرف تین چیزیں ہیں یہ عبودیت مدنیت اور اخلاق یہ تین خصائص انسان اور حیوان میں مابہ الامتیاز ہیں۔ ان ہی ممتیز خصائص کی تربیت کے لئے نبوّت آئی۔ قرآن تو ایک مکمل ضابطہ ان باتوں کا ہے۔ لیکن ان بیسیوں باتوں کی تعلیم و تربیت اور تو اور مجھے خود

حضرت مرشدنا جناب مرزا غلام احمد صاحب کی تعلیم میں نظر نہیں آتیں علاوہ اس سے کہ آپ نے خود کھلے الفاظ سے نبوت سے انکار کیا۔ اور یہاں تک لکھ دیا۔ کہ "میں آنحضرت صلعم کے بعد کسی مدعی نبوت کو کافر مفتری اور دجال سمجھتا ہوں"۔ خیر اُن کے لکھنے کی تو دوسری بات ہے سوال یہ ہے۔ کہ اگر نبوت انسان کو تعلیم عبودیت دینے آئی ہے۔ اور اس عبودیت کو جسم وغیرہ سے نہیں۔ بلکہ اس بات سے تعلق ہے۔ جو مختص بالانسان ہے۔ سو جب تک وہ امور جناب ممدوح کی تعلیم میں نہ ہونگے۔ میرے نزدیک ہرگز آپ نبی نہیں کہلا سکتے۔ وہ لوگ جنہوں نے آپ کو نبی بنایا۔ آپ کے دوست نہیں بلکہ دشمن ہیں۔ انہوں نے نہ صرف شان نبوت کو مٹا دیا ہے۔ بلکہ جناب مرزا صاحب کی اپنی شان کو کم کر دیا۔ آپ کی ٹھیک مثال جناب مسیح ابن مریم کی مثال ہے اس اسرائیلی نبی کے حالات مندرجہ بائبل کو پڑھ کر مجھے یہ بزرگ ایک نہایت ہی اونچی شان اور بلند پایہ کا نبی نظر آتا ہے؟ یہی بات اس کے مزیل شان ہو جاتی ہے۔ جب میں اسے خدا قرار دوں۔ یہی حالت ہو بہو جناب مرزا صاحب کی ہے۔ ان کے بعض کمالات کو دیکھ میں حیران ہو جاتا ہوں۔ اور میری نگاہ میں شان محدثیت بہت ہی بلند ہو جاتی ہے۔ مگر ان ہی باتوں کی بنیاد پر اگر انہیں نبی کہا جائے۔ تو نہ خود نبوت ہی ایک حقیر چیز ہو جاتی ہے۔ بلکہ خود شان مرزا بشکل نبی لاشے ہو جاتی ہے۔ وہ بات جس کے یہ مدعی ہیں۔ وہ بہترین عطیہ ربی ہے۔ جو اُمت مرحومہ کیلئے خاص کیا گیا ہے۔ اس کا نام شریعت نے مبشرات رکھا۔ چنانچہ آنحضرت صلعم نے فرمایا

لم یبق من النبوت الا المبشرات

یعنی نبوت کی ساری چیزیں تو ختم ہو چکیں۔ ان میں سے صرف ایک چیز باقی رہ گئی جس کا نام مُبشرات یا مکالمۂ الٰہی ہے۔ سو یہ ایک بڑے پایہ کی نعمت ہے۔ اور اگر کسی کا یہ دعوے ہو کہ یہ نعمت علےٰ وجہ الکمال مجھے ملی۔ تو اس کی عظمت بہت بلند ہو جاتی ہے۔ لیکن اگر اس کی بنا پر اسے نبی کہا جائے تو اس سے خود نبوت یا مدعی کی ذلت ہو جاتی ہے۔ نبوت بالفرض چند اجزا کے مجموعے کا نام ہے۔ ان کی ایک جزو مبشرات ہے۔ پھر ایسا شخص کس طرح سے نبی کہلا سکتا ہے +

میں نے ارادہ کیا ہے۔ کہ میں اس موضوع یعنی نبوت پر ایک مستقل رسالہ لکھوں نبوت

مرزا کے قائلین تو چند دن کے مہمان ہیں لیکن جن لوگوں نے نبوّت کی حقیقت کو نہیں سمجھا ان پر یہ ظاہر کرنا ضروری ہے۔ کہ نبوّت کا پایہ کس قدر بلند ہے۔ وہ آنحضرت صلعم کی تعلیم میں دیکھیں کہ انہوں نے سرشت انسانی کی تکمیل میں کیا کیا ہدایات فرمائیں۔ اور کس طرح ایک مشت خاک کو آسمان تک پہنچایا۔ وہی جذبات حیوانیت جس کا علاج کامل طور پر آج کسی اور نبی کی تعلیم میں نظر نہیں آتا۔ وہ کس صفائی اور تبیین کے ساتھ قرآن میں نظر آتا ہے۔ میں چاہتا ہوں کہ اس رسالہ کی اشاعت مسلم بھائی کثرت سے کریں۔ ایک طرف تو اسلام میں اس تازہ بدعت کا خاتمہ ہو۔ اور دوسری طرف غیر مسلم دُنیا کو نظر آئے۔ کہ محمد صلعم کس پایہ کے مُصلح ہیں۔ میں ایمان سے کہتا ہوں۔ کہ ان کی تعلیم کا عشر عشیر بھی مجھے مسیحؑ۔ داؤدؑ۔ سلیمانؑ۔ کرشن۔ رامچندر اور ایسے ہی کسی دیگر ہادی کی تعلیم میں نظر نہیں آتا۔ ہاں جناب موسیٰؑ کی شان الگ ہے۔ انہوں نے قرونِ اولیٰ میں فرض نبوّت کو پورا کیا +

میرا یہ کہنا کہ قائلین نبوت مرزا صرف چند دن کے مہمان ہیں۔ اس کی ایک خاص وجہ ہے۔ محترم میاں صاحب یعنی مرزا بشیر الدین محمود اس عقیدے سے رجوع کرتے نظر آتے ہیں۔ چنانچہ پچھلے سال قادیان کے دو مبلغ مولوی ارجمند خاں اور ان کے ایک رفیق نے ریاست پھولڑہ متصل مانسہرہ (ہزارہ) کے ولیعہد جناب عبداللطیف خاں صاحب کے سامنے اس امر کو تسلیم کیا۔ کہ وہ حضرت مرزا صاحب کو صرف ظلی اور بروزی نبی مانتے ہیں۔ انھیں کامل نبی نہیں جانتے + اور ظلیّت اور بروزیت تو اَور اولیاء اللہ میں بھی نظر آتی ہے۔ اور ذرائعہ سے بھی یہی معلوم ہوتا ہے۔ کہ اب میاں صاحب گذشتہ بیس سالہ غلو سے معترض ہو رہے ہیں۔ سنتا ہوں۔ کہ وہ دوسروں کو کافر بھی نہیں جانتے۔ میرے نزدیک تو اُن کا عقیدہ پہلے بھی ایسا نہ تھا۔ قادیان کے چند عباد الاغراض کو حضرت مولانا محمد علی صاحب اور بعض دیگر احمدی احباب لاہور سے کچھ کاوش تھی۔ یہی لوگ سلسلے کے اکابرین میں سے تھے اور یہ موٹی بات ہے۔ کہ کسی جماعت کے دو ٹکڑے تو یہی ہو سکتے ہیں۔ جب ان کے عقائد میں فرق پیدا ہو۔ سو یہ غلامان اغراض خوب سمجھتے تھے۔ کہ کمال الدین یا محمد علی اس مٹی کے نہیں۔ کہ آنحضرت محمد صلعم کے بعد کسی کو نبی قرار دیں۔ یا کسی کلمہ گو کو

کافر کہیں۔ اس لئے ان معماران نبوت جدید کو یہی بات نظر آئی کہ مرزا صاحب کی نبوت اور تکفیر عامۃ المسلمین پر زور دیا جائے۔ خود میاں صاحب موصوف کی عمر ہی اُس وقت کیا تھی۔ اور ان کے معلومات ہی کیا تھے۔ ان کا ایسے لوگوں کے ہم راستے ہو جانا کونسا مشکل تھا خصوصاً جب محمد علیؓ کی شرکت سے نجات ہو تی تھی۔ ہاں تنظمات زمانہ نے ان کی سمجھ میں اضافہ کر دیا۔ اور میں دیکھتا ہوں۔ کہ وہ اس عقیدے سے رجوع کر رہے ہیں۔ اللہ تعالےٰ سے دعا ہے۔ کہ وہ جلد صحیح نتیجہ پر آجائیں۔ اور جماعت کو ظلم عظیم سی بچائیں۔ ان کو یہ بھی خطرہ ہو گا۔ کہ کس طرح جماعت کو ایک رستہ پر لگا کر واپس کروں۔ بیشک یہ مشکل فعل ہے لیکن ان کی جماعت میں اس وقت مجھے قوت فیصلہ بہت کم نظر آتی ہے۔ وہ ایک عقیدے سے دوسرے عقیدے پر آسکتے ہیں۔ اور متبعین محمود کیلئے تو تبدیلی عقاید ایک مسلّم اور صحیح طریقہ ہے +

اخیر میں مجھے برادران اسلام کو ایک بات کہنی ہے۔ کہ وہ موجودہ وقت کی اہمیت اور نزاکت کو دیکھیں۔ اشاعت اور تبلیغ کیلئے اس سے بہتر کوئی وقت پیدا نہیں ہؤا۔ اگر فضیلت اور علمیّت کا بہترین نمونہ یورپ میں نظر آتا ہے۔ تو وہی لوگ در اسلام کو کھٹکھٹا رہے ہیں۔ جاؤ۔ اور دروازہ کھول دو۔ پھر اشاعت اسلام کیلئے ارزاں سے ارزاں راستے خدا تعالےٰ نے کھول دیئے ہیں۔ صرف ایک حرکت کی ضرورت ہے۔ ہمارا ان پر قدم زن ہونا باقی رہ گیا ہے۔ اِلّا کام بنا بنایا ہے +

مورخہ یکم جولائی سنہ ۱۹۳۲ء
عزیز منزل برانڈرتھ روڈ لاہور پنجاب انڈیا

خواجہ کمال الدین
بانئے مسلم مشن ووکنگ انگلستان

ضروری نوٹ۔ جو احباب اس کارخیر میں کچھ امداد فرمانی چاہیں۔ تمام ترسیل زر بنام فنانشل سکرٹری مسلم مشن ووکنگ۔ عزیز منزل۔ برانڈرتھ روڈ۔ لاہور آنی چاہئیں +

سانحۂ ارتحال

رسالہ کی کاپی لکھی جاچکی تھی۔کہ ٹرسٹی مشن جناب سر عبّاس علی بیگ صاحب کے۔سی۔آئی۔ای۔سی۔ایس۔آئی۔ایل ایل۔ڈی۔بی۔اے۔ایف۔یو۔بی۔ آف بمبئی۔اینڈ کلفٹن کی وفات حسرت آیات کی خبر موصول ہوئی۔اس خبر نے نہ صرف ہمیں ایک نیا جانکاہ صدمہ پہنچایا۔بلکہ مرحوم سر میاں محمد شفیع بالقابہ کی یاد تازہ کر کے گویا دُگنا ہمارے حزن و ملال کا موجب ہوئی۔مرحوم کو اللہ تعالےٰ اپنے جوارِ رحمت میں جگہ دے۔آئندہ ماہ انشاء اللہ تعالیٰ آپ کی اسلامی سرگرمیوں کا نقشہ قارئین کرام کے سامنے پیش کیا جائیگا +

مسلم مشن ووکنگ (انگلستان) کے مکتوبات

مکتوب نمبر ۱۶

جناب اڈیٹر صاحب اسلامک ریویو ووکنگ

میں آپ کا رسالہ اسلامک ریویو انگریزی مدتوں سے بڑی دلچسپی کے ساتھ پڑھتا ہوں اور میں کہہ سکتا ہوں۔کہ اس نے مذہب کے متعلق میرے خیالات میں بڑی تبدیلی پیدا کر دی ہے۔مجھے افسوس ہے۔کہ میں اس بات سے ناواقف ہوں۔کہ قرآن مذہب کے متعلق کیا کہتا ہے لیکن میں اس بات کو ضرور پسند کرتا ہوں جسمیں آپ کا رسالہ مذہب کو پیش کرتا ہے +

لیکن میں یہ نہیں سمجھ سکتا۔کہ اگر مذہب جیسا کہ آپ کہتے ہیں۔دستور العمل حیات ہے تو پھر وہ ہمیں اپیل کیوں نہیں کرتا؟ آپ کا فلسفۂ اخلاق اور تخیلِ مذہب دونوں نہایت استوار ہیں۔اور خصوصاً وہ جو کہ میں نے مضمون بعنوان "اسلام کیا ہے"؟ پڑھا تھا لیکن جب آپ

یہ کہتے ہیں۔ کہ یہ تمام خوبیاں آپ کے خدا کی صفات سے وابستہ ہیں۔ تو پھر میرے لئے اُن کی خوبی اور قبولیت بہت کم ہو جاتی ہے۔ کیونکہ میں خدا کی ہستی میں شک کرتا ہوں +

ہم انسان ہیں۔ اور ہمارا دل و دماغ استدلال کیلئے ہمیشہ تیار ہے۔ سوالات کرنا ہی ہماری ترقی کا نشان ہے۔ پس اگر بقولِ مذہب خدا اس کائنات کا بنانیوالا ہے! اور خصوصاً ہماری فطرت کا تو پھر وہ ہمارے ادراک کی دسترس سے بھی واقف ہوگا۔ اور اگر اُس نے ہمیں یہ صفت عطا کی ہے۔ تو پھر سب سے پہلے اُسے خود اپنی ہستی کا یقین عطا کرنا چاہئے۔ قرآن کو چھوڑ کر جس کے متعلق مجھے کچھ علم نہیں میں چیلنج کرتا ہوں۔ کہ دُنیا کی کوئی الہامی کتاب ایسی نہیں جس میں خدا نے اپنی ہستی کے ثبوت میں ایک فقرہ بھی درج کیا ہو۔ اور اگر آپ کا قرآن بھی انہی کتابوں میں سے ہے تو پھر میں حیران ہوں۔ کہ آپ اس مُلک میں جہاں عقل کا سکہ رواں ہے۔ کس طرح اپنی کامیابی کی توقع کرسکتے ہیں ؟

کاش آپ کا فلسفۂ اخلاق، خُدا پرستی سے جُدا ہوتا کیونکہ اس کو چھوڑ کر آپ کے مذہب کے اصُول اور آپ کا فلسفہ نہایت اُستوار ہیں + آپ کا وفادار

جی ایل ریت لڈز

(نوٹ) ہم مسٹر رینالڈز کی توجہ خواجہ کمال الدین صاحب کے اس مضمون کی طرف منعطف کرتے ہیں جو رسالہ اسلامک ریویو ماہ مئی ۱۹۳۰ء میں شائع ہوا ہے + مینجر

مسیحیت سے بیزاری اور اسلام کی طرف رجُوع

ایک نو مُسلم کا خط امام مسجد ووکنگ کے نام

بخدمت شریف امام مسجد ووکنگ

. . . . اگرچہ میں مسیحی ماں باپ کے گھر میں مسیحی مذہب لے کر پیدا ہوا تاہم تثلیث کا عقیدہ ہمیشہ مجھے غیر معقول نظر آیا۔ اور یہی ایک بڑی بات تھی جس نے مجھے سوچ و بچار میں لگا دیا۔ میں یہودی مذہب اختیار نہیں کرسکتا تھا۔ کیونکہ وہاں مسیح کے لئے کوئی جگہ نہیں۔ اور نہ مجھے مسیح سے محبت رہی ہے۔ اور اب بھی ہے +

میں نے انسانی دل و دماغ کی عظیم الشان طاقتوں کا حال پڑھا ہے۔ میں اسے خدا تعالیٰ کا انعام سمجھتا رہا۔ اور میرا یہ گمان رہا ہے۔ کہ جناب مسیح نے اللہ تعالیٰ کے احکام پر کاربند ہو کر اور اس طرح نیکی کی زندگی بسر کر کے اس طاقت کو یہاں تک ترقی دی کہ وہ ان معجزات کے قابل ہو گئے جن کا ذکر ہم اناجیل میں پڑھتے ہیں۔ یہ بھی میں یقین کرتا رہا ہوں۔ کہ اس قدر کمال حاصل کر لینے کی وجہ سے ہی وہ اللہ تعالیٰ کے بیٹے ہوئے۔ ان کا اللہ تعالیٰ کا بیٹا ہونا انہی معنوں میں تھا۔ جن معنوں میں ہم اس کے لڑکے اور لڑکیاں ہیں۔ لیکن اس کے جنے ہوئے بیٹے نہیں جیسا کہ مسیحی مذہب کا عقیدہ ہے۔ بلکہ اس کی مخلوق ہیں۔ مسیحیوں کے اعتقاد کے مطابق مسیح خدا کا جنا ہوا بیٹا ہے۔ اور یہ میرے نزدیک سب سے بڑا کفر ہے۔ جو انسان کے دل میں پیدا ہو سکتا ہے +

اس کے بعد اسلام کے متعلق بھی مجھے کچھ علم حاصل ہوا۔ میں نے سنا کہ اسلام میں ایک خدا کو مانا جاتا ہے۔ اور جناب مسیح کو اللہ تعالیٰ کا رسول۔ مسیحیوں کے اعتقاد کے مطابق اسلام نے مسیح کو خدا کا بیٹا نہیں کہا۔ اس کے علاوہ اسلام میں نئے اور پرانے عہد ناموں کو بھی ایک حد تک تسلیم کیا جاتا ہے۔ یہ میرے نزدیک اچھی بات تھی۔ لیکن بدقسمتی سے صرف یہی باتیں تھیں۔ جو اسلام کے متعلق میرے سننے میں آئیں۔ بلکہ ان کے علاوہ مسلمانوں اور انکے مذہب اور رسول (صلعم) کے متعلق بعض بہت ہی نفرت انگیز باتیں میں نے سنیں۔ جن کی تفصیلات میں یہاں بیان نہیں کرنا چاہتا۔ ایسی حالت میں اسلام کے متعلق جو اچھے خیالات مجھ میں پیدا ہوئے تھے وہ سب میں نے ترک کر دیئے۔

اب میں نے یہ سوچنا شروع کیا کہ کیا ہی بہتر ہو جو تمام مذاہب کو ملا کر ایک ہی عظیم الشان مذہب بنا لیا جائے۔ اور میرے دل میں ایک بہترین مذہب کا تخیل پیدا ہوا۔ اور یہ متخیلہ مذہب اپنی پاکیزگی اور سادگی کے لحاظ سے اسلام کے سوا اور کچھ نہ تھا۔ کیونکہ اسلام کے تمام بڑے بڑے لوازم اس میں موجود تھے جو میرے دل میں پیدا ہوا +

لیکن میرے اس متخیلہ مذہب کی صحت کی کوئی سند میرے پاس نہ تھی کوئی آسمانی کتاب کوئی الہام الٰہی نہ تھا۔ جو اس خیال کی صحت مجھ پر ظاہر کرتا۔ میں خود بھی ولی اللہ نہ تھا کیونکہ اگرچہ میرے دل کی کیفیت مذہبی واقعہ ہوئی ہے۔ تاہم کامل نیکی کی زندگی مجھ میں ابھی پیدا نہیں ہوئی۔ بہت سے عیوب میرے اندر موجود تھے۔ جو میرے نزدیک کسی خدا رسیدہ شخص

میں نہیں سکتے ہو۔ اب ایسی حالت میں مَیں کیا کر سکتا تھا؟ کیا اس تحریف شدہ مذہب پر غور کرنے والا اکیلا میں تھا؟ گو یا اس تمام عرصہ میں میں اپنے آپ سے یہ سوال کرتا رہا کہ کیا اسلام کے متعلق میں نے سب کچھ سن لیا ہے؟ کیا جو کچھ اسلام کے متعلق مجھے معلوم ہُوا ہے وہ سب صحیح ہے؟ ایسی حالت میں اللہ تعالےٰ کی رُوح نے جو ہمیشہ صراط مستقیم کی طرف میری رہبری کرتی رہی ہے۔ میرے کانوں تک انگلستان کے ایک مسلم مشن کی آواز پہنچائی۔ آپ کا پتہ میں نے لیا۔ بہت سے سوالات آپ سے کئے، جن کے آپنے ازراہ مہربانی جوابات دیئے۔ اور مجھے اس حالت تک پہنچایا جس کی یادگار میں میں نے اپنا نام العارفین رکھا +

ے عارفین رشوان

مکتوب نمبر ۱۸

جزیرہ نماء ملایا سے ایک مسلم بھائی کا مسجد ووکنگ میں وُرود

۲۴ ماہ اپریل بروز ہفتہ ایک نوجوان مسجد ووکنگ میں امام صاحب سے ملنے آئے صاحب موصوف کے نام نامی کا بعد ازاں اعلان کیا جائیگا۔ آپ برطانوی الاصل ہیں۔ اور بیراک (ملایا) میں اقامت گزین ہیں۔ آپ عرصۂ دوسال سے حلقۂ بگوش اسلام ہُوئے ہیں۔ اس عرصہ میں بلا کسی ظاہرداری رسوم کے آپ ہمیشہ اسلام کے ایک مخلص پیرو رہے ہیں۔ آپ کو ملایا میں ربڑ کی ایک بڑی بھاری تجارت کے ساتھ تعلق رکھنے کے باعث بمشکل پانچسال کے بعد والدین کو دیکھنے کا موقع ملا ہے۔ گفتگو کے دوران میں آپ نے فرمایا۔ کہ عید الفطر کے موقعہ پر بھی آپ مسجد میں تشریف لائے تھے۔ اور اب پھر باہمی مخلصانہ گفتگو کیلئے تشریف لائے ہیں۔ آپنے تقریباً دو گھنٹے ہمارے ہاں صرف کئے۔ اور مذہب کی ٹھوس عملی طاقت۔ حیات مابعد الموت اور اختتام عالم وغیرہ موضوعات پر سلسلہ کلام جاری رہا۔ تبدیلئ مذہب کے اسباب دریافت کرنے پر آپنے فرمایا۔ کہ آپ عرصہ تک اپنے والدین کے مذہب (عیسائیت) سے اسکے غیر فطری اور خلاف عقل خصوصیات کے باعث متنفر رہے۔ اور اپنے لئے بہتر یہی سمجھا۔ کہ ہر مذہب سے الگ تھلگ رہیں۔ سلسلۂ گفتگو کو جاری رکھتے ہُوئے آپنے فرمایا۔ کہ ہر ایک انسان صرف اسی وقت تک مذہب سے متنفر رہ سکتا ہے۔ جب تک کہ وہ کسی سوسائٹی کے اندر حصہ لیتا ہے لیکن جونہی کہ وہ مجلسی زندگی کی

کشمکش سے الگ ہو جاتا ہے۔ تو اُسے پھر لازمی طور اپنی تجرد و تنہائی کی زندگی میں کسی نہ کسی مذہب کی ضرورت لاحق ہوتی ہے۔ سو اسی ضرورتِ حقہ کے ماتحت آپ نے بھی عرصہ ہُوا اپنے ایک مسلم دوست کے مشورہ کے مطابق قرآن کریم کا مطالعہ شروع کیا۔ جس کا نتیجہ یہ ہُوا۔ کہ آپ پیروئے اسلام ہو گئے۔ اور ساتھ ہی اسلامک ریویو کے مستقل خریدار بن گئے۔ خاتمہ پر آپ نے فرمایا۔ کہ عنقریب آپ ہمیں ملایا واپس جانے سے پیشتر شرفِ ملاقات بخشینگے +

آفتاب الدین احمد نائب امام مسجد ووکنگ (انگلستان)

مکتوب نمبر ۱۹

ایک خاتون کی تشنگیٔ اسلام

اور سیّدنا اسلامی کی سچی تڑپ

بلائی موتھ۔ ڈیون شائر
مورخہ ۱۰ مارچ ۱۹۳۲ء

برادرِ مُعزّز!

مَیں اسلام قبول کرنے کی بیحد خواہاں ہُوں۔ چُنانچہ حجازی سفارتخانہ میں مسٹر محمد زادہ صاحب نے مُجھے آپ کو خط لکھنے کی ہدایت کی ہے +

میں آپ کو بتلائے دیتی ہُوں۔ کہ اسلام کی سچّی محبت کا جذبہ کسی ہنگامی وجہ سے نہیں۔ بلکہ مُدتِ مدید کے نہایت ہی گہرے خیالات اور عمیق غور و فکر کا نتیجہ ہے +

میری پرورش گو کلیسیائے انگلستان کے ماحول میں ہُوئی مگر بچپن سے ہی میں کلیسیائی تعلیمات سے متنفر تھی بعد ازاں مصری علم الہیات کے مُطالعہ سے میں مصریوں کے دیرینہ معتقدات سے کچھ مُتاثر تو ہو گئی تھی۔ مگر گذشتہ چند سالوں سے میری قلبی کیفیت بعینہٖ ایک کشتیٔ بے بادبان کی طرح تھی۔ جو متلاطم سمندر میں موجوں کے تھپیڑے کھا رہی ہو +

تقریباً اٹھارہ ماہ سے میں نے نہایت توجہ سے قرآن کریم کا مطالعہ شروع کر رکھا ہے۔ اور قرآن مجید کی جو مترجم جلد میرے پاس موجود ہے۔ اُسی میں سے ہی مجھے اُن جملہ مسائل کا حل مل گیا ہے جن کے متعلق

دیگر مذاہب اور لہ بائبل سائنٹ ہیں +

علاوہ ازیں مزید اسلامی واقفیت حاصل کرنے کیلئے میں نے دیگر کتب بھی پڑھی ہیں مگر غیر مسلم مصنفین کی تصنیفات کے ذریعہ اصلی صداقت میسر آنی دشوار ہے۔ گھر واپس آنے پر بھی میں نے بدستور وہی مطالعہ قرآن جاری کر رکھا ہے۔ مگر اب میں محسوس کر رہی ہوں۔ کہ آپ کی رہنمائی کے بغیر میرا آگے بڑھنا مشکل ہو گیا ہے +

بس خلوص نیت کے ساتھ خدا تعالیٰ کی وحدانیت اور محمد صلعم کی رسالت کی قائل ہوں

مجھے امید ہے۔ کہ آپ میرے اس خط کی طوالت کو معاف فرمائینگے۔ میں نے ان جملہ امور کو آپ سے ذکر کر دینا ہی مناسب سمجھا۔ پھر بھی مجھے یقین ہے۔ کہ میں آپ کے لئے کوئی زیادہ تکلیف کا موجب نہ ہونگی +

آپ کی وفادارہ

(دستخط) ڈوروتھی ۔ ایڈی

مکتوب نمبر ۲۰

خورشید اسلام کی ضیا پاشی

ایک خاتون کا قبول اسلام

از مقام کرڈون ہل براہ پلائی موتھ
مورخہ ۱۹ مارچ ۱۹۳۲ء

برادر مکرم مسٹر احمد!

آپ کا خط اور جملہ مشمولہ لٹریچر ملنے پر میں آپ کا دلی شکریہ ادا کرتی ہوں +

قبول اسلام کا فارم پُر کر کے میں واپس کر رہی ہوں

میں آپ کی نہایت ممنون ہونگی - اگر آپ مجھے مروجہ ادعیہ سکھلا دیں۔ اور اس کے ساتھ ہی وہ درست طریق خطاب بھی جس سے میں آپ کو اور امام صاحب کو مخاطب کیا کروں +

پہلے تو ممکن ہے میں تقدیر کے خلاف کبھی غضب آلود ہو جایا کرتی ہونگی۔ مگر اب میں نہایت صبر و تحمل سے راضی برضائے الٰہی ہو سکتی ہوں۔ کیونکہ مجھے یقین ہو گیا ہے۔ کہ خدا تعالیٰ مجھے میری استطاعت سے بڑھ کر کبھی بھی کوئی سزا نہیں دیگا +

میں آپ کے ساتھ سلسلہ مراسلات جاری رکھنے کو نہایت پسند کرونگی۔ فی الحال گو میری نگاہ

میں کوئی ایک شبہ بھی قابلِ تصفیہ باقی نہیں رہا۔ قرآن کریم کے جملہ قوانین بالکل صاف و واضح اور صحیح ہیں۔ مگر جب کبھی بھی کوئی مشکل میری سنگ راہ ہوگی۔ تو پھر اس کے متعلق میں آپ سے ضرور استصواب کرلیا کرونگی۔ ہاں! میں یہاں قرآن کریم کے ان مخصوص قوانین کی تعریف و ثنا کئے بغیر نہیں رہ سکتی۔ جو طبقۂ نسوان کے متعلق ہیں۔ اور جو محبت و خوبی میں جملہ ایسے قوانین سے بڑھ چڑھ کر ہیں۔ جو کبھی کسی زمانہ میں ہمارے بدنام طبقہ کیلئے وضع کئے گئے +

میں مکرر آپ کا شکریہ ادا کرتی ہوں + آپ کی مخلص بہن

(دستخط) ڈوروتھی ایڈی

مکتوب نمبر ۲۱

سر فریتک قوس مصنف اٹلی حاضرہ کا مکتوب

ازمقام ٹمپل گارڈن ۔ خون سنٹرل
مورخہ ۱۹ مارچ ۱۹۳۲ء

جناب معزز و مکرم!

میں آپکے اس محبت بھرے خط مورخہ ۱۵ مارچ کا شکریہ ادا کرتا ہوں جس میں آپنے مجھے اپنی مصنفہ کتاب الموسوم بہ اٹلی حاضرہ میں اُس موقعہ کی جانب متوجہ کیا۔ جہاں میں نے عربوں کے اسکندریہ کی لائبریری کو تباہ کر دینے والے افسانہ کو درست تسلیم کیا ہے +

میں نے جملہ اسناد محولہ اسلامک ریویو کا مطالعہ کرلیا ہے۔ جس سے اب مجھے یہ یقین ہوگیا ہے۔ کہ افسانۂ مذکور میں کافی تاریخی شواہد موجود نہیں۔ اور اب یہ امر ان حوالہ جات سے پایۂ ثبوت کو پہنچ گیا کہ عربوں نے اسکندریہ کی لائبریری کو تباہ نہیں کیا +

یہاں ساتھ ہی یہ عرض کردینا بیجا نہ ہوگا۔ کہ میرے دل میں اہل عرب اور مذہب اسلام کی بڑی قدر و منزلت ہے۔ کچھ عرصہ پہلے فلسطین میں ایک معزز ہستی مفتی حیفہ سے مجھے شرف مؤانست حاصل ہوا تھا۔ جب سے اُس ملک اور پھر ایسے ہی دیگر ممالک میں مذہب اسلام کی سادگی اور مسلمانوں کے

خلوصِ عبادت کے نظاروں نے مجھے بیحد متاثر کر رکھا ہے۔ اور انہی احساسات کے موضوع پر میں نے کچھ لکھا ہے قلم بھی اٹھایا ہے +

آپ کا مخلص

(دستخط) فرینک فاکس

(نوٹ) محولہ بالا رسالہ اسلامک سے مراد دسمبر نمبر ۱۹۲۷ء ہے + مترجم

مکتوب نمبر ۲۲

مولڈ فلنٹس
نارتھ ویلز

پیارے جناب! السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مجھے اسلامک ریویو ملگیا جسمیں میرا خط اور فوٹو چھپا ہے۔ اس کے لئے شکریہ ادا کرتا ہوں میں اُمید کرتا ہوں۔ کہ جس مقصد عظمٰے کو لیکر آپ کا مشن۔ یورپ میں کام کر رہا ہے۔ اسمیں میں بھی اپنے حسب استطاعت۔ کچھ نہ کچھ خدمت انجام دونگا۔ تا کہ اس اسلامی کام کو فروغ حاصل ہو۔ حالات حاضرہ میں چونکہ ابھی۔ مجھے اسلامی تعلیمات کا پورا پورا علم نہیں۔ اور آپ سے دور بھی ہوں۔ اسلئے اس پاک تحریک کی مذہبی زندگی میں سرگرمی سے حصہ لینے سے معذور ہوں۔ تاہم میں دل سے عہد کرتا ہوں کہ فکر معاش کی جدوجہد کے بعد فرصت کی گھڑیاں میں قرآن کریم کے مطالعہ کی نذر کرونگا تا کہ اس سے مجھے علم اور معرفت حاصل ہو +

آپ کی عنایات کا مکرر شکریہ ادا کرتا ہوں +

آپ کا مؤدب اور مخلص بھائی

ہنری سانڈبھاج[5]

(5) آپ اسلام قبول کر چکے ہیں آپکا اعلان اسلام شائع ہو چکا ہے + مترجم

مکتوب نمبر ۲۳

جناب سٹر ہیری۔ رے۔ ہین کل۔ کلفورنیا۔ امریکہ کا ایک اور تازہ مکتوب

از مقام لاس اینگلس (کیلیفورنیا۔ امریکہ
مورخہ ۲۹ فروری ۱۹۳۲ء

برادر عزیز!

میں آپ کے رقیمہ مورخہ ۱۳ فروری ۱۹۳۲ء کا شکریہ ادا کرتا ہوں۔ اور انتہائی خوشی اور

راحت سے اس "روشنی" کی پیروی کر رہا ہوں۔ جو اس دنیا میں علمبردار حقیقت حضرت رسالتمآب نبی کریم لائے۔ یہ روشنی میری اس طمانیت قلب کا باعث ہوئی ہے۔ جو پہلے کبھی بھی مجھے میسر نہیں ہوئی تھی۔ فی الحقیقت یہی مذہب ایک معقول ترین مذہب ہے +

آپ نے جو از راہِ عنایت کتاب الموسومہ بہ "اسلام اینڈ مسلم پریئر" (اسلام اور اسلامی نماز) مجھے بھیجی ہے۔ وہ ابھی اس خط کے لکھنے سے چند منٹ ہی بیشتر مجھے ملی ہے۔ میں آپ کی اس مہربانی کا بیحد ممنون ہوں۔ اور نہایت خلوص کے ساتھ شکریہ ادا کرتا ہوں میں آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ کتاب مذکور مستقل طور پر انشاء اللہ میرے زیر مطالعہ رہیگی +

قبولِ اسلام کا فارم پُر کر کے ارسال کر چکا ہوں۔ رسالہ اسلامک ریویو کیلئے عنقریب اپنا فوٹو اور مضمون ارسال کرونگا۔ میرے حالات زندگی کی اشاعت یقیناً نتیجہ خیز ہوگی۔ اور وہ بہت سے لوگوں کے لئے خضر راہ ہونگے +

میرے پیارے بھائی! میں دوبارہ آپ کی ان بیشمار تکالیف کا شکریہ ادا کرتا ہوں جو آپ میری خاطر وقتاً فوقتاً اٹھاتے رہے ہیں۔ اور دعا کرتا ہوں۔ کہ اللہ تعالیٰ آپ کا حافظ و ناصر ہو +

آپ کا بھائی

ہیری۔ اے ہینیکل

تصنیفات جدید بزبانِ انگریزی

از

حضرت خواجہ کمال الدین صاحب

(۱) Revelation a Necessity مسئلہ الہام پر مدلل بحث کر کے قرآن مجید سے یہ ثابت کیا گیا ہے کہ الہام ایک ضرورت حقہ ہے۔ یہ کتاب اپنی قسم کی ایک نئی کتاب ہے۔ صفحے ۴۰ قیمت صرف ۲/

(۲) Islam & Civilization یعنی تمدن اسلام کا انگریزی ترجمہ قیمت عہ/ +

(۳) Islam & Christianity یہ کتاب ڈین آف ہانگ کانگ (چین) کے اعتراضات جو اس نے ۱۹۳۱ء میں اسلام پر کئے۔ ان کے جواب میں لکھی گئی ہے۔ اور اسمیں ہر دو مذاہب اسلام اور عیسائیت کا مقابلہ کیا گیا ہے + صفحہ ۱۱۰ قیمت عہ/

(۴) Islam & Muslim Prayer اس کتاب کی ساتویں ایڈیشن چھپ گئی ہے۔ اسمیں نماز اور دعاؤں کا ترجمہ انگریزی میں کیا گیا ہے۔ اور اوضاع نماز کو بذریعہ فوٹو دکھایا گیا ہے۔ عربی نہ جاننے والوں کیلئے عربی رومن تلفظ میں بھی لکھی گئی ہے +

درخواستیں بنام مینیجر مسلم بک سوسائٹی۔ عزیز منزل۔ برانڈرتھ روڈ لاہور آنی چاہئیں

گوشوارہ آمد و خرچ دی ووکنگ مسلم مشن اینڈ لٹریری ٹرسٹ بابت ماہ اپریل سنہ ۱۹۳۲ء

تفصیل آمد	نمبر نقشہ	رقم آمد ہندوستان و انگلستان: پائی	آنہ	روپیہ	تفصیل خرچ	نمبر نقشہ	رقم خرچ ہندوستان و انگلستان: پائی	آنہ	روپیہ
آمد مشن اسلامک ریویو کتب خانہ و رسالہ اشاعت اسلام	۱	۶	۸	۲۰۴۲	خرچ مشن اسلامک ریویو و کتب خانہ و رسالہ اشاعت اسلام	۰	۹	۱۲	۲۲۶۸
مفت تقسیم اسلامک ریویو	۲	۰	۸	۱۷۸					
سرمایہ محفوظ	۳	۰	۰	۵					
میزان ...	۰	۶	-	۲۲۳۴	میزان ...	-	۹	۱۲	۲۲۶۸

دستخط - فنانشل سکرٹری ووکنگ مسلم مشن اینڈ لٹریری ٹرسٹ عزیز منزل لاہور

نقشہ ۱ تفصیل آمد مسلم مشن ووکنگ و اسلامک ریویو و کتب خانہ و رسالہ اشاعت اسلام در ہندوستان و انگلستان

تاریخ	نمبر رسید	اسمائے معطی صاحبان	پائی	آنہ	روپیہ
۲ ۴/۳۲	۲۰۴۷	حضرت خواجہ کمال الدین صاحب لاہور بمد نصف خرچ تصدیق ریویو	-	۰	۲۰
"	"	جناب خواجہ جلال الدین صاحب لاہور بمد مشن ..	۰	۰	۱
"	"	ملازمین دفتر لاہور	-	۸	۱
"	۲۰۴۹	جناب منہاج الدین صاحب سرگودہ بمد مشن	-	۰	۱۰
۴ ۴/۳۲	۲۰۵۵	رقم موصولہ از احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور "	-	۸	۷۱
۵ ۴/۳۲	۲۰۶۳	جناب عبدالحق صاحب گوات - .. "	۰	۰	۶
	۲۰۶۹	میسرز ملک برادرس لاہور ... "	۰	۸	
۶ ۴/۳۲	۲۰۷۱	جناب سید امجد علی شاہ صاحب لاہور بمد مشن	۰	۰	۲
"	۲۰۷۲	" محمد محفوظ الکریم صاحب ناگپور "	۰	۰	۴
"	۲۰۸۱	" میسرز سلطانی اینڈ کو از لفپ ڈرافٹ	-	-	۵۰
۸ ۴/۳۲	۲۰۸۷	جناب اہلیہ صاحبہ ڈاکٹر غلام محمد صاحب لاہور بمد مشن	۰	-	۲
	۲۱۲۲	جناب کرم الٰہی صاحب ترسنی ہوشیارپور "	-	۰	۵
۱۵ ۴/۳۲	۲۱۳۳	" بشیر علی خان صاحب بمرالقو - الہ آباد "	-	۰	۷
"	۲۱۳۴	" صبیح الدین صاحب دہلی "	۰	۰	۱
۱۹ ۴/۳۲	۲۱۴۷	" دلاور خان صاحب پشاور "	۰	۰	۲
۱۹ ۴/۳۲	۲۱۴۷	" مولوی غلام حسن خان صاحب پشاور "	-	۰	۲
"	۲۱۵۱	" ڈاکٹر ابن اکبر صاحب ٹانگہ ڈونگی "	-	-	۲
	۲۱۵۶	" جناب محبوب خان صاحب میسو ہاروا "	-	-	۲

تاریخ	نمبر رسید	اسمائے معطی صاحبان	پائی	آنہ	روپیہ
۲۰ ۴/۳۲	۲۱۸۷	جناب راجہ نجیب اللہ صاحب جہلم بمد مشن	-	۰	۵
	۲۱۸۹	" محمد مہر حسن صاحب صدیقی کاکوری لکھنؤ "	-	۰	۱
۲۲ ۴/۳۲	۲۲۰۳	" ایس ایم نورالزماں صاحب چاندپور "	-	۰	۱۰
"	۲۲۰۵	" عبدالکریم صاحب سیبی بلوچستان "	۰	۰	۲
"	۲۲۰۶	" حاجی شیخ عبدالعزیز صاحب کلکتہ "	-	۰	۱۵
۲۵ ۴/۳۲	۲۲۲۴	" چودھری محمد نور غنی صاحب دادو "	۰	۱۴	۷
۲۶ ۴/۳۲	۲۲۳۹	" سید عبدالحلیم صاحب سیمن شنگھ "	۰	۲	۴
"	۲۲۴۰	" ملک محمد علی صاحب بلوچستان "	-	۰	۵
۲۷ ۴/۳۲	۲۲۴۶	" ایس الطاف کریم صاحب رانچی "	-	۰	۲
۲۹ ۴/۳۲	۲۲۸۰	" محمد ابراہیم صاحب بھوانی .. "	۰	:	۲
"	۲۲۸۶	" صوبیدار عبدالقادر صاحب بہالپور "	۰	-	۱۵
"	۲۲۹۴	" ایجنسی از رسالہ اشاعت اسلام بحوالہ بل ۱۵۱/۱۴۳			۳۰۰
	۲۲۹۵	بقایا آمد رسالہ اشاعت اسلام بابت ماہ نومبر و دسمبر سنہ ۱۹۳۱ء بحوالہ بل نمبر ۱۵۱/۱۴۳	۶	۱۱	۱۱۵
		فروخت رسالہ اشاعت اسلام ماہ اپریل سنہ ۱۹۳۲ء	-	۸	۱۸۵
		فروخت رسالہ اسلامک ریویو ماہ اپریل سنہ ۱۹۳۲ء	-	۱۳	۱۷۲
	۲۲۷۲	" منہاج الدین صاحب سرگودہ "			۱۰۰۰
		میزان کل	۶	۸	۲۰۴۲

نقشہ ۲ تفصیل آمد مفت تقسیم رسالہ اسلامک ریویو بابت ماہ اپریل سنہ ۱۹۳۲ء

تاریخ	کوپن نمبر	اسمائے معطی صاحبان	پائی	آنہ	روپیہ
۱ ۴/۳۲	۲۰۴۲	جناب مصطفیٰ کمال پاشا صاحب لکھنؤ ۲ کاپی	۰	-	۱۰
۲ ۴/۳۲	۲۰۴۵	جناب اہلیہ صاحبہ جناب خواجہ نذیر احمد صاحب لاہور	-	۰	۵
"	۲۰۴۶	جناب اہلیہ جناب شیخ نیس محمد صاحب "	-	۰	۲

تاریخ	کوپن نمبر	اسمائے معطی صاحبان	پائی	آنہ	روپیہ
۳ ۴/۳۲	۲۰۴۷	جناب خواجہ عبدالغنی صاحب لاہور ..	۰	۸	۲
		جناب خواجہ صلاح الدین محمود صاحب لاہور	۰	۸	۲
	۲۰۴۸	" محمد اسلم صاحب تارنگہ وزیرستان ۴ کاپی	-	-	۲۰

نقشہ ۲ تفصیل آمد مفت تقسیم رسالہ اسلامک ریویو بابت ماہ اپریل سنہ ۱۹۳۲ء

تاریخ	نمبر کوپن	اسمائے معطی صاحبان	پائی	آنہ	روپیہ	تاریخ	نمبر کوپن	اسمائے معطی صاحبان	پائی	آنہ	روپیہ
	۲۰۹۵	جناب فتح بخش صاحب لدھیانہ ایک کاپی	۰	۰	۵	۲۳/۴/۳۲	۲۲۰۴	جناب انعام اللہ خان صاحب لورالائی ایک کاپی	۰	۰	۵
۱۴/۴/۳۲	۲۱۲۱	" قاضی سید علی رضا صاحب کیمپ پونہ ایک کاپی	۰	۰	۷	۲۶/۴/۳۲	۲۲۳۸	" اے جے خلیل صاحب بنگلور شہر "	۰	۰	۵
	۲۱۵۰	" احمد حسن صاحب منٹگمری "	۰	۰	۵	۲۸/۴/۳۲	۲۲۷۱	" علی محمد صاحب داتمن بی اے بادلیگو ۲۰ کاپی	۰	۰	۱۰۰
۲۱/۴/۳۲	۲۱۵۲	" مرزا رفعت علی صاحب گورکھپور ایک کاپی	۰	-	۵						
۲۱/۴/۳۲	۲۱۹۰	" غیاث الدین صاحب ڈھیری "			۵				-	۸	۱۷۸

نقشہ ۳ تفصیل آمد ریزرو فنڈ بابت ماہ اپریل سنہ ۱۹۳۲ء

تاریخ	نمبر کوپن	تفصیل	پائی	آنہ	روپیہ
۲۲/۴/۳۲	۳۱	جناب حسنہ بیگم صاحبہ لاہور - - - - - - - -	۰	۰	۵
		میزان - -	۰	۰	۵

نقشہ ۴ تفصیل خرچ دی ووکنگ مسلم مشن در ہندوستان و انگلستان

تاریخ	کوپن نمبر	تفصیل خرچ	پائی	آنہ	روپیہ
۴/۵/۳۲	۱۳۵	تنخواہ دفتر لاہور مع بونس و جز تنخواہ نائب امام مسجد ووکنگ بابت ماہ اپریل سنہ ۱۹۳۲ء - - - - - -	۳	۱	۱۰۰۸
	۱۳۶	بل سائر دفتر لاہور بہ تفصیل ذیل :- محصول ڈاک از نمبر ۳۷۰۹ تا ۳۷۹۱ ۔ ۷۶ روپے ۔ میسرز ملک پریس ۔ طباعت کارڈ اسلامک ریویو ۔ میسرز ڈائمنڈ پرنٹنگ پریس لاہور رجسٹرات ڈاک ۔ ٹائی ٹائیٹل اسلامک ریویو ۔ ایک صفحہ چٹیں اسلامک ریویو ۔ لفافے رسالہ اشاعت اسلام ۔ رجسٹرات ۔ لفافے اسلامک ریویو ۔ ریکارڈ بندی رسالہ اشاعت اسلام مارچ نمبر کی سدھائی ۔ کتابت اشتہار پیسہ ۔ میسرز سول ملٹری پریس بابت طباعت چٹھے اسلامک ریویو ۔ اسٹیشنری ۔ ایجنڈا ۔ لفافے ۔ متفرق	۰	۰	۱۵۰
۴/۵/۳۲	۱۳۷	محصول ڈاک از نمبر ۳۷۹۱ تا ۳۲۰۶ ۔ ٹرسٹ ۔ رسالہ اشاعت اسلام ۔ ۶۸ ۔ کاغذ برائے اشتہار زنانہ جلسہ ۔ پروف ریڈنگ اسلامک ریویو اپریل نمبر ۔ کاغذ برائے رسالہ اشاعت اسلام اپریل نمبر سنہ ۱۹۳۲ء ۔ کرایہ تانگہ بابت کاغذ ۔ متفرق ۔ یا تصدیق لفافے ۔ تالیف قلوب	۰	۰	۱۵۰
	۱۳۸	جز تنخواہ امام مسجد ووکنگ بابت ماہ مارچ سنہ ۱۹۳۲ء - - - - - - - - -	۰	۰	۱۵۰
	۱۳۹	اجرت جلد بندی اسلامک ریویو بابت فروری ۔ مارچ ۔ اپریل سنہ ۱۹۳۲ء - - - - -	۰	۰	۷۰
۱۳/۵/۳۲	۱۴۰	بل سائر دفتر لاہور بہ تفصیل ذیل :- محصول ڈاک از ۳۹۰۷ تا ۳۹۹۸ ۔ میسرز ڈائمنڈ پریس رجسٹرات حساب ۔ میسرز ملک پرنٹنگ پریس بابت دو صفحہ اشاعت اسلام ۔ صفحے چٹھے اسلامک ریویو ۔ صفحہ چٹھے اسلامک ریویو ۔ بلک پیپر ۔ کرایہ ہر دو دفتر ۔ تاریں ۔ سٹیشنری ۔ متفرق ۔ تار	۰	۰	۱۵۰
	۱۴۱	پیشگی امیر لسیط مانسہرہ - - - - - - -	۰	۰	۲۵
۱۴/۵/۳۲	۱۴۲	محصول ڈاک از ۳۹۹۹ تا ۴۰۵۱ ۔ دفتر کے انکس کی ابتدائی معہ ۔ و کتب خریدہ ۔ متفرق	۰	۰	۱۵۰
۱۴/۵/۳۲	۱۴۳	مجموعی خرچ رسالہ اشاعت اسلام لاہور از نومبر سنہ ۱۹۳۱ء تا دسمبر سنہ ۱۹۳۱ء	۶	۱۱	۴۱۵
		میزان کل - - -	۹	۱۲	۲۲۶۸

سمن لغرض انفصال مُقدمہ

تخفیفہ مقدمہ نمبر ۳۴۷ سنہ ۱۹۳۲ء

بعدالت جناب سب جج صاحب بہادر مقام اُناؤ

رمضان علی ولد شبراتی قوم شیخ ساکن نیوتنی پرگنہ موہان ضلع اُناؤ ساکن حال کٹرہ ابوتراب حاجی مصطفیٰ منزل لکھنؤ مدعی

بنام

شیخ مہدی حسن ولد شیخ بدھو ساکن نیوتنی پرگنہ موہان حال ساکن محلہ خضرپور دوکان تمباکو نمبر ۱۴۳ شہر کلکتہ مدعا علیہ

ہرگاہ مدعی نے تمہارے نام ایک نالش بابت [illegible] کے دائر کی ہے۔ لہٰذا تم کو حکم ہوتا ہے۔ کہ تم بتاریخ ۱۸ ماہ جولائی سنہ ۱۹۳۲ء بوقت ۱۰ بجے دن کے اصالتاً یا معرفت وکیل کے جو مقدمہ کے حال سے قرار واقعی واقف کیا گیا ہو۔ اور جو کُل امور اہم مُتعلّقہ مقدّمہ کا جواب دے سکے یا جس کے ساتھ کوئی اور شخص ہو جو جواب ایسے سوالات کا دے سکے حاضر ہو۔ اور جوابدہی دعوے مدعی مذکور کی کرو۔ اور ہرگاہ وہی تاریخ جو تمہارے احضار کے لئے مقرر ہے واسطے انفصال مقدمہ کے تجویز ہوئی ہے۔ پس تم کو لازم ہے۔ کہ اپنے جواب دعوے کی تائید میں جن گواہوں کی شہادت پر یا جن دستاویزات پر تم استدلال کرنا چاہتے ہو۔ اسی روز اُن کو پیش کرو۔

مطلع رہو۔ کہ اگر بروز مذکور تم حاضر نہ ہوگے تو مقدمہ بغیر حاضری تمہارے مسموع اور فیصل ہوگا +

آج بتاریخ ۲ ماہ مئی سنہ ۱۹۳۲ء میرے دستخط اور مہر عدالت سے جاری کیا گیا

بحکم کنہیا لعل منصرم

کورٹ آف دی سبارڈی نیٹ جج۔ اُناؤ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

تصنیفات حضرت خواجہ کمال الدین صاحب بانی مسلم مشن ووکنگ انگلستان

کتاب		قیمت
توحید فی الاسلام بلاجلد عہ ر	مجلد	۵ر
سلک مروارید معرکۃ الآرا دس لیکچروں کا مجموعہ بلاجلد عہ ر	مجلد	۱۲ر
ینابیع المسیحیت بلاجلد عہ ر	مجلد	۱۲ر
ضرورت الہام بلاجلد ۱۲ر	مجلد	عہ ر
رازحیات یا انجیل عمل بلاجلد عہ ر	مجلد	۱۰ر
مکالمات ملیہ بلاجلد ۱۳ر	مجلد	۴ر
مطالعہ اسلام بلاجلد ۱۲ر	مجلد	عہ ر
اسلام میں کوئی فرقہ نہیں بلاجلد ۱۴ر	مجلد	۲ر
لمعات انوار محمدیہ بلاجلد ۶ر	مجلد	۱۰ر
مذہب محبت ۷ر موضوع القرآن		۴ر
ذرات عالم کا مذہب		۸ر
اسوہ حسنہ معروف بہ زندہ و کامل نبی بلاجلد		۷ر
ام الالسنہ معروف بہ زندہ و کامل زبان بلاجلد ۱۲ر	مجلد	عہ ر
براہین نیرہ بلاجلد ۱۲ر	مجلد	۲ر
پیام اسلام		۸ر
مقصد مذہب		۴ر
خطبات غربیہ بلاجلد ۱۲ر	مجلد	۸ر
سیر افکار یا روحانیت فی الاسلام بلاجلد ۱۲ر	مجلد	۱ر
ہستی باری تعالیٰ بلاجلد		۶ر
یسوع کی الوہیت اور اس کی کامل انسانیت پر ایک نظر		۴ر
اسلام اور علوم جدیدہ		۴ر
صلائے نصرت بہ اہل ہمت		۳ر
حیات بعد الموت		۱۲ر
جہد للبقاء		۴ر

دیگر مصنفین

کتاب	قیمت
جمع القرآن	۱۲ر
قرآن شریف مترجم شاہ رفیع الدین صاحب محدث دہلوی مجلد	للعہ
دنیا کے مشہور شہدائے ثلاثہ بلاجلد	۷ر
اسلامی نماز کا فلسفہ قیمت صرف	۳ر
تفسیر سورۃ فاتحہ قیمت	۲ر
اسلام یعنی ہمدردی بنی نوع کا مذہب	۲ر
اسلامی نماز اور اس پر مغربی اعتراض	۱ر
نبوت کا ظہور اتم المعروف نبی کامل مصنفہ حضرت خواجہ صاحب	عار
سیرت نبویؐ قیمت صرف	۴ر
لندن میں جلسہ مولود النبی صلعم	۲ر
قرآن اور جنگ	۳ر
پادری صاحبان کے لئے حل طلب معمہ	۱ر
سیرۃ خیر البشر عہ ر مجلد عہ مقام حدیث بلاجلد عہ مجلد	عہ
تصاویر نومسلمانان یورپ فی درجن ۱۰ر تین درجن مجلد	عار
تصاویر نماز عیدین مسجد ووکنگ قیمت فی درجن	۱۰ر
تمدن اسلام حصہ اول مصنفہ حضرت خواجہ صاحب	عہ ر

تمام درخواستیں بنام

مینجر مسلم بک سوسائٹی عزیز منزل برانڈرتھ روڈ لاہور (پنجاب) ہونی چاہئیں

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

یورپ میں اشاعتِ اسلام

مسلم مشن ووکنگ انگلستان کی تبلیغی تگ و دو

یورپ میں اشاعتِ اسلام کے لئے ذیل کے ذرائع اختیار کئے جاتے ہیں۔ جو سب کے سب ہی مسلم امداد کے محتاج ہیں:-

(۱) رسالہ اسلامک ریویو انگریزی کی مفت اشاعت

یورپ میں نومسلمین و غیر مسلمین اخوان و خواتین میں کی جاتی ہے

(۲) دنیا بھر کی مشہور و معروف لائبریریوں

کو رسالہ اسلامک ریویو مفت بھیجا جاتا ہے

(۳) مبلغین مشن کے ہفتہ واری لیکچر

ہفتہ میں ایک بار لندن میں اور ایک دفعہ مسجد ووکنگ میں لیکچر ہوتا ہے جن میں سامعین کی چائے سے تواضع کی جاتی ہے۔

(۴) لندن میں جمعہ و عیدین کی نمازیں

عیدین کے مجمع میں چار پانچ صد کے لگ بھگ نومسلمین و مسلمین شامل ہوتے ہیں۔ نماز کے بعد انہیں عوت دی جاتی ہے جس پر یکصد پونڈ فی عید صرف ہوتا ہے

(۵) رسالت مآب حضرت نبی کریم صلعم کے سالانہ یوم ولادت

کی تقریب پر چار پانچ صد مست نمایاں مجمع ہوتا ہے جن کی تواضع دعوت سے کی جاتی ہے یہ مجمع مسلمین نومسلمین اور غیر مسلمین پر مشتمل ہوتا ہے۔

(۶) دور دراز ممالک کے غیر مسلمین

کو مبلغین مشن بذریعہ خط و کتابت تبلیغ کرتے رہتے ہیں۔ جس پر محصول ڈاک صرف ہوتا ہے۔

(۷) تالیف قلوب

بعض غیر مسلمین و نومسلمین کی حسب ضرورت مالی امداد بھی کی جاتی ہے

(۸) انگریزی اسلامی ادبیات

کی مفت اشاعت کی جاتی ہے۔ نومسلمین غیر مسلمین کو مفت نذر کی جاتی ہیں۔

(۹) مسجد ووکنگ میں زائرین

کی آمد و رفت جن میں مسلم نومسلم و غیر مسلم ہوتے ہیں۔ ان سب کی تواضع چائے سے کی جاتی ہے

(۱۰) عملہ مشن

کی آمد و رفت کے اخراجات اور ان کے ماہواری مشاہرے

(۱۱) اسلامک ریویو انگریزی مجریہ مسجد ووکنگ انگلستان

زیر ادارت

حضرت خواجہ کمال الدین صاحب بی اے ایل ایل بی وکیل۔ مبلغ اسلام مغرب میں اسلام کا واحد مشعل بردار ماہواری انگریزی رسالہ۔ جس میں زبردست اہل قلم حضرات کے مذہب۔ اخلاق۔ تمدن و معاشرت۔ اسلام میں تصوف اور حالات حاضرہ پر مسلمین اور نومسلمین کے مضامین ہوتے ہیں۔ ہر رسالہ کو مسلم کے فوٹو سے زینت دی جاتی ہے۔ حضرت خواجہ کمال الدین صاحب کے قلم گوہر بار سے شرح قرآن مجید کا سلسلہ بھی آغاز سال ۱۹۳۲ء سے شروع ہے۔ چندہ صرف ہر سالانہ چندہ ہے۔ مفت تقسیم و طلبہ سرمہ محصول ڈاک نمونہ مفت۔

(۱۲) رسالہ اشاعت اسلام اردو ترجمہ رسالہ اسلامک ریویو انگریزی

زیر ادارت

حضرت خواجہ کمال الدین صاحب بی اے ایل ایل بی وکیل مبلغ اسلام اس رسالہ میں اسلامک ریویو کے اردو تراجم کے علاوہ مشہور اہل قلم حضرات کے مضامین بھی ہوتے ہیں۔ جن میں حالات حاضرہ پر مذہبی نقطہ نگاہ سے بحث کی جاتی ہے۔ مسجد ووکنگ کی جملہ تبلیغی جد و جہد کے کوائف درج ہوتے ہیں۔ اس کے علاوہ حضرت خواجہ کمال الدین صاحب کی شرح قرآن کریم کا بھی اردو ترجمہ چھپتا ہے۔

تمام خط و کتابت بنام سکرٹری دی ووکنگ مسلم مشن اینڈ لٹریری ٹرسٹ عزیز منزل۔ برانڈرتھ روڈ۔ لاہور (پنجاب)

DECEMBER, 1932. Registered L. No. 908.

شاہجہان مسجد ووکنگ انگلستان

زیر ادارت

خواجہ کمال الدین

بانیِ مسلم مشن ووکنگ

قیمت تین روپے آٹھ آنہ (عہ) سالانہ

قیمت پانچ روپے (صہ) ممالک غیر کیلئے

درخواستہائے خریداری بنام مینیجر رسالہ اشاعت اسلام ۔ عزیز منزل ۔ برانڈرتھ روڈ ۔ لاہور پنجاب ۔ انڈیا

بسم اللہ الرحمن الرحیم　　　　　　　　　　　　نحمدہ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

دی ووکنگ مُسلم مشن اینڈ لٹریری ٹرسٹ رجسٹرڈ
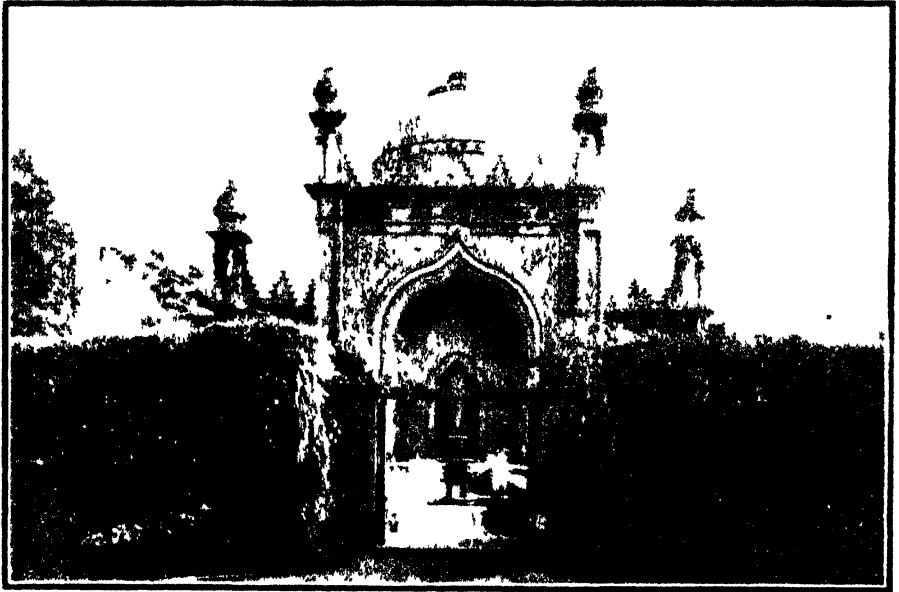
الف۔ ووکنگ مسلم مشن کا جملہ تبلیغی کاروبار ایک باضابطہ رجسٹری شدہ ٹرسٹ کے ماتحت ہے۔ اس ٹرسٹ میں (۱) ووکنگ مسلم مشن (۲) اسلامک ریویو انگریزی (۳) اشاعت اسلام (۴) کتب خانہ بغیر مسلم لائبریری (۵) مسلم لٹریری ٹرسٹ (۶) ریزرو فنڈ یعنی سرمایہ محفوظ مشن ووکنگ شامل ہیں +

اغراض و مقاصد

ب (۱) ووکنگ مسلم مشن اور اُس کی متعلقہ تحریکات کو انگلستان میں حسبِ قرارداد اصول پر زندہ و قائم رکھنا +

(۲) رسالہ اسلامک ریویو انگریزی اور دیگر اسلامی ادبیات کو شائع کرنا اور مفت تقسیم کرنا +

(۳) انگلستان اور دیگر ممالک میں اسلام کی اشاعت کرنا +

(۴) سستا قرآن کریم چھپا کر مفت تقسیم کرنا اور فروخت کرنا +

(۵) اس کے لئے تمام وہ امور انگلستان اور دیگر ممالک میں انجام دینے جن کی اشاعت اسلام کے لئے ضرورت ہو +

بورڈ آف ٹرسٹیز

ج (۱) جناب دی رائٹ آنریبل سر رولینڈ جارج ایلنسن ون بیرن الحاج لارڈ ہیڈلے بالقابہ الفاروق بی۔اے (کینٹب) ایم۔آئی۔سی۔ای ۔ پی آف اگاڈا ہوس کیلار نے۔ آئرلینڈ (چیئرمین)

(۲) جناب میاں احسان الحق صاحب بیرسٹرایٹ لاء سشن اینڈ ڈسٹرکٹ جج لائلپور

(۳) جناب حکیم محمد جمیل خان صاحب رئیس اعظم فرزند جناب حکیم اجمل خان صاحب رئیس اعظم دہلی +

(۴) کنور سری بدرالدین صاحب فرزند عالیجناب ہز ہائنس شیخ جہانگیر میاں صاحب والئے ریاست منگرول (کاٹھیاوار) +

(۵) جناب شیخ عبدالحمید صاحب مالک انگلش ویئر ہوس دی مال لاہور +

(۶) جناب شیخ محمد اسمٰعیل صاحب مالک کالونی فلور ملز لائلپور +

(۷) جناب خان بہادر غلام صمدانی صاحب ریونیو اسسٹنٹ پشاور (سرحد)

(۸) جناب خان بہادر مولوی غلام حسن صاحب آنریری مجسٹریٹ اینڈ وائس پریزیڈنٹ میونسپلٹی (سرحد) پشاور +

(۹) جناب ملک شیر محمد خان صاحب بی۔اے سپیشل اسسٹنٹ ٹو مشیر مال ریاست جموں و کشمیر مال +

(۱۰) جناب خواجہ نذیر احمد صاحب بیرسٹرایٹ لاء ایڈوکیٹ ہائیکورٹ لاہور

(۱۱) جناب مولوی عبدالمجید صاحب ایم۔اے۔بی۔ٹی (قائممقام امام مسجد ووکنگ انگلستان)

(۱۲) جناب خواجہ کمال الدین صاحب بی۔اے۔ایل ایل۔بی بانیٔ ووکنگ مسلم مشن (وائس پریزیڈنٹ)

(۱۳) جناب ڈاکٹر غلام محمد صاحب ایم۔بی۔بی۔ایس سابق سول سرجن سرحد (آنریری فنانشل سکرٹری) +

(۱۴) جناب شیخ دین محمد صاحب جان بی۔اے ایل ایل۔بی ایڈوکیٹ ہائیکورٹ لاہور

(۱۵) جناب مولوی مصطفےٰ خان صاحب بی۔اے مسلم مشنری +

(۱۶) جناب شیخ مشیر حسین صاحب قدوائی بیرسٹرایٹ لاء ایم ایل سی رئیس گدیہ

(۱۷) جناب خواجہ عبدالغنی صاحب (سکرٹری)

ٹرسٹ کی مجلسِ منتظمہ

د (۱) جناب خان صاحب سعادت علی خان صاحب رئیس اعظم سکرٹری انجمن اسلامیہ پنجاب لاہور +

(۲) جناب شیخ محمد دین جان صاحب بی۔اے ایل ایل۔بی ایڈوکیٹ لاہور

(۳) جناب ملک شیر محمد خان صاحب بی۔اے سپیشل اسسٹنٹ ٹو مشیر مال صاحب بہادر ریاست جموں و کشمیر +

(۴) جناب کنور سری بدرالدین صاحب بی۔اے الصدق عالیجناب ہز ہائنس نواب صاحب بہادر منگرول (کاٹھیاوار)

(۵) جناب خان بہادر شیخ محمد اسمٰعیل صاحب مالک کان نمک برادرز راولپنڈی

(۶) جناب خان بہادر مولوی غلام حسن صاحب آنریری مجسٹریٹ و وائس پریزیڈنٹ میونسپلٹی پشاور (سرحد)

(۷) جناب میر شمس الدین صاحب بی۔اے فنانشل سکرٹری (ریاست بہاولپور) +

(۸) خان صاحب جناب محمد سلیمان خان صاحب بٹ خیل آنریری مجسٹریٹ رئیس اعظم مردان (سرحد) +

(۹) جناب احمد مُلّا داؤد صاحب مدنی سوداگر رنگون برہما

(۱۰) شیخ محمد اسمٰعیل صاحب مالک کالونی فلور ملز۔ لائلپور

(۱۱) جناب خواجہ نذیر احمد صاحب بیرسٹرایٹ لاء لاہور

(۱۲) جناب خواجہ کمال الدین صاحب بی۔اے ایل ایل۔بی وکیل بانیٔ ووکنگ مسلم مشن انگلستان (پریزیڈنٹ)

(۱۳) جناب ڈاکٹر غلام محمد صاحب ایم۔بی۔بی۔ایس سابق سول سرجن سرحد لاہور آنریری فنانشل

(۱۴) جناب رحیم بخش صاحب بی۔اے ڈسٹرکٹ اینڈ سشن جج پنشنر۔ لاہور

(۱۵) جناب خواجہ عبدالغنی صاحب (سکرٹری ٹرسٹ)

ضروری ہدایات

ہ (۱) ٹرسٹ کے متعلق جملہ خط و کتابت بنام سکرٹری ووکنگ مسلم مشن اینڈ لٹریری ٹرسٹ عزیز منزل برانڈرتھ روڈ لاہور (پنجاب) ہونی چاہئے +

(۲) جملہ ترسیل زر بنام فنانشل سکرٹری دی ووکنگ مسلم مشن اینڈ لٹریری ٹرسٹ عزیز منزل برانڈرتھ روڈ لاہور (پنجاب) ہو +

(۳) ہیڈ آفس۔ عزیز منزل برانڈرتھ روڈ لاہور (پنجاب)

(۴) دفتر انگلستان دی ماسک ووکنگ سرے انگلینڈ The Mosque Woking Surrey England.

(۵) بنکرس۔ لائیڈ بنک لمیٹڈ لاہور (پنجاب)

(۶) تار کا پتہ "اسلام" لاہور (پنجاب)

(۷) رسالہ اسلامک ریویو انگریزی کا سالانہ چندہ ۷ مع محصولڈاک

رسالہ اسلامک ریویو انگریزی کا سالانہ چندہ لائبریریوں طلباء و مفت تقسیم کیلئے ۵ مع محصولڈاک

تمام خط و کتابت بنام سکرٹری دی ووکنگ مسلم مشن اینڈ لٹریری ٹرسٹ عزیز منزل برانڈرتھ روڈ لاہور (پنجاب)

جذبۂ بیخودی

عزیز خواجہ عبد الغنی صاحب ۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

آج رات تکلیف کے وقت یہ شعر لکھے ۔ جو دوسب کے رسالہ میں درج کر دیں ۔

خواجہ کمال الدین

بیخودی ام چو میشود یکبار
بر زبان دائما ہمیں تکرار
پنجہ بر پنجۂ خدا دارم
من چہ حاجاتِ مصطفےٰ دارم
مگر ایں مرتبہ کجا آید
گر وسیلہ نہ مصطفےٰ باشد
مصطفےٰ لاجرم وسیلۂ ما
غیرِ او کے حصولِ قربِ خدا
در قدومش رسید چوں قدمے
وصل ذاتے شود بہ ذات کسے

خواجہ کمال الدین ۲۸ نومبر ۱۹۳۲ء

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم
نحمدہ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

اشاعت اسلام
بابت دسمبر ۱۹۳۴ء

شذرات

از قلم جناب خواجہ عبدالغنی صاحب سکرٹری مسلم مشن ووکنگ ٹرسٹ

یورپ میں مسلم مشن ووکنگ کے ذریعہ توحید کا جو پودا لگا۔ آج اُسے بیسواں سال ہونے کو ہے اِس قلیل عرصہ میں جو نصرت و کامیابی اللہ تعالیٰ نے اسے عطا کی۔ وہ محتاج بیان نہیں۔ ہم جس قدر بھی سجداتِ شکر ادا کریں کم ہیں۔ مسلم مشن ووکنگ اپنی تبلیغی تگ و دو سے اس وقت ناقابلِ تردید اثرات تاریخی صفحات پر مسلم بھائیوں کیلئے ہمیشہ کیلئے درس عبرت چھوڑ رہا ہے۔ آج بھی اگر مسلمان من حیث القوم۔ یورپ میں اشاعتِ اسلام کو اپنا نصب العین قرار دے لیں۔ تو کوئی وجہ نہیں کہ کیوں انہیں سیاسی الجھنوں سے آزادی حاصل نہ ہو جائے +

خدا تعالیٰ نے ہمیشہ سے ہی مسلمانوں کی فلاح و بہبودی کو تبلیغ اسلام سے وابستہ کیا ہے۔ قرونِ اولیٰ کے بزرگوں نے اشاعت اسلام سے ہی ملکی فتوحات حاصل کیں۔ اب بھی دین متین کی تبلیغ ہی سے مسلمانوں کو کامیابی حاصل ہو سکتی ہے۔ اور یہی ایک چیز سیاسی مصائب اور مشکلات کے موقعہ پر کاری و کامیاب حربہ ہے +

مضمون زیر بحث سے ہمارا مقصد ہرگز یہ نہیں کہ ہم بلاد غربیہ کے علاوہ دیگر ممالک یا ہندوستان میں تبلیغ اسلام کی تحریک کی مخالفت کریں۔ ووکنگ کے اسلامی لٹریچر کے ذریعہ تو دنیا بھر میں اس وقت تبلیغ اسلام ہو رہی ہے۔ ہمارے مشن کا آرگن رسالہ اسلامک ریویو انگریزی اور بیشمار لٹریچر جو ہر سال ووکنگ مشن سے شائع ہوتا ہے۔ ایک خاموش مبلغ کا کام دنیا کے تمام حصص میں کر رہے ہیں۔ اس اسلامی لٹریچر کو اُن اُن مقامات تک رسائی حاصل ہے جہاں مبلغین اسلام کا پہنچنا کثیر اخراجات چاہتا ہے +

غرضیکہ ہندوستان میں تبلیغ اسلام کچھ زیادہ کامیاب نہیں ہو سکتی کیونکہ برادرانِ وطن کو اسلام سے شدید تنفر ہے۔ ان میں رُوح رواداری بالکل مفقود ہے۔ اسلئے ہمارے نزدیک ہندوستان کی اسلامی سیاسی گتھی اس طرح سلجھ سکتی ہے۔ کہ قوم حکمران کو مسلمان کر لیا جائے۔ حکمران قوم میں تبلیغ اسلام ہو۔ اُن کو اپنا بنا لیا جائے۔ اور اُن کے دل میں اسلام اور مسلمانوں کی سچی محبت و درد پیدا ہو جائے۔ واقعاتِ حاضرہ اس امر کے شاہد ہیں۔ کہ اگر اور چند سرکردہ برطانوی احباب حلقہ بگوش اسلام ہو جاویں تو ہندوستان کی اسلامی سیاسی مشکلات حل ہو جاتی ہیں +

مسلم مشن ووکنگ کو انگلستان جیسی سنگلاخ دہریت زدہ اور مادہ پرست زمین کے اندر قائم ہونے میں جن جن اہم مشکلات کا سامنا ہوا ہے۔ اس کے کارکن ہی جانتے ہیں۔ اگر تو انگلستان ایک ایسا ملک ہوتا۔ کہ جہاں کے لوگ اسلام کے نام سے آشنا تک نہ ہوتے۔ اور جہاں مسلمانوں کا نام تک نہ سنا گیا ہوتا۔ تو تو اسلام کی اشاعت و تبلیغ میں ہمیں کوئی رکاوٹ نہ ہوتی۔ کیونکہ اس صورت میں اسلام کے مبلغ کے سامنے ایک صاف ستھری تختی ہوتی جس پر نقش جمانے آسان سی آسان کام ہوتا لیکن بدقسمتی سے انگلستان میں یہ تختی ایک

عرصہ دراز سے مکدر و غبار آلود ہو چکی تھی۔ عدوان اسلام۔جی بھر کے اسلام کو کوس چکے تھے۔ ضخیم سے ضخیم کتب میں اسلام کے خلاف دروغبافی و کذب بیانی سے کام لیا جا چکا تھا۔ عامۃ الناس کی طبائع پر اسلام کے متعلق ویسے برے خیالات کا اثر ڈالا جا چکا تھا کہ ان کا ازالہ ایک مدت دراز چاہتا تھا۔ ان تمام غلط نقوش کو محو کرکے ایک نیا نقش قائم کرنا سالہا سال کی شبانہ روز مشقت و خاموش تبلیغی کام کا نتیجہ تھا لیکن خدا کا فضل و احسان ہے کہ آخر کار مشن کی بیس سالہ محنت شاقہ کے بعد وہ وقت آن پہنچا۔ کہ اسلام ان تمام مکروہ و قابل نفرین الزامات و اتہامات سے بری ہو گیا۔ وہ تمام کریہہ امور جو اسلام کے سر تھوپے گئے تھے۔ اور جن سے اسلام کا دلربا اور خوشنما چہرہ محجوب ہو گیا تھا۔ دوکنگ مشن کی پیہم شبانہ روز تبلیغی تگ و تاز سے بے نقاب ہو گیا۔ اسلام یورپ میں آفتاب عالمتاب کی طرح چمکنے لگا۔ اور بڑی سے بڑی ہستیاں اس کے آستانہ پر آ کھڑی ہوئیں۔

بفضلہ تعالیٰ مشن دوکنگ بیس سال کی خدمت اسلام سرانجام دینے کے بعد۔ جہاں تک تبلیغ اسلام سے اس کا تعلق ہے۔ ایک مضبوط چٹان پر قائم ہو چکا ہے۔ اس کی بیس سالہ خدمت اسلامی پر تبصرہ تو ایک ضخیم کتاب کا مقتضی ہے۔ جو آئندہ کسی فرصت میں اگر اللہ تعالیٰ نے ہم میں سے کسی کو توفیق دی تو کر دیا جائیگا۔ لیکن رسالہ ھذا کی چونکہ اٹھارھویں جلد ختم ہو رہی ہے اسلئے ہم نے مناسب سمجھا کہ اس نمبر میں اسلامی مشن کی سالگذشتہ کی کارروائی پر ایک سرسری نگاہ ڈال دی جائے +

سالگذشتہ قریباً ہر ہفتہ کسی نہ کسی نومسلم سے اضافہ کی خوشخبری موصول ہوتی رہی ہے۔ جن نے انگلستان یورپ یا امریکہ کی کسی لائبریری میں رسالہ اسلامک ریویو انگریزی کے مسلسل مطالعہ کرنے کے بعد اسلام قبول کیا۔ سال زیر رپورٹ میں یوروپین امریکن احباب و خواتین کی ایک معتد بہ تعداد حلقۂ بگوش اسلام ہوئی ہے +

اب اگر ہم ان ابتدائی مشکلات کا اندازہ کریں جن کے اندر یہ کام شروع کیا گیا تھا۔ تو یہ کامرانی اپنے اندر ایک اعجازی رنگ رکھتی ہے۔ اور مشن دوکنگ کی تائید میں خدا وند تعالیٰ کی نصرت کا ہاتھ کھلا کھلا کام کرتا دکھائی دیتا ہے جیسا کہ ہم نے اوپر عرض کیا۔ کہ اسلام کی تبلیغ کی جد و جہد اگر کسی ایسی قوم میں شروع کی جاتی۔ جو اسلام اور مسلمانوں کے نام تک سے ناآشنا ہوتی۔ تو مشکلات بہت کم ہوتیں۔ کیونکہ اُن کی لوح دل بالکل صاف ہوتی ہے وہ حقانیت کے سامنے سر تسلیم خم کرنے کیلئے بہت جلد تیار ہو جاتے۔ مگر وہاں تو معاملہ ہی اور تھا وہاں تو صدیوں سے اگر کوئی آواز ان لوگوں کے کان میں پڑی۔ تو وہ اسلام کے خلاف ہی پڑی۔ اسلام کے متعلق عدوان اسلام نے مختلف لاطائل و فحش قصے تراش کر اُن کی تشہیر کی۔ اسلام کے پاک اصولوں کو غلط پیرایہ میں پھیلایا گیا۔ یوروپین طبائع کو اسلام سے بدظن و متنفر کرنے میں ان دشمنان اسلام نے کوئی دقیقہ فروگذاشت نہ کیا۔ اور اس سے بڑھ کر اور بھیانک تصویر اسلام کی اور کوئی نہیں ہو سکتی ہے

مختصراً یہ کہ اسلام وہاں صنم پرستی کا مذہب خیال کیا جاتا تھا۔ اُن کے نزدیک اسلام کی اشاعت طاقت و زور اور محض شمشیر کے بل بوتے پر ہوئی۔ اور آنحضرت صلعم کی یہ بھیانک تصویر کہ آپ (نعوذ باللہ) ایک ہاتھ میں شمشیر لئے کھڑے ہیں اور کفار کو اسلام لانے کے لئے جبریہ دعوت دے رہے ہیں۔ یورپ کے بچہ بچہ کے ذہن میں تھی۔ اسلام کی رو سے عورت میں کوئی روح ہی نہ تھی۔ حضرت محمد صلعم جن کے برابر آج تک نہ کوئی انسان ہوا اور نہ ہوگا نعوذ باللہ ایک شہوانی انسان خیال کئے جاتے تھے +

غلط بیانیوں اور غلط فہمیوں کے ان تاریک حالات کے اندر ووکنگ مسلم مشن کا ان تمام لغویات کو رفع کر کے اسلام کے لئے یورپ و امریکہ میں جگہ لینا یقیناً ایک بڑی بھاری کامیابی ہے۔ الغرض ووکنگ مسلم مشن کی بیس سالہ مساعی جمیلہ تبلیغی میدان میں نہایت ہی مفید اور کامیاب ثابت ہوئی ہیں +

اسلام کبھی کسی ملکی شان و شوکت کسی ملکی طاقت کا محتاج نہیں۔ اور نہ کسی تیغ و تفنگ کا منت کش ہے۔ یہ اپنے اندر ایک اخلاقی اور روحانی طاقت رکھتا ہے۔ اور جسقدر ترقی آج تک اسلام کو ہوئی۔ اسکی وجہ بھی اس کی روحانی طاقت ہے۔ اسلام جس قدر مہذب و متمدن اقوام کے موزوں حال ہے ایسا دوسرا مذہب نہیں۔ اڑھائی ہزار کے لگ بھگ نفوس جو مسلم مشن ووکنگ کے ذریعہ ان بیس سال کے عرصے کے اندر اسلام میں داخل ہو چکے ہیں۔ اگر نیچے طبقہ کے یا مزدور پیشہ ہوتے یا محض کاروباری ہوتے جن کو علوم سے قطعاً کوئی شغف نہ ہوتا۔ اور رات دن انہیں کاروبار کی ہی دھن لگی رہتی۔ تو تو پبلک کو دھوکا میں رکھنے کا یہ مغربی ڈھونگ شاید کچھ مدت کام دے بھی جاتا لیکن اس قدر قلیل عرصہ میں شدید ترین مخالفتوں کے باوجود اعلیٰ سے اعلیٰ طبقہ کے احباب و خواتین کا اس طرح اسلام کا والہ و شیدا ہو جانا علوم سے دلچسپی رکھنے والے لوگوں کا اس ذوق و شوق سے اسلام کے اندر داخل ہونا۔ کہ جس کی نظیر تاریخ مذہب و تاریخ عالم پیش کرنے سے عاجز ہے ایک معجزہ ہے۔ ان واقعات حقہ نے روز روشن کی طرح واضح کر دیا کہ **اسلام ہی وہ زندہ جاوید مذہب ہے۔** جو ادنے و اعلےٰ علوم و فنون کے ماہر اور جاہلوں غرضکہ ہر ایک طبقہ کے لوگوں میں یکساں ترقی کر سکتا ہے۔ کیونکہ یہ مذہب درحقیقت کل نسل انسانی کیلئے اللہ تعالےٰ نے بھیجا ہے۔ اگر وہ لوگ جو اس سے مستفید ہو سکتے ہیں۔ جو ایک ادنےٰ مرتبہ ترقی پر ہیں۔ تو وہ بھی اس سے فائدہ اٹھا سکتے ہیں۔ جو اعلےٰ سے اعلےٰ انسانیت کے مرتبہ پر پہنچ چکے ہیں۔ اور وہ لوگ بھی جو معمولی انسان ہیں یا اخلاق انسان۔ اور یا اخلاق انسان سے با خدا انسان بننا چاہتے ہیں وہ بھی اسی چشمہ ہدایت کی طرف اپنی تشنگی کو دور کرنے کیلئے بھاگے چلے آتے ہیں وہ بھی اسلام کے پاک اصولوں کے ایسے ہی محتاج ہیں جس طرح ادنےٰ طبقہ کے لوگ +

ان اڑھائی ہزار نفوس کی فہرست پر اگر ہم نظر غائر ڈالیں۔ جو ووکنگ مسلم مشن کے ذریعہ اسلام قبول کر چکے ہیں۔ تو جہاں ان میں بلند پایہ کے لارڈ ز بیرونائی کونٹ ٹیرن۔ شہزادے شہزادیاں نظر آتے ہیں وہیں ہم کو آسمان علوم و فنون کے درخشندہ ستارے عالم۔ فاضل۔ ایڈیٹر۔ پروفیسر اور علم طبعیت کے ماہرین بھی نظر آتے ہیں +

ان نو مسلمین میں ایک امر قابل ذکر یہ ہے۔ کہ وہ اس قسم کے مسلمان نہیں کہ سوڈا واٹر کے وقتی جوش کی طرح آج مسلمان ہوئے۔ اور کل کو ان کا اسلامی جوش ٹھنڈا پڑ جائے۔ بلکہ ان میں سے اکثر سچا اسلامی جوش اپنے اندر رکھتے ہیں۔ اسلام کیلئے ایک سچی تڑپ و جذبہ اپنے اندر رکھتے ہیں یہ مقبولیت اسلام کے بعد ان میں ایک مذہبی جنون پیدا ہو جاتا ہے۔ کہ جس نعمت عظمےٰ سے ہم متمتع ہو چکے ہیں۔ ان سے ہمارے دوسرے بھائی بھی بہرہ ور ہوں وہ "پیام اسلام" کو دوسرے بھائیوں تک پہنچانا اپنا مقدم فرض سمجھتے ہیں +

للہ بیشمار نو مسلمین میں سے جو دات دن اس کوشش میں ہیں۔ کہ یورپین بھائیوں تک اسلام اپنی اصلی شکل و صورت میں پہنچ جائے ہم ذیل میں فقط دو معزز نو مسلم بھائیوں کے تذکرہ پر ہی اکتفا کرتے ہیں۔ جن کے دل کے اندر اسلام کی اشاعت کی حقیقی تڑپ موجزن ہے۔ ان میں سے ایک تو ہمارے سرگرم نو مسلم بھائی **سر عمر ہیوبرٹ رینکن** ہیں جنہوں نے گزشتہ اکتوبر برطانیہ عظمےٰ کی مسلم سوسائٹی کے زیر اہتمام جلسہ میلاد النبی صلعم پر نسل انسانی کے سب سے بڑے محسن حضرت رحمۃ اللعالمین کی زندگی مبارک کا ایک چھوٹا سا نقشہ حاضرین جلسہ کے سامنے پیش فرمایا۔ اس جلسہ کا افتتاح سورۃ فاتحہ سے کیا گیا۔ جسے سر عمر ہیوبرٹ رینکن نے عربی الفاظ میں پڑھا جس پر ہز ہائینس سر آغا خان صاحب نے اپنے مختصر اور بصیرت افروز افتتاحی خطبہ صدارت کے دوران میں فرمایا۔ کہ میں مدت سے ایسے موقعہ کے دیکھنے کا لطف

شوق سے منتظر تھا۔ کہ اسلام کی نشر و اشاعت خود اہل مغرب کے ہاتھوں دیکھوں۔ چنانچہ آج شام کا جلسہ میری اُن دیرینہ آرزوؤں کی تکمیل ہے۔" اس مختصر سی تمہیدی تقریر کے خاتمہ پر جناب صدر نے مسٹر عمر ہیوبرٹ رینکن کو تقریر کیلئے بُلایا۔ پھر آپ نے حضرت نبی کریم صلعم کی سوانح حیات پر بصیرت افروز لیکچر دیا۔ آپ نے آنحضرت صلعم کی پوزیشن ابطال عالم میں دکھائی۔ عدم تشدد میں عملی ثابت قدمی۔ احکام جنگ۔ عفو عام۔ مذہب اسلام کی حقیقت۔ بُردباری کی تعلیم اور دیگر مذاہب سے مقابلہ۔ جمہوریت اور مساوات کی تعلیم اور اس کا عملی نظارہ جمہوریت حقیقی رنگ میں۔ اور آخر پر آپ نے دوسرے مذاہب کے پیرو سے خطاب کیا +

تقریر بالا ایک نومسلم کے تبحر علمی۔ محبت و جذبۂ اسلام محبت و عشق رسُول اور اسلامی معلُومات کی آئینہ دار ہے وقت آنیوالا ہے۔ کہ مغرب کے نومسلمین ہم مشرقی مسلمانوں کیلئے نمونہ بنینگے باوجود اسقدر مُقتدر شخصیت ہونے کے مسٹر عمر ہیوبرٹ رینکن نے اس اسلامی خدمت کو سرانجام دینے کے علاوہ جلسۂ مندرجہ بالا کے کل کے کُل اخراجات اپنی جیب خاص سے دیئے۔ یہ ایک اور مالی ایثار و قربانی کا عملی نمونہ آپنے پیش کیا جو ہم مسلمانوں کیلئے درس ہدایت۔ ہے +

دوسری ہستی جو اسلام کے عشق میں ڈوبی ہوئی ہے وہ جناب مولوی ولیم پرچیل لشیر پکیر ڈبلی اے کنٹب کی ہے مولوی صاحب موصوف کو اسلام سے از حد محبت ہے۔ نماز کو باقاعدہ سوز و گداز خشوع و خضُوع کے ساتھ پڑھتے ہیں۔ زاہد شب زندہ دار ہیں رات کو اُٹھ اُٹھ کر تہجد ادا کرتے ہیں طویل طویل سُورتوں کو زبانی یاد کر کے تہجد کے وقت اُن کی قرات فرماتے ہیں آپکے چہرہ سے پارسائی اور پرہیزگاری ٹپکتی ہے۔ اپنی آہ نیم شبی میں اسلام کی اشاعت کیلئے گریاں و نالاں رہتے ہیں۔ اُن کی دل کی تمنا ہے۔ کہ تمام یورپ اگر نہیں۔ تو کم از کم تمام کی تمام برطانیہ عظمٰے مسلمان ہو جائے آپ نے سالگذشتہ عید الضحٰے کی نماز سینکڑوں مسلمانوں کو پڑھائی جس میں لمبی قرآنی قرات آپنے فرمائی۔ پھر آخر پر ایک بصیرت افروز خطبہ پڑھا۔ آپ کا عربی لہجہ قابل تعریف تھا آپکا خطبہ آپ کے خلوص ایمان پر شاہد ہے +

مُسلم مشن ووکنگ کے ان کوائف کے بعد ضروری معلوم ہوتا ہے۔ کہ مشن کے اس روح رواں اسلامی مجلہ کا بھی ذکر کیا جائے جو اس اسلامی تحریک کو چار اکناف عالم میں پہنچا رہا ہے۔ اور اس کے نام نامی سے ناظرین کرام ناواقف نہیں +

رسالہ اسلامک ریویو مشن کا آرگن اور تمام اسلامی تحریک کی ریڑھ کی ہڈی کے بمنزلہ ہے غیر مسلموں میں ہر جگہ ٹھوس اور ایک زندہ مشنری کا کام کر رہا ہے۔ اگر ایک طرف یہ مغرب میں تبلیغ اسلام کا اہم فرض سرانجام دے رہا ہے تو دوسری طرف اس نے خود مسلمانوں کے دلوں کے اندر اسلام کی صداقت کی روشنی پھیلا دی ہے۔ مادیت اور دہریت کی جو ہوا اقوام عالم میں چل رہی ہے۔ اس سے بہت سے مسلمان بھی متاثر ہو گئے۔ اس کی وجہ یہ تھی۔ کہ انگریزی خوان مسلم طبقہ اپنے مذہب کے اصول حقہ سے پورے طور سے واقف نہ تھا مادیت کی زہریلی ہوا نے انھیں مذہب سے متنفر کر دیا انہوں نے اسلام کے اصولوں سے واقفیت حاصل کئے بغیر یہ سمجھ لیا کہ اسلام بھی دوسرے مذاہب کی طرح عقل کے خلاف کچھ باتیں منوانی چاہتا ہے اس جنبت اور غلط فہمی کا علاج اسلامک ریویو نے کیا۔ ہمکو مسلمانوں کی طرف سے کثرت سے خطوط ملے جن میں انہوں نے کھلم کھلا اعتراف کیا کہ وہ عملاً اسلام سے بالکل تعلق نہ رکھتے تھے اسلامک ریویو نے از سر نو اُن کو مسلمان کیا اور یہ اسلامک ریویو کی کوئی چھوٹی سی خدمت نہیں

یہ تو مختصراً ان چند باتوں کا ذکر ہے جو لکھا دوسرے نتائج ووکنگ کے اسلامی مشن کے اب ظاہر ہو چکے ہیں بہت قدر عظیم الشان انسان حلقہ بگوش اسلام ہو چکے ہیں۔ اور وہ نہ صرف اسلام قبول کرنے کے بعد خاموش زندگی بسر کر رہے ہیں بلکہ اسلام

کی اشاعت اور تبلیغ کی حقیقی تڑپ اُن کے دل کے اندر ہی ہے پھر ایک مضبوط بنیاد تبلیغ اسلام کی عیسائیت کے مرکز میں رکھی جا چکی ہے۔ برٹش مسلم سوسائٹی قائم ہو چکی ہے۔ جو تبلیغی سرگرمیوں میں نمایاں حصہ لے رہی ہے رسالہ اسلامک ریویو کی ہزاروں کاپیاں ماہواری مفت تقسیم ہو رہی ہیں۔ اس وقت تک لاکھوں کی تعداد میں اسلامی کتب مفت تقسیم ہو چکی ہیں۔ اگر سال آیندہ مسلم بھائیوں کی توجہ اور امداد سے ووکنگ مسلم مشن پچاس ہزار اسلامی کتب اور پانچ ہزار رسالہ اسلامک ریویو ماہوار یورپ اور امریکہ میں غیر مسلموں تک پہنچا سکے تو سال ۱۹۳۳ء میں دُنیا میں ایک انقلابِ عظیم پیدا ہو سکتا ہے۔ مسلم بھائی اس نسخہ پر عمل پیرا ہو کر دیکھ لیں +

تبلیغ اسلام کا یہ کام ابھی برسوں کی محنت چاہتا ہے تاکہ کروڑوں اور لاکھوں غیر مسلم نفوس تک اس پاک پیغام کو پہنچایا جائے رسالہ اسلامک ریویو کے علاوہ بعض اہم کتب جنہوں نے یورپ اور امریکہ میں تہلکہ مچا کر محیّر العقول نتائج پیدا کئے ہیں۔ ابھی تشنہ اشاعت ہیں قلتِ فنڈس کی وجہ سے اُن کی اشاعت رُکی ہوئی ہے۔ یہ کتب سینکڑوں مبلغینِ اسلام کا کام مختلف حلقوں اور مقامات پر کرتی رہتی ہیں۔ عدمِ اشاعت کی وجہ سے اُن کی حیثیت اس وقت ایک ریٹائرڈ مبلغ کی سی ہے۔ ہاں اگر کسی اہلِ دل مسلم بھائی کی جود و سخا کی طفیل اُن کی طبعِ ثانی ہو جائے۔ تو یہ کتب از سرِ نو کارزارِ تبلیغ میں از حد مفید ہو سکتی ہیں۔ ان کتب کو پڑھ کر ایک کثیر حصے نے اسلام قبول کیا ہے۔ اور بیشتر حصہ انھیں مطالعہ کر کے آستانۂ اسلام پر آ کھڑا ہُوا ہے۔ ان کی طبعِ ثانی ہزاروں کو اسلام کی طرف لے آئیگی +

جن کتب کی طباعتِ ثانی کا ذکر ہم نے اُوپر کیا ہے وہ The Sources of Christianity ینابیع المسیحیت ہے اور The Ideal Prophet یعنی نبیِ کامل ہیں۔ اوّل الذکر کتاب نے عیسائیت کی عمارت کو یورپ و امریکہ میں منہدم کر دیا دوسری کتاب نے ان کھنڈرات پر اسلام کی عمارت کی تعمیر شروع کی۔ ایک نے تخریب کا کام کیا۔ تو دوسری نے تعمیر کا۔ یہ ہر دو کتب تبلیغ اسلام کے لئے از حد مفید ہیں۔ اگر کسی کٹّر سے کٹّر اور متعصب سے متعصب عیسائی کے ہاتھ میں سلسلہ وار یہ کتب پیش کی جائیں یعنی پہلے اُسے ینابیع المسیحیت دی جائے۔ اور پھر نبیِ کامل۔ تو ان ہر دو کے مطالعہ کے بعد وہ یقیناً مسلمان ہو جائیگا۔ اور اگر مسلمان نہ ہوگا۔ تو اس کے دل میں کم از کم اسلام کے متعلق رواداری کا جذبہ ضرور پیدا ہو جائیگا +

ان ہر دو کتب کی طباعت کا تخمینہ پانچ ہزار روپے ہے۔ ہم اُن اہلِ دل حضرات سے اپیل کرتے ہیں جن کے دل میں درد ہے۔ کہ یورپین و امریکن اقوام اسلام سے جلد بہرہ اندوز ہوں۔ وہ ہمیں ہماری اعانت فرمائیں۔ اگر آٹھ صد مسلم بھائی پانچ پانچ روپے فی کس بھی اس کارِ خیر کیلئے ارسال کر دیں۔ تو بہت جلد ان مفید کتب کی طبعِ ثانی ہو سکتی ہے جن کی اس وقت فقط ایک کاپی محض بیکار حیثیت میں ہمارے دفتر میں پڑی ہے۔ ان کی طبعِ ثانی گویا اس امر کی مرادف ہے کہ آپ نے کئی ہزار مبلغینِ اسلام مختلف اکنافِ عالم میں تبلیغ اسلام کیلئے بھیج دیئے۔ کیونکہ ان کتب کا بیشتر حصہ ممالکِ غربیہ میں مفت تقسیم ہو جائیگا۔ اگر تین تین ہزار فی کتاب چھپائی جائیگی تو ڈیڑھ ڈیڑھ ہزار کاپی مفت تقسیم کر دی جائیگی اور بقیہ ڈیڑھ ڈیڑھ ہزار فروخت کر کے تبلیغ فنڈ کو مضبوط کیا جائیگا +

The Ideal Prophet کی طباعتِ ثانی کے سلسلہ میں [illegible] اعانت [illegible]

[illegible] اگر چار بزرگ اس نمونہ کی پیروی کریں۔ تو ہر دو کتب کی طباعتِ ثانی [illegible]

ایک طرف اگر ووکنگ مسلم مشن غیر مسلموں پر اپنا گہرا اثر چھوڑ رہا ہے۔ تو دوسری طرف ان ہندوستانی مسلم طلبا پر بھی اس کا اخلاقی اثر ہے جو لندن میں تعلیم کیلئے گئے ہوئے ہیں۔ اور کہ جو اس مشن کے جمعہ و عیدین کے اجتماعوں میں شامل ہوتے ہیں یہ اجتماع ان کے دل پر بہت ہی نیک اثر پیدا کرتے ہیں +

ووکنگ مسلم مشن کے اور بھی بہت سے پہلو ہیں۔ مثلاً یہ کہ ایک مادہ پرست قوم میں نماز کی محبت و عزت پیدا ہو گئی ہے مسلمانوں کو عزت و تکریم کی نگاہ سے یورپین جب اب دیکھنے لگ گئے ہیں۔ حضرت نبی کریم صلعم کی دل سے قدر کی جاتی ہے۔ قرآن کریم کو ایک بلند پایہ کا اخلاقی ضابطہ زندگی خیال کیا جاتا ہے جن کو کبھی مسجد ووکنگ جانے کا اتفاق ہوتا ہے۔ وہ ووکنگ کے رہنے والوں کے اخلاق کے گرویدہ ہو جاتے ہیں وہاں انھیں اسلام کی اخوت محبت فیاضی۔ مہمان نوازی اور اس کی وسیع الاخلاقی کی زندہ تصویر نظر آتی ہے وہاں پر عیسائی دوست اور مسلم بھائی کی ایک ہی رتبہ اور یکسانیت کے ساتھ عزت سے مہمان نوازی کی جاتی ہے اسلام کی عالمگیر اخوت کا ثبوت اس رنگ میں دنیا کو دیا جاتا ہے۔ کہ بڑے بڑے اعلےٰ مرتبہ کے لارڈز اور شہزادے بڑے بڑے امرا اور رؤسا نہ صرف نماز میں ہی ایک عاجز مسکین غریب مزدور کے پہلو بہ پہلو کھڑے ہو کر رب اکبر کے حضور اپنی یکسانیت کا ثبوت دیتے ہیں۔ بلکہ کھانے کی میز پر بھی اس طرح بھائیوں کی طرح بیٹھتے ہیں۔ کہ سوسائٹی کی تمام مصنوعی تفریقات وہاں جا کر ملیا میٹ ہو جاتی ہیں یکے علاوہ بیسیوں ایسی باتیں ہیں جن کو قلت جگہ کی وجہ سے چھوڑ دیا جاتا ہے +

قطع نظر دیگر تبلیغی جد و جہد کے جو ووکنگ مسلم مشن نے سال زیر تبصرہ انجام دی ہیں بڑی بھاری اور ٹھوس خدمت جو اس سال مشن نے کی نئی تفسیر القرآن کے وہ بیش بہا مضامین کی اشاعت ہے جو حضرت خواجہ کمال الدین صاحب بانیٔ مسلم مشن کے کلک گہر بار سے نکلتے رہے ہیں یہ مضامین اپنے رنگ میں بالکل اچھوتے تھے انہوں نے دوست دشمن کی آنکھیں کھول دیں۔ اور ہر دو سے خراج تحسین حاصل کیا۔ ابتدا اس سال میں اس جدید تفسیر القرآن کی طباعت کی دو وجوہات ہمیں پیش کی تھیں۔ ایک تو مغربی رجحانات یعنی یہ کہ ان کے مذہبی نقطۂ خیال کو سامنے رکھ کر ان کے مطالبات کے جواب قرآن کریم سے دکھائے جائیں۔ اور دوسری طرف اپنے مسلم بھائیوں کی بڑھتی ہوئی مصائب کا علاج کیا جائے۔ کیونکہ ان دونوں امور کا حل ہمارے نزدیک قرآن کریم ہے۔ قرآن کریم ہی مغربی تقاضوں اور ایسا ہی ان کے دیگر مطالبوں کو پورا کر سکتا ہے۔ اور دوسری طرف اسی کتاب مبین کی تعلیمات کو چھوڑ کر ہماری حالت یہ ہو گئی ہے۔ اس لئے ہم مسلمانوں کی تکلیفات کا حل بھی قرآن کریم ہی ہے چنانچہ انہی دو مقاصد کے پیش نظر حضرت خواجہ صاحب موصوف نے قلم اٹھایا۔ اور ذیل کے دلچسپ موضوع نے سال بھر اسے پیش کرتے رہے :-

(۱) الہام ایک ضرورت حقہ ہے (ہمیں) قرآن میں (۲) قرآن مجید لازمہ حیات ہے (۳) قرآن مجید کے اعجازی محاسن (۴) قرآن شریف کی دیگر امتیازی خصوصیات (۵) معقولیت (۶) ہدایت کیلئے مخصوص الہام کی وجہ (۷) ہمارا ارتقائی سفر (۸) اعادہ روح (۹) یوم قیامت (۱۰) نعمائے جنت (۱۱) جنت اور دوزخ کا کھانا (۱۲) دوزخ اور جنت کی مدت +

ان عدیم النظیر مضامین کو ایک آزادی آزاد منش انسان نے خواہ اس کا مذہب کچھ ہی تھا پڑھا۔ اور اسلام کیطرف محبت و عزت کے ساتھ مائل ہو گیا اس امر کے شاہد وہ بیشمار خطوط ہیں جن کا دفتر میں رات دن تانتا بندھا رہتا ہے۔ جو مختلف اطراف و اکناف عالم سے مسلمین تو مسلمین اور غیر مسلمین کیطرف سے آتے رہتے ہیں۔ اور جن کا بیشتر حصہ انگریزی اور اردو رسالہ میں شائع کیا جاتا رہا ہے مسلم بھائیوں نے بھی ان تفسیری حقائق سے بیشمار فوائد حاصل کئے ہیں +

تفسیر القرآن کے علاوہ حضرت خواجہ صاحب موصوف نے سال زیر رپورٹ دیگر موضوع پر بھی توجہ فرمائی آپ نے ادق سے ادق مسائل کو کمال پیرایہ میں سلجھا دیا۔ ان بیشمار ادق مضامین میں سے چند ایک موضوعات کا ذیل میں تذکرہ کر دیا جاتا ہے +

(۱) صفات الٰہیہ اور سیرت انسانی (۲) الوہیت (۳) کمالات انسانی (۴) خاتم النبیین (۵) ارواح خبیثہ اور ان کی پیدائش (۶) خیرات ایک اخلاقی ضرورت +

سال زیر تبصرہ میں کئی ایک معزز ہستیوں نے مشن ووکنگ کو خود جا کر ملاحظہ فرمایا جن میں سے چند ایک کا ذکر کیا جاتا ہے:۔
عالیجناب ہز ہائینس عباس حلمی کے نام نامی سے مسلم دنیا ناآشنا نہیں۔ آپ ۲۳ سال تک متواتر خدیو مصر رہے ہیں۔ آپ نے مشن کی مساعی کو دیکھ کر فرمایا۔ کہ "مسلم مشن ووکنگ ہر مخلص مسلمان کی خصوصی توجہ اور امداد کا مستحق ہے۔ کیونکہ اسلام کیلئے اگر باقی تمام قسم کی جماعتیں بمنزلہ خون حیات ہیں۔ تو مشن ان سب سے کہیں بڑھ کر اسکے لئے قوت عمل کا باعث ہے"+
اس کے علاوہ اعلیحضرت امیر فیصل ہز مجسٹی سلطان ابن سعود کے دوسرے فرزند وائسرائے عراق نے مسجد ووکنگ میں نزول اجلال فرمایا۔ آپ کے ہمراہ جناب مستطاب حضرت شیخ حافظ وہبہ صاحب زیر مہام وسفیر نجد و حجاز بھی تھے اس تقریب سعید پر امام صاحب مسجد ووکنگ نے اسلامی مواخات کی حقیقت پر کچھ اظہار خیال فرمایا۔ اور وضاحت کی کہ دنیا میں صرف اسلام اور اسلام ہی امیر و غریب کو ایک آغوش میں لے سکتا ہے۔ اسلام ہی حاکم اور رعایا میں یگانگت کا احساس پیدا کر سکتا ہے +
اس پر اعلیحضرت نے ووکنگ مسلم مشن کی تحریک کو ہمدردانہ نگاہ سے دیکھا۔ اور اسکے جواب میں فرمایا۔ کہ میں مسلم مشن ووکنگ کے کاروبار سے بہت خوش ہوا ہوں ہر مسلمان کو اس کی مدد کرنی چاہیئے"+
یہ امر ایک گونہ سخت تکلیف دہ ہے۔ کہ باوجود مشن کی اس قدر کامیابی و نصرت کے سال گذشتہ مشن ووکنگ اپنے دو عزیز ترین رفقاء کے گرانقدر مشوروں سے محروم ہو گیا مشیت ایزدی نے یہی مناسب سمجھا۔ اور ان دو معزز ٹرسٹیز کو اپنی طرف بلا لیا جن کی ذات سے مشن کو ابھی بہت سی امیدیں وابستہ تھیں۔ ان دو بزرگوں کے نام نامی عالیجناب آنریبل میاں سر محمد شفیع صاحب مرحوم اور عالیجناب سر عباس علی بیگ صاحب مرحوم سابق ممبر انڈیا کونسل ہیں مشن کیلئے خصوصاً اور عامہ مسلمین کیلئے عموماً یہ ایک ناقابل تلافی نقصان ہے جو مشن کو سال گذشتہ اٹھانا پڑا +

لیکن اللہ تعالیٰ کا لاکھ لاکھ شکر و احسان ہے۔ کہ ان بزرگوں کی خالی جگہ کو پُر کرنے کیلئے جناب شیخ مشیر حسین صاحب قدوائی بیرسٹر ایٹ لا ایم ایل سی رئیس گدیہ ضلع بارہ بنکی۔ اور جناب ڈاکٹر مہدی صاحب آف لندن نے ہماری استدعا کو شرف قبولیت بخشا۔ اور اس کار خیر میں حصہ لینے کیلئے ہماری آواز پر لبیک کہا۔ اور بہت حد تک اس نقصان عظیم کی تلافی کا موجب ہوئے ہیں۔ ہم ہر دو بھائیوں کے دل سے ممنون ہیں۔ کہ انھوں نے ہماری درخواست کو قبول فرمایا۔ اللہ تعالیٰ آپ ہر دو کو ہمارے ساتھ مل کر کام کرنے کی توفیق دے۔ آمین ثم آمین
مشن کے جستہ جستہ حالات دینے کے بعد یہ رپورٹ مذکورہ نامکمل رہیگی اگر ہم ان کارکنان و عملہ مشن کا شکریہ ادا نہ کریں جنہوں نے کمال محنت جانفشانی و درد محبت اور مشن کے کام کو اپنا ذاتی کام سمجھ کر مختلف فرائض مشن ادا کئے مشن پر مالی لحاظ سے شدید ترین نازک مراحل بھی آئے لیکن ان کٹھن گھڑیوں میں بھی انکے پائے استقلال میں تزلزل نہ آیا۔ اور مالی مشکلات کو جوانمردی سے حل کیا۔ ان تمام کارکنان مشن میں مولوی عبد المجید صاحب قائمقام امام مسجد ووکنگ انگلستان کی شبانہ روز مساعی جمیلہ کو ہم فراموش نہیں کر سکتے اور ان کا تذکرہ کئے بغیر نہیں رہ سکتے۔ مولوی صاحب موصوف کی خدمات اسلامی محتاج تعارف نہیں۔ جب مصلحت الٰہی نے مشن کے سرچشمے کو بستر علالت پر لٹا دیا۔ تو انکی فیاضی قدرت نے مولوی صاحب کو ان کی قائمقامی کیلئے چن لیا۔ یہ ایک حقیقت ہے۔ کہ مولوی صاحب۔ گذشتہ قائمقامی کے چھ سال نہایت ہی شہرت اور بےنظیر کامیابی سے گذارے۔ آپ کے ہاتھوں لاتعداد نفوس مشرف بہ اسلام ہوئے۔ آپ کے دوران قیام میں جہاں عیسائیت کو شکست فاش ہوئی وہاں یورپ میں اسلام کو خاصی قوت و شان حاصل ہو گئی ہے۔ وہ مذہب جو آج سے بیس سال پیشتر جہالت ظلم تعصب تنگدلی کا مظہر سمجھا جاتا تھا۔ آج وہ علم، حکمت و معرفت کا خزانہ اور اپنے اندر بہترین اصول لئے ہوئے سمجھا جاتا ہے۔ وہ مذہب تمدن و تہذیب کی جان خیال کیا جاتا ہے ہم مولوی صاحب موصوف

ع۔ ان کے علاوہ عالیجناب میاں سر محمد شفیع صاحب مرحوم کی جگہ۔ جناب خان بہادر شیخ رحیم بخش صاحب بی۔ اے۔ ریٹائرڈ سشن جج نے مجلس انتظامیہ ٹرسٹ کی ممبری کو قبول فرمایا۔ شیخ صاحب موصوف ہر اسلامی خدمت میں پرجوش حصہ لیتے ہیں اللہ تعالیٰ آپکو

کو اس عدیم النظیر کامیابی پر ہدیہ تبریک و تہنیت پیش کرتے ہیں +

ان کے علاوہ جناب مولوی آفتاب الدین صاحب بی۔ اے کو جنہیں دو سال ہوئے مولوی عبد المجید صاحب ایم۔ اے کی امداد کیلئے بطور اسسٹنٹ امام بھیجا گیا۔ اُن کی تبلیغی مساعی بھی قابل تحسین ہیں۔ آپ نے مکتوبات مسلم مشن ووکنگ کے عنوان تلے جو سلسلۂ مضامین شروع کیا۔ وہ از حد مفید ہوا۔ آپ نے اپنے دوران قیام میں اسلام کو اور مشن ووکنگ کو دُور دراز ممالک میں پہنچانے میں از حد محنت صرف کی۔ یہ امر از حد موجب رنج واندوہ ہے۔ کہ ان کی علالتِ طبع کی وجہ سے مشن ووکنگ اُن کی خدمات کی وجہ سے محروم ہو رہا ہے +

آخیر میں ہم اُن تمام مُعطی صاحبان کا دل سے شکریہ ادا کرتے ہیں۔ جنہوں نے مسلم مشن ووکنگ کی بڑی بھاری مشین کو چلائے رکھا۔ اللہ تعالیٰ کی نصرت کے بعد مُعطی صاحبان کی توجّہ سے ہی اس قدر بھاری اسلامی مشن۔ انگلستان جیسی مہنگی سرزمین میں چلتا رہا ہے۔ عالمگیر اقتصادی بربادی مشن کی آمد پر بھی اثر انداز ہوئی ہے۔ مشن اس وقت بہت سی گرانقدر امداد سے محروم ہو چکا ہے۔ کارکنان و منتظمہ کمیٹی نے اخراجات مشن میں حد درجہ کی کفایت شعاری برتی ہے۔ لیکن مشن کے جو مستقل اخراجات ہیں۔ وہ ناگزیر ہیں۔ ان اخراجات کی تخفیف گویا مشن کو خدا نہ کرے بند کرنا ہے۔ مشن اس وقت ایک کثیر رقم کا جو سات آٹھ ہزار روپے سے تجاوز کر گئی ہے۔ اپنے سرمایۂ محفوظ کا مقروض ہو چکا ہے۔ مشن ووکنگ انگلستان و لاہور کے ماہواری مستقل اخراجات چار ہزار روپے کے لگ بھگ ہیں۔ جب تک برادرانِ اسلام ان مستقل اخراجات کے مقابل مستقل ماہوار امداد کا تہیہ کر لیں۔ اُس وقت تک مشن کی مشکلات فوراً حل ہو جاتی ہیں۔ اُمید ہے کہ اسلام سے درد رکھنے والے احباب اس کارِ خیر کی مستقل ماہوار یا یکمشت امداد فرما کر داخلِ حسنات ہوں +

آخر میں ہماری دلی دُعا ہے۔ کہ اس مشن کے بانی حضرت خواجہ کمال الدین صاحب کو جو اس وقت بعض عوارض کی وجہ سے پھر بستر علالت پر ہیں شفاء عاجل و کامل عطا فرمائے۔ تاکہ تفسیر القرآن کا جو اہم کام اُنہوں نے سال گزشتہ شروع کیا ہے۔ اسے خود ہی پایۂ تکمیل تک پہنچائیں +

خواجہ عبد الغنی
سکرٹری ووکنگ مسلم مشن ٹرسٹ

عالیجناب الحاج رایٹ آنریبل لارڈ ہیڈلے فاروق بالقابہ

کا

اُردو میں وہ بصیرت افروز خطبۂ صدارت

جو آپ نے دسمبر ۱۹۳۲ء کو آل انڈیا تبلیغ کانفرنس دہلی کے اجلاس میں

بزبان انگریزی پڑھا۔ یہ خطبہ اسلام پر ایک ٹھوس مضمون ہے۔ اس خطبہ میں اسلام کے کسی پہلو کو بھی فاضل لارڈ صاحب نے نہیں چھوڑا۔ کل صفحات ۴۴ ہیں۔ ۳ آنے کے ٹکٹ آنے پر خطبہ مفت ارسال ہوگا +

درخواستیں بنام سیکرٹری ووکنگ مسلم مشن ٹرسٹ عزیز منزل برانڈرتھ روڈ لاہور

ممالکِ اسلامیہ کی سیاحت

از عالیجناب سر عبد الکریم صاحب غزنوی ایم ایل سی کلکتہ کے قلم سے

عرب برّاعظم ایشیاء کے جنوب مغربی کنارہ پر ایک جزیرہ نُما ہی۔ اس کا شمالی لق و دق صحرا جو بعض مقامات پر ریت کا ایک سمندر بن گیا ہی۔ باقی ممالک سے اس کو مکمّل طور پر علیحدہ کر دیتا ہی جس کی وجہ سے اہل عرب نے اس جزیرہ نُما کو جزیرہ قرار دیدیا۔ اور جزیرۃُ العرب کے نام سے اس کو پکارنا مناسب سمجھا۔ ایک زمانہ تھا کہ ماوراءِ یردن اور شام کا جنوبی حصہ اور عراق کا تمام مُلک عرب کے اندر شامل تھے۔ اور سیریا کا شمالی حصہ شام کے نام سے پکارا جاتا تھا۔ بحیرۂ قُلزم کا کنارہ ایسے موتیوں اور مونگوں کی جھالر بنا ہُوا ہی۔ جو بحری سفر کیلئے خطرناک ہی۔ اُس جزیرہ نُما کا زیادہ سے زیادہ طول ۱۴۰۰ میل ہی۔ تمام رقبہ میں سے جو تیرہ لاکھ (۱۳۰۰۰۰۰) مربع میل پر مشتمل ہی۔ قریباً نصف میں صحرائے شام صحرائے نفود اور صحرائے الاصنا آجاتا ہی۔ فرانس سے یہ مُلک رقبہ میں چوگنا ہے۔ اور ریاستہائے مُتحدہ امریکہ سے بھی جو دریائے مسیسپی کے مشرق میں واقع ہیں بڑا ہے +

اس جزیرہ نُما میں حسب ذیل حکومتیں پائی جاتی ہیں۔ حجاز، شمر، الاحسا، نجد، عسیر اور یمن اُن کے علاوہ کویت اور عمان کی نیم خود مختار ریاستیں ہیں جن کے سلطنت انگلشیہ کے ساتھ مُعاہدات ہیں۔ اور عدن کا علاقہ جو برطانیہ کے زیر حفاظت ہے۔ اور کنارہ کی نام نہاد متعہد قومیں جن میں کم و بیش خود مختار قبائل آباد ہیں۔ اور حضرموت کا علاقہ جس میں اس کے اپنے قبائل ہیں۔ باقاعدہ مردم شُماری نہ ہونے کی وجہ سے کُل آبادی کا نہایت مُحتاط اندازہ جو لگایا گیا ہی۔ وہ تیس لاکھ سے ایک کروڑ تک پہنچتا ہے +

اٹھارھویں صدی میں نجد ایک خود مختار ریاست تھی بعد میں وہ ترکی حکومت کے ماتحت آگئی۔ لیکن سنہ ۱۹۱۳ء میں ہز میجسٹی سُلطان عبدالعزیز ابن سعود نے ترکی حکومت کے جوئے کو اُتار پھینکا۔ اور صوبۂ الاحسا کو ترکوں سے لیلیا۔ نجد سب سے بڑی حکومت ہے جو وسطی عرب کے آٹھ لاکھ مربع میل پر پھیلی ہوئی ہے صحرائے نفوذ اور الدھنا اُس کے اندر ہیں۔ سنہ ۱۹۲۱ء میں سُلطان ابن سعود نے شمر کے علاقہ کو بھی جس پر خاندان رشید کے شہزادے حکمران تھے اپنی مملکت میں شامل کرلیا۔ تُرکی حکومت کے زوال کے بعد حجاز کو خود مختار سلطنت قرار دیدیا گیا لیکن سنہ ۱۹۲۵ء میں سُلطان ابن سعود نے حجاز کو کامل طور پر فتح کرلیا۔ اس طرح اب حجاز، نجد، الاحسا، شمر اور عسیر کے علاقے جو

قریباً تمام یورپ پر مشتمل ہیں ہز میجسٹی سلطان عبد العزیز ابن سعود کی زبردست شخصیت کے زیر نگین ہیں + مکہ جو عرب کا دار الخلافہ ہے دنیائے اسلام کا مرکزی مقام ہے۔ اور کرۂ ارض کے چاروں کونوں سے ہر سال لکھوکھا مسلمان حج کیلئے وہاں پہنچتے ہیں۔ دو اور شہر جو مسلمانوں کے نزدیک مقدس سمجھے جاتے ہیں۔ مدینہ اور قدس یا یروشلم ہیں جو حاجیوں کی زیارتگاہ ہیں +

حج ہر مسلمان پر زندگی میں ایک مرتبہ کرنا فرض ہے بشرطیکہ اس کے پاس آمد و رفت کے اخراجات اور غیر حاضری میں کنبہ کی پرورش کیلئے کافی روپیہ اور سامان ہو۔ حج کی تقریب ہر سال ذی الحج کے قمری مہینہ کی نویں تاریخ کو واقعہ ہوتی ہے۔ اور اس طرح ہر سال ۱۱ دن کا اس میں فرق ہوتا ہے۔ اور ایک خاص مدت میں تمام موسم اس پر آتے ہیں۔ حاجی اب کلکتہ بمبئی یا کراچی سے جہاز پر سوار ہوتے ہیں۔ جہاز پر چڑھنے سے پہلے انھیں چیچک اور کالرا کے ٹیکے لگائے جاتے ہیں۔ ہر جہاز جو ہندوستان سے روانہ ہوتا ہے اس کے لئے ضروری ہے۔ کہ ایک جزیرہ سے ہو کر گذرے جس کا نام کامران ہے۔ یہ جزیرہ ان تمام جہازوں کیلئے جو جنوب کی طرف سے عرب کو جاتے ہیں قرنطینہ ہے۔ ایک وقت تھا۔ کہ کامران کو دیکھتے ہی جہاز پر حاجیوں کی ہڈیوں میں لرزہ ہو جاتا تھا۔ پہلے یہاں پانچ سے سات دن تک جہاز ٹھیرتا تھا۔ لیکن اب حالات بہت رو بہ ترقی ہیں۔ اور دو دن سے زیادہ یہاں جہاز نہیں ٹھیرتا۔ اور وہ لوگ جو کلکتہ کے بندرگاہ سے روانہ ہوتے ہیں۔ وہ کامران سے بغیر رکاوٹ گذر جاتے ہیں۔ اب جبکہ ہندوستان کے ایک قانون کے رو سے قرنطینہ کی صفائی لازمی قرار دی گئی ہے۔ یہ امید کی جاتی ہے۔ کہ کامران پر حاجیوں کا روکنا قطعاً موقوف کر دیا جائے +

حج میں مفصلہ ذیل مراسم ادا کی جاتی ہیں :-

الف ۔احرام کی حالت اختیار کرنا جیسے شاہ و گدا ایک ہی سے لباس پہنتے ہیں۔ اور جس میں ایک ہی قسم کا کپڑا جو دو بن سلی چادروں پر مشتمل ہوتا ہے پہنا جاتا ہے۔ اور سر کو ننگا رکھا جاتا ہے۔ اس غرض کیلئے دو بڑے ترکی تولئے استعمال کئے جا سکتے ہیں۔ جو حاجی جنوب کی طرف سے جاتے ہیں جونہی کہ ان کا جہاز جدہ کے قریب جبل اللحلم کی (جسے جبل ام الفرے بھی کہا جاتا ہے) چوٹی کے سامنے پہنچتا ہے۔ انھیں اپنے معمولی کپڑے اُتار کر احرام باندھنا ضروری ہے۔ احرام کی حالت سیاحت کو ظاہر کرتی ہے کہ تمام سفلی خیالات کو دور کر کے حاجیوں کو اپنے خالق کی محبت اور نسل انسانی کی خدمت کے اعلےٰ نصب العین کو پیش نظر رکھنا چاہیئے +

ب۔ یہ ضروری ہے کہ مکہ پہنچنے تک حاجی احرام باندھے رکھے۔ مکہ پہنچ کر اُسے کعبے کے گرد سات دفعہ گھومنا ضروری ہے اِسکا نام طواف ہے +

ج۔ اس کے بعد حاجیوں کو دو پہاڑیوں کے مابین جن کے نام صفا اور مروہ ہیں۔ اس موقعہ پر جو حرم شریف کے اندر ہیں سات مرتبہ نیچے اُوپر دوڑنا پڑتا ہے۔ اس کا نام سعی ہے۔ اور یہ حضرت ابراہیم کی بیوی حاجرہ کے اُس فعل کی یادگار میں کیا جاتا ہے۔ جب وہ پانی کی تلاش میں کبھی صفا اور کبھی مروہ پر دوڑتی پھرتی تھیں +

د۔ اس کے بعد ذی الحج کی نویں کو احرام باندھ کر عرفات کے میدان میں صبح سے شام تک کسی وقت جانا ہوتا ہے۔ اگلے دن عید الاضحیٰ ہوتی ہے۔ اُس دن باجماعت نماز ہوتی ہے۔ اور حاجی حضرت ابراہیم کی اس قربانی کی یادگار میں کہ وہ اپنے بیٹے اسمعیل کو قربان کرنے کیلئے تیار ہو گئے بھیڑ، بکرے یا اُونٹ وغیرہ جانوروں کی قربانی کرتے ہیں۔ یہاں تک حج مکمل ہو جاتا ہے۔ اور ان تمام مراسم کی ادائیگی کے بعد ایک زائر کو حاجی کہا جاتا ہے۔ حج کی جو ہر سال مکہ میں ہوتا ہے۔ یہ غرض ہے۔ کہ دُنیا کے تمام ممالک کے مُسلمانوں کی ایک عالمگیر کانفرنس مُنعقد ہو +

مسجد ایک ایسی جگہ ہے جہاں مُسلمان خُدائے تعالےٰ کے آگے اکٹھے ہو کر سر بسجود ہونے کیلئے جمع ہوتے ہیں۔ اور جہاں وہ مساوات اُخوت اور دُنیا کے عدم بقا کے سبق سیکھتے ہیں۔ اسلام توحید الٰہی اور مساوات نسل انسانی کا مذہب ہے۔ جسمیں نیکی اور نسل انسانی کی خدمت کے کاموں کو ہی اصل دین قرار دیا گیا ہے۔ رنگ نسل اور خیالات کے اختلافات کو نظر انداز کر کے تمام نسل انسانی کو ایک کُنبہ سمجھ لیا گیا ہے۔ فی الحقیقت مُسلمانوں کا یہ اعتقاد ہے۔ کہ اللہ تعالیٰ ہمیشہ اپنے پیغمبر سب قوموں کی طرف بھیجتا رہا ہے۔ اسلام کے رُو سے تمام لوگ خواہ وہ کسی زمانہ سے تعلق رکھتے ہوں نیکی اور صداقت پر عمل پیرا ہو سکتے ہیں۔ اور جو شخص نیک کام کرے وہ مُسلمان ہے۔ اس کیلئے صرف نیک راستباز سمجھدار ہمدرد اور مخیّر ہونا اور آنحضرت صلعم کی تعلیم پر عمل پیرا ہونا ضروری ہے۔ اسلام کے معنے ہیں برضا و رضائے الٰہی ہونا۔ اور مُسلمان وہی ہے جو خُدا تعالےٰ کا کامل مطیع اور فرمانبردار ہو۔ آنحضرت صلعم نے عمل اور تحصیل علم کو بہت بڑا مرتبہ دیا ہے۔ اور فرمایا ہے۔ کہ تحصیل علم کا ایک گھنٹہ زہد و عبادت کے کئی گھنٹوں سے بڑھ کر ہے۔ اور کہ ایک عالم کی سیاہی شہید کے خون سے بڑھ کر مرتبہ رکھتی ہے۔ اور کہ علم حاصل کرو۔ خواہ تمہیں اُس کے لئے چین تک جانا پڑے۔ کعبہ جو خُدا کا گھر ہے حرم شریف کے غربی کنارہ کے قریب ہے۔ اس پر ایک موٹا سیاہ غلاف چڑھا ہوا ہے۔ جو ۱۹۲۶ء تک قاہرہ میں بنایا

جاتا ہے مغربی ممالک ہنسی آجاتی ہے کیونکہ یہ کوئی نمائیشی نہیں۔ بلکہ کعبہ کا غلاف ہوتا ہے +

سنہ ۱۳۰۹ء کا مکہ سنہ ۱۳۰۹ء کے مکہ کی ایک خوشگوار ضد ہے۔ جس دن مکہ کی عنانِ حکومت ایک مطلق العنان بادشاہ کے قبضہ میں آئی ہے۔ امن اور حفاظت مکہ کے ایک سرے سے دوسرے سرے تک پھیلی ہوئی ہے میونسپلٹی بھی اب بن گئی ہے، جس نے ایسی موٹروں کا انتظام کیا ہے جن میں پانی اور فینائل بھری ہوتی ہے۔ اور سڑکوں پر اس سے چھڑکاؤ کیا جاتا ہے۔ حرم شریف جہاں موم بتیاں اور تیل کے دیئے جلائے جاتے تھے۔ اب وہ بجلی کی روشنی سے جگمگ کر رہا ہے +

خلیفہ ہارون رشید کی ملکہ زبیدہ نے مکہ اور مدینہ کے شہروں کو پانی بہم پہنچانے کیلئے ایک نہر تعمیر کر دی تھی لیکن پانی کا جو کارخانہ انھوں نے بنایا تھا۔ اس کو ویران کر دیا گیا۔ لیکن ابن سعود کے عہد حکومت میں قدیم کارخانہ بہم رسانی آب کو پھر چلا دیا گیا ہے۔ اور اس کے علاوہ بہت سے مقامات پر متعدد ٹیوب ویل بھی کھود دیے گئے ہیں جس کا نتیجہ ہے کہ حاجیوں کو اب پانی خریدنا نہیں پڑتا۔ اور پانی کا قحط اب باقی نہیں رہا بجلی پیدا کرنے والے آلات لگا دیئے گئے ہیں۔ اور برف اب مل سکتی ہے +

لیکن سب سے بڑا انقلاب جو میری گذشتہ آمد کے بعد واقعہ ہوا ہے۔ وہ موٹروں کا چلنا ہے سنہ ۱۹۱۳ء میں جب پہلی مرتبہ یہاں آیا شاہ حسین نے نہایت مہربانی سے میرے جدہ سے مکہ جانے کیلئے سواری بھیجی۔ اور میں نے یہ ۴۲ میل کا فاصلہ ایک اونٹ کی پیٹھ پر شغدف میں ۲۴ گھنٹہ میں طے کیا اب ہز میجسٹی ابن سعود نے موٹر کار بھیجی جس پر میں دو گھنٹہ میں مکہ پہنچ گیا۔ وہ ناقابلِ گذر صحرا جو صرف اونٹ کی پیٹھ پر بڑی مشکل سے عبور کیا جاتا تھا۔ اب موٹر کاریں ایک کنارہ سے دوسرے کنارہ تک اس کو عبور کرتی جا رہی ہیں +

منا میں ایک شخص سے میں ملا جو ہر پہلو سے عرب معلوم ہوتا۔ لیکن اس کی انگریزوں کی سی آنکھیں اسکو ظاہر کر دیتی ہیں۔ یہ عبد اللہ قلبی ہے۔ جو اس سے قبل انڈین سروس میں رہ چکا ہے۔ ایک دلچسپ انسان جن سے میں ملاقی ہوا۔ امیر امان اللہ خان سابق امیر افغانستان تھے وہ بھی وہاں میرے ساتھ مہمانوں میں سے تھے +

باقی آیندہ

آنحضرت صلعم کی زندگی کی ایک جھلک

بقلم شیخ مشیر حسین صاحب قدوائی بیرسٹرایٹ لاء رئیس گدیا

یہ بالکل ناممکن ہے۔ کہ میں تھوڑے سے وقت میں دُنیا کے بے نظیر انسان کے سوانح حیات پُوری تفصیل کے ساتھ بیان کرسکوں۔ ہم کو کسی دوسرے انسان کا علم نہیں جو زندگی کی مختلف حالتوں میں بی بی آمنہ کے اس یتیم بچّہ کا مقابلہ کرسکے۔ اور غالباً تاریخ میں دوسرا کوئی شخص ایسا نہیں ہے۔ جس نے تمام زمانوں اور تمام ممالک میں بنی نوع آدم کی اس قدر کثیر تعداد کی محبت اور وفاداری حاصل کرلی ہو۔ آنحضرتؐ ایک یتیم تھے۔ اس کے بعد ایک بدوی پھر عرب کے پہلے شہر کے شہری اور اس حیثیت سے آپ لوگوں میں الامین کے لقب سے مشہور ہوئے یعنی امانت دار۔ پھر غار حرا میں ایک نرالا اور خیالی آدمی۔ پھر توحید کے مُبلّغ، اور عالمگیر نبی، سپاہی، ایک مخلص جماعت کے سردار جو خُدا کی خدمت کیلئے وقف تھی؛ تاکہ مخلوق کی خدمت کرے۔ اور اُسے بلند کرے، ایک مُدبّر، نہایت جمہوری اور اشتراکی حکومت کے سردار۔ پھر ایک زبردست مُنتظم، مُقنّن اور سردار قوم۔ دُنیا میں دوسرا آدمی کوئی نہیں جس کی زندگی کے جُزوی واقعات اس تفصیل کے ساتھ ہمیں معلوم ہوں اور جن کو مختلف اقوام کے اس قدر لوگوں نے قلمبند کیا ہو۔ اب کوئی شخص ایسے فوق البشر انسان کی زندگی کے مختلف پہلوؤں پر چند منٹوں یا گھنٹوں یا دنوں میں پُورے طور پر کس طرح روشنی ڈالتا ہے۔ پس میں آپ کی زندگی کے صدہا کارناموں میں سے صرف بعض پر روشنی ڈالوں گا، جو میں سمجھتا ہوں ہر مذہب۔ اور ملت کے لوگوں کو پسند آئینگے +

سب سے پہلے میں آپ سے درخواست کروں گا۔ کہ آپ آنحضرتؐ کے تخیّل الٰہ پر غور کریں جو کہ خود خُدا نے آپ کو دیا تھا۔ آپ کا تخیّل الٰہ سائنٹیفک ہے معقول ہے اور نہایت بلند گیان اُٹھتا ہے۔ "محمدؐ" کا مذہب شکوک اور شبہات سے پاک ہے۔ اور قرآن توحید الٰہی پر ایک شاندار شہادت ہے۔ مکّہ کے پیغمبر نے بُتوں کی پرستش کو رد کردیا۔ نیز آدمیوں اور ستاروں کی پرستش کو

اس بناء پر کہ جو قابل خرابی ہے۔ وہ ضرور تباہ ہو گا۔ اور جو پیدا ہُوا ہے ضرور مریگا۔ اور جو طلوع ہُوا ہے ضرور غروب ہو گا۔ انہوں نے کائنات کا خالق ایسی ذات کو تسلیم کیا جو غیر محدود اور ازلی ہے۔ بغیر صورت اور مکان کے بغیر اولاد یا مشابہت کے ہے۔ اور ہمارے پوشیدہ خیالات میں موجود ہے اپنی ذات کے تقاضے سے موجود ہے۔ اور اپنے اندر سے تمام اخلاقی اور ذہنی کمال حاصل کرتا ہے۔ قرآن کے مفسرین نے ان حقائق عالیہ کو نہایت وضاحت کے ساتھ بیان کیا ہے۔ اور ایک فلسفی خدا پرست بہ آسانی مسلمانوں کے عقیدہ کو تسلیم کر سکتا ہے"۔

اس سائنٹیفک زمانہ میں خدا کے معقولی تصور سے بڑھ کر اور کیا چیز قابل قدر ہو سکتی ہے؟ ایک ایسا خدا جو نہ نسلی ہو نہ قبیلہ کا، نہ بشکل انسان اور نہ کسی طرح محدود، اور نہ کسی مخلوق سے کمتر۔ آنحضرتؐ کا تصور الہٰ نہ صرف معقولی اور بلند تھا۔ بلکہ انسانی ذہن، اخلاق اور تمدن کی ترقی کیلئے بھی مفید تھا۔ خدا کی صفات جیسی کہ آپؐ نے سمجھی تھیں۔ کہ اگر ان پر خلوص کے ساتھ ایمان لایا جائے، تو انھوں نے ان انسانوں کی فطرت بدل دی۔ جو پہلے حیوانات سے مشکل ممتیز ہو سکتے تھے۔ اسی تصور باری کی بدولت آنحضرتؐ نے عرب کے بدکار اور بدی میں غرق اونٹ چلانے والوں کو جو پہلے ایک دوسرے کا گلا کاٹتے تھے، اور نہ ان میں کسی قسم کا اخلاقی اور تمدنی ضابطہ تھا۔ فرشتہ صفت، پرہیزگار اور شجاع بنا دیا۔ جو حیوانات پر بھی رحم کرنے لگے۔ اور سلطنتوں کے بانی، علوم و حکمت کے رنج کرنے والے تہذیب و تمدن کے موجد، عام فائدہ کے بڑے کام کرنے والے، عالیشان محل بنانے والے حیرت انگیز اداروں کے منتظم اور بنی نوع آدم کے محسن اعظم ہو گئے۔ ہر شخص جو قرآن میں صفات الٰہی کا مطالعہ کرتا ہے، ان بنیادی ذرائع کو سمجھ سکتا ہے۔ جن کی بناء پر آنحضرتؐ نے یہ حیرت انگیز انقلاب پیدا کیا تھا +

دوسرا کام عالمگیر مہربانی کا، جو آپؐ نے کیا یہ تھا، کہ آپؐ نے علم کیلئے ایک نہ بجھنے والی پیاس لگا دی۔ اس طرح انسان کو نہ صرف بہت سی سائنس کی خفیہ باتوں کو کھولنے کے قابل بنا دیا۔ بلکہ اُسے اس قابل بنا دیا۔ کہ وہ کائنات کے انتظام میں اپنی جگہ پہچان سکے۔ علم اور فضیلت، اس کے بعد برہمنوں اور پنڈتوں کا اجارہ نہیں رہا۔ کتاب فطرت اور انسانی ہاتھ کی لکھی ہوئی کتابیں دونوں اب انسانوں کے سامنے کھل گئیں۔ بلکہ عورتوں کیلئے بھی۔

دولتمندوں کے اور غریبوں کے لئے بھی، اور اس کا نتیجہ یہ ہُوا کہ کوئی علم ایسا نہیں جس میں مسلمانوں نے کمال علم حاصل نہ کیا ہو +

مسلمان علماء نے، تاریخ جغرافیہ خالص اور مخلوط ریاضی سائنس آرٹ طبیعات فلسفہ طب کیمیا اجتماعیات علم نباتات علم الارض تاریخ موالید سکہ جات جواہرات فلاحت، زراعت علم سنین، اور سیاحت وغیرہ پر اس زمانہ میں کتابیں لکھیں جبکہ علوم کا چرچا نہ تھا۔ اور ہر قسم کی سائنٹفیک تعلیم گناہ سمجھی جاتی تھی ۔بلکہ بعض اوقات جادوگری سے تعبیر کی جاتی تھی +

تیسری برکت جو آپؐ نے عطا کی یہ تھی کہ آپ نے ہر شخص کو اپنے افعال کا ذمہ دار قرار دیدیا۔ اس دنیا میں بھی اور آخرت میں بھی، اور اس طرح آپ نے انسانیت کو اس بیماری سے پاک کردیا، جو خدا اور بندے کے درمیان جسمانی سزا اور پادریوں کی وساطت کو داخل کرتی تھی۔ اور انسان کو نیک اعمال کے بجائے رسوم ظاہری کا پابند بناتی تھی ۔صدیوں تک یورپ میں یہ بحث رہی کہ ایک آدمی جو جناب یسوع سے پہلے پیدا ہُوا یا بعد میں لیکن اس نے بپتسمہ نہ پایا، تو خواہ اُس نے یسوع کا نام نہ بھی سُنا ہو کیا وہ نجات پا سکتا ہے؟ آخر کار یہی فیصلہ ہُوا کہ کوئی شخص بغیر یسوع کے نجات نہیں پا سکتا ۔ اس طرح لاکھوں انسان، بلا قصور ابدی ہلاکت کے مستوجب بنا دیئے گئے۔ اس کے برعکس آنحضرت صلعم نے فرمایا۔ کہ نیکی ذرہ بھر بھی ضائع نہیں ہوسکتیں ۔ اور ہر عورت مرد اور بچہ، اس نیکی کا جو اس نے کی ہوگی، پورا فائدہ حاصل کریگا ۔ اور ہر بچہ پاک اور معصوم پیدا ہوتا ہے ۔ اور ذمہ واری اور بلوغت کی عمر تک پاک رہتا ہے ۔ اس سے بڑھ کر آزادئ ضمیر کا کوئی پروانہ نہیں جو قرآن شریف کی ان آیات میں درج ہے ۔ اور یہ کتاب خدا کا آخری پیغام ہے +

اِنَّ الذین اٰمنوا والذین ھادو والنصاریٰ والصابئین من اٰمن باللہ والیوم الآخر وعمل صالحاً فلھم اجرھم عند ربھم ولا خوفٌ ولا ھم یحزنون ۱۲

جو لوگ ایمان لائے، اور جو یہودی یا نصاریٰ یا صابی ہیں، جو کوئی اللہ اور آخرت پر ایمان لائے اور نیک کام کریگا تو اللہ کے نزدیک اُن کا اجر مقرر ہے ۔ اور نہ انہیں خوف ہوگا نہ وہ

رنجیدہ ہونگے (۲: ۶۲)

دوسری آیت یہ ہے۔ "لا اکراہ فی الدین" مذہب میں زبردستی نہیں ہے آنحضرت صلعم نے نیک اعمال پر بہت زور دیا ہے۔ اور آنجناب کا یہ بینظیر خاصہ تھا۔ اور غالباً آپ کی کامیابی کی بُنیاد تھا۔ کہ آپ جو کہتے تھے اس پر عمل بھی کرتے تھے۔ ایسا ہُوا کہ ایک عیسائی حاتم نامی کی بیٹی، جو سخاوت میں مشہور تھا، جنگی قیدی بن کر آپ کے سامنے حاضر ہوئی۔ آپ نے اُس کے ساتھ کمال مہربانی کا برتاؤ کیا۔ اور محض اسلئے کہ وہ ایک نیک آدمی کی بیٹی تھی۔ آنحضرت نے اُس کو بلکہ اُسکے قبیلے کے سارے آدمیوں کو رہا کر دیا۔ اور کوئی رقم فدیہ نہ لی۔ عیسائی حاتم کا نام سب مُسلمانوں کو معلوم ہے۔ اور آج بھی اُن کے لٹریچر میں پایا جاتا ہے جس طرح پارسی نوشیرواں کا نام عدالت کیلئے مشہور ہے۔ جو ایران کا بادشاہ تھا۔ اسلام اور بانیٔ اسلام نے ہمیشہ خُوبی کی قدر کی ہے۔ خواہ وہ کہیں ہو، اور کسی آدمی میں ہو۔ بلا امتیاز رنگ و نسل و مذہب کے اسلام کی نظر میں اُن چیزوں کی کوئی وقعت نہیں ہے۔ کیونکہ تمام انسان ایک ہی خاندان سے تعلق رکھتے ہیں۔ کان الناس اُمّۃ واحدۃ کُل انسان ایک ہی جماعت ہیں +

مذہبی رواداری کی رُوح اس سے آگے نہیں جاسکتی۔ جہانتک آنحضرت اُسے لیگئے۔ آپ نے اعلان فرمایا۔ کہ دُنیا میں کوئی قوم ایسی نہیں گزری جس میں ڈرانے والا یا ہادیٔ خدا کی طرف سے آیا ہو۔ اور اُن تمام ہادیوں کی عزت کرنا اور انھیں تسلیم کرنا چاہئے۔ چُنانچہ قرآن شریف میں بار بار آتا ہے۔ کہ انبیاء میں تمیز نہ کرو +

ضمیر کی آزادی حاصل کرنے کیلئے آنحضرت نے رسُوم ظاہری کو مذہب میں کوئی درجہ نہیں دیا آپ خُود عمل کرنیوالے تھے۔ اسلئے آپنے اعمال حسنہ پر بڑا زور دیا۔ قرآن شریف فرماتا ہے لیس البر ان تولوا وجوھکم قبل المشرق والمغرب ولکن البر من امن باللہ والملئکۃ والکتب والنبیین واتی المال علی حبہ ذوی القربیٰ والیتمیٰ والمساکین وابن السبیل وسائلین وفی الرقاب واقام الصلوٰۃ واتی الزکوٰۃ والموفون بعھدھم اذا عٰھدوا والصابرین فی الباسآء والضرّاء وحین الباس اولئک الذین صدقوا واولٰئک ھم المتقون۔

نیکی یہ نہیں ہے۔ کہ تم اپنا منہ مشرق کی طرف کرو یا مغرب کی طرف لیکن نیکی یہ ہے کہ انسان اللہ یوم آخرت، ملائکہ، کتب اور انبیاء پر ایمان لائے۔ اور خدا کی محبت میں اپنی دولت رشتہ داروں یتیموں، حاجتمندوں، مسافروں، گداؤں کو دے۔ اور قیدیوں کے چھڑانے میں صرف کرے نماز پڑھے زکوٰۃ دے۔ اور وعدہ وفا کرنیوالے جبکہ وہ وعدہ کریں۔ اور تکلیف اور مصیبت میں صبر کریں۔ اور خصوصاً جنگ کے وقت۔ یہ وہ لوگ ہیں۔ جو صادق ہیں۔ اور یہی لوگ متقی ہیں (۲ : ۱۷۷)

ہر مذہب میں ایسے لوگ تھے جو نجات کو اپنے ہم مذہب لوگوں میں محدود کرتے تھے۔ چنانچہ قرآن شریف نے تنبیہ فرمائی :۔

"وہ کہتے ہیں۔ کہ سوائے یہود اور نصاریٰ کے اور کوئی شخص جنت میں داخل نہ ہوگا۔ یہ ان کا خیال ہے۔ اے رسول تو کہدے کہ اگر تم سچے ہو تو ثبوت پیش کرو۔ بیشک جو خدا کا ہو رہیگا اور نیک عمل کریگا۔ وہ اپنا انعام خدا سے پائیگا۔ اور نہ اُسے خوف ہوگا نہ ملال" +

ان لوگوں کو جو قربانی حیوانات کی کر کے یہ خیال کرتے تھے۔ کہ انہوں نے خدا کو خوش کر دیا۔ اس طرح قرآن نے سمجھایا۔ کہ جانوروں کا خون یا گوشت خدا کی نظر میں قابل قبول نہیں ہے بلکہ خود اُن کی قربانی اور تقویٰ +

ایک اور عمدہ کام جو آنحضرتؐ نے کیا (خدا آپ کو ہمیشہ کامیاب کرے) یہ تھا۔ کہ آپؐ نے وحدت نوع انسانی کو مضبوطی اور عمدگی کے ساتھ قائم کر دیا۔ اور آپؐ نے اپنے پیروؤں میں سے تو ہمیشہ کے لئے، رنگ، نسل قوم، ذات اور ملک کے امتیازات فنا کر دیئے آپؐ نے انسان کے اجتماعی اور سیاسی اداروں کی بنیادوں میں ایک انقلاب برپا کر دیا۔ اور آپؐ نے صدیوں پہلے تمام یورپین سوشل مصلحین مثلاً کارل مارکس روسو اور اشتراکیت کا جدید ترین مصلح لینن وغیرہ کے اقوال و خیالات کو اپنی تعلیمات میں پیش کر دیا۔ چنانچہ پروفیسر لیک کہتے ہیں :۔

یہ ایک عجیب بات ہے۔ کہ جبکہ تمام دنیا میں غلامی کی لعنت کا شکار تھی۔ اسلام نے آزادی اخوت اور مساوات کا اعلان کیا۔ اسلام کے مقدس بانی نے کیا خوب کہا ہے "خدا کے سارے بندے اس کے خاندان کے افراد ہیں۔ اور خدا کا محبوب ترین بندہ وہ ہے۔ جو اس کی مخلوقات کے

ساتھ سب سے زیادہ محبت کرتا ہے" +

مکّہ کے بین الاقوامی اجتماع سے بڑھ کر ابھی تک دُنیا میں کوئی دوسرا اجتماع نہیں ہوتا جو سالانہ تیرہ سو پچاس سال سے حج کے موقع پر ہوتا ہے۔ اس موقع پر لاکھوں عورت مرد ہر قسم کے شاہزادے کاشتکار صنّاع اور مزدور آقا اور غلام مختلف ممالک سے آتے ہیں لیکن باوجود اختلاف مراتب و نسل و رنگ سب کے سب ایک طرح کا سادہ بغیر سلا لباس پہنتے ہیں۔ ننگے سر ننگے پاؤں مرکزی مقام پر جمع ہوتے ہیں۔ اور انسان خُدا کے حضور میں اسلامی اخوت و مساوات کا ایک اثر انگیز منظر پیش کرتے ہیں۔ یہ رسم دوامی طور پر وحدت نسلِ انسانی کا اثبات کرتی ہے +

آخر میں مَیں اس نیکی کا ذکر کرونگا۔ جو آپؐ نے بنی نوعِ آدم کے ساتھ شراب کو ممنوع قرار دے کر کی ہے۔ محض آپؐ کے دم قدم کی برکت سے لاکھوں کروڑوں انسان اس ناپاک شئے سے گزشتہ چودہ سو سال میں محفوظ رہے ہیں۔ یہ شئے اگرچہ ذلیل ہے مگر انسان کیلئے بڑی کشش رکھتی ہے۔ اور خود انسان نے ایجاد کی ہے۔ یہ دیکھتے ہوئے۔ کہ آج امریکہ میں امتناعی قانون کو نافذ کرنے میں کس قدر مشکلات پیش آرہی ہیں کیا یہ اعجاز نہیں ہے کہ آنحضرت صلعم نے محض اپنی اخلاقی قوّت اور ربّانی تاکید سے تمام مسکرات کا استعمال ہمیشہ کے لئے اپنے سچے پیروؤں میں جو کروڑوں سے زیادہ ہیں بند کر دیا +

آنحضرت صلعم کی زندگی اس سے بہتر نہیں بیان کی جا سکتی۔ جو کہ خود خُدا نے آپ کی پیدائش کے متعلق بیان کی ہے۔ وَمَآ اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا رَحْمَةً لِّلْعٰلَمِيْنَ" اور اے محمدؐ ہم نے تجھ کو نہیں بھیجا مگر تمام جہانوں کیلئے رحمت بنا کر"۔ ہر اُس شخص کیلئے جو آپ کی مدد کا خواستگار ہوا۔ بی بی آمنہ کے لال نے ہمیشہ اسکی مدد کی۔ اور اپنے کو سب سے زیادہ رحیم ثابت کیا۔ آپؐ کو یتامیٰ پر بہت شفقت تھی۔ اور اُن کے علاوہ آپ مسافروں مقروضوں مفلسوں قیدیوں مزدوروں پر بھی بہت مہربان تھے۔ آپؐ عورتوں کے حق میں بھی رحمت تھے۔ اور اس زمانہ میں عورت کو ہر مذہب اور ہر ملّت اور ہر سوسائٹی میں محض ایک خانگی اسباب کی حیثیت دیجاتی تھی +

آؤ آخر میں ہم سب صدق دل سے پکاریں صلی اللہ تعالیٰ علیٰ محمد و علیٰ آلہ واصحابہ اجمعین +

اسلام اور یورپ کی موجودہ نسل

از عمر عراف الرینفل صاحب
(مترجمہ ڈاکٹر ذکی بے صاحب از زبان جرمن)

نوٹ منجانب مدیر اسلامک ریویو: - کوئی دو سال کا عرصہ ہوا۔ کہ بیرن الرینفل صاحب جو ملک آسٹریلیا کے ایک نواب ہیں مشرف بہ اسلام ہوئے اُن کی زندگی کی بڑی خواہش یہ ہے۔ کہ شہر وی آنا دار الخلافہ ملک آسٹریلیا میں ایک مسجد تعمیر ہو جائے۔ انہوں نے ایک سوسائٹی بھی قائم کر دی ہے۔ جو ترقی اسلام میں کوشاں ہے۔ اس مضمون سے صاف ظاہر ہوتا ہے۔ کہ انہوں نے اسلام کے مفہوم و منشاء کو خوب ذہن نشین کر لیا ہے۔ اور اُنہیں اس بات کا بھی علم ہے۔ کہ موجودہ یورپ کی روحانی اُمنگوں کو صرف اسلام ہی پورا کر سکتا ہے) +

حصہ اوّل

مطالعۂ اسلام سے ان تین بنیادی پہلوؤں کا انکشاف ہوتا ہے :-

(ا) اسلام کی روحانی تعلیمات جو پیغمبر خدا حضرت محمد صلعم نے تعلیم فرمائیں +

(ب) اسلام کی مذہبی رسوم و عبادات کی وہ شکل و صورت جو حضرت محمد رسول خدا نے ابتدا میں قائم کی۔ اور جس میں بمرور ایام نہایت ہی خفیف سا تغیر واقع ہوا ہے +

(ج) اسلام کا طرز معاشرت تربیت اور ان کا کس قدر حصہ اسلامی تعلیمات اور مذہبی روایات کے ذریعے وجود میں آیا۔ اور تکمیل کو پہنچا۔ وہ قومیں جو اسلام لے آئیں ہمیشہ ہی اسلامی روایات اور طرز تہذیب سے مؤثر ہوتی رہی ہیں۔ گو انہوں نے اسلامی شعار میں قدرے ردو بدل ہی کر لیا ہو +

اسلامی تعلیمات کا تو یہ حال ہے۔ کہ ان میں جملہ احکام الٰہی سے متعلق محبت و تفہیم کا نہایت ہی دور رس ذخیرہ موجود ہے۔ اسکی وجہ یہ ہے۔ کہ اُن میں تمام انبیاء علیہم السلام کو صاف طور پر تسلیم کر لیا گیا ہے +

اس کا دوسرا پہلو یعنی اسلام کی مذہبی صورت ہادیانِ دین کی ایک ایسی جماعت کا نمونہ پیش کرتا ہے جس کا دائرۂ عمل فقط روحانی اثر تک ہی محدود ہے۔ اسلئے کہ اسلام میں کسی ایسے منظم گروہ احبار کا

وجود ہی نہیں۔ جیسے سیاستیات میں دخل ہو۔ یہ دونوں خصائص تو فقط اسلام ہی کا خاصہ ہیں۔ اور اقالیم مغرب کے جملہ مومنین صادقین ہستیٔ باری انھیں مذہب حقّہ کی علامات سمجھ کر اُن کے جویا ہوئے ہیں باوجود اس کے اسلام کو یورپ میں ابھی تک عوام میں مقبولیّت کا کوئی خاص درجہ حاصل نہیں ہوا سوائے چند ایک ممتاز ہستیوں کے جیسے قیصر فریڈرک سوم شہنشاہ جرمنی۔ کیوسینس۔ کولون کا اُسقفِ اعظم۔ گوئٹے۔ نیپولین اول وغیرہم جو اسلام کے بڑے دلدادہ تھے۔ مگر انفرادی طور پر اپنے اپنے وقت میں لے دے کے صرف یہی لوگ ہیں جو اسلام کے مدّاح تھے +

اس کا سبب کہ کیوں اہل یورپ نے ابھی تک اسلام کا صحیح اندازہ نہیں کیا اسلامی تربیت کی علامات اور اسکی تہذیب کی شعاری اشکال میں جو مسلم اقوام معرضِ وجود میں لائیں مضمر ہے +

ان اقوام کی مخصوص تربیت اور تہذیب کو اہل یورپ نے غلطی سے بھدا سا بلکہ معاندانہ یا شیطانی سمجھ رکھا ہے۔ سیاسی اشتعال انگیزیاں اور بیجا حمایت نے یہ ناپسندیدہ رجحان پیدا کر دیا ہے۔ اور اگر تمام خود ساختہ کذب و افترا کا لحاظ بھی کر لیا جائے تو بھی اس کا بیشتر حصّہ اب بھی فی الواقعہ قائم ہے صفحات آئندہ میں مَیں اس غلط فہمی کے اسباب کی توضیح کرنے کی کوشش کرونگا +

قدمائے یورپ کے خیال میں تو اسلامی طریقِ ازدواج از قسم گناہ ہے اسلامی رسوم۔ طرز لباس۔ اسباب منزلی صنعت و طرزِ تعمیر۔ فرش پر بیٹھنا اور وہیں نمازیں بھی پڑھ لینا۔ اور دیگر اسلامی طریقہائے عبادت ان لوگوں کے خیال میں نامہذب اور وحشیانہ ہیں۔ مگر زمانہ گذشتہ میں بہت سے یوروپین اس تطابق کو دیکھ کر دنگ رہ گئے ہیں جو اسلام میں عقاید و اعمال نصب العین اور انکی تحصیل میں پایا جاتا ہے مگر اسلام کے ان مدّاح مبصروں کو بھی کبھی یہ خیال نہیں آیا۔ کہ ہم اپنی مخالفانہ تنقید کو اہل یورپ کے زاویۂ نگاہ کی تردید میں صرف کریں +

لہٰذا یورپ کی موجودہ نسل کے ذمہ یہ کام باقی رہ گیا ہے۔ کہ اسلام کا صحیح مفہوم حاصل کیا جائے اور حقیقت تو یہ ہے۔ کہ اس نے اس مفہوم کو حاصل کرنا شروع بھی کر دیا ہے۔ جنگ عظیم کے دوران میں اس نسل نے مغربی تہذیب کی سخت ناکامی کو دیکھ لیا ہے۔ اور اس کا یہ سوال بالکل بجا ہے۔ کہ کیا یہ بات قرینِ انصاف ہے کہ ایک ہی طرزِ تربیت کو تسلیم کیا جائے۔ اور تربیت ہائے دیگر کو بالائے طاق رکھ کر صرف اسی کی پیروی کی جائے اس سے تو بحث نہیں کہ یہ نصب العین قوم گاتھ کے انسان کی ذہنیت ہے یا عامل انسان کی

پُرمبالغہ قابلیت۔ جس شے کی موجودہ نسل کو تلاش ہے۔ وہ تو خواہش و عمل ۔مطلوب اور مدعا میں یکرنگی ہم آہنگی
اور مطابقت ہے۔ ہمیں اس مادیت کی تو ضرورت نہیں جو یک سمتی متجاوز از حد سعی سے کسی طرح کم نہیں۔ بلکہ
ہر مادی شئے کو روحانیت میں رنگ دینے کی غرض سے ہماری جملہ مساعی میں صداقت درکار ہے +

موجودہ نسل کے تقاضا ہی کی وجہ سے ایسے حالات صاف طور پر نمودار ہوگئے ہیں جو ممکن ہے کہ اسلام کی قدر و منزلت
تسلیم کرانے میں غلط فہمیوں کا ازالہ کر دیں یعنی وہ غلط خیالات جو صرف انسان کے لابدی نقص و کمزوری
کے متعلق بھی زندگی کے بلند معیاروں تک اسکی رسائی کے استعداد کی بابت ہیں۔ اور یہ خصوصیت نہ صرف
موجودہ نسل کے مطمح نظر ہی کی ہے۔ بلکہ اس تربیت و تہذیب کی بھی جو بذریعہ اسلام وجود میں آئی +

اسلام میں جن قوانین کا انسان پابند ہے۔ اُن کا اطلاق ایک اہم ترین حالت پر ہی نہیں ہوتا۔ یعنی اس قسم کہ
گا کہ قوم کا انسان تمام خواہشات نفسانی سے آزاد ہونا چاہئے یا عامل انسان کیلئے ضروری ہے۔ کہ سونے کی لاتعداد
مقدار اسکی ملکیت ہو۔ یہ قوانین تو جملہ اصناف پر حاوی ہیں۔ انکے ذریعے انسان ناقص کیلئے بھی یہ امکان ہے
کہ وہ اعلے روحانی قوانین کو سمجھے۔ اور ان پر عمل کرنے کیلئے بطور خود بہترین راہ پر گامزن ہو سکے۔ اسلام پر
عمل کرنیوالے انسان کی یہ کوشش بھی ہوتی ہے۔ کہ اپنے اُن بھائیوں کو بھی نیک انسان بنا دے۔ جو اپنے زمانہ کے
بلند ترین مطمح نظر پر عمل پیرا نہیں ہو سکتے۔ جو انسان اسلام کا پیرو ہے وہ اپنے زمانے کے نصب العین کے
ناقص نمایندوں کو نہ تو ریاکار منافق کا خطاب دیتا ہے۔ اور نہ ہی تائب گنہگار یا نادم بھیڑیں گردانتا ہے۔
مذہب کی اس اعلیٰ ہم آہنگی میں جو اوسط درجہ کا انسان شامل کر لیا گیا۔ ایسی پر ہم اسلامی تہذیب کے خط و خال کی تشریح کرسکتے ہیں +

رومن کیتھولک فرقہ اپنے پُر مبالغہ نصب العین کی خاطر اپنے مُقلّدین کو ملائکہ کی سی زندگی بسر کرنے پر مجبور کرتا ہے
مگر وہ بیچارے چونکہ معمولی انسان ہوتے ہیں۔ اس غیر معمولی بلند معیار تک پہنچنے سے قاصر ہیں۔ لہذا ریاکار بن جاتے ہیں
اس کا نتیجہ یہ ہے۔ کہ اہل یورپ نہ صرف غایت درجہ کے ناقص الیقین ہی ہیں بلکہ ہر مطمح نظر ہر طرح کے ایمان باللہ اور
حیات بعد الموت کے بھی منکر ہیں۔ اس کے برخلاف اسلام نے روزمرہ کی زندگی میں ان روحانی قوانین پر عمل
کرنے کا جو طاقت بشری میں ہیں امکان پیدا کر دیتا ہے۔ اسلام میں اس قسم کی ریاکاری کا وجود ہی نہیں۔ بلکہ اس ایک
تمدن بھی مگر کامیاب ارتقا پایا جاتا ہے۔ اب میں اپنے خیالات کی بذریعہ امثلہ توضیح کرتا ہوں +

اوّل ہم اسلامی مسئلہ ازدواج کو لیتے ہیں ہمیں قانون یورپ سے زیادہ آسانیاں ہیں مگر اسکی سہولت جیسا کہ
اہل یورپ کا غلط خیال ہے عشق بازی کے اس رواج کی جس پر یورپ میں عملدرآمد ہو رہا ہے تائید نہیں ہوتی۔ دراصل یہ اسلامی قانون
نہ صرف لفظاً بلکہ عملاً وحدت ازدواج اور اپنے پیروان کے عمر بھر اس پر قائم رہنے کا حامی ہے۔ ہمیں کامیابی حاصل ہوجاتی
ہے اور اسکی وجہ یہ ہے۔ کہ وہ خاص قسم کے انسان کیلئے جن کی تعداد گو تھوڑی ہے۔ مگر وہ طبعی طور پر وحدت ازدواج کی زندگی بسر
کرنے سے معذور ہیں۔ ایک شاہراہ عمل تجویز کر سکتا ہے۔ اسلام انھیں یہ تعلیم دیتا ہے۔ کہ وہ کس طرح انسانی نقطۂ خیال سے نفیس اور
تمدنی طور پر بے ضرر طریقے سے ایسی عورت کا جسے اپنے خاوند سے کوئی محبت باقی نہ رہی ہو نکاح ثانی کر سکتے ہیں۔ یا کوئی
خاوند راستباز اور دیانتدار رہکر زندگی بھر ایک سے زیادہ بیویوں سے صحیح محبت کر سکتا ہے۔ اسلام بخلاف یورپ ایک ہی طرح کے
انسانوں کا خیال نہیں کرتا۔ اور نہ انھیں عاصی ٹھیراتا ہے۔ یہ تو انسانی زندگی کے مختلف مظاہر کا خیال رکھتا ہے

ممکن ہے۔ کہ یہ نصب العین کسی یوروپین کو غلط نظر آئے۔ مگر امر واقعہ یہی ہے۔ کہ اس کے ذریعے اسلام نے اس خود غرضانہ مادیت اور الفت کا ذبہ سے نجات پائی ہے جس سے ریاکاری اور ظاہر و باطن میں تفاوت پیدا ہو گئے ہیں +

اسلامی قوانین ازدواج ایک سے زیادہ بیویوں کے ساتھ مناسب طریق پر زندگی بسر کرنے کی راہ بتاتے ہیں انکی رو سے اس عورت کو جو اپنے خاوند سے ناراض ہو طلاق لینے اور دوبارہ شادی کر لینے کی اگر نکاح ثانی میں اسے زیادہ خوشی حاصل ہونے کا موقع ہو اجازت ہے۔ چونکہ قوانین مختلف اصناف انسان کو مجبور نہیں کرتے۔ کہ وہ جو کچھ واقع ہیں۔ ان کے خلاف اظہار کریں۔ حالانکہ یورپ میں کثرت ازدواج کی مخالفت کا صریح نتیجہ خفیہ آشنائیاں ہوتا ہے جن کے نتائج خطرناک ہیں۔ لہٰذا اسلام میں اعتقاد اور عمل میں مطابقت ہے +

اب ہم دوسری مثال یعنی اسلامی صفت کو لیتے ہیں۔ اسلام میں بطور صنعت گری اشیاء مثلاً تصاویر تماثیل یا اولیاء اللہ اور ان کے مناظر حیات کی نقل اتارنے کی ممانعت ہے۔ لہٰذا اسلام میں صنعت کی تمامتر توجہ ایسی اشیاء کی ساخت میں صرف ہوتی ہے۔ جو یومیہ زندگی کیلئے ضروری ہیں۔ اور ان میں مساجد بھی شامل ہیں۔ جن کی روزمرہ کی روحانی زندگی میں ضرورت پڑتی ہے۔ اس طرح سے مذہبی علامات اور انسانی مصنوعات میں ایک ایسا تطابق قائم ہو جاتا ہے۔ جو دوسرے مذہبوں میں مفقود ہے۔ اسلام میں اولیاء اللہ کے مجسموں کی عدم موجودگی کو یورپ نے فقدان پر محمول کیا ہے۔ مگر دراصل یہی بات ہے جس نے مذہب اسلام کو اولیاء اللہ کی بھدی اور غلط تصاویر کے ذریعہ روحانی علامات کی تذلیل سے محفوظ رکھا۔ کیونکہ یوں تو وہ خطرناک غلطی دوبالا ہو جاتی جس کی وجہ سے ان اشیاء کو دعاؤں کا ہدف بنا لیا جاتا ہے۔ اس خطرہ کے بغیر ہی جو صنعتی تصاویر پر عاید ہوتا ہے۔ مذہبی علامات کا ذہنی تصور ان کے ذریعہ بھی ہو سکتا ہے +

پابند اسلام انسان کی چال ڈھال لباس اسباب منزل اور عادات و اطوار سے ایک اور مثال بھی ملتی ہے۔ قدیم یوروپین نسل کو جو یہ چیزیں اس تعلق کی وجہ سے جو مسلمانوں کو نماز دماغی کام اور کھانا کھانے کے وقت بھی ہمیشہ زمین کے ساتھ رہا ہے۔ جو کہ اس زندگی میں ان کا گھر ہے۔ اور جس میں عمر بھر تمام نوع انسان کا اشتراک ہے۔ غیر مہذب اور وحشیانہ معلوم ہوتی تھیں مگر امر واقعہ یہ ہے۔ کہ یہی تعلق زمینی بلند پایہ تربیت اور تطہیر ارض کا باعث ہوا ہے۔ اسلامی تمدن تسلیم کرتا ہے۔ کہ انسان جب تک اس دنیا میں رہتا ہے اس امر سے انکار نہیں کر سکتا۔ کہ میں اسی زمین سے پیدا ہوا ہوں" مسلمان اس یوروپین سے زیادہ حلیم الطبع ہے جس نے ان اشیاء سے جو زمین سے پیدا ہوتی ہیں روگردانی کرنے اور ان کی تحقیر کی وجہ سے اس ارضی تعلق کو فراموش کر دیا ہے مسلمان زمین کے ساتھ منکسر المزاجی سے پیش آتا ہے۔ اور خود اس پر بیٹھ کر اس کا احترام و اکرام کرتا ہے نتیجہ اس کا یہ ہے۔ کہ صنعتی حسن کی سارے گھر اور مساجد کے تصور میں مطابقت ہو جاتی ہے۔ بمقابلہ اسکے زمانہ وسطیٰ کے یورپ میں ایسی مصنوعات ملتی ہیں۔ جن سے انکار مادہ ہویدا ہے۔ اور اس کے برخلاف عہد حاضرہ کے حکمائے طبیعی میں ایسے صناع پائے جاتے ہیں جنہوں نے زمین یا مادیت کو ہی اصلیت سمجھ رکھا ہے۔ اور روحانی حقیقت کے قطعاً منکر ہیں۔ مگر اسلام میں یہ دونوں قسم کی افراط و تفریط عنقا ہے۔ بلکہ دونوں ایک موزوں صورت میں ملا دیکھی ہیں +

اب ہم تیسرے پہلو یعنی معاشرتی پہلو کو لیتے ہیں +

معاشرتی نقطہ نگاہ سے یہاں بھی وہی قانون جو ارض اور جسمانی تعلق میں موجود ہے جاری ہے معشر اسلام کے دانشمند طبقے اہل مغرب کی طرح نسلی تفاخر یا قومی اور خاندانی برتری کی بناء پر غرباء سے کبھی بھی الگ تھلگ نہیں رہے۔ بلکہ ان کی یہی

کوشش رہی ہے۔ کہ شفقت آمیز سلوک کے ذریعہ اپنی علم و فضل کی زندگی اور مقاصد میں انھیں بھی شامل کرلیں اور عجز و محبت بتالیں۔ اسلام میں مفلسی اور ہاتھ سے کام کرنے کو جیسا کہ زمانہ وسطیٰ کے یورپ کا خیال تھا کبھی ذلیل نہیں سمجھا گیا۔ مگر عہد حاضرہ کی مادیت اشتراکیت اجتماعیت اور بولشویت کی طرح ان کی ناجائز توقیر بھی نہیں جاتی +

بولشویت کا دعوے یہ ہے۔ کہ مذہب تو عامۃ الناس کے حق میں ایک قسم کی افیون ہے جو انھیں مدہوش کر دیتی ہے۔ کیونکہ بولشویت کا ایمان تو فقط زمین اور مادیت پر ہی ہے۔ زمانۂ وسطیٰ کے یوروپین کی تو یہ خواہش تھی۔ کہ زمین اور جسم کے وجود ہی سے انکار کر دے۔ مگر اسلام میں ان دونوں غلطیوں کی گنجائش ہی نہیں۔ یہ تو طبقۂ غرباء اور طبقۂ امراء کو ایک ہی طریق پر زندگی بسر کرنے کے لئے باہم متحد کر لیتا ہے، اسلام نے عوام الناس۔ زمین اور جسم کا خوب التزام کیا ہے۔ مگر یورپ میں پہلے تو یہ ہوتا رہا۔ کہ متمول اور اعلےٰ صفت غرباء کو دباتے رہے اور اب عوام الناس اور ادنےٰ طبقات کو دبا رہے ہیں۔ مثلاً روس کی پیش ازیں جماعت امراء کا ادنےٰ میں مبتدل ہو جاتا۔ لہٰذا فقط اسلام ہی میں بہترین درجہ کی میانہ روی پائی جاتی ہے۔ اسبات کی اصل وجہ کہ اسلام میں غرباء کا گروہ اپنے یوروپین بھائیوں سے کیوں زیادہ فہمیدہ ہوتا ہے۔ یہ ہے کہ ان میں اور زیادہ تعلیمیافتہ طبقات میں میل جول ہے۔ مگر اب یورپ میں کئی کوششیں اس قسم کی ہو رہی ہیں کہ اعلےٰ اور ادنےٰ جماعتوں میں مفاہمت کی کوئی راہ مل جائے +

اب ہم آخری پہلو کو لیتے ہیں یعنی مغربی گرجا کی طرز تعمیر کا مقابلہ اسلامی عمارات سے کرتے ہیں۔ اور اس بحث میں خیالات کے اس میلان کا ذکر بھی آجائیگا۔ جو موجودہ نسل میں جاری وساری ہے +

مساجد کا نقشہ اسلامی طریق نماز سے اثر پذیر ہے جسمانی طہارت سے لیکن خدا تعالےٰ کے بند و خاموش دروازے کے سامنے سجدہ کرنے اور بذریعہ تفکر اس دروازے کے انسانی نفس کی بارگاہ میں کھلنے تک اسلامی نماز کی ہر بیرونی علامت مسجد کی تعمیری تفاصیل سے منعکس ہوتی ہے ان روحانی فیوض کا جو اس شخص پر وارد ہوتے ہیں جو نماز پڑھ رہا ہو۔ یوروپین ناظرین کی قدیم نسل سو جبینہ ان تعلیمات کی مانند جو تعمیر مسجد میں بطور علامات نمایاں ہیں پتہ تک نہ ملتا تھا۔ آخرت میں انسان کی روحانی زندگی (گنبد سے یہ مراد ہے کہ اس دنیا میں انسان کی ارضی زندگی کی تکمیل ہو جاتی ہے الکعبۃ تمامًا بنیاد (اسکے معنی دونوں جہان کا بذریعہ تفکر ایکدوسرے میں ضم ہو جانا ہے) اور کثیر الزوایا درمیانی عمارت (یعنی نجات دہ مثلث آلٰہی کی بنیاد دونوں سے نی چاہئیے) اور مینار کی شعلہ نما رفعت مسلمان جب صدق دل سے نماز پڑھتا ہے۔ تو اسے ایسا محسوس ہوتا ہے کہ گویا خدا تعالےٰ کا نور میری روح میں سرایت کر رہا ہے پرانی طرز کے یوروپین ناظرین نے نمازوں کی روحانی تعبیر کا جو مسجد کی تفاصیل تعمیر (محراب۔ فرش فروش۔ فوارے۔ کتبے اور زینتیں) کے ذریعے سے ہویدا ہے خیال ہی نہیں کیا۔ اور اسلامی اعتقادات کے علاماتی معانی کی طرف بھی متوجہ نہیں ہوئے مسجد کا گنبد انسان کی ابدی روح کا نشان ہے۔ اور پسندیدہ کثیر الزوایا عمارت ارضی و سماوی حصص کے تعلق کا نشان ہے۔ اور نمازوں میں بھی یہی تعلق ظاہر ہے باہر سے دیکھنے میں بھی مسجد جملہ انسانی عبادات کا منظر پیش کرتی ہے۔ اور میناروں کے ذریعہ اس محبت کی جو انسان کو خدا تعالےٰ سے ہے۔ ایک ظاہری تصویر سامنے آجاتی ہے مینار ایک ایسے شعلے کی مانند ہے جو درختوں میں سے بلند ہو رہا ہے۔ جب ان قدیم یوروپین ناظرین کو مسجد کے اندر لیجایا جاتا تھا۔ تو وہ خوبصورت محرابوں فرش فروش۔ چونے کے طاقوں زینتوں اور کتبوں کی تو تعریف کرتے مگر گاتھ طرز کی نازک بلند محراب کی عدم موجودگی پر اظہار تاسف کرتے لہٰذا وہ مسجد کی خاموشی کو موزونی تفکر بیان کرتے تھے۔ یہ سچ ہے کہ مسجد کسی ایسے دور دراز مطلوب کی طرف اشارہ نہیں کرتی۔ جو کسی شخص کی روح کی استطاعت سے باہر ہو۔ یہاں تو ایسا معلوم ہوتا ہے۔ کہ زمین کا زیادہ خیال ہونا چاہئیے۔ اور اسکی تزئین ایسی عمدگی سے کی جائے۔ جس لطافت سے محبت اور ایمان کے بادل زمین پر محیط ہیں۔ اور اعلےٰ متجد سے بچھوتے ہیں۔ اس عنایت کا یہ مطلب ہے کہ خدائے قادر مطلق صرف اپنے ہی نفس میں مل سکتا ہے۔ یعنی کہ اگر اس نے اپنے آپ پر فتح پالی ہے۔ اور اپنی ذات اور بدن وجہ خدا تعالےٰ کی تمام مخلوق کے ساتھ بحالت صلح زندگی بسر کر رہا ہے۔ جب یہ حاصل ہو جائے تب مسلمان کی نماز مکمل ہو جاتی ہے یا بالفاظ دیگر اس نے اپنے اندر کلام آلٰہی کیلئے ایک گھر بنا لیا ہے۔ اور اسلام کی پیروی کرنے میں وہ کامیاب ہو گیا ہے +

تفسیر القرآن

از حضرت خواجہ کمال الدین صاحب بی۔اے۔ایل ایل۔بی مبلغ اسلام

(سلسلہ کے لئے ملاحظہ ہو جلد ۱۸ نمبر ۹ صفحہ ۲۴۲)

باب ششم

زندگی کی پیچیدگیاں۔قسمت

بسا اوقات ہم زندگیوں کی پیچیدگیوں میں محصور ہو جاتے ہیں۔ ہم گویا ایک بھول بھلیاں میں پھنس جاتے ہیں۔ جس سے باہر نکلنے کا راستہ ہمیں معلوم نہیں ہوتا۔ ہم کو علم کی ضرورت ہے کیونکہ جہالت کا وقوف ہماری جہالت کو اور بڑھا دیتا ہے۔ بعض اوقات ہم آرام میں ہوتے ہیں لیکن یکایک کوئی مصیبت ہمیں آگھیرتی ہے۔ اور ہمارے قیاسات اور توقعات کو درہم برہم کر دیتی ہے۔ اور اس وجہ سے ہماری زندگی میں انقلاب پیدا ہو جاتا ہے۔ ان غیر معمولی واقعات کی تشریح تو ضروری ہے۔ کیونکہ اس وجہ سے ہم محتاط ہو سکینگے۔ اور شادمانی کی راہ پر گامزن ہو جائینگے۔ اس مقصد کیلئے سائنس ہماری مدد نہیں کر سکتا۔ وہ تو تقدیر یا قسمت کی طرفداری کرتا ہوا معلوم ہوتا ہے۔ اور یہ سب سے بڑی بات ہے۔ اس کی وجہ سے ہم بے بس ہو جاتے ہیں۔ اور ساتھ ہی ہماری ذمہ واری کا احساس کمزور ہو جاتا ہے۔ سائنس دان کہتے ہیں چونکہ ہر شے مقررہ اصولوں پر چل رہی ہے۔ اور واقعات پہلے سے مقدر ہیں۔ اسلئے انسانی معاملات میں بھی یہی حال ہوگا۔ مختصر یہ کہ اگر ہمیں زندگی کی مشکلات سے نکالنے کیلئے کسی روشنی کی ضرورت ہے تو وہ یہاں ہے۔ ہمیں معاملہ صاف نظر آنا چاہئے۔ یہ صرف مذہب کا معاملہ نہیں ہے یہ تو تمام دنیاوی معاملات میں بہت اہم جزو ہے۔ اور اسلام سے پہلے کسی مذہب نے اس معاملہ پر روشنی نہیں

ڈالی - قرآن ہی نے اس پر روشنی ڈالی ہے - اور ہم کو اندھیرے میں ٹھوکر کھا جانے سے بچایا ہے
بدی اکثر ہمارے پاس بن بلائے آتی ہے - اسلئے خدا کے پاس سے علم آنا چاہئے - کہ
ہم بدی کا مقابلہ کر سکیں - کیونکہ کوئی انسانی فلسفہ اس مسئلہ کا تسلی بخش حل نہیں کر سکا ہے
بعض لوگ قسمت کی طرف اشارہ کرتے ہیں - جو کہ ایک عربی لفظ ہے - اور مستشرقین اس کو تقدیر
کے معنی میں استعمال کرتے ہیں - اگرچہ اس کے لفظی معنی تقسیم کرنا ہیں - خیال کیا گیا ہے کہ خیر و شر
مقدرات ہیں - اور خدا نے پہلے ہی سے اُن کی تقسیم کر رکھی ہے - بعض کو خیر سے اور بعض کو
شر سے حصہ ملا ہے - لہٰذا انسانی کوشش سے دنیا کے انتظام میں کوئی تبدیلی نہیں ہو سکتی اور
انسان قسمت کے ہاتھ میں کھلونے کی طرح ہے - خدا کے کسی نبی نے کبھی ایسی ناپاک تعلیم نہیں
دی - جس کی وجہ سے ہر قسم کی ذمہ واری اُٹھ جاتی ہے - بہر کیف اسکے مشابہ تعلیم کلیسیائی مذہب نے ضرور
دی ہے - لیکن یسوع کی یہ تعلیم نہیں ہے - اتھانسیس کے زمانہ سے قسمت کا عقیدہ جملہ کلیسیائی مذاہب
میں بطور رکن ایمان کے شامل چلا آتا ہے - اور ہر مسیحی گھر میں مُردہ بچہ کی ولادت پر یا قبل بپتسمہ
اُس کی وفات پر عملی رنگ میں ظاہر ہوتا ہے - اس قسم کے بچوں کے متعلق یہ عقیدہ ہے
کہ خدا نے انھیں ابدی وارث جہنم کا بنا دیا ہے - لہٰذا انھیں غیر مقدس زمین میں دفن کرنا چاہئے -
بنی نوع آدم کی اس تقسیم میں کہ بعض جنتی ہیں اور بعض دوزخی قسمت کی بو آتی ہے +

قرآن ہمیں ایسی ہدایات دیتا ہے جن کی بناء پر ہم اُن دشوار مسائل کا بآسانی حل
کر سکتے ہیں - سب سے پہلے ہمیں یہ تنبیہ کی گئی ہے کہ ہم قانون کی حکومت میں ہیں - اور تمام قوانین غیر قابل
تبدیل ہیں، جن میں کسی قسم کی تبدیلی نہیں ہو سکتی - اُن کی خلاف ورزی گناہ ہے جس کی پاداش
دور نہیں ہو سکتی - پس اگر ہم تکالیف سے محفوظ رہنا چاہتے ہیں تو ہمیں قوانین کا احترام کرنا
لازم ہے - اس ضمن میں قرآن کئی خاص قوانین کا ذکر کرتا ہے جو ہماری زندگیوں پر حکومت کرتے
ہیں - اور اگر ہم تکالیف اور نا امیدی سے بچنا چاہتے ہیں - تو ہمیں اُن کو اپنی نگاہ
کے سامنے رکھنا چاہئے +

قوانین تعلیل و مکافات بعض حالات میں ساتھ ساتھ کام کرتے ہیں - لیکن اگر اُن کے متعلق
ہمارے خیالات میں گڑبڑ ہو جائے تو پھر بے حد تکالیف کا دروازہ کھل جائیگا - ہمیں واضح رہنا چاہئے کہ

واقعات خُدا کے مُقرر کردہ اصُولوں کے ماتحت ظاہر ہوتے ہیں۔ اور ہر شئے کا کوئی سبب ہوتا ہے جس کا نتیجہ وہ واقعہ ہوتا ہے۔ اسی طرح مشیّتِ آلہی کے ماتحت کوئی فعل بغیر مکافات نہیں رہتا۔ اسی لئے خُدا کو ہر شئے کا سبب کہا جاتا ہے۔ حالات ہم پیدا کرتے ہیں۔ جو خُدا کی مشیّت کے مطابق نتیجہ پیدا کرتے ہیں۔ مثال کے طور پر نباتی دُنیا کے قانون کو لیجے۔ خُدا نے یہ قوانین اسلئے بنائے ہیں۔ کہ جو کوئی شخص جب کبھی کوئی چیز بوئے تو اُسے تکمیل تک پُہنچائے۔ اس طرح خُدا کھیتی کا پیدا کرنیوالا ہے۔ لیکن اُس کی پہلی علت وہ شخص ہے جس نے بیج بویا۔ اگر ہم بُرائی کرینگے تو اُس کا نتیجہ بھی بُرا ہوگا۔ اور ہمیں اس کا خمیازہ بُھگتنا پڑیگا +

ہم اکثر اس خیال کے ماتحت غلطی کرتے ہیں۔ کہ شاید بُرے نتائج سے محفوظ رہینگے۔ اسی لئے قرآن نے ہمیں آگاہ کر دیا ہے۔ کہ ہم ایک زبردست نگراں کے ماتحت ہیں جو اُن تمام خُفیہ خیالات اور ارادوں سے واقف ہے جو ہمارے دلوں کے اندر چُھپے ہوئے ہیں (۲: ۲۸۴) نتائج کے متعلق ہمیں آگاہ کر دیا گیا ہے۔ کہ وہ مُقررہ قوانین کے ماتحت ضرور ظاہر ہونگے۔ اور اس صداقت کو اُس اصُول کے ذریعہ سے بہترین طریق پر بیان کیا گیا ہے۔ کہ خُدا اچھے اور بُرے نتائج اپنے قوانین کے ماتحت پیدا کرتا ہے۔ اور اس سلسلہ میں تین باتیں ہمیں بتائی گئی ہیں (۱) تمام ذمہ واری ہمارے سر پر ہے۔ چُنانچہ قرآن شریف فرماتا ہے (۲: ۲۸۶)

"لا یکلّفُ اللہ نفساً الا وسعھا لھا ما کسبت وعلیھا ما اکتسبت" اللہ کسی شخص کو اسکی وسعت سے زیادہ تکلیف نہیں دیتا۔ اسی کیلئے ہے جو وہ اچھّی کمائی کرے۔ اور اسی پر ہے جو وہ بُری کمائی کرے +

من اھتدیٰ فانّما یھتدی لنفسہ ومن ضلّ فانّما یضل علیھا"۔ جو ہدایت پر عمل کرتا ہے وہ اپنے لئے کرتا ہے۔ اور جو گُمراہ ہوتا ہے۔ وہ اپنے لئے گمراہ ہوتا ہے (۱۷: ۱۵)

"عسیٰ ربکم ان یرحمکم وان عدتم عدنا"۔ ممکن ہے۔ کہ تمہارا رب تم پر رحم کرے لیکن اگر تُم نافرمانی کروگے۔ تو ہم سزا دینگے (۱۷: ۸)

ان اللہ لا یغیّر ما بقوم حتّٰی یغیّروا ما بانفسھم "تحقیق اللہ تعالیٰ کسی قوم کی حالت نہیں بدلتا جب تک وہ قوم خود اپنی حالت نہ بدلے" +

نیز یہ کہ کوئی شخص ہمارا بوجھ نہیں اُٹھائیگا - اور افعال کے نتائج ہمیں ضرور بھگتنے پڑینگے (۱۷ : ۱۵ام) +

نیز یہ کہ بغیر خدا تعالیٰ کی اجازت کے کوئی شخص اُس کے حضور میں ہماری شفاعت نہیں کرسکتا (۱۳ : ۱۱) +

تقدیر کا قانون مشیت ایزدی نے بہت تھوڑی چیزیں پیدا کی ہیں لیکن انھیں کثیر الاستعمال بنایا ہے - یہ چیزیں مختلف مقداروں میں اور مختلف طریقوں میں مختلف کاموں میں آتی ہیں لیکن اگر خدا کے مقرر کردہ طریق اور مقدار کو بدل دیں تو یقیناً نقصان ہوگا - یہ مقادیر بذات خود نقصان کا باعث نہیں ہیں - لیکن ضرر اس وقت پیدا ہوتا ہے جبکہ ہم اُن کو خلاف قواعد مقررہ استعمال کرتے ہیں - قرآن میں اُن مقادیر اور طرق کو حدود اللہ کہا گیا ہے اور جو آدمی ان حدود سے تجاوز کرتا ہے - اُسے مجرم کی حیثیت میں سزا ملتی ہے - پس ہمیں اُن حدود کا علم حاصل کرنے کا حکم دیا گیا ہے (۵ : ۸۷) اور جب تک ہمیں وہ علم قبل از عمل نہ دیا جائے اُس وقت تک ہمیں سزا نہیں ملتی (۱۷ : ۱۵) قرآن مجید نے ذیل کے تین طریقے حصولِ علم کیلئے بتائے ہیں :-

(۱) پہلا طریقہ بذریعہ مشاہدہ ہے - ہم کو اطلاعات کے تمام امکانی ذرائع عطا کئے گئے ہیں ہمیں مختلف حواس دیئے گئے ہیں - اور انھیں استعمال کرنے کا مشورہ دیا گیا ہے (۱۷/۳۶)

(۲) آنکھ اور کان کے استعمال میں ہمیں جانوروں کی طرح عمل نہیں کرنا چاہئے - بلکہ ہمکو حاصل کردہ علوم سے استنباط و استخراج کرنا چاہئے - ورنہ نادانی کی وجہ سے ہم پر مصائب آجائینگی (۷ : ۱۷۹)

(۳) لیکن بعض باتوں میں باریک بینی درکار ہے - اور یہ لیاقت ہر شخص میں نہیں ہوتی اور نتائج خصوصاً اخلاقی تقصیرات کے معاملہ میں بہت آہستہ آہستہ آتے ہیں - یہ دیر اثر عمل ہمیں اخلاقی قانون سے غافل کر دیتا ہے - بعض اوقات ہم اُن کے وجود سے بھی بیخبر رہتے ہیں - لہٰذا خدا کی طرف سے الہام ہمیں ان امور پر روشنی عطا کرنے کیلئے آتا ہے ۱۶/۲ ؛

زندگی کے نشیب و فراز ہماری اصلاح کیلئے آتے ہیں - اور اکثر مصیبت کی شکل میں آتے ہیں اور اپنا غیر فانی اثر ہمارے دماغ پر چھوڑ جاتے ہیں - تاکہ آئندہ موقعوں پر اُن سے ہدایت حاصل ہوسکے +

جب کبھی ہم اس حاصل کردہ علم کے خلاف جاتے ہیں۔ تو فوراً ہمیں سزا ملتی ہے (۶: ۱۳۱) لیکن چونکہ ہمارے افعال کا عالم الغیب خدا فیصلہ کرتا ہے۔ وہ واقف ہے۔ کہ ہمیں کس حد تک علم حاصل ہے۔ اور اسی کے مطابق فیصلہ کرتا ہے۔ اس لئے وہ اس معاملہ میں، ہمارے ساتھ بہت رعایت کرتا ہے کیونکہ سزا اُسی وقت ملتی ہے۔ جبکہ اُس سے پہلے ہدایت مل چکی ہو۔ اور ہم نے اُس کو پس پُشت ڈال دیا ہو لیکن ہم اُس کے سامنے ناواقفی کا عُذر پیش نہیں کر سکتے۔ کیونکہ وہ ظاہر اور باطن دونوں کو جانتا ہے لیکن وہ ایسا جج نہیں ہے۔ کہ ہر معاملہ میں، قانُون کی انتہائی سزا دے۔ دو فریقوں میں فیصلہ کرتے وقت، وہ بیشک انصاف کے مُطابق کام کرتا ہے لیکن غلطیوں کے فیصلہ میں وہ اسقدر سخت نہیں جیسا کہ دوسرے جج ہوتے ہیں۔ اور اسی لئے قرآن مجید اُسے مالك يوم الدين قرار دیتا ہے۔ وہ خواہ کسی مُجرم کو سزا دے یا مُعاف کر دے لیکن وہ اپنے اختیارات کو بلا وجہ استعمال نہیں کرتا۔ وہ تین باتیں جن پر وہ ہمیں مُعاف کر دیتا ہے۔ بھول چُوک، غلطی، اور عدم استطاعت ہیں۔ اگر غلطی ایسے حالات کے ماتحت ہو جائے جن پر فاعل کا قابُو نہ ہو تو اُسے مُعاف کر دیا جائیگا۔ یہ ہر معاملہ کا اُسی کی بناء پر فیصلہ کیا جاتا ہے۔ اور قابلِ رحم مُعاملات میں رحم بھی کیا جاتا ہے۔ یہ سزا بہت کم خارجی ہوتی ہے۔ بعض اوقات تو وہ تناسلی امراض کی شکل اختیار کر لیتی ہے۔ یہ سزا اُن کو ملتی ہے جو بُرے چالچلن کی وجہ سے اپنا خُون خراب کر لیتے ہیں۔ خُدا کی سزا بھی اسی طرح کی ہوتی ہے۔ وہ ہمیں سزا دے کر خُوش نہیں ہوتا (۴:۱۴۷) اس نے ہمیں مختلف تحفے عنایت کئے ہیں لیکن اگر ہم اُن کا غلط استعمال کریں۔ تو یہی واقعہ سزا بن جاتا ہے۔ اور قرآن اسے ایک حاصل کردہ بات کہتا ہے (۲:۱۶)۔ سزا اور معافی سے متعلق ہم الٰہی قوّتِ تمیز کا حال پڑھتے ہیں لیکن وہ ایسے افعال میں ظاہر ہوتی ہے۔ جو سزا کے لائق ہوں۔ وہ غیر مُستحق کو نہیں ملتی لیکن جب کوئی غلطی سزا کے لائق سرزد ہوتی ہے تو وہ اگر چاہے۔ یا مناسب خیال کرے تو معاف کر سکتا ہے لیکن اگر معاف کرنے سے مجرم اپنے جُرم میں اور پُختہ ہو جائے تو قانُون نافذ ہوگا۔ جب تک ہمارے چال چلن میں کوئی اصلاح کا امکان باقی ہے اس کا رحم اس کے غضب پر فائق رہتا ہے۔ اور جب لوگوں کے چاروں طرف گناہ اور بدی پیدا ہو جاتی ہے۔ تو پھر سزا یقینی ہے۔ اور جُرم کی مقدار کے مطابق سزا ملتی ہے۔ اچھے افعال پر بہت سا انعام ملتا ہے۔ اور بُرے افعال پر مناسب

سزا ملتی ہے +

آزادی سب سے بڑا انعام ہے جو خدا نے ہمیں دیا ہے۔ انسان کے علاوہ اور کوئی مخلوق فعال کی آزادی کی نعمت نہیں رکھتی۔ دوسری مخلوقات مشین کی طرح کام کرتے ہیں لیکن خدا نے انسان کو جو اس کا نائب ہے، قوتِ امتیاز عطا کی ہے۔ اور وہ چاہتا ہے۔ کہ ہم بھی اپنے فیصلہ میں ویسے ہی درست ہوں۔ جیسا کہ وہ خود ہے۔ اس تحفہ کی تکمیل کیلئے ہمیں ہر طرح کی آسانی دی گئی ہے۔ اور یہ اُس کی مرضی ہے۔ کہ ہم ہمیشہ صحیح راستہ اختیار کریں۔ لیکن وہ ہمیں مجبور کرتا۔ ہمیں تین چیزوں کی ضرورت تھی۔ اور وہ تین چیزیں ہمیں مل گئیں +

(۱) اشیاء کا حقیقی علم:- ہمیں تمام ضروری اطلاع دیدی گئی ہے۔ اور اس کے حصول کا طریق بھی بتا دیا گیا ہے۔ تاکہ وہ صحیح فیصلہ کرنے میں ہماری رہنمائی کر سکے +

(۲) کوئی چیز ہمارے فیصلہ کے درمیان مداخلت کرنے کیلئے نہیں آنی چاہئے۔ پس ہمیں اپنے راستہ پر چلنے کی اجازت دی گئی ہے۔ جیسے ہم نے پسند کیا ہے۔ نیک اور بد دونوں کو یکساں سہولت دی گئی۔ اور قرآن نے اس کا ذکر بدیں الفاظ کیا ہے:-

كلاً نمد هؤلاء وهؤلاء من عطاء ربك وما كان عطاء ربك محظورا ۱۲

ہم سب کی مدد کرتے ہیں۔ اُن کی بھی اور اُن کی بھی، تیرے رب کی نعمتوں سے اور تیرے رب کی نعمتیں محدود نہیں ہیں (۱۷ : ۲۰) +

ہر چیز ہماری مرضی پر چھوڑ دی گئی ہے۔ جو طریقہ ہم اپنے لئے اختیار کریں۔ اس میں کوئی شخص ہم کو روکنے والا نہیں ہے۔ اگر ہم کوشش کریں تو ہر چیز ہمیں حاصل ہو سکتی ہے خواہ ہم اُن کا درست استعمال کریں یا نہ۔ لوگ زندگی کی تمام دلچسپیاں اپنے سامنے رکھتے ہیں۔ اور اُن سے لطف اُٹھانے میں حقیقی حالات کو بھول جاتے ہیں۔ وہ گناہ پر گناہ کرتے ہیں، گویا کوئی دیکھتا ہی نہیں۔ یہاں تک کہ قانونِ مکافات حرکت میں آتا ہے۔ اور وہ نیست و نابود ہو جاتے ہیں +

(۳) **جزا وسزا** :- یہ بات بطور انتظام قائم رکھنے کے ایک ضروری بات ہے جب تک ہم کو غلط فیصلوں پر سزا نہیں ملیگی۔ ہم اُس وقت تک عقل کو غلط طریق پر استعمال کرنے کی بُرائی کا احساس نہیں کرسکتے۔ اگر خُدا کی مرضی یہ ہو۔ کہ ہم اپنے اندر فیصلہ کی صحیح قُوت پیدا کریں تو وہ ہمیں سزا دیگا (۶ : ۴۲) +

ہدایت اور ضلالت :- اس اُصُول کے متعلّق غلط فہمی نے بہت سے غلط خیالات پیدا کردیئے گئے ہیں۔ اگر یہ خُدا کی مرضی پر منحصر ہوتا تو پھر وہ ہم سب کو صحیح رستہ پر لگا دیتا لیکن اُس صُورت میں ہم محض ایک مشین ہوتے۔ ابتداءً وہ ہم کو صحیح راستہ پر رکھتا ہے (۶ : ۵۳) اور ہمیں اپنی قُوت امتیاز پر چھوڑ دیتا ہے۔ ہم اکثر اُس کا غلط استعمال کرکے ہلاکت کے نزدیک پہنچ جاتے ہیں۔ اور اس سلسلہ میں قرآن الٰہی قُوتِ امتیاز کا ذکر کرتا ہے۔ جو ہمارے فائدے کیلئے استعمال ہوتی ہے (۵ : ۴۰ و ۶ : ۳۹) وہ اس کا استعمال یا تو ہماری اصلاح کیلئے کرتا ہے یا وہ ہمیں ہماری مرضی پر چھوڑ دیتا ہے۔ ہمارے سابقہ اعمال کے مُطابق (۵ : ۳۹) اگر وہ دیکھتا ہے کہ ہم ہدایت کے الفاظ کی قدر کرتے ہیں۔ تو وہ ہماری مدد کرتا ہے (۵ : ۸) لیکن اگر وہ دیکھتا ہے کہ ہم ہدایت کے طالب نہیں ہیں تو ہمیں ضلالت میں چھوڑ دیتا ہے (۸ : ۲۳ و ۱۰ : ۲۷) جب ایک شخص اس سے گذر جاتا ہے۔ اور اُس کے واپس آنے کی کوئی اُمید نہیں رہتی۔ تو خدا اُس کی ضلالت کا فیصلہ کر دیتا ہے۔ اور اُس حالت میں کوئی شخص اُسے صحیح راستہ پر نہیں لگا سکتا۔ یہ حقیقت ہمیں بطور تنبیہ بتا دی گئی ہے لیکن اُسے قسمت سمجھ لیا گیا ہے۔ قرآن شریف یہ بات صاف طور سے بتاتا ہے لیکن بہت سے آدمیوں نے اسے غلط طریق پر سمجھ لیا ہے +

خاتمہ پر میں روشنی اور تاریکی کے قانون کی طرف اشارہ کروں گا۔ جو فطرت میں کام کر رہا ہے۔ اور میں سمجھتا ہُوں کہ وہ اس مسئلہ کو صاف کرسکتا ہے۔ سُورج تمام روشنی کا مخزن ہے لیکن اگر ہم اپنے کمرہ کی کھڑکیاں بند کرلیں تو وہ تاریک ہو جائیگا۔ اور اگر ہم عرصہ تک اسیں رہیں۔ تو ہماری نگاہ خراب ہو جائیگی مصیبت ہم پر الٰہی قوانین کے ماتحت آتی ہے لیکن اس کا اصلی سبب ہم ہیں۔ اس معاملہ پر اہمیت دینے کیلئے قرآن شریف کہتا ہے۔ کہ خدا ہی مصائب

نازل کرتا ہے۔ چنانچہ پہلے اُن مختلف بُرے راستوں کا ذکر کیا جو گنہ گار اختیار کرتے ہیں! اور پھر ارشاد ہوتا ہے" مَثَلُهُمْ كَمَثَلِ الَّذِي اسْتَوْقَدَ نَارًا ۚ فَلَمَّا أَضَاءَتْ مَا حَوْلَهُ ذَهَبَ اللَّهُ بِنُورِهِمْ وَتَرَكَهُمْ فِي ظُلُمَاتٍ لَا يُبْصِرُونَ" اُن کی مثال اُس شخص کی ہی جس نے آگ جلائی۔ لیکن جب اُس نے اُس کے چاروں طرف روشنی کردی اللہ نے اُن کی روشنی لے لی۔ اور اُنھیں تاریکی میں چھوڑ دیا"+

بقولِ قرآن مجید آنحضرت صلعم وہ آگ روشن کرتے ہیں۔ جو آپؐ کے اردگرد تاریکی کو دُور کردے لیکن بعض لوگ ایسے ہیں جو آپؐ کی بات سُننی پسند نہیں کرتے۔ اور آپؐ کے پاس سے چلے جاتے ہیں۔ وہ ایسی جگہ پہنچینگے جہاں روشنی نہیں ہے نصیحت اُن پر کوئی اثر نہیں کرتی پس ہدایت کے لحاظ سے وہ اندھے بہرے اور گونگے ہو جاتے ہیں۔ واضح ہو کہ گُناہ کی یہ منزل انسان پر بے انصافی اور ناپرہیزگاری کی زندگی کے بعد آتی ہو۔ جب کبھی قرآن اس حالت کا ذکر کرتا ہے۔ تو وہ صرف اُنہی کی طرف اشارہ کرتا ہے جو مُسلسل طویل عرصہ تک گُناہ کرتے ہیں۔ اور اس لئے سخت دل ہو جاتے ہیں۔ اور یہاں مَیں چند امُور زیرِ بحث کا ذکر کروں گا یعنی اُن گناہوں کا جو ہماری زندگی پر مُسلّط ہو سکتے ہیں:-

(۱) عہد شکنی (۲) کذب اور ریا کاری (۳) ظُلم (۴) خُدا کی ہدایت کو رد کرنا
۱۳:۵ ۱۸:۵ ۵۱:۵ ۳۹:۶

(۵) غرور (۶) طغیان (۷) عدم تدبر (۸) خدا کو بھلا دینا (۹) تجاوز عن الحدود
۴۰:۱ ۱۰۳:۷ ۱۷۹:۷ ۶۷:۹ ۷۴:۱۰

(۱۰) مذہبی قانون میں عدم اعتدال (۱۱) اد نئے خواہشات کی پابندی (۱۲) خلاف
۷۷:۵ ۵۶:۶

مرضیٔ خدا کی کام کرتا (۱۳) سزا کی پرواہ نکرنا اگر آسے (باقی آیندہ)
۱۶۸:۴ ۴۳:۶

ووکنگ مشن کی خدماتِ جلیلہ کا اعتراف

ایک مخلص مسلم بھائی کا گرامی نامہ

خواجہ صاحب جو کام اور امداد جناب کے دماغ و قلم سے اسلام کو میسر ہوئی۔ وہ بعہد ماضیہ متعدد حکومت ہائے اسلامیہ کے ہوتے ہوئے! اور اولیائے کرام کی تحریکات سے یورپ میں سوائے خلافت ہائے راشدہ کے کبھی حاصل نہیں ہوئی۔ اسلئے میری بحیات خود بڑی آرزو یہ ہو۔ کہ آپ کے قدموں سے اپنی آنکھوں کو ملوں۔ اب ہمارے پاس نہ حکومت ہے نہ علم و دولت۔ یہ جناب ہی کا فیضان توجہ ہو۔ کہ یورپی اقوام میں دھڑادھڑا تعلیم یافتہ اور دولتمند صحاب تعلیم اسلام سے متمتع ہو رہے ہیں"+

ووکنگ مسلم مشن (انگلستان) کے مکتوبات

مکتوب نمبر ۴۳

اقصائے بعید میں ووکنگ مسلم مشن کے تبلیغی تاثرات

امریکہ کی ایک ہستی کا قبولِ اسلام

میں ایچ ایم بوائنڈ ولد ایچ ایس بوائنڈ ساکن ۵۲۳ این نیواڈا ایوینیو کولوریڈو سپرنگس کولوریڈو بخلوصِ نیت و بارادۂ خود بلا جبر و اکراہ مذہب اسلام قبول کرنے کا اقرار کرتا ہوں - بعد ازیں میں صرف اللہ وحدہٗ لاشریک کی پرستش کرونگا - سب انبیاءِ کرام حضرت ابراہیمؑ موسیٰؑ عیسیٰؑ وغیرہ کا یکساں احترام کرونگا - اور بفضلِ خدا اسلامی زندگی بسر کرونگا

لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ

راقم ایچ - ایم - بوائنڈ

مکتوب نمبر ۴۴

فاضل مستشرق پروفیسر عبدالاحد داؤد صاحب بی ڈی

کا

نیویارک (ملک امریکہ) سے ایک مکتوب

جناب پروفیسر عبدالاحد داؤد صاحب محتاج تعارف نہیں - ایک مدت مدید تک رسالہ اسلامک ریویو انگریزی میں آپ کے گرانقدر مضامین شائع ہوتے رہے ہیں آجکل آپ بونکر - نیویارک امریکہ میں اقامت پذیر ہیں - ۱۳ - اکتوبر ۱۹۳۲ء کے گرامی نامہ میں ذیل کے امور رقمطراز ہیں

خواجہ عبدالغنی سیکرٹری ووکنگ ٹرسٹ

جس قدر زیادہ عرصہ ریاستہائے متحدہ (امریکہ) میں مجھے ٹھیرنے کا ملا ہے - اسی قدر میں

اُن قابلِ تحسین اسلامی خدمات کی دل سے قدر کرنے پر مجبور ہو رہا ہوں۔ جو دُنیا بھر میں ہمارے ہندوستانی مُسلم علماء رسالہ اسلامک ریویو انگریزی اور مسلم مشن ووکنگ انگلستان کے مفید اسلامی لٹریچر کے ذریعہ سے کر رہے ہیں۔ میں آپکے دل میں یہ امرِ حق کو دلنشین کرنا چاہتا ہوں۔ کہ ہمیشہ سے ہی میں ووکنگ مسلم مشن کا دل سے مدّاح رہا ہوں۔ اور اس اسلامی کام کو میں نے عزّت و توقیر سے دیکھا ہے خدا کرے کہ ملک امریکہ میں بھی ہمارا ایسا ہی مشن قائم ہو جائے جیسا کہ مسجد ووکنگ انگلستان میں قائم ہے۔ بڑی بدقسمتی ہماری یہ ہے۔ کہ اس مُلک میں نہ تو آبادشُدہ مسلمانوں نے اور نہ ہی دیگر اسلامی بھائیوں نے صحیح و موزُوں طریق پر اسلام پیش کرنے کی کبھی بھی کوشش کی"+

عشاقِ اسلام مندرجہ بالا وزنی آراء کسی رنگ آمیزی کی منت کش نہیں۔ یہ ٹھوس واقعات و حقائق ہیں۔ ووکنگ مشن کے اسلامی لٹریچر کا یُورپ و انگلستان چھوڑ امریکہ اور دُنیا کے کُل انگریزی دان مُسلم و غیر مُسلم طبقہ میں سکّہ جم چکا ہے۔ ووکنگ مشن کا لٹریچر ہر جگہ مقبُولِ عام ہو رہا ہے یہ تو مدت مدید سے مشن کے اسلامی لٹریچر کی مفت تقسیم کے دائرہ کو وسیع کرنے کی ضرورتِ حقّہ پر زور دیتے رہے ہیں۔ جگہ بہ جگہ مشن کھولنے ایک تو غریب مُسلم قوم کی استطاعت سے بالاتر ہیں دوسرے انگلستان کے سواء دیگر ممالک میں مشنوں کے اجراء مسلمانوں کے لئے کسی طرح بھی مفید نہیں ہو سکتے انگلستان کے مشن کے بقا و قیام سے جیسا کہ ہم نے مقالہ افتتاحیہ میں عرض کیا۔ بہت سی مُسلم سیاسی گتھیاں سُلجھ سکتی ہیں۔ مسلمانوں کو سیاسی قوت پُہنچ سکتی ہے +

الغرض یہ کہ ہمارے مُسلم بھائیوں نے بہت حد تک مُفت تقسیم لٹریچر کی استدعا پر اس وقت تک لبّیک بھی کہا ہے۔ لٹریچر کی مفت تقسیم کے نتائج کی تائید سطُور بالا نے کر دی ہے۔ لیکن دُنیا بھر میں ابھی بہت سے مقامات ایسے ہیں۔ جو جہالت کے اتھاہ گڑھوں میں محجُوب ہیں! اور جہاں ضرورت ہے کہ اسلام کی مشعل ور روشنی پہنچ کر ان تاریک مقامات کو اپنی ضو فگنی سے مُنور کر دے۔ ایسے تاریک مقامات اسلامی لٹریچر کے ذریعہ سے ہی روشن ہو سکتے ہیں مُختصراً یہ کہ دُنیا بھر میں ایسے حلقہ ابھی بیشمار ہیں۔ جہاں اسلامی لٹریچر روانہ کرنے کی اشد ضرورت ہے ہماری دلی تمنّا ہے۔ کہ مُسلم بھائی ان ضروریاتِ حقّہ کو محسُوس کریں۔ انکے دل میں درد پیدا ہو۔ تاکہ حضرت نبی کریم صلعم کے پیام کو دُور دراز مقامات پر پُہنچانے میں وہ ہماری امداد کریں۔

ہمارے ہاں ابھی دُنیا بھر کی ہزاروں لائبریریوں کی فہرستیں موجود ہیں۔ جہاں رسالہ اسلامک ریویو انگریزی جانا چاہئیے۔ اگر کوئی بزرگ صدر رسالہ ہم کو بھیجدے۔ تو ہم کسی یورپی یا امریکن لائبریری کے نام اُس بزرگ کی طرف ایک رسالہ سال بھر کیلئے مُفت جاری کر دینگے۔ جو صدقہ جاریہ کے طور پر ہوگا اور جس کا ثواب مُعطی صاحب کو ہوگا۔ اگر مُفت تقسیم لٹریچر کی مد میں مُسلم احباب دل کھول کر حصّہ لیں تو تمام یُورپ اور امریکہ میں شاندار نتائج مُترتب ہو سکتے ہیں۔ کیونکہ جس قدر شاندار مستقبل اسلام کے پیش نظر ہے۔ یہ خُوبی دُنیا میں کسی اور مذہب کو حاصل نہیں +

خواجہ عبد الغنی سکرٹری ووکنگ مسلم مشن ٹرسٹ

مکتوب نمبر ۴۵

پورٹسموتھ
۱۴ اگست ۱۹۳۴ء

جناب امام صاحب مسجد ووکنگ انگلستان

پیارے اسلامی بھائی آپکے محبت نامہ اور رسالہ اسلامک ریویو کی ترسیل کا ممنون ہوں۔ جس کے لئے ایک شلنگ کا پوسٹل آرڈر قبول فرمائیں +

جو اسلامی نام آپ نے میرے لئے تجویز کیا۔ وہ بہت ہی موزوں ہے۔ اور اُسے ہی میں اختیار کرونگا۔ مہربانی کر کے مُطلع فرمائیں۔ کہ اُس کا تلفّظ آیا صادق یا صاح دق یا صدق کروں جیسا آپ تحریر ارشاد کرینگے ویسا ہی کیا جائیگا۔ میں وقتاً فوقتاً انشاء اللہ اپنے تبدیل پتہ سے آپ کو مُطلع کرتا رہونگا۔ دو دن ہوئے میرے پاس ایک خاتون آئی۔ اور مجھے کہا۔ کہ تُم میرے ساتھ وہلیزلشین کلیسیا میں جانا پسند کروگے لیکن ساتھ ہی اُسکی دوسری بات نے مجھے محوِ حیرت کر دیا۔ مجھے کہنے لگی۔ کہ کلیسوی مذہب پر میرا خُود ایمان نہیں۔ میں درحقیقت اس مذہب سے سخت مُتنفّر ہوں لیکن معیشت کا سوال درمیان میں حائل ہے۔ کیونکہ میں کلیسیا کے ایک پادری کی خادمہ ہوں ٹریکٹ کو تقسیم کرتا اور ممبرانِ کلیسیا کی تعداد کو بڑھانا میرے فرائض میں سے ہے۔ جو میں بادلِ ناخواستہ ادا کرتی ہوں۔ حالاتِ حاضرہ میں جب سامانِ روزگار کی کوئی اَور سبیل نظر نہ آئے۔ تو علانیہ طور پر اس خلافِ عقل مذہب کی مخالفت کرنی گویا اپنے روزگار سے آپ ہی برسر پیکار رہنا ہے۔ اور یہ امر مجھ غریب کیلئے ایک حد تک دو بھر ہے +

اس گفتگو کے بعد وہ خاتون میری نگاہوں میں گر گئی۔ کیونکہ میرے نزدیک اگر کسی کو کسی مذہب پر ایمان نہیں۔ تو اسے علانیہ چھوڑ کر دوسرا مذہب قبول کر لینا چاہئے۔ خواہ مذہب کیسا ہی کیوں نہ ہو۔ جب آپ پورٹسموتھ تشریف لائیں۔ تو مجھے ضرور ملیں +

آپ کا سچا بھائی

ای۔ جے صادق۔ بروم لے۔

مکتوب نمبر ۴۶

پمبر ڈک ڈوک

جنوبی ویلیز

۱۵ اگست ۱۹۳۲ء

امام صاحب مسجد ووکنگ۔ انگلستان

پیارے بھائی۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ آٹھ اپریل کے گرامی نامہ کا از حد شکریہ۔ چند ایام تک میں اسلامی ادبیات کی مفت تقسیم کیلئے کچھ ہدیہ پیش کرونگا +

آپنے مجھ سے دریافت کیا ہے۔ کہ آیا میں اسلامی نام اختیار کرنا پسند کرونگا۔ میرے خیال میں "محمد" میرے لئے موزون ترین نام ہوگا۔ کیونکہ اس سے میرے دل میں اس خیر البشر کی یاد ہر دم تازہ رہیگی۔ جو دنیا بھر کیلئے اسلام جیسی نعمت عظمےٰ لایا +

جوں ہی کہ میری تصویر اتریگی۔ اسی وقت اسکی ایک کاپی ارسال خدمت کر دونگا۔ کیا آپ مسجد کی ایک فوٹو مجھے بھیجدینگے۔ میں آپ کا بہت مشکور ہونگا +

قاہرہ میں میں نے محمل مبارک کے جلوس کو دیکھا۔ جسے دیکھ کر میں از حد محظوظ ہوا۔ زائرین کے عشق و محبت کے جذبہ کا منظر نہایت موثر اور دل کو ابھارنے والا تھا +

اللہ تعالےٰ کے احکامات کی پیروی کیلئے ہر وقت تیار رہنا کوئی بھی حیرت کا مقام نہیں کیونکہ اللہ تعالےٰ ہی تمام معاشرتی وجماعتی تعلق کے حدود کو ملیامیٹ کر کے انسانوں کو اخوت کے اتحاد میں منسلک کرتا ہے۔ کاش کہ میں اس کے حضور تسلیم خم کرنے کا فخر حاصل کر سکوں بہر حال انسان کو مصائب اور آلام سے سبق حاصل کرنا چاہیئے وہ انسان بالکل نکما ہے۔ جو اسکی رضا جوئی کا اپنے آپ کو اہل ثابت نہیں کرتا۔ اور اس کیلئے تکالیف نہیں جھیلتا +

اب ذیل میں میں وہ وجوہات پیش کرتا ہوں۔ جن کی بناء پر میں نے اسلام قبول کیا ہے +

(الف) حقیقت تو یہ ہے کہ میں مدت سے مسلمان ہوں۔ اور میں نے اسلئے اعلان نہیں کیا۔ کہ کہیں میری برادری کے لوگ مجھے خارج نہ کردیں۔ اور اب بفضلہ تعالیٰ وہ رکاوٹیں دور ہو گئی ہیں۔ اور اس اعلان کرنے میں اب میں آزاد ہوں +

(ب) اسلام۔ آشتی۔ اتفاق و اتحاد کا مجسمہ ہے۔ اس نے قومی اختلافات کی حدود کو نہایت کامیابی سے قلع قمع کرکے تمام نسل انسانی کو رشتۂ اتحاد میں منسلک کر دیا ہے۔ اور یہ بات آج تک کسی دوسرے مذہب نے نہیں کی +

(ج) اسلام کی نمازیں پُر رعب مؤثر۔ پُر جلال دلربا اور موجب کشش ہیں۔ گل نرگس کی طرح روح کی آبیاری کرتی ہیں +

(د) اسلام چاہتا ہے۔ کہ اسکے پیرو بشرط استطاعت۔ فریضۂ حج ادا کریں۔ تاکہ جو مسلمان اسلام کے عشق کا دم بھرتا ہے۔ اسکی اسلامی محبت پرکھی جا سکے۔ حج سے انسان کو تسکین قلب حاصل ہوتی ہے۔ انسان حج کرنے سے تھوڑا سا خرچ کر کے بہت سے روحانی فیوضات کو حاصل کر لیتا ہے +

کیا آپ مجھے مطلع فرما سکتے ہیں۔ کہ مناسک حج ادا کرنے کیلئے مجھے ضروری اطلاعات کہاں سے مل سکینگی۔ کیونکہ اس جگہ اب ایسی کوئی بھی بات میری راہ میں حائل نہیں۔ جو حج کی مانع ہو۔ کیا آپ مجھے اسلامی تہواروں کی فہرست سے بھی نیز مطلع فرمائینگے۔ تاکہ میں بھی انھیں باقاعدہ منایا کروں +

امید قوی ہے۔ کہ آپ مجھے مجملہ امور کا واپسی جواب دینگے۔ اور آپ کی اس امداد کا میں ہزار بار شکریہ ادا کرتا ہوں۔ اسلام کی اشاعت کے لئے جو تبلیغی جدوجہد آپ فرما رہے ہیں۔ اسکی کامیابی کیلئے میں دل سے دعا کرتا ہوں + اللہ تعالیٰ آپ پر برکات و افضال نازل فرمائے +

آپ کا وفادار بھائی
خدمتِ الٰہی میں منہمک
(محمد) ارنیسٹ۔ ٹی۔ ڈبلیو۔ بلیک مور۔

رسالہ اشاعت اسلام کا مشترک نمبر

ماہ رمضان کی وجہ سے حسب معمول رسالہ اسلامک ریویو انگریزی کا جنوری فروری ۱۹۳۳ء ڈبل نمبر ہوگا۔ اسی ضمن میں ہم ناظرین رسالہ اشاعت اسلام کی خدمت میں بھی عرض کرتے ہیں۔ کہ رسالہ ہذا کا جنوری فروری نمبر بھی مشترک ہوگا۔ جو انشاء اللہ ماہ رمضان کے پہلے ہفتہ یعنی شروع جنوری ۱۹۳۳ء تک ناظرین کرام کی خدمت میں پہنچ جائیگا ہم اس کوشش میں ہیں۔ کہ اس مشترکہ نمبر کو بہترین مضامین سے مزین کیا جائے۔ سب سے اہم مضمون جو اس کی زینت کا موجب ہوگا۔ وہ سورۂ فاتحہ کی دلچسپ تفسیر کا آغاز ہوگا۔ جو حضرت خواجہ کمال الدین صاحب مبلغ اسلام کے رشحاتِ فکر کا نتیجہ ہے۔ اس کے علاوہ ہم کوشاں ہیں۔ کہ روزوں کے متعلق یورپین و امریکن نومسلمین کی آراء کو فراہم کیا جائے۔ اگر وقت پر یہ آراء ووکنگ سے ملگئیں۔ تو انشاء اللہ یہ بھی ہدیہ ناظرین ہونگی۔ اس کے علاوہ آنحضرت صلعم کی سیرت پر ایک بصیرت افروز

مضمون ہوگا۔ کارکنانِ رسالہ اس نمبر کیلئے سرگرم کار ہیں +
یہ تو ناظرین کرام کو علم ہی ہے کہ اس رسالہ کی جملہ آمد مسلم مشن ووکنگ انگلستان کے فنڈس کو تقویت پہنچا رہی ہے، جو یورپ میں اشاعت اسلام کا سب سے بڑا ادارہ ہے۔ اسلئے رسالۂ ہذا کی خریداری سے دستکش ہونا گویا اپنے آپ کو نیکی کے ایک بھاری کام میں حصہ لینے سے محروم کرنا ہے۔ اسلئے جملہ ناظرین کرام کی خدمت میں ہماری التماس ہے۔ کہ نہ صرف اختتام رسالہ پر وہ اپنا سالانہ چندہ پیشگی بذریعہ منی آرڈر ارسال فرمائیں۔ بلکہ سال نو ۱۹۳۳ء میں تین تین جدید خریداران کا سالانہ چندہ مبلغ عہ/۵ بھی بذریعہ منی آرڈر ارسال فرماکر داخل حسنات ہوں۔ جن احباب کا چندہ رسالہ دسمبر ۱۹۳۲ء کے پہنچنے پر ختم ہو جاتا ہے۔ وہ سب بھائی اپنا سالانہ چندہ مبلغ سے/ اخیر دسمبر ۱۹۳۲ء تک بذریعہ منی آرڈر بنام فنانشل سکرٹری مسلم مشن۔ عزیز منزل۔ برانڈرتھ روڈ لاہور بھیجدیں۔ تاکہ طرفین وی۔ پی کے اخراجات اور زحمت سے بچ جائیں +

خواجہ عبدالغنی سکرٹری ووکنگ ٹرسٹ

تفسیر القرآن

تفسیر القرآن سال گذشتہ برابر پیش خدمت ہوتی رہی ناظرین رسالہ کیلئے عموماً اور تفسیر القرآن کے بلند پایہ مضامین سے دلچسپی رکھنے والے احباب کیلئے خصوصاً یہ خبر تکلیف دہ ہوگی۔ کہ مصنف تفسیر گذشتہ اگست سے سوزش گلو و اعصابی تکالیف سے بستر آلام پر ہیں۔ اب تک حالت بدستور ہے۔ سال رواں میں یہی عوارض..... عود کر آئے۔ سال بھر کے بارہ ماہ میں سے قریباً ۸ ماہ فاضل مصنف کے انہی عوارض کی نذر ہوئے۔ حقیقت تو یہ ہے۔ کہ سالِ ما سبق قرآن کریم کی تصنیف کے عشق اور عوارض دیرینہ کی آپس میں شدید کشمکش رہی۔ اگر صورت حال یہ نہ ہوتی۔ تو تفسیر القرآن کا کام آج تک پایۂ تکمیل کو پہنچ چکا ہوتا +
شومئے قسمت سے حضرت خواجہ صاحب ممدوح آجکل اس قدر کمزور ہو گئے ہیں کہ آپ ان استفسارات کے جوابات تک دینے سے قاصر ہیں۔ جو خود ہی انہوں نے اپنی تفسیری تحریرات کے دوران میں مدعو کئے +
بہر حال اس تفسیر القرآن کا اہم حصہ یعنی سورہ فاتحہ کی تفسیر انشاءاللہ رسالہ اشاعت اسلام کے آئندہ ڈبل نمبر میں پیش کی جاویگی۔ فاضل مصنف نے ان مضامین کو ایک چھوتے اور نرالے پیرایہ میں ادا کیا ہے۔ مضامین میں ایک جدت ہے۔ ان تمام باتوں کے باوجود قابل مصنف نے کسی انکشاف یا نظریہ کو قرآن کریم کے ماتحت کھینچ تان کر لانے کی کوشش بالکل نہیں کی +
امید ہے۔ کہ تفسیر بالا ناظرین کرام کے علمی و مذہبی اضافہ کا موجب ہوگی۔ سال آئندہ انشاءاللہ ہر نمبر میں اس تفسیر کی طباعت کا کام جاری رکھا جائیگا +

گوشوارہ آمد و خرچ ووکنگ مسلم مشن اینڈ لٹریری ٹرسٹ در ہندوستان و انگلستان بابت ماہ اکتوبر سنہ ۱۹۳۲ء

تفصیل آمد	نقشہ	پائی	آنہ	روپیہ
آمد مشن اسلامک ریویو و کتب خانہ و رسالہ اشاعت اسلام در ہندوستان و انگلستان	نقشہ ۱	۶	۰	۱۳۷۱
آمد برائے مفت تقسیم رسالہ اسلامک ریویو	نقشہ ۲	۰	-	۱۶۲
آمد ریزرو فنڈ	نقشہ ۳	۹	۳	۱۷۷
میزان ۔ ۔ ۔		۳	۴	۱۷۱۰

تفصیل خرچ	نقشہ	پائی	آنہ	روپیہ
خرچ اسلامک ریویو و کتب خانہ و رسالہ اشاعت اسلام در ہندوستان و انگلستان		۲	۰	۲۷۷۹
میزان ۔ ۔ ۔		۲	-	۲۷۷۹

دستخط ۔ (ڈاکٹر) غلام محمد آنریری فنانشل سکرٹری ووکنگ مسلم مشن اینڈ لٹریری ٹرسٹ عزیز منزل لاہور

نقشہ ۱ تفصیل آمد مسلم مشن ووکنگ و اسلامک ریویو و اشاعت اسلام در ہندوستان و انگلستان ماہ ستمبر سنہ ۱۹۳۲ء

تاریخ	نمبر رسید	اسمائے گرامی معطی صاحبان	پائی	آنہ	روپیہ
۱۳ ۱۰/۳۲	۱۰۳۶	میسرز سلطانی اینڈ کو۔ یوگنڈا ۔ ۔ ۔	۰	۰	۵۰
"	۱۰۳۷	جناب ایس اے سوزما صاحب۔ اڈیپی ۔ ۔ ۔	۰	۵	-
"	۱۰۳۸	" قادر بخش صاحب۔ کومیلہ ۔ ۔	۰	۰	۱۰
۴ ۱۰/۳۲	۱۰۴۴	حضرت خواجہ کمال الدین صاحب لاہور نصف بمد مشن نصف بمد ریویو	۰	-	۲۰
"	۱۰۴۶	جناب ڈاکٹر وزیر احمد صاحب رام نگر	۰	۰	۴
	۱۰۴۷	" غلام محمد صاحب لاہور ۔ ۔	-	۰	۵
۵ ۱۰/۳۲	۱۰۵۶	" قاضی منہاج الدین صاحب سرگودھا ۔ ۔	۰	۰	۴
۶ ۱۰/۳۲	۱۰۵۸	" عبدالحق صاحب گجرات ۔ ۔	۰	-	۵
۷ ۱۰/۳۲	۱۰۶۰	" قاضی منہاج الدین صاحب سرگودھا	۰	۰	۱۰
	۱۰۷۳	" محمد محفوظ الکریم صاحب ناگپور ۔ ۔	۰	-	۲
"		" راجہ نجیب اللہ صاحب جہلم ۔ ۔ ۔	-	۰	۱۰
"	۱۰۸۳	" نظام الدین صاحب گجرات ۔ ۔	۰	۸	۱
"	۱۰۹۰	" کریم اللہ صاحب۔ دارا پور بمد مشن	۰	۰	۳
"	۱۰۹۱	" راجہ نجیب اللہ صاحب۔ جہلم "	۰	۰	۵
"	۱۰۹۲	" شیخ نیاز احمد صاحب۔ وزیر آباد	۰	۰	۱۰
۱۴ ۱۰/۳۲	۱۰۹۶	جنابہ اہلیہ صاحبہ جناب ڈاکٹر غلام محمد صاحب۔ لاہور	۰	۰	۲
۱۵ ۱۰/۳۲	۱۰۹۷	جناب محبوب خان صاحب دھاروار بمد مشن	۰	۰	۴
	۱۰۹۸	جناب شیخ امین حق صاحب ہزاری باغ	-	۰	۲
	۱۰۹۹	" ایس صفدر حسین صاحب دوجانہ بمد مشن	۰	۰	۲۵
۱۷ ۱۰/۳۲	۱۱۰۲	" محمد علی صاحب شیلا باغ بمد مشن	-	۰	۵
	۱۱۰۳	" ڈاکٹر این اے خان صاحب ٹانگانیکا "	۰	۰	۲
	۱۱۰۷	" صبیح امین صاحب۔ لدھیانہ "	۰	۰	۱
۱۸ ۱۰/۳۲	۱۱۰۹	" عبدالکریم صاحب قلعہ عبداللہ "	۰		۲
	۱۱۱۱	" قاضی منہاج الدین صاحب ناگپور "	۰	۰	۲
	۱۱۱۴	معرفت سٹینڈرڈ بنک جنوبی افریقہ "	۰	۸	۳۹
	۱۱۱۸	جناب کرم الٰہی صاحب انبالہ "	۰	-	۱۰
		چودھری محمد نور غنی صاحب گوجرانوالہ "	۰	۱۴	۷
۲۱ ۱۰/۳۲	۱۱۳۹	جناب حاجی شیخ عبدالمجید صاحب۔ کلکتہ "	-	۰	۵
۲۲ ۱۰/۳۲	۱۱۴۹	" محمد نثار حسین صاحب۔ لکھنؤ	-	۰	۱
	۱۱۵۳	منافع بر سٹرلنگ بونڈز نصف بمد مشن نصف بمد ریویو	۰	-	۴-۵
		فروخت رسالہ اسلامک ریویو بابت ماہ اکتوبر سنہ ۱۹۳۲ء	۰	۱۳	۵۶۷
	۱۱۵۴	فروخت رسالہ اشاعت اسلام بابت ماہ اکتوبر سنہ ۱۹۳۲ء	۰	۰	۱۵۰
		میزان	۶	۰	۱۳۷۱

نقشہ ۲ تفصیل آمد برائے مفت تقسیم اسلامک ریویو بابت ماہ اکتوبر سنہ ۱۹۳۲ء

تاریخ	نمبر رسید	اسمائے معطی صاحبان	پائی	آنہ	روپیہ
۴ ۱۰/۳۲	۱۰۴۵	میسرز کے۔ ایس محمود صاحب۔ لاہور	۰	۰	۲
۵ "	۱۰۵۱	جناب ایم۔ اے احمد صاحب بمبئی ۲ کاپی	-	۰	۱۰
۷ ۱۰/۳۲	۱۰۶۳	" ایم۔ آئی قاضی صاحب۔ نینی تال بمد کاپی	-	۰	۵
	۱۰۶۵	" علی احمد خان صاحب۔ بہاولپور ۲۰ کاپی	۰	-	۱۰۰
	۱۱۰۸	" عظیم الدین خان صاحب [illegible] ۔ ۔ ۔	۰	۰	۵
۲۰ ۱۰/۳۲	۱۱۳۴	" محمد سلیمان صاحب مردان ۲ کاپی	۰	۰	۱۰
۲۴ ۱۰/۳۲	۱۱۸[illegible]	" سید محمد سراج الحق صاحب۔ ٹیرہ ۵ کاپی ۔ ۔	۰	۰	۲۵
"	۱۱۸۰	" سید محمد سعید الحق صاحب۔ " بمد کاپی	۰	۰	۵
		میزان ۔ ۔	۰	۰	۱۶۲

نقشہ ۳ تفصیل آمد ریزرو فنڈ بابت ماہ اکتوبر سنہ ۱۹۳۲ء

تاریخ	نمبر رسید	اسمائے معطی صاحبان	پائی	آنہ	روپیہ
۴ ۱۰/۳۲	۲۰	جناب خواجہ عبدالغنی صاحب۔ لاہور	۰	۸	۲
	"	" خواجہ صلاح الدین صاحب۔ "	-	-	۲
	"	" خواجہ جلال الدین " "	۰	-	۱
		ملازمین دفتر ۔ ۔ ۔	۰	۱۲	۱
	۲۱	جناب ڈاکٹر وزیر احمد صاحب۔ رام نگر	۰	۰	۴
	۲۳	" [illegible] صاحب بمبئی ۔	۰	۰	۱۰
	[illegible]	[illegible] فروخت کتب	۹	۱۵	۵۵
	[illegible]	[illegible] صاحب [illegible]	۰	۰	۱۰۰
		میزان ۔ ۔	۹	۳	۱۷۷

نقشہ ۴ تفصیل خرچ دی ووکنگ مسلم مشن اینڈ لٹریری ٹرسٹ عزیز منزل برانڈرتھ روڈ لاہور بابت ماہ اکتوبر ۱۹۳۲ء

تاریخ	نمبر بل	تفصیل خرچ	پائی	آنہ	روپیہ
۱ ۱۰/۳۲	۸۳	تنخواہ عملہ دفتر لاہور بابت ستمبر ۱۹۳۲ء	-	۴	۱۱۲۲
۴ ۱۰/۳۲	۸۴	بل سائر دفتر لاہور بہ تفصیل ذیل :-			
		محصول ڈاک از رجسٹر ڈاک بہی نمبر ۱۴۳۸ تا ۱۵۲۳ ... ۱۰۰ — ۰ — ۰			
		پریس ... ۵ — ۰ — ۰			
		محصول ریپرس موصولہ از ووکنگ ... ۳ — ۱۴ — ۰			
		کرایہ دفتر ... ۳۲ — ۰ — ۰			
		متفرق ... ۲ — ۰ — ۰			
		تاریں ... ۵ — ۰ — ۰	۰	۰	۱۵۰
	۸۵	ترجمہ برائے رسالہ اشاعت اسلام	۰	۱۲	۲۰
	۸۶	میسرز ملک پریس بابت طباعت ... ۲۰۰۰ شرخی دار فارمس ... ۲۰۰۰ فارم خریداران	۰	-	۴۳
	۸۷	میسرز متھراداس چھگن لال بابت کاغذ برائے رسالہ اشاعت اسلام ماہ اگست ۱۹۳۲ء	۰	-	۲۴
	۸۸	میسرز جے بی ایڈوانی ۴ ریم کرافٹ پیپر برائے اسلامک ریویو ریپر	۰	۱۴	۲۸
	۸۹	میسرز مسلم پرنٹنگ پریس بابت طباعت رسالہ اشاعت اسلام ماہ اگست بحوالہ بل نمبر ۵۵ ۱۲ آنہ ۸ آنہ - ۱۲ روپیہ طباعت ... ۲۰۰ کاپی بیننظیر کامیابی (اردو)	۰	۰	۳۲
	۹۰	میسرز کلکتہ پریس بابت ... ۳ اپیل اسلامک ریویو بحوالہ بل ۳۰۶	-	۰	۱۰
	۹۱	میسرز کپور آرٹ پریس بابت بلاک اسلامک ریویو ان کا ۳ ۲۶	۶	۵	۷
	۹۲	بل سائر بہ تفصیل ذیل :-			
		محصول ڈاک از ۱۵۲۴ تا ۱۵۴۹	۰	۰	۱۵۰
	۹۳	کاتب - بابت کتابت رسالہ اشاعت اسلام ماہ ستمبر ۱۹۳۲ء	۰	۹	۲۵
	۹۴	پیشگی رقم ووکنگ بحساب سفر خرچ نائب امام ووکنگ	۸	۱۰	۶۶۶
	۹۵	میسرز مسلم پرنٹنگ پریس لاہور بابت طباعت رسالہ اشاعت اسلام ستمبر و اکتوبر ۱۹۳۲ء	۰	۰	۲۸
	۹۶	میسرز جے بی ایڈوانی اینڈ کو - کاغذ برائے رسالہ اشاعت اسلام بحوالہ نمبر ۴ ۸ ۴ ۲	۰	-	۲۷
	۹۷	کاتب بابت اجرت کتابت رسالہ اشاعت اسلام ماہ اکتوبر ۱۹۳۲ء	-	۹	۲۵
	۹۸	بل سائر بہ تفصیل ذیل :-			
		محصول ڈاک از نمبر ۱۵۵۰ تا ۱۶۷۰ ... ۸۰ — ۱۱ — ۹			
		رقم قابل برآمد ... ۱ — ۲ — ۰			
		بندھائی رسالہ اشاعت اسلام ماہ ستمبر ۱۹۳۲ء ... ۳ — ۰ — ۰			
		موسمی اخراجات ... ۸ — ۱ — ۰			
		روتیو سٹنسل ... ۹ — ۶ — ۰			
		لفافے - پوسٹکارڈ - سیاہی ... ۶ — ۰ — ۰			
		سٹیشنری ... ۶ — ۷ — ۰			
		پریس ... ۵ — ۰ — ۰			
		ریپرس از ووکنگ و کاغذ پریس ٹانگہ میں ... ۵ — ۰ — ۰			
		امپرسٹ دفتر مانسہرہ ... ۱۹ — ۰ — ۰			
		ٹکٹ ... ۱ — ۱۴ — ۰			
		متفرق ... ۳ — ۱۳ — ۰	۰	۰	۱۵۰
	۹۹	میسرز متھراداس چھگن لال قیمت کاغذ رسالہ اشاعت اسلام ماہ ستمبر ۱۹۳۲ء	۰	۰	۲۴
	۱۰۰	میسرز غلام محمد سراج الدین صاحب - بندھائی اسلامک ریویو ۱۹۳۲ء	۰	۰	۳۵
	۱۰۱	میسرز سول اینڈ ملٹری پریس طباعت اسلامک ریویو اگست ۱۹۳۲ء			۲۳۲
		میزان	۲	۰	۲۷۷۹

تصنیفات حضرت خواجہ کمال الدین صاحب بانئے مسلم مشن ووکنگ (انگلستان)

نام کتاب	قیمت	نام کتاب	قیمت
توحید فی الاسلام بلا جلد عہ/ مجلد	عہر	ام الالسنہ معروف بہ زندہ و کامل زبان بلا جلد ۱۲/ مجلد	عہ/
سلک مروارید معرکتہ الآرا دین لیکچروں کا مجموعہ بلا جلد عہ/ مجلد	عہ/	براہین نیرہ بلا جلد ۱۲/ مجلد	عہ/
ینابیع المسیحیت بلا جلد عہ/ مجلد	عہ/	پیغام اسلام	۸/
ضرورت الہام بلا جلد ۱۲/ مجلد	عہ/	مقصد مذہب	۴
راز حیات یا انجیل عمل بلا جلد عہ/ مجلد	عہ/	خطبات غربیہ بلا جلد ۱۲/ مجلد	عہ/
مکالمات ملیہ بلا جلد ۱۳/ مجلد	عہ/	سیر افکار یا روحانیت فی الاسلام بلا جلد ۱۲/ مجلد	عہ/
مطالعہ اسلام بلا جلد ۱۲/ مجلد	عہ/	ہستی باری تعالیٰ بلا جلد	۶/
اسلام میں کوئی فرقہ نہیں بلا جلد ۸/ مجلد	عہ/	یسوع کی الوہیت اور اسکی انسانیت پر ایک نظر	۸/
لمعات انوار محمدیہ بلا جلد ۶/ مجلد	۱۰/	اسلام اور علوم جدید	۸/
مذہب محبت ۷/ موضوع القرآن	۸/	صلائے نصرت بہ اہل ہمت	۴/
ذرات عالم کا مذہب	۸/	حیات بعد الموت	۱۲/
اسوۂ حسنہ معروف بہ زندہ و کامل نبی بلا جلد	۷/	جہد للبقاء	۸/

دیگر مصنفین

نام کتاب	قیمت	نام کتاب	قیمت
جمع القرآن	۱۲/	سیرت نبوی قیمت صرف	۸/
قرآن شریف مترجم شاہ رفیع الدین صاحب محدث دہلوی مجلد	للعہ/	لندن میں جلسۂ مولود النبی صلعم	۲/
دنیا کے مشہور شہدائے ثلاثہ بلا جلد	۷/	قرآن اور جنگ	۳/
اسلامی نماز کا فلسفہ قیمت صرف	۳/	پادری صاحبان کیلئے حل طلب معمہ	۱/
تفسیر سورۂ فاتحہ قیمت صرف	۲/	سیرت خیر البشر عہ/ مجلد عہ/ مقام حدیث بلا جلد عہ/ مجلد	عہ/
اسلام یعنی بنی نوع کا مذہب	۲/	تصاویر نومسلمانان یورپ فی درجن ۱/ تین درجن مجلد	عہ/
اسلامی نماز اور اس پر مغربی اعتراض	۱/	تصاویر نماز عیدین مسجد ووکنگ قیمت فی درجن	۱۰/
ثبوت کا ظہور اتم المعروف بہ نبی کامل مصنفہ حضرت خواجہ صاحب	عہ/	تمدن اسلام حصہ اول مصنفہ حضرت خواجہ صاحب	عہ/

تمام درخواستیں بنام

منیجر مسلم بک سوسائٹی عزیز منزل برانڈرتھ روڈ لاہور (پنجاب) ہونی چاہئیں

یورپ میں اشاعتِ اسلام

مسلم مشن ووکنگ انگلستان کی تبلیغی تگ و دو

یورپ میں اشاعتِ اسلام کیلئے ذیل کے ذرائع اختیار کئے جاتے ہیں۔ جو سب کے سب ہی مسلم امداد کے محتاج ہیں:-

۱۔ رسالہ اسلامک ریویو انگریزی کی مفت اشاعت

یورپین نومسلمین و غیر مسلمین اخوان و خواتین میں کیجاتی ہے

۲۔ دنیا بھر کی مسلم لائبریریوں

کو رسالہ اسلامک ریویو مفت بھیجا جاتا ہے +

۳۔ مبلغین مشن کے ہفتہ واری لیکچر

ہفتہ میں ایک بار لندن میں اور ایک دفعہ مسجد ووکنگ میں لیکچر ہوتا ہے جن میں سامعین کی چائے سے تواضع کیجاتی ہے

۴۔ لندن میں جمعہ و عیدین کی نمازیں

عیدین کے مجمع میں چار پانچ صد کے لگ بھگ نومسلمین و مسلمین شامل ہوتے ہیں نماز کے بعد انھیں دعوت دیجاتی ہے جس پر کثیر رقم پونڈ فی عید صرف ہوتا ہے +

۵۔ رسالت مآب حضرت نبی کریم صلعم کے سالانہ یوم ولادت

کی تقریب پر چار پانچ صد سے زاید مجمع ہوتا ہے جن کی تواضع عوت سے کی جاتی ہے۔ یہ مجمع مسلمین و نومسلمین پر مشتمل ہوتا ہے +

۶۔ دور دراز ممالک کے غیر مسلمین

کو مبلغین مشن بذریعہ خط و کتابت تبلیغ کرتے رہتے ہیں جس پر محصول ڈاک صرف ہوتا ہے +

۷۔ تالیف قلوب

بعض غیر مسلمین و نومسلمین کی حسب ضرورت مالی امداد بھی کی جاتی ہے +

۸۔ انگریزی اسلامی ادبیات

کی مفت اشاعت کیجاتی ہے۔ نومسلمین غیر مسلمین کو مفت تقسیم کی جاتی ہیں +

۹۔ مسجد ووکنگ میں زائرین

کی آمد و رفت میں جس مسلم نومسلم و غیر مسلم ہوتے ہیں۔ ان سب کی تواضع چاء سے کی جاتی ہے +

۱۰۔ عملۂ مشن

کی آمد و رفت کے اخراجات اور ان کے ماہواری مشاہرے +

۱۱۔ اسلامک ریویو انگریزی مجریہ مسجد ووکنگ انگلستان

زیر ادارت

حضرت خواجہ کمال الدین صاحب بی۔ اے۔ ایل ایل۔ بی وکیل مبلغ اسلام

مغرب میں اسلام کا واحد مشتعل مایہ ناز انگریزی رسالہ جس میں زبردست اہل قلم حضرات کے مذہب اخلاق تمدن و معاشرت اسلام میں تصوف اور حالات حاضرہ پر مسلمین و نومسلمین کے مضامین ہوتے ہیں یہ رسالہ کو نومسلموں کے فوٹوسی زینت دیجاتی ہے حضرت خواجہ کمال الدین صاحب کے قلم گوہر بار سے شرح قرآن مجید کا سلسلہ بھی آغاز سال ۱۹۳۳ء سے شروع ہے جو از حد دلچسپ ہے سالانہ چندہ ۵ روپیہ مفت تقسیم طلباء ۳ روپیہ مع محصولڈاک۔ نمونہ مفت +

۱۲۔ رسالہ اشاعت اسلام اردو مترجمہ بمعالمۂ اسلامک ریویو انگریزی

زیر ادارت

حضرت خواجہ کمال الدین صاحب بی۔ اے۔ ایل ایل۔ بی وکیل مبلغ اسلام

اس رسالہ میں اسلامک ریویو کے اردو تراجم کے علاوہ مشہور اہل قلم حضرات کے مضامین بھی ہوتے ہیں جن میں حالات حاضرہ پر مذہبی نقطۂ نگاہ سے بحث کی جاتی ہے۔ مسجد ووکنگ کے جملہ تبلیغی جدوجہد کو ملخص درج ہوتے ہیں۔ اس کے علاوہ حضرت خواجہ کمال الدین صاحب کی شرح قرآن کریم کا بھی اردو ترجمہ چھپتا ہے +

تمام خط و کتابت بنام سکرٹری مسلم مشن اینڈ لٹریری ٹرسٹ عزیز منزل برانڈرتھ روڈ لاہور پنجاب